

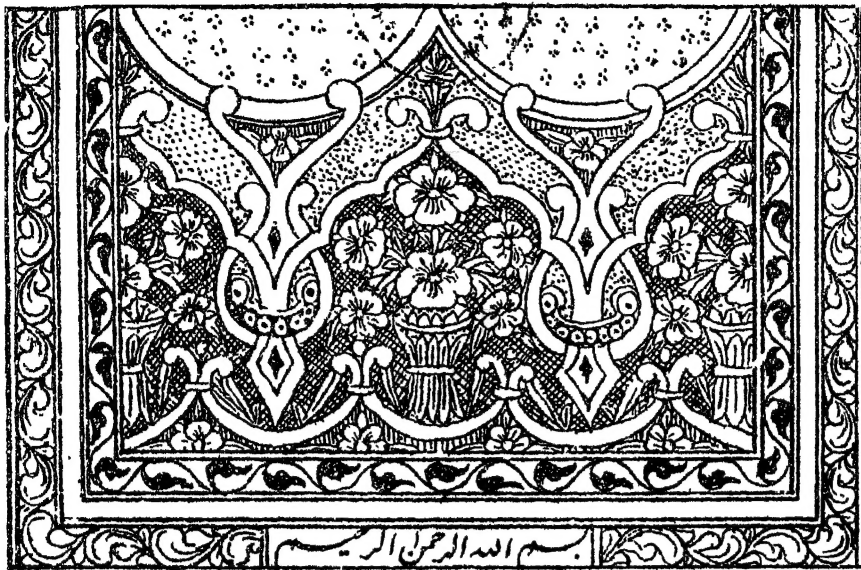
جاء الحق وانه الحق الباطل ان كان هو

المنتهى درين ايام فرخنده و فرحان اسم الله تعالى



في ترويد انوار الهدى وتكذيب شر
شيخ احمد صاحب شيعي ديوبندي وكين پورى

آء علم كتمه قراعتا غلام حسن طبع
مطلب كيشن لصحت حسن سلك حسن



نہ ابا انہیں
پہلی ہی میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو

میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو

میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو
میں غلطی ہو

بعد حمد حلال شکلات کہ او سکی ذات پاک کے سوا نہ ہاں شکلاتی کی کسی کو طاقت نہیں ہے
اور نعمت خواجہ کائنات کہ او کے منصب سالت بلا شرکت غیر ہی میں مطلق کسیاں شراکت
نہیں ہے، صلی اللہ علیہ وسلم، وَالْأَلِیَّہُ وَأَصْحَابِہُ وَأَزْوَاجِہُ وَدُرِّ یَا تِہُ أَجْمَعِیْنَ
اما بعد صغر العباد و ان محمد جہاگیر خان شکوہ با دوی خدمت میں اہل ایمان کے عرض کرتا ہوں
واضح ہو کہ حضرات شیعہ صرف فضائل صحابہؓ با صفا ہی کا انکار نہیں کرتے بلکہ کمال کتاب
الہ میں بھی نقصان کا اقرار کرتے ہیں نَعُوذُ بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
ع برین عقل و دانش بباہر گریست۔ ان سے کوئی پوچھے کہ جب تم ذالک الکتاب
کا ریب فیض کو ہی از راہ سوء اعتقادی اور غلط فہمی کے ناقص اور باض غمانی کہتے ہو
تو پھر تمہارا اصول مذہب کس طرح سے صحیح ہو سکتا ہے جو کہ کفر از کعبہ بنیزد کہ امامت مسلمانی
بر العجب تو یہ ہے کہ بعد مردار نہ نہ صحابہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حضرت
منظر العجائب سکرام اللہ و خجہ نے کہ حدیث اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلٰی بَابِهَا
او کی شان میں ناطق ہے کیوں نہ تحریف اور بے برقی کلام الہی کو درست کیا اب تو میر
تفسیر سے ہی آزادی حاصل ہو چکی تھی مزید برآں اگر ایسی ہی امداد غنیم نے بھی اس کا نہیں

کہ مدارِ سلام کا اسی پر موقوف تھا کچھ خیال نہ فرمایا اس صورت میں تو قضیہ نہ حکم پایا جاتا ہے بلکہ بہت بڑا جرم خطا و جفا کا بہ نسبت آئمہ کرام کے لازم آتا ہے کہ لا واللہ یہ صریح الزام ہے اتہام ہے عجز و لا درست وزے کہ کجھ چراغ دار و لہذا موقع مناسب معلوم ہوتا ہے کہ واسطے افادہ خاص عام کے ایک مختصر تالیف ترتیب یجائے کہ واقف اس مختصر دور زشار کو قدرت مقابلہ کر وہ مذہب و متبع سے حاصل ہو جائے چونکہ یہ امر مریضہ ہے کہ باطن اس فتنہ کا ہر حال میں خالی از فساد نہیں تاہم بعض اہلسنت از راہ جہالت کے شریک مجالس و محافل نا واداسنہ کہ شرعاً و عرفاً ممنوع و نامشروع ہے ہوتے ہیں اور تعزیر بنانے اور مرثیہ سننے پر مرتے ہیں حالانکہ ہر کہ و مسہ بخوبی جانتا کہ شیعیان پاک کی تو بتری ہے پر موقوف ہے اسی سبب سے یہ فرقہ بصفت تبرائی موصوف پہنچیں حتیٰ لاسکا اہلسنت الجماعت کو واجب بلکہ فرض تر ہے کہ جلسہ جائز سے اجتناب قبول کریں کہ کوئی امام بارہ محبان اہلبیت کا ایسا نہیں ہے کہ جمین علانیۃ یا خفیۃ تبرانہ پڑھا جاتا ہو اور کوئی کتاب شیعیان پاک کی ایسی نہیں کہ جمین صحابہ باصفا کی نسبت بڑا نہ لکھا ہو اگرچہ مرثیے بھی اس سوز سے خالی نہیں ہوتے ہیں مگر شایقین مجالس سید الشہداء کہ عاشق مضمون شاعری شعراء کذاب مرثیے خوان کے ہیں ہرگز بسبب مخاطب ہونے مذاق شاعری کے اون موزون کو نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ایسی واہیات و خرافات کی اتباع میں تارک صوم و صلوٰۃ ہو کر اپنی دنیا و عقبیٰ خراب کرتے ہیں قطع نظر صحابہ ثلاثہ کے نام پر چون پر لکھ کر تہ فرسٹ محفل کہ دنیا اور آٹھویں تاریخ کا حلو اس پر تبراہونکتے ہیں ہو کے سے سنی کو کہلا دینا یہ پوشیوں کے نزدیک فضل العبادات سے حیف صدحیف کیسی غفلت اور بے تمیز بی ہے کہ باوجود ایسی حرکات نامالایم حضرات شیعہ کے تسنن اپنے دین و ایمان حفاظت نہیں کرتے ہیں بلکہ بسبب تقلید اکثر اعمال و افعال نا درست انہوں نے کٹھنی معصیت اپنے سر پر کرتے ہیں حق یہ ہے کہ موافق اس مذہب کا مطالبی پیش کریں تَشْبِہَہ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

یہ شیعیان کا مذہب ہے
یہ شیعیان کا مذہب ہے
یہ شیعیان کا مذہب ہے

مستحق نار ہے اور مخالف اس ملت کا موافق خبر صحیحہ ص ۱۰۰ سَلَّكَ عَلَى طَرَفِي نَهْوَ آيٍ
مقبشر رحمت غفار آدم بر سر طلب آشناء عشرین غفلت و عطلت کو گوش ہوش سے دور
کر و اور بادل حضور اثبات صحت قرآن پاک و فضائل صحابہ صاحب لولاک کے سنو۔

مجلد اول صحابہ با صفا رسالت باب صلی اللہ علیہ وسلم کا

ہم بالیقین کہہ سکتے ہیں کہ خلفاء راشدین اور صحابہ انصار و مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی جانب کفر و نفاق کو منسوب کرنا مطابق شریعت حق رسول رب مطلق صریح کفر ہے اور
و عوی بے دلیل اہل بغض کا محض باطل ہے ایسے کہ آیات بنیات قرآن مجید اور روایات
آئیمہ شیعیان قدیم و جدید شاہد حال خیر مال اوں بزرگان ارکان اسلام کے ہیں اور
سوء عقایدی بدگمانوں کی قطعی تردید کرتے ہیں لہذا اس مقام پر کچھ آیات اور روایات نقل
کرنا ضروری سمجھا گیا اول آیت سورہ آل عمران پارہ چہارم کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ كُنْتُمْ اَوَّلُ
ترجمہ تم بہتر ہو سب امتوں سے پیدا ہوئے واسطے آدمیوں کے حکم کرتے ہو اچھی بات پر
(یعنی ایمان اور طاعت خدا اور رسول کا) اور روکتے ہو برے کام سے (یعنی کفر اور شرک
اور تمام ناقص فعلوں سے) اور ایمان لاتے ہو اللہ پر اور خلاصتہً اجماع مطبوعہ طہران
معتبر تفسیر شیعوں میں تفسیر آیہ موصوفہ کی یوں مرقوم ہے بہتید شہائے امت محمد بہترین
گروہ ہے کہ از عالم غیب بیرون آوردہ شدہ اید از برے مروان التیشان را براہ راست
و عیون کنید خیریت این است درین تہہ بہت است کہ بیان میکند میفرماید ہر چیز کفر یا مانعہ
و نہی میکند ہر چیز کہ شریعت نہی کندہ است و میگرداند بخدا برو جہد شہادت و سرخ یا خیران
و قسم است از قسم اول آنکہ حق آن تقدیم این قسم بدان دو قسم بہت کالتبت بر آنکہ ایشان
امر معروف میکنند و نہی از منکر صحت ایمان آوردن بخدا و تصدیق بان و اطاعت اوں اتہی

خبر صحیحہ
مقبشر رحمت
غفار آدم
بر سر طلب
آشناء عشرین
غفلت و عطلت
کو گوش ہوش
سے دور
کر و اور بادل
حضور اثبات
صحت قرآن پاک
و فضائل
صحابہ صاحب
لولاک کے سنو۔

صرف یہ ایک ہی آیت شریف فضائل صحابہ عالی صفات کے واسطے کافی وافی ہے
 کیونکہ رب کبر صحابہ کو سب ہتھوں بہتر اور اچھے کاموں پر حکم کرنے والے اور بڑے
 کاموں کے باز رکھنے والے اور اللہ پر ایمان صادق لانے والے فرماتا ہے اگر کسی شیخہ
 کو دس سو سے ہو کہ شاید یہ آیت آئمہ کرام کی شان میں ہے تو ہم دندان شکن جواب میں
 کہ وقت نزول آیت موصوفہ سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کسی امام کا نشان بھی
 نہ تھا پس کتنی بعید سے جمع اثبات فضیلت صحابہ وال ہے وہم آیت کو معہ سورہ
 پاور ایضاً قال الذین ہاجرُوا وَاُخْرِجُوا مِنْ دِیَارِہِمُ وَ اَوْدُوا فِی سَبِیْلِی
 وَقَاتَلُوا وُقُتِلُوا لَکُمْ اَلْکَفَّٰتُ عَنْہُمْ سَبَّاحْتُمْ وَلَا دَخَلْتُمْ جَنَّاتِجْہَنَّمِ
 مِنْ تَحْتِہَا اَلْاَکْفَارُہُ تَوَاجِبًا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہُ حَسْبُ النّٰوَاجِبِ
 ترجمہ یہ لوگ کہ ہجرت کی اور لوگوں سے اور نکلے وہ لوگ اپنے شہر سے اور تکلیف
 دئے گئے میری راہ میں اور مقاتلہ کیا اور لوگوں سے (یعنی کفار سے) اور مقتول ہوئے
 وہ لوگ (یعنی شہید) البتہ دور کرونگا میں اور سے بُرائیاں اور انکی اور البتہ داخل کرونگا
 میں اور انکو بہشت میں کہ جسکے نیچے نہر میں جاری ہیں ثواب اللہ کے نزدیک ہے اور اللہ
 کہ نزدیک کے عمدہ ثواب ہے خلاصتہ اس منہج پر آنا کہ ہجرت کر دنازلہ و شرک
 از منازل اور طان خود بیرون آمدن بھبت تعصب دینی و بیرون کردہ شند از سر آہا
 خود باضطر از حضرت رسالت ست آنا کہ مشرکان ایشان را از مکہ بیرون کر دند و
 رنجانیدہ شند و در راہ طاعت سن بسبب ایمان آوردن مانند بلال کہ بزدن و دشنام
 دادن آزار سیر ساندند اور او مہیب کہ بغارت اسوال او ویرامیر رنجانیدند و کارزار کر دند
 با کفار بجد و ثبات تمام و کشتہ شدن و در بہا و مانند حمزہ و سائر شہیدان ہر آئینہ و رگزارم
 از ایشان بدی ہاے ایشان را کہ کردہ باشند و ہر آئینہ و آرم ایشان را بہ بوستان
 کہ میرود از زیر درختان بازیر منازل آن جوئی آپاداش دادہ شود و ایشان آپاداش دانی

از نزد خدای تعالی و خدائے که نزدیک است نیکوئی پاداش یعنی دوست بهترین ثواب
 و ہند گان غیر انتہائی اس آیت شریف میں ب جلیل ہجرت کرنے والوں کی تعریف
 و توصیف فرماتا ہے اور انکو قطعی جنتی ہونے کی خوشخبری سناتا ہے کہ جن لوگوں نے میرے
 واسطے اپنے گھر بار اور خویش و تبار چھوڑ دیئے اور میرے اوپر ایمان لانے کی وجہ سے
 سخت محالیف اڑٹھائیں اور کفار اشرار کو جہنم واصل کرتے ہیں اور خود بھی در شہداء
 حاصل کرتے ہیں پس میں ایسے بے مسلمانوں اور بے رحمیہ دین داروں کے ساتھ بڑے بڑے
 سلوک کرونگا اور قسم قسم کی ہربانیوں سے پیش آؤنگا اور انکی کوششوں اور مصیبتوں کے
 کے معاضدہ میں گناہوں سے درگزر کرونگا (یعنی اللہ تعالیٰ ہاجرین کی نسبت بغل
 رحمت و استعانتی کے فرماتا ہے کہ ایسے صادق الایمانوں کی بھول چوک معاف کرونگا
 بلکہ انکی برائیوں کو بھلائیوں کے بدل دیں گے) اور انکو جنت میں جسکے نیچے نہرین وان
 جگہ دوں گا تاکہ انکو سیدہ جکراخ و غم نہ ہے اور یہ ثواب جیاب اپنے فضائل یا کمال کے
 سبب انکو دوں گا و لکھو خدا پاک کس پر اور رحمت سے جا بڑھیں کو فرماتا ہے کہ تم خاص اہل ان
 سے بڑھ کر تمکو ثواب ملے گا سو ہم آیت رکوع ۹ سورہ انفال پارہ دہم کو لکھنا کہ
 وَمَنْ آتَى اللَّهَ بِحَرْبٍ فَمَا آخِذٌ بَعْدَ عَدَاۗءٍ عَظِيْمَةٍ مِّنْ حَرَمٍ اَوْ نَهْوٍ
 لِّمَا بَوَّأَ اللّٰہُ لِمَنْ شَاءَ مِنْہٗ سَبَیْلًا مِّنْ دُوْنِہٖ سَبَیْلًا مِّنْ دُوْنِہٖ سَبَیْلًا
 عَذَابٌ بَّزَّاسٌ اِلَّا بِرِیْضَتِیْ لِمَنْ شَآءَ مِنْہٗ سَبَیْلًا مِّنْ دُوْنِہٖ سَبَیْلًا
 قیدیوں نے ترقی غیر برحق نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا کہ قیدیوں کی نسبت تمہاری
 کیا رائے ہے حضرت ابو بکر نے عرض کی کیا رسول اللہ صلعم میری یہ رائے ہے کہ ان
 قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑ دیجئے اور حضرت عمرؓ نے العباسؓ کی کہ میرے نزدیک جیسا
 رشتہ دار ہو ہے اپنے رشتہ دار کو گردن مائے اور محبت خدا کے مقابلہ میں ہرگز نہ
 رشتہ جلی پر لحاظ کرے کہ حضرت معروضہ صدیق اکبر کو پسند فرمایا اور قیدیوں کو

۱۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۲۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۳۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۴۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۵۔ حضرت سیدہ خدیجہؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۶۔ حضرت سیدہ زینبؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۷۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۸۔ حضرت سیدہ عائشہؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۹۔ حضرت سیدہ حفصہؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا
 ۱۰۔ حضرت سیدہ ریحانہؓ نے عرض کیا کہ اگر رسول اللہ صلعم میری رائے سے راضی ہوں تو میں اپنے رشتہ داروں کو فدیہ لیکر چھوڑ دوں گا

قد یہ لیکر ہا کیا چنانچہ اسکی تصدیق علماء مفسرین مجتہدین شیعہ ہی کرتے ہیں خلاصۃ المنہج
 کاشانی کی تفسیر میں یہ مرقوم ہے کہ روز بدر ہفتا و تن اسیر شدند و از جملہ ایشان عباس و
 عقیل بودند حضرت در باب ایشان باصحاب مشاورہ کرد ابو بکر کہ از ہاجرین بود گفت
 یا رسول اللہ اکابر و اصاغر این قوم قارب و عشایر تواند اگر ہر یک بقدر طاقت دستا
 فدائے بدر ہند کہ روز بدولت اسلام برسد الخ اور اسید طرح سے مجمع البیان جبرئی غیرہ
 لکھا ہے ان روایتوں سے چند فوائد حاصل ہوئے اول حضرت صدیق اکبر اور
 عمر فاروق کا مہر کہ بدر میں مل ہونا دوم صحابہ ثلاثہ کا ہاجرین میں ہونا سوم
 حضرت صلحہ کارے صدیق اکبر کو پسند فرمانا پر تفسیر خلاصۃ المنہج میں یہ مرقوم
 ہے کہ خدا تعالیٰ بدریان را وعدہ فرماتے وادہ و ایشان را بختاب ستطاب اعملوا
 مَا شِئْتُمْ فَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ نَوَازِش فرمودہ یہ تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَلَّ اللّٰهُ اَطْلَعَ عَلٰی اَهْلِ الْبَدْرِ فَقَفَرْتُ لَكُمْ
 فَقَالَ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ ترجمہ امید اللہ تعالیٰ ظاہر ہوا اہل
 بدر پر پس بخشا واسطے اونکے پس کہا واسطے اونکے کہ جو جی چاہے سو کر و پس تحقیق بخشا
 گیا واسطے تمھارے الخ پر منہج الصاوقین میں تفسیر آیہ موصوفہ کی یوں مرقوم ہے
 کہ حضرت رسول خدا فرمود کہ اگر عذاب نازل شدی غیر از عمر و سعد و معاذ کسے نجات
 نمی یافت اے شیعیان پاک را تو انصاف کر و کہ تمھارے علماء صحابہ بالخصوص خلفاء
 ثلاثہ کی شان میں کیا تحریر کرتے ہیں چہارم آیت بارہ البضار کوع او الذین
 امنوا و ہاجرنا و اوجا ہدوا فی سبیل اللہ و الذین او و نصرنا و اولئک
 ہم المؤمنون حقاً لہم مغفرۃ و جزا کریمہ ترجمہ جو لوگ کہ ایمان لائے اور حضور نے
 ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے
 ایمان والے ہیں اونکے واسطے مغفرت اور روزی باکراست ہے خلاصۃ المنہج

[illegible]

سچے اور پاک مسلمان ہیں کہ جنھوں نے خاص میری اور میرے رسول کی محبت میں اپنے
 کنبہ و قبیلہ کو بیٹھ دی اور سارا مال منال چھوڑا اور بدرجہا تکالیف اور مصائب اٹھائے
 پس میں ان کو ضرور بڑے مرتبہ و درجہ کا ایسا عہد و عہدیت اگر تم ہماری تفسیروں کو
 نہ مانو تو نظر عدالت اپنی تفسیروں میں خلاصہ المنہج و صحیح البیان غیرہ میں فضائل و احسان
 باصفائے دیکھو کہ تم کیا کفر و سرکسے ابھر کا سے ختم نہ ہو چکے آیت کو ۳ سورہ توبہ یا وہم
 الَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ
 ذَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ هُمُ الْمُبَشَّرُونَ هُمُ الْمُبَشَّرُونَ هُمُ الْمُبَشَّرُونَ
 وَفِيهِمْ أَكْثَرُ دَرَجَةٍ هُمُ الْمُبَشَّرُونَ هُمُ الْمُبَشَّرُونَ هُمُ الْمُبَشَّرُونَ هُمُ الْمُبَشَّرُونَ
 ترجمہ اُوہ لوگ جو ایمان لائے (یعنی اللہ پر اور اس چیز پر جو اس کی طرف سے نازل ہوئی
 اور گھر ہو چکے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان اُن کے لئے بہت بڑا اور جہ ہے
 اللہ کے پاس اور وہی ہونے مراد کو (یعنی دونوں جہان کی نعمتیں اور برکتیں حاصل کیں
 خلاصہ المنہج آنا کہ گرویدہ اند بخدا لے و بانچہ آمد است از نزدیک و سحرت کردند
 از دیار خود و جہاں کردند از دیار خود و جہاں کردند از دیار خود و جہاں کردند از دیار خود
 خود بر مجاہدان و تھیکہ سباب قتال ایشان بہ نفسہاے خود و سرکہ قتال بزرگ
 تر از از سوسے و جہر یعنی مرتبہ و کرامت ایشان بلند ترست و بیشتر نزدیک خدا لے
 از انہا کہ سقائے حاج و عمارت مسجد کنند و این صفتہا داشتہ ہند و ان گروہیکہ جامع
 این کمالات اند ایشانند ظفر یافتگان مقاصد و جہان انتہی اس آیت شریف میں لایا
 مجاہدہ جابرین اور مجاہدین کے حق میں پانچ چیزوں کی خوش خبری ارشاد فرماتا ہے
 اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کا بہت بڑا اور جہ ہے دوم یہ کہ انھوں نے
 دونوں جہان کی مراد خاطر خواہ پائی سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی اُن کے
 حال پر ہے چہارم یہ کہ اللہ تعالیٰ اُن سے نہایت درجہ راضی ہے پچھم یہ کہ

یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کو بہشت میں حسین قسم قسم کے آرام میں بیٹھے تھے۔ اُن کے کھانا پینا
 اِذَا خَرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ
 لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَةً عَلَيْهِ وَآيَةً
 بِمَكْرِهِ ثُمَّ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ
 اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ترجمہ: جب دو لوگ گار میں تھے جس وقت کہتا ہے واسطے
 اپنے پیار کے نہ غمگین ہو تو تحقیق اللہ ساتھ ہم دونوں کے ہے پس نازل کی اللہ نے تسکین
 اوپر یعنی حضرت ابوبکر پر اور مدد کی او سکی یعنی رسول اللہ کی ساتھ لشکر کی کہ جب کوئی
 نہیں دیکھا اور کیا کلمہ ان کافروں کا ہے اور کلمہ اللہ کا وہی بلند ہے اور اللہ غالب
 حکمت والا ہے خلاصہ المنہج وقتیکہ بیرون کرد اور کافران یعنی قصد الخراج او کردند
 از کہ حق تعالیٰ اور استوے خروج داد در حالتیکہ دوم دو بود یعنی با و نبود مگر ابوبکر در وقتیکہ
 او ابوبکر در غارے بودند کہ اعلامی جبل ثور اصل است بجانب یمن کہ کہیں پستھا غے از ساعت
 و ران وقت کسے و رانچا نمیرسد شبانان اہل صحرا در ان نزول نمی کردند پس پیش شب
 پنجشنبہ در شہر کیا اسیر المؤمنین علی را در جا خود بخوابانید و بر فاق ابوبکر بیرون آمدہ و در
 جہان شب بدان غار متوجہ شد و رانچا بر وز آورد و حق تعالیٰ و ران شب و رخت مغیلاں
 بر و ران غار بر ویانید و جفت کبوتر خوشی را امر کردند تا پائین در غار را آشیانہ گرفتند
 و تخم نہاوند و عنکبوت را الہام داد و اور غار تنید چون گفت پیغمبر میرا خود را اندوختہ
 بدستیکہ خداے بااست نصرت ما دہد بر دشمنان مارانگھا در از شر ایشان مروی
 کہ یکے از کفار محاذی غار پست تارا قہ کند رسول سے از سے برگردانید و باب
 گفت دیدی کہ مرا نے بنید اگر بار دیدندی در مقابل ما کشف عورت نکردی پس سید
 بنا جات برداشت و گفت بار خدا یا چشمہاے ایشان کو رکن حق تعالیٰ چشمہاے ایشان را

کور گردانید از دیدن پیغمبر تا آنکه همه گم گم گردیدند و رخنه ها گم گم گردیدند و غایب شدند
 پس فرستاد خدا رحمت خود را که سبب آرمش دل است بر رسول تا تیقن شده از صمیم
 قلب بدانست که کفار بد و ظفر نیا بند قوت و پیغمبر خود را بشکند اما ملائکه شناسند پدید
 ایشان را یعنی فرشتگان فرستاد و در غارتا پاس بانی او کردند و گردانید خدا کلمه آنها
 که کافرانند و فرستاد یعنی دعوات کفر که از ایشان صادر می شد خوار و بهیچ دست ساخت
 کلمه خدا که دعوات اسلام یا توحید یا کلمه شهادت است آن بلند تر و رفیع قدر تر است
 مراد نیست که حق تعالی رسول را از دست کفار خلاص داد و بهدین رسانید چون این مبدء
 قوت اسلام بود و ندلت اهل شرک یا ملائکه قوت پیغمبر خود داد و در موطن حرب و نجبت
 این اسلام قومی گشت و کفر و شرک ضعیف شد و خدا غالب است عزیز گرداند اهل
 توحید را و اناست خوار سازد اهل شرک انتهی اس آیت شریفه سے کمال فضیلت
 حضرت صدیق اکبر کی پائی گئی اگر چه یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ صدیق اکبر الباقین ہمراہ
 رسالت پناہ تھے لیکن شیعوں کے قبلہ و کعبہ جو بڑے مجتہد تھے ذوالفقار میں یوں کہتے
 ہیں کہ سحیرت ابو بکر با جازت بنو می واقع شدہ و شیعیان قبول ندارند الخ اب ہم اسکی
 تروید میں علمائے محققین متقدمین کے اقوال کو بعینہ نقل کرتے ہیں تاکہ شیعوں کو موقع
 انکار کا نکلے تفسیر حضرت امام حسن عسکری شتی الکلام میں اس طرح سے مندرج ہے
 إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيْهِ يَا مُحَمَّدَانِ الْعَلِيُّ الْأَعْلَى يَقْرَأُ عَلَيْكَ
 السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ أَنْ أَبَا جَهْلٍ وَأَمْلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ دَبَّرُوا
 عَلَيْكَ قَتْلَكَ إِلَى أَنْ قَالَ وَأَمْرٌ أَنْ لَقِيبَ أَبَا مَرْثَانَهُ أَنْسَكَ
 وَ سَاعِدَكَ وَ وَ أَمْرٌ وَ تَنْبِتُ عَلَى تَعَاهِدِكَ وَ تَعَاهِدَكَ كَانَ
 فِي الْجَنَّةِ مِنْ مَرَفَاتِكَ وَ فِي عَرْفَانِكَ مِنْ خَلَصَانِكَ إِلَى أَنْ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا بِيْ بَكَ إِنْ رَضِيتَ أَنْ

تكون معي يا ابا بكر تطلب كما اطلب تعرف يا نك انت الذي تحلني على ما اريد
فتحل على انواع العذاب قال ابو بكر يا رسول الله اما انا لو حشت عمر لاني
اعذب جميعها اشد عذاب لا يئزل صوت صرايح ولا فرح وكان ذلك
في محبتك فكان ذلك احب الي ان اتعمق فيها وانا ما لك لجميع ممالك ملوكها
في هذا ائتتك وهل انا وما لي والذي الا قبلك فقال رسول الله صلى الله عليه
واله وسلم لا جرم ان اطلع الله على قبلك ووجد ما فيه موافقا لما جرى على
لسانك جعلك مني بمنزلة السمعة والبصر والراس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن
تمر جمعة جبريل عليه السلام بناب رسالتك اب كے پاس وحی لائے اور کھا کہ اللہ جل شانہ
آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ابو بکر اور اسکی قوم یعنی قریش نے آپکے قتل کی
مصمم تدبیر کی ہے اس واسطے آپکو چاہیے کہ علی کو اپنی جگہ پر چوڑیے کہ وہ مثل سمیل کے
جان نثار ہی کرے گا اور ابو بکر کو اپنا رفیق کیجیے کہ اگر وہ موافقت کرے اور اپنے عہد پر
قائم رہے تو جنت میں بلکہ اعلیٰ علیین میں آپکا رفیق ہوگا تب بغیر خدا نے حضرت علی
سے یہ حال کہا حضرت علی اپنے مارے جانے پر راضی ہوئے بعدہ حضرت ابو بکر کی جانب
متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو بکر تو راضی ہے کہ اس سفر میں میرے ہمراہ ہو اور کفار
قریش جس طرح پر مجھے قتل کے لئے تلاش کریں اسی طرح تیرے قتل کے واسطے وہ پہنچوں
اور یہ بھی مشہور ہوئے کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا اور میری رفاقت کے سبب
مجھے قسم قسم کے عذاب پہنچیں ابو بکر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں تو وہ شخص ہوں کہ اگر آپ کی
محبت سے سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ہوں اور قیامت تک دن میں پھنسا رہوں تو
میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کروں میری
جان مال اور اہل و عیال سب کے سب آپ پر قربان ہیں آپکو چھوڑ کر کہاں ٹھکانا پاؤں گا
یہ سنکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر تیری زبان موافق تیرے دل کے ہے تو جنت میں

خداے تعالیٰ تجھ کو بمنزلہ میرے سمع اور بصر کے کرے گا اور تجھ کو میرے ساتھ نسبت
جو کس کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے اور حکم حیدری میں یون لکھا ہے ہم
پسند شہر تحریر کرتے ہیں بخوف تطویل ورنہ کتاب مذکور میں بہت کچھ ہے

چنین گفت راوی کہ سالارین
زنزدیک آن قوم پر مکر رفت
بے ہجرت اونیز آمادہ بود
بنی بر درخانہ اش چون رسید
چو بوجگر زان حال آگاہ شد
برفتند القصہ چندے دگر
بدیدند غامے دران تیرہ شب
گرفتند رجوان غار جاے
بھر جا کہ سوراخ یا رخسہ دید
بدینگونہ ناشد تمام آن قبا
بر آن رخنہ ماند آن یار عا
نیامد جز او این شگرف از کس
نیامد چنین کاسے از غیر او
در آمد رسول خدا ہم بہ غار
چو شد کار پر داختہ آن چنان
در آمد مکتف پائی آن یار غار
ریش ز دندان ماسے گزند
پیمبر باو گفت آہستہ باش

چو سالم بحفظ جہان آفرین
بسے سرائے ابو بکر رفت
کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
بگوشش ندائے سفر در کشید
ز خانہ برون رفت مہمراہ شد
چو گردید پیدایشان حشر
کہ خواندی عرب غار ثور ش لقب
ولے پیش نہاد ابو بکر پائے
قبارا بدید و آن رخنہ پیچید
سیکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضا
گفت پائے خود را نمود ستوار
کہ دور از خرد می نماید بے
بدینسان چو پرداخت از رفت و
نشستند کجا بھم ہر دو یار
رسیدند کفار پیائے بر آن
کہ بروئے سوراخ بود ستوار
وزان درد فغان او شد بلند
رسیدند اعدا کمین از فاش

عنوان پریشانی
و بعضی قوم بانی
عجائب کتب
کہ بر این کتب
دفعہ دوم
یاد و یاد
و بعضی قوم
کہ بر این کتب
دفعہ دوم
یاد و یاد

مخور غم مگردان صدر بلند
بغار اندرون تانہ روز و شب
شدے پور بو بکر ہنگام شام
نموشے ہم از مال اصحاب شہر
بنی گفت پس پور بو بکر مرا
دو جہازہ باید کنون راہ وار
بر از برش پور بو بکر ہم زود
ہم از اہل دین بودیکے جملہ وار
ازو جملہ دار این سخن چون شنود
تہی شد از ان قوم آن کوہ و شیت
بصبح چہسارم بر آمد ز غار
نشست از بر یک شہر شاہ دین
بر آمد بر آن دیگرے جملہ وار

کہ از خرم افھی نیابی گزند
بسر برد آن شہر بہ فرمان رب
برودی دران غار آب و طعام
جعیب خدا کے جہان را خبر
کہ بے چون پورا اہل صدق و
کہ مارا رساند بہ شیرب دیار
بدنبال کاریکے فرمودہ بود
برو کہو را ز بنی آشکار
دو جہازہ و روم ہست نمود
رسول خدا عازم راہ گشت
دو جہازہ آورہ بد جملہ وار
ابو بکر مرا کرد با خود ترین
بہ ہمراہ او گشت عامر سوار

ناظرین انصاف دوست کو ان روایات کے دیکھنے سے جناب مجتہد العصر کی خوش سلائی
راستبازی کا حال بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا عیان راجہ حاجت بود از بیان
حق یہ ہے کہ متاخرین مذہب شیعہ میں دو شخص بڑے متعصب گذرے ہیں ایک قاضی
نور الدین شستری دوسرے مولوی ولد ار علی لکھنوی ان دونوں کی تصنیفات
مخالفانہ سے دین میں بڑا فرقہ پڑا ہے نا اعتبار و یا اولی الا بصا اب تھو سا
ذکر در باب انتشار ضمیرین جو فیما بین متنازع ہے لکھنا ضرور ہے شیعہ کہتے ہیں
کہ علیہ کی ضمیر راجع حضرت صالح کی طرف ہے ورنہ خلاف فصاحت ہے ہم کہتے
ہیں کہ ضمیر علیہ کی راجع ہے بجانب صدیق اکبر کے کہ اوس وقت وہ بسبب شہر کے

نہایت ہی مضطرب و گھبراہٹ میں طالب تسکین تھے ہم اسکے جواب میں اس طرح
 کی اور آیات کو لکھتے ہیں تاکہ دعویٰ بے دلیل معترضوں کا خارج ہو اور آیت
 تَحْسِرًا رَوْحًا وَ تَوْفِيرًا وَ تَوْفِيرًا وَ تَوْفِيرًا وَ تَوْفِيرًا وَ تَوْفِيرًا وَ تَوْفِيرًا
 اور توفیر وہ کی ضمیر راجع رسول اللہ کی طرف ہے اور توجہ کی ضمیر خدا کی جانب ہے
 و وسم آیت وَاخَذَ مِنْهَا سِرًّا خَيْرًا لِّدِينِهِ دیکھو اخینہ اور الیٰہی کی ضمیر راجع
 یسوعی حضرت موسیٰ سے ہے اور یجبرہ کی ضمیر راجع بہمت حضرت ہارون کے اس سے
 ثابت ہے کہ غیر فصیح نہیں خاص محاورہ اہل عرب کا ہے ہفتم آیت کَوْنِ الْاَيْمَانِ
 اَيْضًا لِّكِنِ الرَّسُولِ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ
 لِّهْمُ الْخَيْرَاتِ وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اَعَدَّ اللهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ جَزَىٰ مِنْ تَحْتِهَا
 اَنْهَافًا خَالِدِينَ فِيهَا كُلًّا اِلَى الْفَوْزِ الْعَظِيمِ ترجمہ لیکن رسول اور جو لوگ ایمان
 لائے ساتھ اوسکے لئے ہیں اپنی جان اور مال سے اور انھیں کو بہت بڑی بیان
 (یعنی دونوں جہان کی دنیا میں فتح اور غنیمت اور آخرت میں بہشت اور نعمت)
 اور وہی پہنچے مراد کو تیار رکھے ہیں اللہ نے انکے واسطے باغ بہت ہی انکے
 نیچے نہرین رہا کہ ان دن میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی خلاصہ کہ منہج لیکن
 فرستادہ خدائے آنا کہ ایمان آورده اند باو یعنی بخدمت او جہاد کردند بالہا و بنفسہا
 خود و آن گروہ مرایشان راست نیکوئی ہاے ہر دوسراے کہ نصرت و غنیمت
 در دنیا و بہشت و کرامت و عقوبتی و آن گروہ ایشانند راہ یافتگان پر مقصود و رسیدگان
 آئندہ ختم است خدائے بے ایشان بوستانہا کہ میرود از زیر مساکن یا اشجار آن
 جوئی ہا در حالیکہ جاوید ہند و رہا نیست رستگاری بزرگ فیروز می تمام انتہی
 اس آیت شریفین میں اللہ تعالیٰ اصحاب رسول صلعم کے بارے میں تین باتیں شاد
 فرماتا ہے اول یہ کہ خوبیاں دونوں جہان کی انکے واسطے ہیں دوم یہ کہ

وہ لوگ اپنی مراد ولی کو پہنچ گئے سو ہم یہ کہہ دو کہ آخرت میں ہمیشہ کو بہشت ملیگا
 ہر شتم آیت رکوع ۱۲ پاہ السورۃ ایضاً وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ لَوْ هُمْ مِنَ الْمُتَجِدِّينَ
 وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
 وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ
 ترجمہ جو لوگ قدیم ہیں پہلے ہمارے ہیں اور جو ان کے پیچھے آئے ہیں ان کے لیے بہشت
 (یعنی ایمان اور طاعت سے) اللہ انہی لوگوں سے (یعنی ان کے لیے نیک اعمالوں اور
 اعمالوں کے سبب) اور اے راضی اور مسخر (یعنی دینی اور دنیاوی نعمتوں سے جو
 اللہ نے اپنے کرم اور فضل سے انکو عطا کیں ہیں) اور تیار کئے ہیں واسطے ان کے
 باغ جن کے نیچے نہر ہیں روان ہیں رہا کریں اور ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی واضح
 ہو کہ جو صاحب جنگ بدر تک مسلمان ہوئے اے قدیم کہلاتے ہیں اور بعد اوس کے
 تابع خلاصۃ المسبج و پیشے گیرندگان یعنی انہما کہ سبقت کروند بر عامہ مومنان بر
 ایمان از ہاجران یعنی آنا کہ از مکہ ہجرت کروند مراد انہما کہ بدو قبلہ با پیغمبر نماز گذارند
 و از انصار انہما کہ ساکنان مدینہ اند و اہل مکہ را یا سے داوند و انہما ہفت کس بودند
 از اہل عقبہ اول و یا ہفتاد از اہل عقبہ ثانیہ و آنا کہ متابعت کروند سابقان با ایمان
 و طاعت مراد صحابہ اند از بقیہ ہاجر و انصار کہ پیروی کردہ اند و گویند کہ متابعت
 ایشان کند تا قیامت از زمرہ تابعان ست خوشنود شد خدائے از ایشان بہ قبول طاعت
 ایشان از سابقان و لاحقان و خوشنود شد اند ایشان از خالص با پیچہ یافتند از نعمت
 دینیہ و دنیویہ و آمادہ کرد خدائے مر ایشان را بوستان ہا کہ میر و وزیر و رختان
 آن جوی ہا سے درحالی کہ جاوید ہند و دران ہمیشہ نسبت رستگاری تمام و
 فیروزی بزرگ و رسیدن تمام مراد این آیت دلالت ست بر فضل سابقین و
 بر توبہ ایشان بر غیر ایشان و این بحسب نسبت کہ در مبدی اسلام محل انواع عقوبت شد

و نصرت دین چون منافقت از عشایر و نصرت اسلام با وجود قلت عدد و کثرت عدد و سبق با ایمان و دعوت مردمان انتہی اور مجمع البیان میں تفسیر آیہ موصوفہ کون مرقوم ہے کہ انیکہ پیشتر از ہمہ بر پیغمبر خدایے ایمان آورند حضرت خدیجہؓ اند بعد از ان ابو بکرؓ انتہی پس اللہ تعالیٰ پہلے ہاجرین اور انصار اور ان کے تابعین بالاحسان کے حق میں چارمین ارشاد فرماتا ہے اول یہ کہ اللہ عز و مجدہ اوکے راضی ہے دوم یہ کہ وہ لوگ اللہ سے راضی ہیں سوم یہ کہ اللہ بوجہ عہدہ ان اللہ لا یخلف الیوم کے اوکے یقیناً بہشت مرحمت کرے گیارہم یہ کہ بے شبہ وہ ابدال آبادت اوس میں رہینگے و بلا شک حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم ہی باعتبار ایمان و ہجرت کے پہلے ہاجرین میں داخل ہیں پس یہ اوصاف اربعہ بھی اوکے واسطے ثابت ہیں نہمیت بارہ سورہ توبہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و أموالہم بآلہم الجنتہ طیباً تلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون و وعداً علیہم حقاً فی التورۃ و الانجیل و ان طومہم اذ فی بعضہ من اللہ فاستبشروا یدعیکم الذی بایعتم بہ و ذالک ہوا الفوز العظیم التائبون العابدون الحامدون السائحون الذاکرون الشاکرون الامرون بالمعروف والنہی عن المنکر و الحافظون لحدود اللہ و کثیر المؤمنین ہ ترجمہ تحقیق اللہ نے خریدی ایمان والوں سے جان اور مال اونکی اس قیمت پر کہ اوکے بہشت ملیگا مقرر کرتے ہیں اللہ کی میں پہراحتے ہیں اور اسے جاتے ہیں (یعنی کافر و کوفی النار کرتے ہیں اور خود بھی جام شہادت سے شہر بھرتے ہیں) وعدہ ہر چکا اوکے ذمہ ہے سچا تو ریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سو زیادہ سونو شیان کر و (یعنی اے اسلام والو) اس معاملہ پر جو نمٹے کیا ہے اوس سے کہ چیز فانی کو دیکر چیز باقی کو منول لیا ہے اور یہی ہے بڑی مراد یعنی تو کہہ والے (یعنی لفظ

اور شرک اور کبیرہ وغیرہ سے بندگی کرنے والے (یعنی خلاص سے) شکہ کرنے والے (یعنی نعمتِ اسلام پر) بے تعلق رہنے والے (یعنی بسببِ روزہ رکھنے یا ہجرت کرنے یا لذاتِ دنیا کے دل نہ لگانے سے) رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک کام پر (یعنی ایمان اور بندگی اور روزہ اور نماز اور حج اور زکوٰۃ کا اور منع کر نیوالے بڑے کاموں سے) (یعنی کفر و شرک و سود و شراب و قمار وغیرہ سے) اور تھامنے والے حدیثِ اللہ کی باندہی ہوئیں (یعنی خلافتِ شرعی کے کوئی کام نہیں کرتے ہیں) اور خوشخبری سنا تو ایمان لیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی عمدہ صفوں کے ساتھ موصوف فرمایا تھا) صحتہ المنہج بدستیکہ بخیرید خدائے ازکرویدگان نفسہائے ایشان را کہ بامشر بہاوشوند و مال ہائے ایشان را کہ در راہ اولفقہ کنند با آنکہ مرا ایشان را بہشت ست این تملیث ست بملے ثواب دادن مومنان بہ بہشت و بر بذل اموال و انفس ایشان حقیقت اشتراک زیرا کہ بیع و شری جائے وقوع کہ مالک بیع و غیر مالک شری می باشد و حالانکہ مالک و حضرت خداوند ست کہ مالک مطلق ست پس این تحریریں ست در غزا و جہاد یعنی لے بندہ از تو بذل نفس و مال از من عطا و ادن بہشت بے زوال نفس مایہ شری و شوریست مال سبب طغیانی و غرور این ناقص و معیوب در راہ من فدا کن بہ بہشت باقی مرغوب بہستان یکے از اکابر وین فرمودہ کہ بیع موقوف ست بر بایع و مشتری و دلال و ثمن مشتری خدائے غفار ست و دلال محمد مختار و بایع بندہ مومن و بنیادار و ثمن دار القراض نعم مشتری بہ نفع و نعم الدلال لکرم لکرم نعم ثمن الجنتہ نعم بعد از ان آن چیزے میفرماید کہ بخت شری نمودہ و میگوید کہ کارزار کنند آن مومنان کہ نفس ایشان خریدہ شدہ در راہ خدائے و طلب رضائے پس میکشد و ثمنان را و گاہے کہ شری و شرید بہ دوست اعدا و حق تعالیٰ بر بیع و شری عہدہ دادہ و عہدہ دادنی بر خود ثابت و باقی کہ خلافتی نیست درین سہ کتاب این دلیل ست بر آن کہ اہل توریت مامور بودند بقتال و کیست و فاکندہ عہد خود از خدائے کہ کہیم ست

و کہ کم خلاف وعدہ رواند و پس شادمان شوید و بسا فرخناک گردید بخیرید و فروخت خود بہر
 متابع کردند با وجہ حق تعالیٰ مطالب عظمیٰ و مقاصد رفیعہ بجلے شمار خود واجب ساخته
 ہیچانکہ فرمودہ و آن بیع و شری نیست رستگاری بزرگ مومنان مذکور باز گردانندگان
 از مخاصی و رجوع کنندگان بہ مغفرت باری پستندگان حق بخلاص قایم بشرا و رستگاری
 دستایندگان حق را ہر آنچہ برایشان رسد از نعمت و ملیہ و روزہ داران یا سیر کنندگان
 بطلب علم یا بجای ہما و حج و زیارات رکوع کنندگان و رملوۃ و بیوع کنندگان بزرگان
 بے نیاز سجدہ کنندگان و رنماز فرمایندگان بایمان طاعت و سنت حضرت رسالت و انبیا
 از کفر و محصیت و ارتکاب بدعت و نکاہایندگان مہر حکام شرایع خدا و بشارت مومنان
 کہ بدین صفات موصوف اند انتہی و کچھ اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی تعریفیں صاحب مجاہدین کی
 فرمائی ہن اور کیسے کیسے وعدے دیے ہن پس بے شک شبہ یہ تمام اوصاف صحابہ
 رحمت العالمین میں یقیناً پائے جاتے ہن و ہم آیت رکوع ہ پارہ ۷ سورہ حج الذین
 اِنْ مَّكَّنَّا هُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالنَّمْرِ وَفِي
 وَفَوَعَلُوا عَنِ الْمُنْكَرِ طَوَّافًا عَاقِبَتِ الْاُمَمُ مَرَّةً تَرْجُمُهُ لَوْ كُنَّا كَرِيمًا وَفِي
 کثری کہین نماز اور دین زکوۃ اور حکم کہین بجلے کام کا اور منع کہین بجے کام سے
 اور اللہ کے اختیار میں ہے انجام ہر کام کا (یعنی یہ مہاجرین دین قایم کرنے کے لکھتے تھے)
 آخر اللہ ہی جانتے ہے خلاصۃ المنہج یعنی ان جماعت ہا زونان آنا مند کہ اگر جالے وہیم
 ایشان را و تمکین اقتدار بخشیم ایشان را در زمین و زبان حکومت بکف کفایت ایشان
 وہیم بپایندارند نماز را بہت تعظیم با بندہ زکوۃ را بہت یارمی و اوق بندگان با وہ فرماید
 بنیکوی یعنی انچہ در شرع و عقل نیکو ہند و باز دارند مردمان را از زشتی یعنی انچہ شرع و عقل
 قبیح شمارند و مرد علیے راست سر انجام ہمہ کار ہاست و ہمہ چیز ہا بید قدرت اوست
 و این تاکید و وعدہ نصرت است از مکر مہ نقل است کہ این متکلمان ہمہ امت مرحومہ بذا انتہی

در فضیلت صحابہ
 علیہ السلام

ویکھو اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ اصحابِ ہاجرین کے حق میں فرماتا ہے کہ اگرچہ ان
 لوگوں کو حاکم کریں تو ان سے وہ اسو حسنہ سب صادر ہوں اس میں کوئی شک شبہ
 نہیں ہے کہ ان ہاجرین میں سے حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی
 رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاکم کیا کیونکہ وہ سب اسو حسنہ انہیں بزرگانِ دین سے صاف
 ہوئے اور اسکے برخلاف تاویل کرنے میں کلامِ خدا بے معنی ہوتا ہے بلکہ اطلاقِ کفر کا
 لازم آتا ہے پس آیت بنیہ صحت خلافت خلفائے راشدین پر وال ہے اور حال حکومت
 مطابق شریعت ان ارکانِ سلام کا تمام جہان پر اظہارِ شمس سے یازدہم آیت
 رکوعِ پارہ ۷ اَوْ جَاهِدْ فِي اللَّهِ حَتَّى يَجَاهِدَ طَهُوَ اجْتَبَا سَعْدَ وَ سَعْدَا
 جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ طَهُوَ اَبْرَاهِيْمَ طَهُوَ سَمَكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلِ وَ قَدْ
 هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ طَهُوَ فَاَتِمُّوا الصَّلَاةَ
 وَ آتُوا الزَّكَاةَ وَ اعْتَصِمُوا بِاللَّهِ طَهُوَ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَ نِعْمَ النَّصِيرُ
 ترجمہ جہاد کرو اللہ کے واسطے (یعنی خدا کے دشمنوں سے ظاہری ہوں مثل کفار
 و مشرکوں کے یا باطنی ہوں مثل نفسِ امارہ و حرص و شہوت و غلبہ) جیسا کہ پاسہ نیے
 جہاد کرنا (یعنی دل کی صفائی اور خلوص نیت سے) اوس سے تم کو پسند کیا اور نہیں کسی
 تم پر دین میں کچھ مشکل مذہب تھا ہے باپ ابراہیم کا اوس نے نام رکھا تھا ابراہیم
 حکم بردار پہلے سے (یعنی قرآن سے اگلی کتابوں میں) اور اس قرآن میں تا کہ ہو رسول
 بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر سو کڑی کہ نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ
 اور بہرہ و سہ کرو اللہ پر وہ تمہارا صاحب ہے سوا چھا صاحب ہے اور اچھا مددگار
خلاصہ منہج وہاں کنید با دشمنانِ خدا اگرچہ پدران و پسرانِ شہا باشند و
 راہ خدا و محض فرمان او چنانچہ سزاوار جہاد و شہد یعنی نیت جہاد را خالص سازید از بلے
 رضاے خدا و اتثال او امر و مصلحت آن را بغرض آلودہ مسازید و کمال جہد و جہد

دران مرغی دارد او سبجانه برگزید شما را از براس نصرت دین خود پس بر شما صغیر و اکبر
 ثابت قدم و راسخ باشید و نساخت و مقرز کرد بر شما در دین هیچ شک یعنی احکام دین را بر شما
 شک نراند گرفت و تکلیف مالایطاق نه فرمود شما را و دران بلکه بوقت ضرورت رخصت ما فرمود
 مانند واسع کرد و انید کیش پدر شما که ابراهیم است و ننگ نکرد و دران چنانکه نبی اسرائیل
 خدای نام نهاد شما را مسلمانان پیش از قرآن در کتب منزه و در قرآن نیز و یا ابراهیم شما را
 مسلمان نام نهاده در زمان خود و درین نیز چه در قرآن مذکور است که ابراهیم گفت
 و من ذریعتهم آمنوا منی مسلمة و اول اوضح است بر هر تقدیر شما تسمیه یافتید مسلمین تا
 بشد پیغمبر یعنی محمد روز قیامت گواه بر شما قبول دعوت و متابعت ملت ابراهیم باشید
 شما گواهان بر مردمان برسانیدن انبیاء دعوت حق را بر ایشان پس بپایدارید نماز را
 جنت تعظیم امر او و سپاسداری مبر آنچه شما کرد است و از زانی داشته و بدید زکوة
 برائے شفقت بر خلق خدای و چنگ و زنجیر بفضل خدای است یا بنندگان متهولی کار
 در ماندگان مالک امر جمیع آفریدگان و طاعت کنندگان پیروی نمایند گان پس
 نیکو کار گذار است و خداوند است او نیکو مددگاری و یاور می که بسیاری عیب را
 بپوشد و بحد گمراهی گناہان بنخشد و بولایت روزی را برقرار خود بنندگان مستم دارد
 اگر در حق او عصیان و زندقه انتفی و بجهور جلیل صحاب رسول الله کی شان میں
 لفظ ارشاد فرماتا ہے نہ شمع و اما میہ کا دوازدھم آیت کوع ۷ پاو ۱۸
 وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَفَعَلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ
 حَتَّىٰ اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
 ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَ لَيُعَدِّيَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي
 لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ
 ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے اوں لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور اپنے کام کی

یقیناً خلیفہ کر گیا اور انکو ملک میں جیسے خلیفہ کیا تھا اور ان کو انکون کو (یعنی داؤد علیہ السلام) کو بموجب آیہ شریف یا اَوْ دَاوُدًا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ اور اسطرح سے سلیمان علیہ السلام کو) اور جماویگا اور انکو دین اور نکاوہ دین کہ پسند کر دیا اور انکو اور دیکھا اور انکو اونکے ڈر کے بدلے اس میں ہی بندگی کرینگے شریک سیرا کرینگے کسیکو اور جو کوئی ناشکری کر گیا اوسکے چھپے سو وہی لوگ ہیں بے حکم خلاصتہ المنہج وعدہ داؤد علیہ السلام آمان را کہ گرویدہ انداز شہاد و کرد کار ہائے شایستہ ہر آئینہ البتہ ایشان را در زمین کہ از عرب عجم خلیفہ گردانند چنانکہ خلیفہ گردانیدہ شدہ اند پیش از ایشان یعنی بنی اسرائیل کہ در زمین مصر و شام بد ایشان را و بعد از ہلاکت جبارہ تا تصرف کردہ در ان چنانکہ تصرف ملوک در حال کفر و در اندک مائے حق تعالیٰ بوعده مومنان و فائزودہ جزایر عرب و یار کسری و بلاد روم بد ایشان از زانی فرمود و ہر آئینہ متکلم ساکن سازد و با قوت گردانند بے مومنان صلح دین ایشان را آن دنیکہ پسندیں و برگزیدہ ہست بے ایشان یعنی اسلام را بر ہمہ اویان غالب گردانید و ہر آئینہ بدل و ہر ایشان را ز پس ترس ایشان از شر دشمنان اینکے از ایشان کہ ہر ستید مرا شریک سازید بمن چہ رے را یعنی خلافت و حکومت و جاہ ایشان را از عبادت و توحید باز دارد و ہر کہ مرتد شود یا کفران و زنا و این نعمت پس آن گروہ ایشان فاسقانند واضح ہو کہ جو ضمیر مخاطب کی لفظ منکم میں ہے اور نو گچھ ضمیر غائب کی صیغہ جمع کے ساتھ واقع ہوئی ہے اور جمع کا اطلاق ایتین سے کم پر نہیں آتا ہے (اگر شیعہ مدعی ہوں کہ یہ آیت شریف بارہ امام کی شان میں ہے تو ہم کھسکتے ہیں کہ اس وقت میں کہ یہ آیت نازل ہوئی سولے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور کوئی صاحب اماموں میں سے موجود نہ تھے و اگر یہ کہ سولے حضرت علی کے اور اماموں میں سے کوئی صاحب منصب خلافت کو بھی نہ پہونچے اور چند بے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت کرنا

اور سب سے اعلیٰ غالب حکمت والا وعدہ دیا کہ جو اللہ نے غنیمت بہت کالیتے ہو تم اس کو پس
جلدی کی واسطے اسکے اوس نے اور باز رکھا ہاتھ آرمیوں کا اور پرتھا اسے اور تاکہ ہر
انسانی واسطے ایمان والوں کے اور ہدایت کرتا ہے مکہ راہ راست کی اور دوسرے
کے لوگ جو ان پر قادر نہیں ہوئے اور تحقیق اللہ نے احادیث کیا ساتھ ان کے اور ہے
اللہ ہر چیز پر قادر و خلاصہ کہ ہر بدستیکہ خدا خوشنود شد از گردندگان صحابہ و قیدی کہ
بیعت کر دند با تو در زیر درخت شمرہ پس میدانے اپنے و دلہا ایشان ست از
خلوص عقیدت و وفایں فرو فرستاد خدائے انجندیب سکون و آسیدن ل بود
بر ایشان و پاداش داد ایشان را فتح نزدیک کہ آن فتح خیرست یا کید و دیگر خبر و ایشان را
از فضل عیم خود غنیمت ہای بسیار فرگیرند آن را از ضیاع و عقار و متعہ و نقود و غنائیم
ہو از آن کہ بعد از فتح کہ بودا و ہست خدائے غالب بر ہمہ چیز ہا پس پستان خود و نصرت
و ہد و بردشمنان غالب گرداند و آن را بحکم و مصالح بندگان وعدہ کردہ است شمار خدا
لے بہت عالی بہت غنیمت ہا ہے بسیار در بلاد فارس و روم و غیرہ از بلاد شرق و
غرب کہ خواہید گرفت آن را تا روز قیامت پس تحصیل فرمودے اے شہا این یک غنیمت را
کہ غنیمت خیرست و بازداشت بہت ہائے مردمان را از شمار خود و در آل ہذا فکند
نابشد آن غنیمت مجاہد شاہ مہر مہرستان را و با نجام شمار را رہ بہت و وعدہ خدائے شمار غنیمت
ہائے دیگر کہ ہنوز قادر نشدہ اید و در حرب وعدہ داد شمار یا قریہ و بلاد و دیگر تا روز قیامت
بدستیکہ احاطہ کردہ بہت علم خدائے آن غنائیم و با فتح مکہ و با فتح و دیگر کہ عنقریب بدان دست
یابید و بہت خدائے بر ہمہ چیز از فتح مدائن و عطاے غنائیم و غیرہ تو انا چہ قدرت او
ذاتیہ بہت انتہی شان نزول اس آیت شریف کی یہ ہے کہ حضرت پیغمبر بر حق
عمہ کا ارادہ فرمایا تھا پس حضرت نے اعراب اور باد یہ نشینوں کو دعوت کی تاکہ اس
سفر میں ہمراہ ہوں یہ اندیشہ حضرت کا اس پیش بینی کی راہ سے تھا کہ مبادا کفار اشرار

مکہ معظمہ میں جدال و قتال کریں اور اندر مکہ کے جانے سے مانع ہوں لیکن اکثر اعراب نے آپ کی دعوت قبول نہ کی اور اس سفر میں جناب کی ہمراہ نہ گئے مگر وہی خالص مخلص صحابہ جو سراپا ایمان تھے ہمراہ تھے جب مکہ کے قریب پہنچے قریش مانع ہوئے تب حضرت نے حراش کو اہل مکہ کے پاس بھیجا مگر کفار اس کے قتل کے ورہ پورے وہ واپس آیا پھر حضرت عثمان غنی کو بھیجا مگر مکہ والوں نے حضرت عثمان غنی کو قید کر لیا اور تمام میں آپ کے قتل ہونے کی خبر مشہور ہوئی حضرت نے اپنے سچے اور پکے یاروں کو جنگی تعداد مختلف روایات چار سو سے دو ہزار تین سو تک تھی جمع فرمایا پھر حضرت نے ایک درخت کے تلے بیٹھ کر جب کو سمرہ کہتے ہیں بیعت لی کہ قریش سے خوب جنگ کریں اور کیسے طرے منہ نہ پھیریں چنانچہ ان تمام ہمراہیوں نے جان نثار بنے بدل خوشی بیعت کی اور سولے قیدیوں میں منافق کے کہنے اس کا خیر میں مخالفت نہ کی چونکہ اس سفر میں منافقوں کا نفاق اور خصلوں کا خلاص صاف صاف کھل گیا اسی سبب اسکو بیعت الرضوان کہتے ہیں فقط اس بیت شریف میں جو حضرات شیعہ تاویلات کرتے ہیں معہ ان کے مجتہدوں کے اختلافات کے بیان کیجاتی ہیں قاضی نور احمد شہرستانی نے عجائس المؤمنین میں لکھا ہے ازان فعل خاص کہ بیعت است و کسے منکر این نیست کہ بعضے از فعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقع است سخن درین است کہ بعضے فعال قبیحہ از ایشان بوجود آمدہ کہ مخالف آن عہد و بیعت است چنانکہ در امر خلافت اور صاحب تقلیب الہکاید بحواب کید نود و یکم تحفہ اشاعت شری کے یہ لکھتا ہے کہ ابابودن ابو بکر و عمر و اہل بیعت الرضوان پس فائدہ بحال شان نمیرساند زیرا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرماید اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَاۤءِعُوْكَ الْاِٰمِیْنَ کَلَامٌ مَّعْجَزٌ نِّظَامٌ دَلَالَتٌ مِّسْکِنٌ بَرَانِیْکَ اہل بیعت رضوان نکست بیعت خواہند کرد و بکھوان بتعصبون نے کیسے کلام الہی کے معنی بدلے ہیں اور کیسی تاویلین بیجا کی ہیں کہ جبکاسر نہ پانوں

بقول شخصے مارے جنبواڑ جائے خیر آباد اگر شیعہ بموجب آیہ لَا تَبْدِلُ كَلِمَاتِ اللَّهِ
وَأَنَّا لَكَا فَخْلُونَ کے مجبور اور معذور نہ ہوتے تو بیشک مثل یہود و نصاریٰ کے ضرر و تحریف
تبدیل تر آن مجید میں کر ڈالتے ہاں باون صاحبون کا بھی قول سنیے جو مخالفان
دونوں قول مذکورہ بالا کے سہ اور موافق ہماری تفسیر کے چنانچہ تفسیر علامہ کاشانی
میں یوں مرقوم ہے کہ آن حضرت فرمودند بدین معنی کہ ایک کس از ان مومنان کہ در
زیر شجرہ بیعت گردند اور ترجمہ کشف الغمہ میں یوں لکھا ہے کہ از جاہل بن عبد اللہ انصاری
روایت است کہ مادر آن روز ہزار و پچاس صد کس بودیم در آن روز میں از حضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم شنیدم کہ آن حضرت خطاب بہ حاضران نمود و فرمود کہ شما بہترین
اہل سوائے زمین اید و ما ہمہ در آن روز بیعت کردیم و کسے از اہل بیعت نکشت نہ نمود و اگر
قید بن قیس کہ آن منافق بیعت خود را شکست اس روایت سے چند فوائد حاصل
ہوئے اول یہ کہ بیعت الرضوان میں پچودہ سو صحابہ تھے و وہم یہ کہ حضرت نے او کو
اپنی زبان مبارک سے بہترین اہل زمین کا فرمایا سو ہم یہ کہ سوائے ایک منافق کے
کسی نے بیعت نہیں توڑی اگر شیعہ کے شہید ثالث زندہ ہوتے تو ہم او کو حضرت
جابر کی روایت و کلمات اور اہل انصاف اور ایمان داری کی داد
چاہتے اور کہتے سح اگر تو مے ند ہی داد و ز داد ہے بہت۔ ہاں یہ امر بھی اس موقع
پر لکھنا ضرور ہے کہ شاید شیعہ طعن کریں کہ بیعت الرضوان میں حضرت عثمانؓ تو شریک
نہی نہ تھے تو ہم یہ جواب دیں کہ اگرچہ حضرت عثمانؓ شریک بیعت الرضوان
نہ تھے مگر حضرت رسالتؐ پناہ کو اون سے اس قدر محبت تھی کہ باوجود عدم موجودگی
کے اون کو بیعت کے وقت شریک فرمایا اور کیسا شریک کہ خاص اپنے
دست پاک کو دست عثمانؓ بتایا چنانچہ روضہ کلینی کی حدیث اس پر دل ہے
فلما انطلق عثمان لقی ابان بن سعید فتاخر من السرج فخل عثمان

بین یدیدہ و دخل عثمان فاعلمهم وکانت مناد شہ فجلس سہل بن عمر
 عند رسول اللہ صلعم و جلس عثمان فی عسکر المشرکین و بايع رسول اللہ المسلمین
 و ضرب صلعم یا عدی یدیدہ علی الاخری عثمان و قال المسلمون طوابعی لعثمان ما
 بالبيت و سعی بین الصفا و المروة و احدث قال رسول اللہ ما کان یفعل
 فلما جاء عثمان قال رسول اللہ اطفت بالبيت فقال ما کنت لا
 طوف بالبيت و رسول اللہ لم یطف به ثم ذکر العصبۃ و مکان فیہا الحدیث
 مترجمہ پس جسوقت چلا عثمانؓ ملا ابان بن سعیدؓ پس ٹھہر زین سے پس سوار ہوا عثمانؓ
 آگے اسکے اور داخل ہوا عثمانؓ پس معلوم کیا اونھوں نے اور تھا چلتا پس بیٹھا سہل بن
 عمر و رسول اللہ کے پاس اور بیٹھا عثمانؓ مشرکین کے لشکر میں اور سبعت لی رسول اللہ
 نے مسلمانوں کی اور مارا ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر واسطے عثمانؓ کے اور رکھا
 مسلمانوں نے کہ خوشحال عثمانؓ کا کہ اونکو طواف خانہ کعبہ کا نصیب ہوا حضرت نے
 فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ عثمانؓ بغیر ہمارے طواف کرے پس جسوقت آیا عثمانؓ فرمایا
 رسول اللہ نے کہ تو نے کعبہ کا طواف کیا عرض کی کہ میں بغیر حضور کے کس طرح سے
 طواف کرتا اور اسی طرح سے حمہ حیدری میں منظوم ہے ابیات

ز صحابہ عثمانؓ صاحب حیا
 کہ زان پیشتر گفتہ بد با عمرؓ
 یہ قصد روان شد چو تیر زان
 بختیہ چندین بہ خیر البشر
 کہ شد قمشش حج بیت الحرام
 بپاسخ چنین گفت با انجن
 کہ نہا کند طوف آن آستان

طلب کرد پس اشرف انبیا
 با وہم بہان گفتہ خیر البشر
 ہو سید عثمانؓ زمین و زمان
 چو اورفت صحابہ روز دگر
 خوشحال عثمانؓ با احترام
 رسول خدا چون شنید این سخن
 ز عثمانؓ نذر تخم ما این گمان

اے گروہ ابن سبا خدا اور رسولؐ کے واسطے ذرا تو اپنے جی میں انصاف کرو کہ تمہارے
 مورخ اور مفسر اور محدث کیسے کیسے فضائل اور کمال صحابہؓ رسولؐ اللہ صلعم کے
 لکھتے ہیں اور ان کے ایمان اور سلام کو تسلیم کرتے ہیں اور پہر ہی تم اپنے علم کی مخالفت
 پر کمر باندھتے ہو جو حق یہ ہے کہ **سید** نیش عقر بن ابی لکین مقتضائی طبیعت شائستہ
 اس حدیث موصوفہ بالا سے چند فوائد حاصل ہوئے **اول** یہ کہ حضرت عثمانؓ غنی کی
 اطاعت پر کمال درجہ رسولؐ اللہ کو عطا تھا کہ آپؐ لوگوں سے فرمایا کہ عثمانؓ بغیر ہمارے
 ممکن نہیں کہ طوان حرم کرے **دو** ہم یہ کہ اپنے دست اقدس کو دست عثمانؓ فرمایا
 بموجب (ید اللہ فوق ید ہمہ) سو ہم یہ کہ حضرت عثمانؓ کو مشرکین کرنے
 قید بھی کیا مگر سلام پرست قل ہے چہارواہم آیت رکوع و پارہ و سورہ ایضاً
 اَدْجَعِلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْحَمِيَّةَ فَإِنَّ اللَّهَ سَلَّيْنَاهُ عَلَى رَسُولِهِ
 وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى كَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلُهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا
 ترجمہ جب رکھی کافروں نے اپنے جی میں ناوافی کی ضد پھرا تو اے اللہ نے اپنی طرف
 سے چین اپنے رسولؐ پر اور مسلمانوں پر اور لازم کر دیا اور ان کو کلمہ تقویٰ کا (یعنی کلمہ
 شہادت کا کہ گہی اون سے جدا ہوگا) اور یہی تھے اسکے لائق اور اہل اسکے اور ہے
 اللہ ہر چیز سے خبردار خلاصہ **المنہج** یاد کن اے محمدؐ چون گذرانیدند آنا کہ
 نگر ویدند و مقرر نشدند در و طہاے ایشان حمیت را یعنی آن چیزے را کہ دل را
 گرم وافر و ختم گردانند از خشم و غضب کہ از مہر تعصب و کبر و غیرت ناشے شدہ باشند
 حمیت و غیرت و تعصب زمان جاہلیت را کہ باعث غضب و خشم ایشان بجهت آن گشتند
 کہ چون محمدؐ در بدر و احد پدران و برادران و خویشان مارا کشت سو گند بلات عربی
 خوردند کہ اور اور منازل خود در حمیت بیاوریم یا آنکہ چون پدران برادران یا منقاد او
 نشدند یا نیز بر رسالت او ایمان نیاوریم و چون جاہلیت مرغی شتند پس و فرستاد

خدا نے طمانیت و آرامش خود را یعنی آن چیز سے را کہ سبب طمانیت و آرام دل ہو و از نزد
 خود انزال فرمود و بر فرستادہ خود و برگزیدگان با او ترک مقاتلہ کردہ بمصالحہ راضی شدند
 با و و چنینکہ سہیل بن عمرو و نوحہ لیب بن عبد العزیز و کلان بن حفص راضی نشدند کہ عنوان
 صلحنامہ بسم اللہ الرحمن الرحیم و محمد رسول اللہ باشد مومنان خواستند کہ ازان ایا کنند
 با ایشان و در مقام مقاتلہ و منازعہ در آئند حق تعالی انزال سکینہ فرمود و در قلوب
 ایشان و سبب آن صلح شعار خود ساخته قبول آن نمودند و لازم گردانید یعنی ثابت
 ساخت مومنان را خدا تعالی سخنے کہ سبب پرہیزگاری است از طغیان و عدوان
 و اساس دور ازان مراد کلمہ شہادت است یا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اہل کفر گذاشتند
 کہ در عنوان نامہ نبویند و یا محمد رسول اللہ و کلمہ فانتہی اس آیت میں حق سبحانہ تعالیٰ
 نے اول سب صحابہ کے حق میں جنہیں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ
 رضی اللہ عنہم ہی یقیناً داخل ہیں جاریتین ارشاد فرمائیں اول یہ کہ بے شبہ
 ایمان والے ہیں دوم یہ کہ نزول سکینہ میں بے رسول مقبول کے شریک تھے
 سوم یہ کہ کلمہ تقویٰ کا او کو لازم تھا چھارم یہ کہ کلمہ تقویٰ کی او کو لیاقت کامل
 تھی پس جو شخص ایسے بزرگان دین کو برا جانے و یا او کو مخالف سمجھے وہ قطعی نہیں قرآنی
 مرد و دے پانزدہم آیت کو ۴ سو و ۵ پارہ ایضاً محمدؐ رسول اللہ و الذین معہ
 اَشْدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ طَرَحَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ
 اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السَّجْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ
 فِي التَّوْرَةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْءًا فَانْزَرَهُ
 فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلَى سَوَاقِهِ يُعْجَبُ الزُّرَّاعُ لِيَفْهِمَ بِهِنَّ الْكُفَّارُ
 وَعَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا
 ترجمہ محمد رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں (یعنی صحابہ باصفاء)

زور آورہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھتے اور کھور کہ رخ میں اور بندے میں
 (یعنی اکثر اوقات اونکی نمازی میں گزرتی ہیں) ڈھونڈتے ہیں اس کا فضل (یعنی توبہ
 آخرت) اور اوسکی خوشی بانا اونکا اونکے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے یہ کہا و مست ہے
 اونکی تورات میں اور کھاوت ہے اونکی انجیل میں جیسے کہ مٹی نے نکالا اپنا پہاڑ اور اسکی
 کمر مضبوط کی پہرہ ٹاٹا ہوا پر کھڑا ہوا اپنے نال پر خوش لگتا ہے کیتی والوں کو تا
 جلائے اونسے جی کافروں کا وعدہ دیا ہے اللہ نے اونہیں بولفقین لائے ہیں کئے
 ہیں پہلے کام معافی کی اور پڑھی نیگ کی خلاصہ کنج محمد فرستادہ خداست و
 آنا کہ باویند از مومنان صادق العقیدت و راسخ الایمان سنت و لاندبر اہل کفار
 نرم دل و مشفق و مہربان میان یکدگر پہچاننا کہ در جائے دیگر سیفر باید کہ اذکذا علی المؤمنین
 اعز علی الکافرین مرویت کہ تشدد ایشان نسبت کفار بر وحی بود کہ لباسہا
 و اشیاء خود را از ایشان بازداشتند تا بجا آہاے و بدن لے ایشان نرسد و رفت
 ہر بانی ایشان نسبت باہل سلام بمشایہ بود کہ چون یکدگر بدیدنے سلام کہوندے
 و بمصافحہ و معانقہ یکدگر مشغول شدنے و شبہ نسبت کہ لازم جمع اہل ایمان ست
 مے بینی لے بیندہ آن مومنان صادق الاعتقاد را کہ کون کندگان سجدہ نمایندگان
 بجهت اشتغال ایشان بنماز و اکثر اوقات وی بینی ایشان را کہ پیوستہ می طلبند افزونی
 مرتبہ و زیادتی مشوبہ از حق تعالی و خوشنودی او را در جمیع حالت مراد آن ست کہ
 طاعت ایشان بر لے قربت ست برضائے حضرت عزت بدون شایبہ ریایا عجیب
 و سمع غلبیت علامت ایشان در رویت ہای ایشان ست یعنی علامت در پیشانی
 ایشان ظاہر ست از نشانہ سجدہ کہ دن یعنی از پیشانی کہ سجدہ و سیر ایشان ست و این
 مستلزم کثرت سجود ایشان ست این وصف عظیم الشان کہ مذکور شد صفت ایشان
 در کتاب موسیٰ و صفت ایشان ست در کتاب عیسیٰ یعنی مومنان در کتاب بصفت عجیبہ

مذکور اند و باصفوت غریبه مذکور هیچ دانه کشته است که در حال اول بیرون آورو
 شاخهای خود و خود را که در نهایت باریکی و ضعیفی باشند پس معاونت و دھو قوی و نیرومند
 گردانند پس سطر و غلیظ شود پس راست بایستد بر ساقها و اصول خود یعنی از گیاه
 ضعیف بخیف بتدریج نشو و نما یابد و در آخر بر وجهی قوی گردد که شکفت آورد و مزارع
 را بحساست و قوت و سطر می و حسن این مثل برای حال حضرت رسالت و صحاب
 همچنانکه دانه مزرع و در بدایت حال شاخهای ضعیف از پیداشد و بتدریج تربیت
 می یابد یا که قوی و جیم میشود بسبب تعجب مزارع آن گردد حضرت رسالت و صحاب نیز
 در بدایت حال در نهایت سخافت و ضعف حال بودند و بعد از این بتدریج قوت
 میگرفتند تا قوت تمام کردند بر جمیع آدمیان فایق آمدند و بسبب تعجب مردمان شدند
 و یازع آنحضرت که در بدایت اسلام بے یار و معاون بودند و شطا صحاب و کسوت و را
 قوی کردند یعنی همچنانکه سرع و را اول دقیق و رفیق است و بتدریج غلیظ میشود شاخها
 بر او متلاحق می شود و به حقیقت میگردد که مزارع آن از قوت و کثرت او تعجب کردند بر
 تقدیر حق تعالی برای اہل ایمان دین اسلام این تشبیه فرموده تا بخشم آورد و بایشان
 یعنی بقوت و کثرت ایشان ناگرویدگان را وعده کرد خدا آن را که گردیده اند بخدا و
 رسول و کردند کارهای ستوده از ایشان یعنی آنانکه سمت ذکر یافته اند آمرزش گناہان
 و مزدی بزرگ بے پایان غرض از ذکر این وعده برای مومنان که در اعمال صالحه
 بیشتر رغبت کنند و در جهاد که رکن اسلام است و بسبب مقهوریت اہل کفر که مستلزم
 غلبت و قوت اسلام است انتقل اس آیت شریفین آمد جل جلالہ صحاب جناب
 رسالت پناه صلعم کی تعریف و توصیف فرماتا ہے کہ یہ لوگ (یعنی صحاب) کافروں پر
 بے زور آورو آرا پسمین بہت ہی جہربان اور نمازین بکثرت مشغول اور ثواب
 اور رضامندی خدائے طالب ہیں پس جو شخص کہ دعوی اسلام کرے اور صحاب باصفا

کو اس صفت میں موصوف بنائے وہ بیدین بالیقین گمراہ ہے شانِ رسول
 آیت رکوع اسورہ حجرات پارہ ایضاً وَ لَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ إِلَيْكُمْ أَتَىٰ
 وَ تَزَيَّنَّ فِي قُلُوبِكُمْ وَ كَرِهَ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوقَ وَ الْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الدَّاشِقُونَ
 مترجمہ و لیکن اہل ایمان کی اور اچھا دکھایا او کو
 تھا ہے دلون میں اور برا لگایا تھا رہی طرف کفر اور گناہ اور بچگی کو (یعنی تم سے ہرگز
 کفر اور گناہ اور بچگی سرزد نہ ہوگی) وہ لوگ وہی ہیں نیک پال خلاصتہ میں لیکن
 خدا تعالیٰ دوست گردانیدہ است بسوی شما ایمان را کہ تصدیق ست بندہ رسول
 و جمیع ماجا بہ البتہ و آراستہ است ایمان را در دلماے شما بسبب آنکہ و صحابہ و معجزہ
 باہرہ و مکروہ گردانیدہ و دشمن ساخت بسوی شما پوشیدہ ہیں حق را کہ آن توحیدست
 بہ نبوت و سایر ارکان ایمان بیرون رفتن از طاعت مفرضہ و عدم اتیان بآن و
 نافرمانی از روئے عناد و طغیان آن گروہ مستثنی اند از اہل جبارت ایشانند راہ یافتگان
 بطریق صلاح و فلاح و محاسن امور بر و خوبی کہ راسخ اند دران این تزیین ایمان
 و تکریم کفر و عصیان کہ دادہ شدہ است با ایشان بحبت تفضلست از جانب خداے
 و نعمت و رحمت از طرف او انتقی اس آیت متبرک میں اللہ علم نوالہ اوصاف صاف
 اوصاف حمیدہ صحاب رسول مقبول کے بیان فرماتا ہے کہ اللہ پاک نے اصحاب
 رسول اللہ کے دلون میں محبت اور خوبی ایمان کی اور نفرت اور زشتی کفر اور گناہ
 اور بچگی کی ایسی نقش کالج کر دی تھی کہ تا دم زلیات راہ ستقیم بہ ثابت قدم ہے
 (یعنی ہمیشہ اُنکا کمال چلن بھیک با پس جواو نکو کافر اور بچیم جائے وہ خود ہی کافر
 اور بچیم ہے ہفتدہم آیت رکوع اسورہ مشرکہ ۲۸ لِلْفَقَاءِ الْمُهَاجِرِينَ
 الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَ رِضْوَانًا وَ
 يَكْضَرُونَ اللَّهُ يُرْسِلْ لَهُمُ الْأُمُودَ لَكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَ الَّذِينَ تَبِعُوا الدَّارَ

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ يُحَقِّقُونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا
وَكُلُوا ثَمَرَهُمْ عَلَى الْآفْسُسِ ۚ وَكَانَ بِهِمْ حِصَصٌ مِمَّا يُؤْتُونَ شَعْرًا كَفَشَهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
ترجمہ واسطے اوان فلسون وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے گئے اپنے گھروں اور
مالوں سے (یعنی کفار مکہ نے صحابہ رسول اللہ کو جبراً مکہ سے نکال دیا تھا اور تمام مال
اونکا ضبط کر لیا تھا) ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی رضامندی (یعنی اونکا
ہجرت کرنا تجارت کی راہ سے نہ تھا بلکہ محض رضامندی خدا اور رسول کی مطلوب تھی)
اور مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی (یعنی اپنی جان اور مال سے) وہ لوگ ہی
سچے ہیں (یعنی دین میں از سوائے قول فعل کے) اور جو گھر پر کچھ نہیں (یعنی انصار
مدینہ منورہ کے) اس گھر میں اور ایمان میں اونسے پہلے محبت کرتے ہیں اوس سے جو وطن
چھوڑ کے آئے اونسے پاس (یعنی اونکا آنا نہیں ناگوار جانتے بلکہ اپنے گھروں میں اون تارے
ہیں اور اپنے مالوں میں شریک کرتے ہیں) اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اور چیز
سے جو اونکو ملے اور اول رکھتے ہیں اونکو اپنی جان سے اگرچہ ہوا اپنے اوپر ہو کہ اور جو
شخص کہ بچا ہے حرص سے نفس اپنے کو پس وہ لوگ وہی فلاح پائے والے ہیں خلاصہ نتیجہ
یعنی مرد ویشائی راست کہ ہجرت کنندہ انداز مکہ بدینہ آنا مکہ بیرون کر دہ شدہ اندیشہ
از سر راہی خود کہ داشتند و از مال ہائے خود یعنی دور گردانیدہ شدند منع گردانیدہ
از برداشتن اموالیکہ آنجا داشتند در حالیکہ این مہاجران طلب کنند بسبب ہجرت
افزونی و مزیت عطائی از خداوند خود و خوشنودی حضرت او و یاری مے کنند دین
خدا را با نفس اموال خود و نصرت یدمان پیغمبر اور الیثانہ راست و دین اسلام
ہم بقول ہم بفعل و دیگر مرکبے راست کہ جائے گرفتہ در سرائے کہ مدینہ است
و در ایمان بخدا و رسول و ایمان را موطن مستقر خود خستند و متحمل شدند و این مرد و انہارا
کہت و ملاذ خود گردانیدند پیش از مہاجران را دوست می دارند انصار ہر کہ کہ ہجرت کند

بسوی دارالیشان و نیابند و سستیهای انچه احتیاج داعی باشد از حسد و حقده و غیظ و طلب
 از انچه داده شدند مهاجرین ذوق ایشان از مال غنیمت و اختیار میکنند یعنی قدم میکنند
 مهاجرین را بنفسهای و اموال منازل از خود باز گیرند و با ایشان بپزند و اگر چه در حالیکه
 هست ایشان را احتیاج و فقر با انچه اشیاء میکنند اشیاء عبادت و مسکن نگاه داشته شود
 از بخل نفس خود و یعنی منع کند نفس خود پس آن گروه رنگارنگ اند انتی این آیتون میں
 ارحم الراحمین صحابہ خاتم النبیین کی بہت بڑی مدح فرماتا ہے اور مهاجرین اور انصار
 کے حق میں جو صفیتیں ارشاد کرتا ہے اول یہ کہ ہجرت مهاجرین طمع دنیا کے لیے
 نہ تھی بلکہ خاص خدا و رسول کی اطاعت کے سبب تھی دوم یہ کہ اے لوگ اپنی
 جان اور مال سے رسول خدا کے مددگار تھے سووم یہ کہ دین داری میں قولاً و فعلاً
 سچے تھے چہرام یہ کہ انصار کو مهاجرین سے بدرجہ اتم مروت و محبت تھی حتی کہ آپ
 نہ کھاتے اور مهاجرین کو کھلاتے تھے چہم یہ کہ اگر مهاجرین کو کوئی چیز ملتی تو انصار بہت
 خوش ہوتے تھے اور مطلق رشک نہ کرتے تھے ششم یہ کہ انصار اپنے سے مهاجرین
 کو ہر کام میں اول اور مقدم جانتے تھے گو آپ کیسے ہی مجتمع ہوں فی الحقیقت یہ چہ
 خواص لطیف علامت کمال ایمان مهاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے
 ہیں اس سے بڑا اور کیا تعریف ہوگی کہ رب اکبر انکی کیسی کیسی کلام مجید میں توصیف
 فرماتا ہے اگر تمام آیات جو صحابہ عالی صفات کی شان میں نازل ہوئی ہیں
 لکھی جاویں تو یقین ہے کہ دفتر میں ہی نہ سماویں اب تھوڑی سی روایات آئیں
 کرام کی جو شیعوں کی کتب مستندہ میں مرقوم ہیں لکھی جاتی ہیں سینے اول قول
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کابح البلاء غت میں جو شیعوں کے نزدیک بھی معتبر کتاب
 ہے مرقوم ہے للہ در فلان فلقد قدم الادود و دادی العمد و اقام السنۃ و خلف
 البدعۃ ذہب تقی الثوب تلیل العیب اصحاب خیر ہا و سبق بشرھا اذی للہ طاعته

واقعا بحقہ حلیہ ترکہ فی طرق متشعبہ لا یستلزم فیہ الضال و یستیقن المحتد
 ترجمہ انعام کیسے خدا فلا فی البتہ اس نے کبھی کو سید یا کیا اور پستون کی
 صلاح کی اور سنت کو کٹر کیا اور بدعت کو پیچھے ڈالا یا کہ اس نے کیا کم عیب پائی اور
 خوبی خلافت کی اور اگے کیا فساد خلافت سے اور کی خدا کی طرقت بندگی اور
 پرہیز گارئی کی جیسے کہ چاہئے ہے کھنچ کیا اور چوڑا کیا راہوں پیچ وریچ کو کہ
 اوغین گمراہ راستہ نہیں پاتا اور راہ پانیوالا یقین کرتا ہے واضح ہو کہ لفظ فلان
 سے موافق مختار اکثر شارحین نہج البلاغۃ کے جو متعصب شیعہ ہیں حضرت ابو بکر
 مراد ہیں اور موافق مختار بعض کے حضرت عمرؓ ہاں خوب یاد آئی اسمقام پر یہ کہ
 بھی کر دینا ضرور ہے کہ شیعہ ان حساد نے ہر چند کہ بجائے لفظ حضرت ابو بکر یا حضرت
 عمرؓ کے لفظ فلان بنا دیا مگر اوہیں کے شارحوں نے انکی مجلسازی اور غلابازی
 کو اپنی شرحوں میں کہول دیا پس اس قول میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے
 دس ضفیتیں حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بیان فرمائی ہیں حق یہ ہے
 کہ یہ سب اوصاف ستودہ ان دونوں بزرگان دین میں یقینی تھے پس صرف یہ ایک
 ہی قول جناب امیر کا قوت ایمان حضرت شیخین کے لئے کافی ہے و و م
 کشف الغمہ میں جو تصنیف علی بن عیسیٰ اردیبی شیعہ کی ہے اور علی شیعہ بھی
 اسکو عالم معتمد جانتے ہیں منقول ہے سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ
 السیف حل یحوز قال نعم قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ وقال الراوی نقول ہکذا
 فوشب الامام علی مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ
 الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الذیاء والاخرۃ ترجمہ سوال کیے گئے امام ابو
 جعفر (یعنی امام محمد باقر علیہ السلام) تلوار کے زیور سے آیا جائز ہے پس فرمایا ہاں
 ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار کو آراستہ کیا تھا زیور سے پس کہا راوی نے آیا تم کرتے ہو

ایسا (یعنی کیا آپ ہی ابو بکر صدیق کہتے ہیں) پس اچھل پڑے امام اپنی جگہ سے پس
فرمایا ہاں میں کہتا ہوں صدیق ہاں میں کہتا ہوں صدیق ہاں میں کہتا ہوں صدیق
پس جو کوئی نہ کہے اونکو (یعنی حضرت ابو بکر کو) صدیق نہ سچا کیجیو اللہ اس کے قول کو
دنیا اور آخرت میں دیکھو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کو صدیق
فرمایا سائل جو شیعہ تھا اس نے بطور تعجب کے عرض کی کیا آپ بھی اونکو صدیق کہتے
ہیں امام نے اس پر خفا ہو کر تین بار فرمایا کہ ہاں میں اونکو صدیق کہتا ہوں اور جو
اونکو صدیق نہ جانے اللہ اسکو دنیا اور آخرت میں جو نثار کیجیو جب موافق قول
حضرت امام محمد باقر کے حضرت ابو بکر صدیق ٹھہرے تو یقیناً اونکی صدیقیت کا
مسکرو جہاں میں جھوٹا ہے کیونکہ مرتبہ صدیقیت کا بعد مرتبہ نبوت کے ہوتا ہے
اسی ضمن میں ہم اور بھی حضرت ابو بکر صدیق کی صدیقیت معبر کتب شیعہ سے
ثابت کئے دیتے ہیں تاکہ مسکریں کو موقع چوں چرا کا نکلے وہو انہ اول مستبر بفسیر حجج لبان
طبرسی شیعہ میں قال الله تبارک وتعالى والذی جاء بالصدق وصدق به اولیائهم المنتقون
ترجمہ اور جو شخص آیا ساتھ صدق کے اور جسے تصدیق کی گئی ہے لوگ متقی ہیں اسکی تفسیر میں
مفسر علامہ طبرسی لکھتا قال الذی جاء بالصدق رسول الله وصدق ابوبکر عن ابی عامیة والکلینی
ترجمہ جو شخص کہ آیا ساتھ صدق کے اس سے مراد رسول خدا ہیں اور جسے تصدیق کی گئی
اس سے مراد ابو بکر ہیں وہم فضیل عالم شیعہ سے منہج المقال میں روایت ہے
قال سمعت ابا داؤد یقول حدثنی بریدہ الاسلمی قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یقول ان الجنة مشاق الی ثلثة فجاء ابوبکر فقتل له یا ابابکر انت
الصدیق وانت ثانی الثنیین اذ هما فی الغار فلو سالت رسول الله من هؤلاء ثلثة
ترجمہ بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ حضرت
نے فرمایا کہ جنت میں آدمیوں کی مشاق ہے کہ اتنے میں ابو بکر آئے لوگوں نے

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت کی ہے کہ کذا معہ ای مع النبی صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم علی جبل حراء اذ تحركت الجبل فقال له قرقانه ليس عليك الا نبي وصدیق وشهید
 ترجمہ حضرت علیؓ کہم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
 جبل حراء پر تھے کہ یکایک پہاڑ نے جنبش کی تب پیغمبر نے فرمایا کہ قرار پکڑو کوئی
 نہیں ہے تم پر سوائے نبیؐ اور صدیقؓ اور شہیدؓ کے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت صدیقیت
 کا ہو گا ذرا انصاف سے اپنی کتب محترکہ کو دیکھو لکھنا کہ الوہیت راستی
 موجب ضای خداست پس ندیدم کہ کلمہ شذ ازہ راست مسووم حضرت علیؓ کرم
 وجہ نے جو خط کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا شارحین نبج ابدالغت نے
 حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ عبارت نقل کی ہے لہجری
 ان مکاتفما من الاسلام لعظیمہ وان المصاب بھا الحرج فی الاسلام شدید
 رحمہما اللہ وجزاھا اللہ باحسن ماعلا ترجمہ اپنی زندگی کی شہرت میں اور ان کا
 (یعنی حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا) سلام میں بہت ہی بڑا ہے اور تحقیق و حتم
 انکی وفات کا بہت ہی سخت حادثہ سلام میں ہے اللہ دونوں پر رحم کجیو اور
 انکے نیک عملوں کا بدلہ نیک و بچو دیکھو حضرت علیؓ دونوں صاحبوں کا مرتبہ
 اسلام میں برابر تھے ہیں اور انکے لیے نیک دعا فرماتے ہیں پس جو کوئی حضرت
 شیعین کا مرتبہ سلام میں کمتر جائے یا انکے حق میں بدو عاکرے وہ بیشک حضرت
 علیؓ کی مخالفت پر کمر باندھتا ہے چہا ر م صاحب فصول جو فرقہ شیعہ کا بڑا
 مستند عالم ہے امام محمد باقرؑ سے ایک روایت یوں نقل کرتا ہے انہ قال للجماعة
 خاضوا فی ابی بکر و عمر و عثمان الا تخبرونی انتم من المهاجرین الذین اخرجوا من ديارهم

اور ان کے لئے ابو بکرؓ صدیق ہو اور تم ثانی اہلین اذھا فی الناس ہیں پوچھو
 حضرت سے کہ وہ میں کون ہیں سو ہم علامہ طبرسی شیعہ نے احتجاج طبرسی میں
 حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے کہ کذا معہ ای مع النبی صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم علی جبل حراء اذ تحركت الجبل فقال له قرقانه ليس عليك الا نبي وصدیق وشهید
 ترجمہ حضرت علیؓ کہم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
 جبل حراء پر تھے کہ یکایک پہاڑ نے جنبش کی تب پیغمبر نے فرمایا کہ قرار پکڑو کوئی
 نہیں ہے تم پر سوائے نبیؐ اور صدیقؓ اور شہیدؓ کے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت صدیقیت
 کا ہو گا ذرا انصاف سے اپنی کتب محترکہ کو دیکھو لکھنا کہ الوہیت راستی
 موجب ضای خداست پس ندیدم کہ کلمہ شذ ازہ راست مسووم حضرت علیؓ کرم
 وجہ نے جو خط کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا شارحین نبج ابدالغت نے
 حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ عبارت نقل کی ہے لہجری
 ان مکاتفما من الاسلام لعظیمہ وان المصاب بھا الحرج فی الاسلام شدید
 رحمہما اللہ وجزاھا اللہ باحسن ماعلا ترجمہ اپنی زندگی کی شہرت میں اور ان کا
 (یعنی حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا) سلام میں بہت ہی بڑا ہے اور تحقیق و حتم
 انکی وفات کا بہت ہی سخت حادثہ سلام میں ہے اللہ دونوں پر رحم کجیو اور
 انکے نیک عملوں کا بدلہ نیک و بچو دیکھو حضرت علیؓ دونوں صاحبوں کا مرتبہ
 اسلام میں برابر تھے ہیں اور انکے لیے نیک دعا فرماتے ہیں پس جو کوئی حضرت
 شیعین کا مرتبہ سلام میں کمتر جائے یا انکے حق میں بدو عاکرے وہ بیشک حضرت
 علیؓ کی مخالفت پر کمر باندھتا ہے چہا ر م صاحب فصول جو فرقہ شیعہ کا بڑا
 مستند عالم ہے امام محمد باقرؑ سے ایک روایت یوں نقل کرتا ہے انہ قال للجماعة
 خاضوا فی ابی بکر و عمر و عثمان الا تخبرونی انتم من المهاجرین الذین اخرجوا من ديارهم

اور ان کے لئے ابو بکرؓ صدیق ہو اور تم ثانی اہلین اذھا فی الناس ہیں پوچھو
 حضرت سے کہ وہ میں کون ہیں سو ہم علامہ طبرسی شیعہ نے احتجاج طبرسی میں
 حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے کہ کذا معہ ای مع النبی صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم علی جبل حراء اذ تحركت الجبل فقال له قرقانه ليس عليك الا نبي وصدیق وشهید
 ترجمہ حضرت علیؓ کہم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
 جبل حراء پر تھے کہ یکایک پہاڑ نے جنبش کی تب پیغمبر نے فرمایا کہ قرار پکڑو کوئی
 نہیں ہے تم پر سوائے نبیؐ اور صدیقؓ اور شہیدؓ کے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت صدیقیت
 کا ہو گا ذرا انصاف سے اپنی کتب محترکہ کو دیکھو لکھنا کہ الوہیت راستی
 موجب ضای خداست پس ندیدم کہ کلمہ شذ ازہ راست مسووم حضرت علیؓ کرم
 وجہ نے جو خط کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا شارحین نبج ابدالغت نے
 حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ عبارت نقل کی ہے لہجری
 ان مکاتفما من الاسلام لعظیمہ وان المصاب بھا الحرج فی الاسلام شدید
 رحمہما اللہ وجزاھا اللہ باحسن ماعلا ترجمہ اپنی زندگی کی شہرت میں اور ان کا
 (یعنی حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا) سلام میں بہت ہی بڑا ہے اور تحقیق و حتم
 انکی وفات کا بہت ہی سخت حادثہ سلام میں ہے اللہ دونوں پر رحم کجیو اور
 انکے نیک عملوں کا بدلہ نیک و بچو دیکھو حضرت علیؓ دونوں صاحبوں کا مرتبہ
 اسلام میں برابر تھے ہیں اور انکے لیے نیک دعا فرماتے ہیں پس جو کوئی حضرت
 شیعین کا مرتبہ سلام میں کمتر جائے یا انکے حق میں بدو عاکرے وہ بیشک حضرت
 علیؓ کی مخالفت پر کمر باندھتا ہے چہا ر م صاحب فصول جو فرقہ شیعہ کا بڑا
 مستند عالم ہے امام محمد باقرؑ سے ایک روایت یوں نقل کرتا ہے انہ قال للجماعة
 خاضوا فی ابی بکر و عمر و عثمان الا تخبرونی انتم من المهاجرین الذین اخرجوا من ديارهم

حضرت سے اور ان کے نیک کاموں کی انکو پوزا ہے

اور ان کے لئے ابو بکرؓ صدیق ہو اور تم ثانی اہلین اذھا فی الناس ہیں پوچھو
 حضرت سے کہ وہ میں کون ہیں سو ہم علامہ طبرسی شیعہ نے احتجاج طبرسی میں
 حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے کہ کذا معہ ای مع النبی صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم علی جبل حراء اذ تحركت الجبل فقال له قرقانه ليس عليك الا نبي وصدیق وشهید
 ترجمہ حضرت علیؓ کہم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
 جبل حراء پر تھے کہ یکایک پہاڑ نے جنبش کی تب پیغمبر نے فرمایا کہ قرار پکڑو کوئی
 نہیں ہے تم پر سوائے نبیؐ اور صدیقؓ اور شہیدؓ کے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت صدیقیت
 کا ہو گا ذرا انصاف سے اپنی کتب محترکہ کو دیکھو لکھنا کہ الوہیت راستی
 موجب ضای خداست پس ندیدم کہ کلمہ شذ ازہ راست مسووم حضرت علیؓ کرم
 وجہ نے جو خط کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا شارحین نبج ابدالغت نے
 حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ عبارت نقل کی ہے لہجری
 ان مکاتفما من الاسلام لعظیمہ وان المصاب بھا الحرج فی الاسلام شدید
 رحمہما اللہ وجزاھا اللہ باحسن ماعلا ترجمہ اپنی زندگی کی شہرت میں اور ان کا
 (یعنی حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا) سلام میں بہت ہی بڑا ہے اور تحقیق و حتم
 انکی وفات کا بہت ہی سخت حادثہ سلام میں ہے اللہ دونوں پر رحم کجیو اور
 انکے نیک عملوں کا بدلہ نیک و بچو دیکھو حضرت علیؓ دونوں صاحبوں کا مرتبہ
 اسلام میں برابر تھے ہیں اور انکے لیے نیک دعا فرماتے ہیں پس جو کوئی حضرت
 شیعین کا مرتبہ سلام میں کمتر جائے یا انکے حق میں بدو عاکرے وہ بیشک حضرت
 علیؓ کی مخالفت پر کمر باندھتا ہے چہا ر م صاحب فصول جو فرقہ شیعہ کا بڑا
 مستند عالم ہے امام محمد باقرؑ سے ایک روایت یوں نقل کرتا ہے انہ قال للجماعة
 خاضوا فی ابی بکر و عمر و عثمان الا تخبرونی انتم من المهاجرین الذین اخرجوا من ديارهم

واماوالمہدیتون فضلا من اللہ ورضوانا وبنیہ من اللہ ورسولہ قالوا لا
 قال فانتم من الذین یتبعوا الدار والایمان من قبلہم یحبون من جاز الیہم قالوا لا
 قال ما انتم فقد برئتم ان تکلونوا احدھذین الفریقین وانا اشھد انکم لستم
 من الذین قال اللہ تعالیٰ والذین جاؤ من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا
 الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم
 ترجمہ تحقیق فرمایا امام محمد باقرؑ نے واسطے ایک گروہ کے جو ایمان کرتے تھے ابو بکرؓ اور
 عمرؓ اور عثمانؓ کے حق میں کیا تم خبر نہیں دیتے مجھ کو آیا تم مہاجرین سے ہو جو نکالے
 گئے اپنے گھروں اور مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی مہربانی
 اور مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اوس گروہ کے کہ انہیں پہلے امام نے
 فرمایا پس تم اُن لوگوں سے ہو جو جگہ پر پہلے ہیں (یعنی انصار) اس گھر میں (یعنی
 مدینہ میں) اور ایمان میں اُن پہلے محبت کرتے ہیں اوس سے جو وطن چھوڑ آئے
 اُنکے پاس اوس گروہ نے کھانہ نہیں امام نے فرمایا تم تحقیق آپ ہی الگ ٹھہر
 اس سے کہ ایک فرقہ ان دو فرقوں میں سے ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم
 نہیں اُن لوگوں سے جنکے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو آئے اُن سے پیچھے
 کہتے ہو اے رب بخش بھلا اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے آگے پہنچے ایمان میں
 اور نہ رکھ ہمارے دل میں برا ایمان والوں کا اے رب تو ہی بڑائی والا مہربان کیوں
 اس گروہ کو امام صاحب نے گمراہ اور دائرہ اسلام سے خارج فرمایا جو صحابہ ثلاثہ کے
 حق میں گفتگو کرتے تھے شاید وہ لوگ بھی شیعہ ہی ہوں گے پس امامؑ اوس
 تفسیر میں جسکو شیعہ حضرت امام حسنؑ عسکریؑ کی طرف نسبت کرتے ہیں بھلا
 روایت فرقوم سے لما بعث اللہ موسیٰ بن عمران واصطفاه نوحیا وخلق لہ البحر
 نوحی بنی اسرائیل واعطاه التوراة والاکواح رای لکائنہ من ربہ عزوجل فقال

یا رب لہذا اگر متنی بکرامۃ لم تکرّم بها اخذ من قبلی فهل فی انبیاءک عندک
من هو اکرم منی فقال اللہ تعالیٰ یا موسیٰ ما علمت ان محمد افضل عندی من
خلقی فقال موسیٰ فهل فی آل الانبیاء اکرم من آلی فقال عز وجل یا موسیٰ
اما علمت ان فضل آل محمد علی آل جمیع النبیین کفضل محمد علی جمیع المرسلین
نقال یا رب الکان فضل آل محمد عندک کذاک فضل فی صحابۃ صحابۃ الانبیاء عندک
اکرم من اصحابی فقال یا موسیٰ اما علمت ان فضل صحابۃ محمد علی جمیع الصحابۃ
المرسلین کفضل آل محمد علی آل جمیع النبیین فقال موسیٰ ان کان فضل محمد
وآل محمد واصحاب محمد کما وصفت فهل فی اہم الانبیاء افضل عندک من
امتی ظلت علیہم الغام وانزلت علیہم المن والسلوی فقلت لہذا البحر فقال اللہ
یا موسیٰ ان فضل امة محمد علی اہم جمیع الانبیاء کفضل علی خلقی
ترجمہ جبکہ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کو سبوت فرمایا اور اون کو
برگزیدہ کیا اور اون کے سبب دریا کو پل بنایا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور
توریت اور لوح او کو عطا کی تب حضرت موسیٰ نے اپنا رتبہ دیکھ کر خدا سے عزوجل
سے عرض کی کہ یا الہی تو نے مجھ کو ایسی بزرگی دی ہے کہ کسی اور بنی کو پہلے نہیں
دی تیرے یہاں مجھ سے زیادہ اور کسی کی بھی بزرگی ہے خداوند تعالیٰ نے جواب
دیا کہ اے موسیٰ تمہیں معلوم نہیں کہ مجھ سے بزرگی تمام مخلوقات سے فضل میں تب
حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ کسی بنی کی آل میری آل سے بزرگ تر ہے جواب
ہوا کہ تم نہیں جانتے کہ فضیلت آل محمد کی سب انبیاء کی آل پر ایسی ہے جیسے کہ
اونکو فضیلت سب پیغمبروں پر ہے تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ یا الہی میرے
اصحاب سے زیادہ تیرے نزدیک اور کسی بنی کے اصحاب کا رتبہ ہے جواب ہوا کہ
اے موسیٰ تم نہیں جانتے کہ فضیلت اصحاب محمد کی تمام انبیاء کے اصحاب پر ایسی ہے

جیسی کہ فضیلت آل محمد کی سب بڑیا کی آل پہ پہتہ حضرت ہوئی ہے۔
 کی اگر فضیلت محمد اور آل محمد اور صحابہ محمد کی ایسی ہے جیسی کہ تو یہ سب اہل
 فرامی ہیں کسی نبی کی امت میری امت سے زیادہ فضل ہے جن پر تو زیادہ لوگ
 سایہ کیا چہرہ میں سلوئی نازل کیا جنکے لیے دریا کو پل بنا دیا خداوند کا حکم
 نے فرمایا کہ فضیلت امت محمد کی سب بڑیا کی امت پر ایسی ہے جیسی کہ فضیلت
 محمد و میری خلق پر ہے ویکھو جناب امام حسن عسکری صاحب صحابہ رسول
 اور امت رسول اللہ کے کیسے کیسے فضائل بیان فرماتے ہیں اگر تمہارا تمہارے
 کے قول کو بھی جوڑا جائے تو تمکو خدا تجھے شش ہفتہ ۲۸ جلد سوم بحث نبوت
 حدیقہ سلطانیہ مولفہ میرن صاحب میں چوتھیوں کے قبلہ و کعبہ ہے صحابہ کے
 حق میں یہ عبارت لکھی ہے کہ جب مانہ وفات پیغمبر خدا قریب ہوا حضرت نے
 منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ سے پوچھا کہ میں کیسا پیغمبر تھا سب صحابہ نے عرض
 کی جو صبر خدا کی راہ میں اپنے اولیاء کی جزائے خیر خدا آپ کو دے تب حضرت
 نے اوسکے جواب میں فرمایا کہ خدا شمارانیز جزائے خیر دہر دیکھو آپکے مجتہد لکھتے
 ہیں کہ اوس حج غفر صحابہ کو وقت وفات حضرت نے دعای خیر سے یاد فرمایا
 ہفتہ جابع اخبار میں کہ سند کتب شیعوں ہے یون منقول ہے قال النبی
 من سبني فاقتلوه من سبنا صحابی فاجلده ترجمہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی
 مجھ کو برا کہے پس اوسکو قتل کر و اور جو کوئی میرے صحابہ کو برا کہے پس اوسکو
 کوٹے مارو تم (یعنی ۸۰ دے) دیکھو تمہاری معتبر کتاب میں صحابہ باصفائے
 بڑا کہنے والوں کو کیسی سزا سخت کا حکم ہے پر بھی نہ مانو تو تمکو خدا کی مار شتم
 لمح الحقیقت اور مفتاح الشریعت اور بحار الانوار ملا باقر مجلسی اور
 سن الموشین نور اللہ شستری میں حضرت امام جعفر صادق کی طرف سے

یہ لکھا ہے کہ غیبت بہت بڑا عیب ہے اور بہتان اور افتراء اس سے بھی بڑا گنہگار ہے اور
عوام آدمیوں کے حق میں غیبت اور بہتان گناہ کبیرہ ہے نہ کہ صحابہ پیغمبرؐ کی
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں گناہ کبیرہ ہوگا پس ان کے ساتھ عقدا و نیکی رکھنا ضروری
ہے اور ان کے فضائل کے بیان کرنے میں رطب اللسان رہنا چاہیے اور ان کے
دشمنوں کی صحبت سے نفرت رکھنا چاہیے کہ اس سے نفاق خفی دل میں پیدا ہوتا
نہم کتاب الخصال میں شیخ صدوق نے امام جعفر صادق سے یہ روایت کی
ہے کہ جبکہ ترجمہ ملا باقر مجلسی نے کیا ہے کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
اشی عشر الفاتنیۃ الاث من المدینۃ والیفین من غیر المدینۃ والیفین من المطلقۃ
لمیرافیمہ قدری ولا مرجی ولا ضروری ولا معتزلی ولا صاحب الراے
وکاؤا بکوالیل والنہار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل خبز الخمیر
ترجمہ روایت ہے امام جعفر صادق سے کہ صحابہ رسول اللہ کے بارہ ہزار تھے
آٹھ ہزار مدینہ سے اور دو ہزار غیر مدینہ یعنی مکہ سے اور دو ہزار رہا کردہ اور آزادوں
اور ایک ہی انہوں میں قدری نہ تھا کہ جبر کے قائل ہوں اور مرجی نہ تھی کہ کہیں
ایمان ایک سے قسم ہے اور حر وہی نہ تھی کہ جناب امیر کو بڑا کہیں اور معتزلی نہ تھی
کہ کہیں خدا کو بندہ کے عمل میں کچھ دخل نہیں ہے اور خدا کے دین میں اپنے نفس کے
واسطے کوئی بات نہیں کہتے تھے اور رات دن رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوند
قبض کر دین ہمارے آگے اس سے کہ روٹی خمیری کہا دین ہم الخ و دیکھو شیعو
تھامسے مجتہد و امام صحابہ با صفا کے حق میں کیا لکھتے ہیں اس پر بھی تم انصاف کی
نظر کرو تو صریح بخاری ہٹ دھرمی ہے بہت چشمہ اندیش کہ برکندہ باو عجیب پسند
ہے غم نہر وہم نہج البلاغت میں ہے کہ ایک دن لوگوں نے جناب امیر سے
حال گزشتہ صحابہ رسول اللہ صلعم کا دریافت کیا اس وقت امام عادل نے

بلوازم ولایت صحابہ مغفور کی صفت میں یہ حدیث فرمائی قال امیر المؤمنین
 کانوا اذا ذکر الله والله حملت اعینهم حتی ابتل جباههم ومادوا لکما یمید المشر
 یوم الرجح الناصف خوفا من العقاب رجاء الصواب ثم حمیہ فرمایا جناب امیر نے
 کہ صحابہ گذشتہ کا وہ حال تھا کہ جب ہم ذکر خدا ہوتا قسم اللہ کی جبار ہی ہوتی تھیں
 آنکھیں اونکی یہاں تک کہ تر کرتی تھیں پیشانی اونکی کو ابغنی اس قدر روئے کہ
 پیشانی پر عرق آجاتا اور وجد میں آجاتے تھے جیسا کہ سخت آندھی کے دن درخت
 جنبش کرتا ہے اور روتے تھے عذاب الہی سے اور امید رکھتے تھے ثواب کی
 خدائے کو کیونشیو جناب امیر صحابہ رسالت آب کی شان میں کیا فرماتے ہیں افسوس
 جنکی جناب امیر مدح و ثنا گدین تم اونکی مذمت کرو پس مخالفت معصوم کی البتہ
 کفر ہے اگرچہ خود را سید گویا مذہبیت ہرگز نرسی بہ کبیلے اعدائی
 کہیں کہ تو میری تبرکستانست پیار و ہم صحیفہ کاملہ میں جسکے ہر ایک لفظ
 کو شیعہ باعتبار صحت کے کلام الہی سے کم نہیں جانتے ہیں حضرت امام زین العابدین
 صحابہ اور تابعین رسالت پناہ کے حق میں یہ وعامر قوم ہے جسکو آپ خلوت تھا
 میں پڑا کرتے تھے اور راز و نیاز کے وقت آپ صحابہ رسول اللہ کی توصیفیں
 اور تعریفیں روبرو منشاہ عالم الغیب کے اظہار کیا کرتے تھے اگر کوئی بوالفضل
 اس دعا کو بھی تقبیہ پر محمول کرے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپکو خلوت میں کسکا خوف
 ڈر تھا کہ جسکے سبب ضرورت تقبیہ کی ہوئی پس اس دعا صادق میں ہرگز تقبیہ کی گنجائش
 نہیں ہو دعایہ سبح اللہ واصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاصة الذین احسن
 الصحابة والذین ابلوا البلاء الحسن فی الضرر وکافقہ واسرعو الی دفاۃہ ولبوا
 الی دعوتہ واستجابوا لہ حیث اسمعہم حجة رسالۃ وفارق الا زواج والا اولاد
 فی الطہار کلمۃ وقاتلوا الالباء والابناء فی تثلیث بنو تہ وینصروا بہ ومن کانوا

سلام علیہ
 سیدنا محمد و
 آلہٖ الطیبین
 و
 سلمہ
 علیہم
 السلام
 و
 علی
 سائر
 الصالحین

منظور علیٰ محبتہ پیر چون تجارتی کار تھے تو ہر مودتہ والوں میں ہجرت ہم العشا اراک
 بعزتہ و اندقت منهم القرا بات اذ سکنا فی ظل قرابتہ فلا تنس لهم النعم ما ترکوا
 و فیک و ارضہم من رضوانک و بما احاشوا الخلق علیک و کاذا مع ارسلوک دعاۃ لک
 الیک و الشکر ہم علی ہجر ہم فیک دیا رہم قومہم و خروجہم من سعة المعاش الی
 ضیغہ و من کثرت فی اعزاز دینک من مظلوم النعم و اوصالی الی التابعین لہم
 باحسان الذین یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان خیر
 جزائک الذین قصدوا سمتہم و تجروا وجہتہم و مصتوا علی شاکلتہم لم ینہم رب
 فی بصیرتہم و لم یختلجہم شک فی فقا انا ہم و لا یتام یحدایہ منا رہم مکاتبتی مواہب
 لہم یدینون بدینہم و یہتدون بحدیثہم ینفقون علیہم و لا یتنصرون فیما احدا الیہم اللہ
 وصل علی التابعین من یومنا هذا الی یومنا الذین و علی ازواجہم و علی ذریا تقص
 ترجمہ اے خدا رحمت نازل کر اور پر صحابہ محمد کے درود اللہ کے اوپر اور سلام خاص کر
 اور صحابہ پر جنہوں نے حق صحبت نہایت ہی خوبی سے ادا کیا اور جنہوں نے
 سب طرح کی مصیبتوں اور ایذاؤں کو اسکی اعانت میں گوارا کیا اور جنہوں نے
 ملکہ اسکی مدد میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اور جنہوں نے اسکی رسالت قبول کرنے
 میں بڑی جلدی کی اور اسکی دعوت کی اجابت میں سبقت کی جب انکو پیغمبر خدا
 نے اپنی پیغمبری کی حجۃین تبیین انہوں نے بلا توقف قبول کیں اور انکے کلمہ کی
 (یعنی لا الہ الا محمد الرسول اللہ) ظاہر کرنے میں اپنے لڑکے بالوں جو ریحون کو چھوڑا
 اور انکی نبوت کے ثابت کرنے میں اپنے بالوں اور بیٹوں کو قتل کیا جب انہوں
 پیغمبر کا دامن پکڑا تو انکے کہنے قبیلے کے لوگوں نے انکو چھوڑ دیا اور جب وہ پیغمبر
 کی قرابت کے سایہ میں آئے تب انکے رشتہ داروں نے ان سے رشتہ توڑ دیا
 پس اے خدا تو نہ بھولنا ان باقوں کو جو پیغمبر کے صحابہ نے تیرے واسطے اور

تیسرے چھپے چھوڑا اور راضی کر دینا تو انکو اپنی رضا مندی سے اسلئے کہ انہوں نے
 خلق کو تیسری طرح جمع کر دیا اور تیسرے پیغمبر کے ساتھ دعوت اسلام کا حق ادا کیا
 اے اللہ سے شکر کر نیکے لایق ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم اور گنہگاروں کے گمراہیوں کو
 کو تیسرے چھپے چھوڑا اور عیش اور آرام کو ترک کر کے تنگی معاش کو تیسرے لئے اختیار
 کیا اور خداوند کے تابعین کو جزائے خیر سے جو کہ عطا کیا کرتے ہیں کہ پروردگار بھلا
 مغفرت کر اور بھلا ہے ان بھائیوں کی جو ہم میں سے ایمان میں بھقت لیکے ہیں اور
 انکی ہدایت کی نشانیوں کی اقتدا کرتے ہیں جنکو کوئی شک انکی نعمت میں نہیں ہوتا
 اور جنگلے دل میں کوئی شبہ انکے آثار کی پیروی میں نہیں آتا ایسے تابعین جو
 معاون اور مددگار صحابہ کے ہیں اور جو اپنا دین انکے دین کے موافق رکھتے
 ہیں اور جو انکی ہدایت کے موافق ہدایت پاتے ہیں اور جو صحابہ سے اتفاق
 رکھتے ہیں اور جو کچھ صحابہ نے انکو پہنچایا اوس میں اوپر کچھ نعمت نہیں کرتے
 ہیں اور اے خدا رحمت نازل کر اور ان صحابہ کی تبعیت کرنے والوں پر آجکے
 دن سے جس میں ہم میں قیامت تک اور انکی ازواج اور ذریعہ پر فقط اے
 مقلدان ابن سباقتم ہے تم کو حیدر کردار کی اور قسم ہے تمکو سید الشہداء کے
 مزار کی اور قسم ہے تمکو عباس علیہ السلام کی اور قسم ہے تمکو امام غائب فی الخار
 کی ذی عدالت کی نظر سے دیکھنا کہ اس عاصی الساجدین میں نقتہ کو تو
 لگاؤ نہیں ہے کیونکہ یہ دعا امام صاحب کی مخصوص بخلوت ہے اور خلوت میں
 ایمان چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے پس اس دعا کو کم سے چند
 چند فوائد پیدا ہوئے اول امام صاحب کا صحابہ کے حق میں دعا و خیر کرنا
 دوم صحابہ پر دودھ پینا اور ان سے کمان نیک کناسوم صحابہ سابق
 الایمان کا سب سے افضل ہونا چہارم صحابہ کا خدا کی راہ میں اپنے اہل و عیال و

مکان مال کو چھوڑ کر ہجرت کرنا پچھم صحابہ کا رسول اللہ کو پوری پوری مدد دینا
 ششم صحابہ کا خدا کی راہ میں قسم قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھانا ہفت
 صحابہ کا دین امین داخل کرنا نیکو مخلوق کو دعوت اسلام کرنا ہشتم صحابہ کے
 تابعین کی بھی فضیلت اور نشانیاں اور ان کا صحابہ گو مدد دینا نہم صحابہ اور
 تابعین کی بی بیوں اور بچوں کے لئے امام صاحب کا خدا سے رحمت چاہنا دہم
 صحابہ کا اللہ اور رسول کی محبت میں اپنے بالوں اور بیٹوں کو قتل کر ڈالنا
 یازدہم صحابہ کا خدا کے لئے کنبہ قبیلہ نازشہ قطعی چھوڑنا وغیرہ اس موقع پر
 یہ امر بھی قابلِ ظہار ہے کہ جب شیخہ فضائل کامل صحابہ رسالت مآب کے قرآن
 کی آیتوں اور اپنی حدیثوں اور تفسیروں اور تالیفوں اور نیز دیگر کتب مستندہ میں
 لکھے ہوئے پاتے ہیں انگشت حیرت و انت میں واپشت دست حسرت سے چبا سپر
 سینہ کوٹ آہ سر و دل پر دروسے ہر نہایت بدحواس ہو کر بے سمجھے بوجھے طے پاتے
 کلمہ میٹھتے ہیں کہ یہ چاہے وہی تو ہیں جو جنگ احدین خائف ہو کر ہاگ نکلے تھے غرض
 ایسی باتوں سے اپنے دل محزون کو سمجھاتے ہیں اور اپنی طبیعت مغموں کو ہلکاتے
 ہیں بہت دست بیچارہ چون بجان نرسد چارہ جز پرہیز و ریدن نیست جواب
 ہر عاقل اس بات سے اندر سے علم یقین کے بخوبی ماہر ہے کہ کیفیت طبیعت انسان
 ضعیف البیان کی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی ہے بلکہ ایسا اوقات اس کو تغیر و
 تبدل ہے لاحق ہوا کرتا ہے ایسا کا نام بشریت ہے اور بشر کے واسطے غفلت بھی
 ضرور ہی لازمی ہے اس میں نبی وغیر نبی ولی وغیر ولی متقی وغیر متقی سب برابر ہیں
 ہاں اس قدر فرق بیشک ہے کہ انبیاء علیہم السلام فضیل حاکم کریم بہت جلد توبہ ہو جاتے
 ہیں دوامی غفلت میں نہیں رہتے بخلاف عوام الناس کے کہ ان کو توبہ قریب لانا
 نہیں ہے اب ہم اپنے اس دعویٰ قومی کو چھ دلائل اسعقول ثابت کر دیتے ہیں

اول جدم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے آواز انا اللہ کی سنی یہ یقین
 تمام معلوم کیا کہ حقیقت یہ تجلی خاص قادر و الجلال کی ہے اور حکم کہتی ہے اگر وہ
 عباد کا زمین پر جو ہیں عصا زمین پر گرایا بصورت مار خوشخوار نظر آیا باوجود حضور
 حافظ حقیقی کے اسکی ہیبت خائف ہو کر ایسے مفرور ہوئے کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھا چونکہ
 فضل حق آپکے شامل حال تھا فوراً تنبیہ ہوئی کہ لا تخف انی لا انا لعلی المرسلون
 ترجمہ یعنی نہ خوف کہ تو البتہ میرے پاس رسولِ خوف نہیں کرتے دیکھو حضرت موسیٰ
 باتفاق معصوم تھے اور اپنے خالق کے روبرو کھڑے تھے اور یہ بھی یقیناً جانتے تھے
 کہ اپنے مالک کے حفظ و امان میں ہوں یہ بھی بمقتضائے بشریت آپ پر ایسا غلبہ
 غفلت کا ہوا کہ ایک سانپ کی صورت دیکھ کر بے اختیار بہاگ نکلے اگر بعض صحابہ
 رسالتِ آب سے بھی غفلت جنگ احد میں ہو گئی تو کیا تعجب ہوا یہ تو معصوم بھی
 نہ تھے وہم جو وقت حضرت موسیٰ نے جاؤ و گزران فرعون سے مقابلہ کیا مہر چند کہ
 آپ کو یقینی معلوم ہو چکا تھا کہ ہم ضرور غالب ہونگے حسبِ عہدِ خدا ہی تعالیٰ بایا تھا
 انتقام من التبعکما البغالبون ترجمہ یعنی ساتھ نشانہ ہوں ہمارے کہ تم دونوں
 اور وہ شخص کہ تابع رہی کہ تم دونوں کی غالب ہونے والے جب اون جاؤ و گزران
 نے اپنی لاشیں اور رستیاں یہیبت جموعی سانپ اڑوھا سب کہ حضرت موسیٰ
 کی طرف دوڑائیں اور بہت کچھ شور و غوغا مچایا اور جدم حضرت موسیٰ بمقتضائے
 بشریت نہایت خائف ہوئے کہ قول تعالیٰ فاوحی فی نفسہ خیفۃ موقلنا لا تخفنا انک انت
 ترجمہ یعنی ڈالا اپنے جی میں خوف موسیٰ نے کہا منہ منہ ڈر تحقیق تو غالب تر سوم
 جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور سے واپس آئے اور امت کو گوسالہ پرستی
 کہتے ہوئے دیکھا اس قدر آپ پر غفلت غالب ہوئی کہ اپنے بھائی معصوم کا سر پر کر
 ہلا ڈالا اور ڈاڑھی کسوت ڈالی اگر یہ بشریت نہ تھی تو کیا تھا چھارم جبکہ حضرت

سوئی نے حضرت خضرؑ سے عہد باندھا کہ کبھی سوال نہ کروں گا پہرہ ہر مرتبہ عہد شکنی
 واقع ہوئی حتیٰ کہ پہرہ ہی سے علیحدہ کر دیئے گئے اگر یہ فعل جناب کا مقتضای بشریت
 نہ تھا تو کیا کہنا چاہیے چچم جب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے فرشتوں کو کہ بصورت
 انسان متمثل تھے دیوار کی طرف سے اترتے ہوئے دیکھا نہایت ڈرے اور کہہ کر
 کہ میں کس گئے کچھ دیر بعد گوشت ملا ہوا بچھڑے کا لیکر باہر شریف لائے اور
 اون جھانان انجان کے رو برو رکھا جب اونہون نے کہا یا ازبس خالف ہوئے
 اور اونکا آنا از حد آپکونا گوار گذارتب فرشتوں نے آپکو تسلی دی کہ آپ نڈرین ہم
 فرشتے ہیں عذاب خدا کا قوم لوط پر لائے ہیں کہ وہ رغبت و خول فی الدبر کی رکھتے
 ہیں جب آپنے یہ بات فرشتوں سے سنی حی میں حی آیا کقولہ تعالیٰ ولقد جاءتہم
 ابراہیمؑ بالبشری قالوا سلما قال سلما فلبث الخاء بعجل حنیذ فلما راٰ ایدہم
 فصل الیہ نکرہم او حیضہ خیفۃ قالوا لا یخفنا سلما الی قومہ لوطہ ترجمہ اور البتہ تحقیق لائے رسول ہمارے
 ابراہیمؑ پاس خوشخبری کہا اون لوگوں نے سلام کہا سلام پس نہ ٹھہرایا بچھڑا
 ملا ہوا پس حبوت دیکھا کہ اونکے ہاتھ اوسکی طرف نہیں پھونچتے بڑا جانا اونکو اور
 پڑا اون سے خوف کہا اون لوگوں نے نہ خوف کرو تو تحقیق بھیجے گئے ہم طرف قوم لوط
 کے شمشیم حضرت یونسؑ نے جبکہ اپنی قوم گمراہ کے واسطے بد دعا کی اور عذاب
 کے آنے میں کچھ دیر ہوئی آپ غصہ میں آکر دہان سے دریا کی طرف بہا گئے جب ناؤ
 میں سوار ہوئے ناؤ پھلی تب ملاحون نے بانساڈالا تو آپ ہی کے نام پڑا ملاحون نے
 آپکو دریا میں گرا دیا اوسیدم آپکو ایک مچھلی نگل گئی کقولہ تعالیٰ اذلقن الی الفکا المشیون و من کان
 من المدحیین فالتعمہ الحوت وهو علیہ ترجمہ حبوت بہاگ گیا طرف کشتی
 بری ہوئی کے پس قرعہ ڈالا پس ہو گیا ڈبیلی کیون پس نگل گئی اوسکو مچھلی اور وہ
 ملاست میں پڑا ہوا تھا پھر جناب امیر کا مدینہ سی مقدس محلہ کو چوڑ کر کوئٹہ پہنچا

اور حضرت امام حسن کا خلافت کو جسکی حسرت میں حضرت امام حسین اپنی ناک و نالہ پر راضی تھے اسیر معاویہ کے بخوشی سپرد کر دینا اور امام غائب منظومہ شیعان کا جو تیسری صدی جو وہوین صدی تک مثل غنا و عروق الامم و مجهول البسم کہ مشہور چلے آتے ہیں سر و ابہ سر سن رومی میں جہت ہنا وغیرہ خاص دلائل خون و غفلت کے ہیں جب معصوم کا یہ حال ہو تو غیر معصوم کا ایسے پوچ لڑا سے بالکل برہی ہونا چاہیے افسوس کانے دوسرے کی پچھلی اوگتے ہے اور ایسے ٹینٹ پر نظر نہیں کرتے اب نیٹے اپنی ہی معتبر نفس میر سے ضرور ان احد کی فضیلت کا حال خلاصہ منہج ان ینصر کہم اللہ فلا غالب لکہ اگر نصرت وہ خداے شمار چنانکہ در بدر واقع شد پس بھیج غلبہ کنندہ نباشد بر شہاد ان یخدا لکہ جن ذالذی ینصر کہم من بدہ و اگر فروگذازد شمار چنانکہ در احد پس کیست آن کہ یار می و ہشمال از پس فروگذاشتن او و علی ایہ و بر کرم خدایے نہ بر غیر او غلیتوکل المؤمنون پس باید کہ توکل کنند کہ ویدگان بدانکہ نصرت و قسمت کیے بغلبہ در معرکہ کارزار بر کفار دوم محبت چہ حق تعالی ہدایت اہل ایمان کردہ بدلیل ہاے روشن پس مومنان کہ ہمیشہ نصرت یافتہ اند اگر غالب شدند بر کفار و کارزار پس نصرت یافتہ بر ایشان و اگر شہید شدند و مغلوب گشتند پس محبت و دلیل بر ایشان نصرت یافتہ و کہو شیعو انصاف کی آنکہ سے اپنی مستند تفسیر کو کہ تمہارا سقیمہ مفسر کیا لکھتا ہے کہ فضل خدا ایمان والوں کو ہر حال میں فتح و نصرت حاصل ہوا کرتی ہے خواہ غالب ہوں خواہ مغلوب بقول شخصے موسیٰ مرے تو شہید اور جیے تو غازی لم یے بخیر و خدا سے ڈرو کہ تم اسکی آیات بینات میں خلاف اپنے مفسرین کے کیسی بیجا باتیں کرتے ہو اور اپنی صحیح حدیثوں اور روایتوں کو بہ نسبت صحابہ کرام غیر مفید بتاتے ہو حق یہ ہے کہ ہمارے دلائل مدلل کا ہرگز جواب نہیں کیونکہ جوٹ

مسلحہ مبارک
میرزا محمد تقی
ابن کمال
نعمانی
چنانچہ کہ
انشاء اللہ تعالیٰ

بولنا سوائے حضرات شیعہ کے کسی مشرب میں تو انہیں عرض نہیں شناس نہ لبر خطا اینجا است

مجملاً ذکر سبب ترتیب قرآن پاک

اگرچہ بعض شیعہ خلاف ترتیب کلام الہی کے قائل ہوتے ہیں مگر ان کا قول جمہور علماء و محققین شیعہ ہی کے نزدیک بالکل ساقط و عیبار ہے ہم مقام پر بخون طوالت علماء شیعہ کے چند قول نقل کیے جاتے ہیں باقی ذکر مفصل مطاعن میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اول شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ نے جو اس فرقہ کا بڑا عالم ہے لکھا ہے اعتقادنا فی القرآن ان القرآن الذی انزل اللہ تعالیٰ علی نبیہ ہوا میں لد فتن و هو ما فی اید الناس لیس بالکثر من ذلک و مبلغ سورۃ عند الناس مائۃ و اربعۃ و عشر سورۃ و عندنا و الضحیٰ و المشرح و احدى و کلا یلاف و الم ترکیف سورۃ و احدى و من نسب الینا انا نقول انه اکثر من ذلک فهو کاذب ترجمہ راوی مذکور کا بیان ہے کہ اعتقاد ہمارا قرآن میں یہ ہے کہ تحقیق قرآن جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا وہی ہے جو دو فون میں موجود ہے اور وہی ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں پایا جاتا ہے اس کے زیادہ نہیں ہے اور اسکی سوتین کو لوں کے نزدیک ایک سو چودہ ہیں اور ہمارے نزدیک و الضحیٰ و المشرح ایک سورت ہے اور الایلا و الم ترکیف ایک سورت ہے اور جو شخص ہماری طرف نسبت کرتا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے دیکھو علامہ قمی نے صحیح صحیح روایت کی ہے کہ یہ قرآن جو لوگوں کے پاس موجود ہے اصلی ہے اس کے کچھ زیادہ نہیں ہوا پس جو لوگ کہہ جاتے قرآن کے قائل ہیں جھوٹے ہیں و ہم مجمع البیان میں یہ عبارت مرقوم ہے ان العلم صیحة القرآن کالعلم بالجلال و الخواص الکبار و لو قایع العظام المشمۃ و اشعار العرب المسطوۃ فان الغایۃ استلذت و دواعی توفرت علی نقلہ و بلغت الی احلم تبلغ الیہ فیما ذکرنا لان القرآن

تاریخ قرآن

وہی ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں پایا جاتا ہے اس کے زیادہ نہیں ہے اور اسکی سوتین کو لوں کے نزدیک ایک سو چودہ ہیں اور ہمارے نزدیک و الضحیٰ و المشرح ایک سورت ہے اور الایلا و الم ترکیف ایک سورت ہے اور جو شخص ہماری طرف نسبت کرتا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے دیکھو علامہ قمی نے صحیح صحیح روایت کی ہے کہ یہ قرآن جو لوگوں کے پاس موجود ہے اصلی ہے اس کے کچھ زیادہ نہیں ہوا پس جو لوگ کہہ جاتے قرآن کے قائل ہیں جھوٹے ہیں و ہم مجمع البیان میں یہ عبارت مرقوم ہے ان العلم صیحة القرآن کالعلم بالجلال و الخواص الکبار و لو قایع العظام المشمۃ و اشعار العرب المسطوۃ فان الغایۃ استلذت و دواعی توفرت علی نقلہ و بلغت الی احلم تبلغ الیہ فیما ذکرنا لان القرآن

وہی ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں پایا جاتا ہے اس کے زیادہ نہیں ہے اور اسکی سوتین کو لوں کے نزدیک ایک سو چودہ ہیں اور ہمارے نزدیک و الضحیٰ و المشرح ایک سورت ہے اور الایلا و الم ترکیف ایک سورت ہے اور جو شخص ہماری طرف نسبت کرتا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے دیکھو علامہ قمی نے صحیح صحیح روایت کی ہے کہ یہ قرآن جو لوگوں کے پاس موجود ہے اصلی ہے اس کے کچھ زیادہ نہیں ہوا پس جو لوگ کہہ جاتے قرآن کے قائل ہیں جھوٹے ہیں و ہم مجمع البیان میں یہ عبارت مرقوم ہے ان العلم صیحة القرآن کالعلم بالجلال و الخواص الکبار و لو قایع العظام المشمۃ و اشعار العرب المسطوۃ فان الغایۃ استلذت و دواعی توفرت علی نقلہ و بلغت الی احلم تبلغ الیہ فیما ذکرنا لان القرآن

[illegible]

معجزۃ النبوة وما أخذ العلوم الشرعية وأحكامها من النبوة وعلماء المسلمين قد بلغوا في حفظه وعنايته الذیة حتى عرفت كل شیء منه من إعلانه وحقه وأیامه فكيف يجوز ان يكون صفة من اذینة الصادقة والضبط المشدید ترجمہ البقرة قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے بجا شہدوں اور بڑے بڑے مشہور ماہرین اور واقعوں اور عرب کے شیخوں کے لئے ہوئے کا علم کیونکہ نقل کرتے قرآن میں بڑی کوشش اور بہت سبب سے اور قرآن کے تقدس میں اس حد تک کہ یہوئے تھے جو اشیاء مذکور میں اس حد کو نہیں پہنچے اسلئے کہ قرآن نبوت کا ایک معجزہ ہے اور شرعی علوم اور دینی حکم کا اصل ہے اور اسلام کے عالم اسکی محافظت اور نگہداشت میں نہایت کے درجہ کو پہنچے ہیں یہاں تک کہ جو قرآن میں ہر کون قرأتوں اور حرفوں اور آیتوں سے تھا انھوں نے اسکو معام کہ رکھا ہے پس ایسی سچی محافظت اور بڑی نگہداشت میں کیونکہ یہ کہ اس میں تغیر یا نقصان ہو گیا ہو سو ہم محمد بن حسن حرمی جو بڑا محدث فرقہ اہل تشیع میں گذرا ہے اسکا ایک سال اپنے بعض ہم عصر کی رو میں لکھا ہے اس رسالہ میں یہ کہ ہر سیکہ قطعاً محفوظ تو ایچ نمودہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت و اعلیٰ درجہ تو اتر بودہ و آفات صحابہ حفظ و نقل میکردند آن در عہد رسول خدا مجموع مولف بود و دیو نمیداشت قرآن کو صحیح تلمذات ہے کہ صحاب نے رسول اللہ صی کی حیات مبارک میں بصحت تمام حفظ اور نقل کر رکھا تھا پس اس روایت سے فضیلت صحت قرآن اور فضیلت حفظ قرآن اور فضیلت صحابہ و ایشان کی بھی پائی جاتی ہے چچارم صریح سلطانیہ کے صفحہ ۸۶ میں ہے از انجملہ است انجہ از حضرت صادق علیہ السلام ما ثور است کہ فرمود ان هذا القرآن فیه منابر لهدی و مصابیح الدجالی یعنی درین قرآن انوار ہدایت و چراغ ہائے دورکنندہ تاریکی ضلالت و غوایت و روشنیت پنجم اسی کتاب میں یہ عبارت ہے

[illegible]

کہ علی کو نصب ماست پر مقرر کر دے مگر تبرہ رسول مقبول نے جبریل سے اسکا کیا اور
 کہ لے جبریل حق تعالیٰ تو خود ہی جانتا ہے میرے سچا ہونے کی ہاوت کا حال جو بہت
 علی کے رکھتے ہیں میں اوک نہایت ہی ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے جو کہ میرا اپنے اہل بیت
 پس میری طرف سے تعمیل اس امر و شواہد میں استغفار کا جب تیسری مرتبہ جبریل علی کا
 خطاب لے کر رسول اللہ نے مجھ کو غیری میں حضرت امیر کو خلیفہ بنا لیا اور عمر پہلا
 اس گروہ کا ہے جسے امیر المؤمنین کو مبارکبادی جواب جناب امیر کا خلیفہ بافضل
 ہونا مسند کے نزدیک بطرح ثابت نہیں کہ از روئے قرآن اور نہ از روئے اہل بیت
 کے بکابر عکس اسکے معتبر کتب شیوخ کے حق ہونا خلافت خلفائے ثلاثہ کا ثابت ہوتا ہے
 اول معتبر تفسیر مجمع البیان میں تفسیر آیت کہ میداذا اسر اللہ الی بعض از واجہ حدیث
 کی یوں مرقوم ہے کہ رسول اللہ نے حفصہ سے فرمایا کہ بعد ہمارے ابو بکر اور تیسرا اب
 (یعنی عمر) مالک امت ہونگے اور بادشاہی کرینگے حفصہ اس بات کو سن کر خوش ہو گئے
 اور یہ دونوں بہید عالیشان سے کھڑے تب یہ آیت نازل ہوئی اسی طرح سے
 خلاصہ منہج مطبوعہ ایران کے حاشیہ پر ہے وہم حقائق الحق معتبر کتاب بیعوان
 میں حضرت امام جعفر صادق سے یہ روایت منقول ہے کہ ہا امامان عادلان کا سلطان
 کان علی الحق ومانا علیہ فعلیہما راحة اللہ یم القیام ترجمہ وہ دونوں اہم عادل
 کرتے تھے حق پر اور مرے اوس پر پس ان پر رحمت خدا کی قیامت کے دن تک واضح ہو
 کہ شیعہ باتباع اپنے مجتہدین میں سے اس حدیث صحیح میں بھی تاویلات اہمیت
 کرتے ہیں جیسا کہ رسالہ اولہ ثانیہ میں مرقوم ہے یہ رسالہ ۱۲۸۸ھ کو بنیشتہ دستخط
 سید محمد مجتہد لودھیانہ میں طبع ہوا ہے جو تاویلات کہ رسالہ کو میں کی گئیں میں بخند و لائل
 مخض لغویں اول بہ قاعدہ بخوی تاویل امامان کی امامان پہنار کر نامضان علیہ کا نام حق
 بیٹا ہے کیونکہ حذف مضاف علیہ کا بغیر حالت تنوین یا بنا مضاف یا ضافت ثانیہ

ہرگز جائز نہیں اگر شکر ہو تو معنی کہو کہ دیکھ لو ذرا سمجھو کہ جب لفظ امام مطلق ہے تو معنی
 اوستہ ہی معنی ہونگے یعنی خواص پنج صفت کے اسلئے کہ لفظ مذکور فقہ کمال سرور و تاب
 بخلاف آیہ آیتہ یہ عون الی الناس کے کیونکہ یہاں یہ لفظ عقیدہ ہے نہ مطلق۔ اور لفظ
 عادل کی تاویل عدول کرنا آئیمہ کو بھی مستند الت آوازنا ہے کیونکہ شیعوں کے
 نزدیک عدل ہی ایک رکن عدول دین ہے ضرور ہے کہ اس موقع پر بھی لفظ عدل
 کے معنی عدول کے لئے جاویں۔ اور لفظ قاسطون کہ بتقابلہ مسلمون قرآن میں ہے
 کہ لا تقاتلوا قاسطوا ان الله يحب المقتسطين دیکھو اپنی تفسیروں کو بالحدیث و بالاثر
 و مجمع البیان وغیرہ کو کہ انہیں آیہ شریف کے معنی عدل کے ہیں پس خلاف قرینہ
 قاسطون کے معنی سمجھنا صریح صحیح کلام الہی کا جھٹلانا ہے۔ اور لفظ علی کو بمعنی استیلا
 استعمال کرنا اور استیلا مرادوں سے استعمال ٹھہرانا زبردستی معنی بنانا ہے۔ اور لفظ حق سے
 مراد علی مرتضیٰ لینا بغیر ذکر سابق حدیث کو مستحق چستان ٹھہرانا ہے۔ اور جو تاویل
 علیہا رحمۃ اللہ یوم القیامت میں کی گئی ہے کہ علیہ کی مراد ثلاث رسول ہے اور
 رحمت اللہ سے مراد رسول اللہ ہیں اس پر کسی ظریف نے خوب ہی لطیفہ کہا ہے
 کہ جب حضرات شیعہ اپنے پیشواؤں کی شان میں رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں تو ہم بھی مراد
 رحمت اللہ سے رسول اللہ لیتے ہیں اور علیہ سے مراد مخالفت رسول اللہ افسوس
 ایسے افتر ایسی حدیث صحیح کہ مضحکہ طفلان بنانا ہے اور توبہ توبہ امام صادق کو کاذب
 ٹھہرانا ہے بہت دست بیچارہ چون بجان نرسد چارہ جزیرہ ہیں درین نیست
 دوم جبکہ شیعوں کی کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ حضرت امام صادق تفسیر منوع
 تھے چنانچہ ہمارا انوار میں ملا باقر مجلسی نے اور کافی میں ملا یعقوب کلینی نے لکھا
 ہے کہ جو صحیفہ امام جعفر صادق کا تھا اوس میں ان کے لئے یہ حکم تھا حدث الناس
 و افہم ولا یخافن الا الله والنشر علوم اہلبیت صدق اباء الصالحین ناک فی حمزہ الامان

ترجمہ یعنی یہی بات پران کر تو تمام آدمیوں اور مومنوں کو اور کسی سے سوا اسے
 خدا کے لئے نہ دے اور اپنی اہلبیت کے علموان کو پھیلا اور اپنے آباء صالحین کی تصدیق
 ایسے کہ تو حفظ و امان میں ہے پس باصوف ایسے اطمینان کا اس کے جو حکم خدا کا موصوف
 کو حاصل تھا پر جھوٹ ہونے کی آپ کو ضرورت کیا تھی سوا اسے اسکے آپ کے زمانہ
 میں حضرت شیخین بھی تو موجود نہ تھے جو آپ بھی مثل شیر خدا ڈرتے انصوف شیعوں کی
 عقلوں پر کیا پردہ غفلت پڑا ہے کہ سراسر یہ محبت میں آئیمہ کی کیسی کیسی جو کرتے ہیں
 اور انکی نسبت کلمات ترک ادب و لغو تھکتے ہیں بہت نے فوجت محکم آمد نے موصول
 شرم باد از خدا و از رسول و سوم امام صاحب موصوف خود ہی ایسی تاویل
 کرنے والوں پر لعنت و ملامت فرماتے ہیں اور ان سے اپنی بیزاری ظاہر کرتے
 ہیں چنانچہ ابو عمرو نے کشتی میں امام موصوف سے یہ حدیث نقل کی ہے ان الناس اذا دعوا
 بالکذب علینا ان الله افترض علیہم کلاما یرید منہم غیرہ و انی احداثا مدحہم بالحدیث
 فلا یخرج من عندی حتی یتاولہ علی غیر تاولیلہ ذالک انہم لا یطیعون بحدیثنا و یحبنا ما عند الله انہ
 ترجمہ یعنی آدمیوں بہت زیادتی کی ہے ہم پر جھوٹ لگانے کی میں جو حدیث اوس
 کتابوں وہ میرے پاس سے نکلنے نہیں پاتی ہے کہ وہیں اوسکی دوسری خلاف تاویل
 کر ڈالتے ہیں اور اوسکا سبب یہ ہے کہ میری احادیث سے اوس چیز کے
 طالب نہیں جو خدا کے پاس ہے بلکہ صرف دنیا کے طلبکار ہیں و لیکو جب تمھارے
 اگلوں کو جو ہر دم ہم نشین رہتے تھے امام موصوف نے سخت ترملاست کی ہے تو
 پچھلے جو ہر دم تک اوزکا اتباع کرتے ہیں از بس سزاوار عتاب ابام عالجنا کے
 ہیں بہت چوتیر انداختی برائے دشمن چنانچہ ان کا اندر آماجوشی تیاں بینات
 سوم مستند کتاب اطواق الحامیت کے آخر بحث امامت میں امام موصوف بالمدیحی بن
 حمزہ شلیہ نے سوید بن غفلہ سے یہ روایت کی ہے کہ ایک قوم جکا سرگروہ عبد اللہ

بن سبھا تھا نسبت حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے کلمات حقارت آئینہ گاہ تھے
 میں نے اس بات کی خبر حضرت علیؓ کو دی حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابو بکرؓ اے عمرؓ
 ترجمہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے (یعنی حقارت کرے حضرت شیخین سنیہ)
 بحکم کے اللہ اور دونوں پر (یعنی حضرت شیخین پر) سوید سنہ کہا کہ نسبت علیؓ میرا
 ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لیکے جب آدمی جمع ہو گئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کہ بنی
 ہوں میں اوس قوم سے جو نسبت دو برابر رسول اللہ اور ان کے دو وزیر اور ان کے دو رفیق
 اور دو سر و اقرب ہیں اور دو باب مسلمانوں کے گستاخی کرتی ہے یہ دونوں وہ ہیں
 جنکی رائے کو رسول اللہ پسند فرماتے تھے وفاداری رسول اللہ میں ثابت قدم تھے
 دونوں دوست صادق تھے رسول اللہ کے کوئی کام خلاف فعال رسول اللہ کے
 نہیں کرتے تھے نہ حیات حضرت میں نہ بعد وفات کے ان کے کاموں میں مستعد تھے نہ تک
 کہ دونوں اسی حالت میں وفات کر گئے خوب ہی اونٹوں نے خدا اور رسول اور مسلمانوں
 کو رضا مند رکھا اچھی حکمرانی کی (یعنی حضرت شیخین نے خلافت کا ملکہ کا حق پورا
 پورا ادا کیا یہ فرماتے تھے اور سنہ سے اس قدم کر رہے ہیں مبارک تر ہو گئی اگرچہ اس
 خطبہ میں جناب امیرؓ نے اور بھی بہت کچھ اوصاف حمیدہ حضرت شیخین کے بیان
 فرمائے ہیں ہم مجنبہ خطبہ جناب امیرؓ کو محد ترجمہ عبد اللہ بن سبا کے ذکر میں نقل کرینگے انشاء اللہ
 تعالیٰ دیکھو شیعوں بھاری ہی دانتوں سے خلافت امامت وزارت بلاصل حضرت ابو بکر صدیقؓ
 کی ثابت ہوئی بعد ان کے حضرت عمرؓ کی اب نو خلافت صحابہ ثلاثہ کا حق ہونا اپنی ہی
 کتب معتبرہ سے اول خلاصۃ السنہ میں تفسیر آیہ کہمہ وعلہ الذین امنوا منکم وعلیہم
 الصالحات لیستخلفنہ فی الارض کی یہ لکھی ہے کہ وعدہ خدا کے آناں کہ کر ویدہ انداز شما کو
 کار ہائے شایستہ میر آئینہ ایشان در زمین کفار از عرب عجم خلیفہ گردانند و ہم اسی
 تفسیر میں تفسیر آیہ کہمہ ان مکنہ فی الارض کی یہ لکھی ہے یعنی ان جماعت از انان آئند

ہتر ہے کہ جو تم مجھ کو کسی دوسرے خلیفہ کا وزیر کہو خیال نہ کرو کہ میں نے یہ قول فرمایا ہے کہ میں نے
 خیر لکھنا میرا ترجمہ یعنی میں تمہارے واسطے وزیر ہوں بہتے اور اس سے کہ اس سے یہ کہ میں نے
 ان تو بہات صحیح سے ہی دعویٰ غدیر بالکل غلط سمجھا ہوتا ہے اور خلافت نہ اس کا ثابت ہے نہ اس کا
 حق ہونا علی الترتیب ثابت ہوتا ہے ہاں اگر شیعیہ آیات کہیں کہ خلفائے ثلاثہ خاصہ ہی
 خلیفہ تھے اور آئیمہ باطنی جیسا کہ شایخ شافعی کلینی نے کتاب الحجۃ کے باب فافس الد
 عز وجل و رسول علی الاقطار واحد فواحد میں لکھا ہے فان اصحابا ثلثۃ خلفاء ثلاثۃ کانت علی
 علیہ السلام خلیفۃ باطنی اس صورت میں تو کی قدر معنی غدیر درست ہی ہو سکتے ہیں اس سے خارج
 اہلسنت بھی نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ صوفیہ کرام بھی سلسلہ تصوف بنایا ہے نیز تمام
 پہونچاتے ہیں پس بقول شایخ شافعی یقیناً ثابت ہے کہ آئیمہ کو خلافت نہ اس سے پہلے
 ہی تعلق نہ تھا صرف خلافت باطنیہ کا استحقاق رکھتے تھے اس دلیل سے کہ اس سے بھی
 خلفائے ثلاثہ ہی خلیفہ برحق ٹھہرے تاویل و مصحح یقین کے ہم باب ۹ فتح بیان
 معراج میں مرقوم ہے کہ حق تعالیٰ شب معراج میں حضرت رسولؐ مقبول حکام
 کو ایک سو نیاں مرتبہ آسمان پر لیکیا اور ہر مرتبہ حضرت سے دوبارہ امامت و ولایت
 امیر المؤمنین و دیگر آئیمہ میں کے تمام فراموش سے زیادہ تاکید و سببالغہ کیا جواب یہ
 دعویٰ ہی شیعوں کا عقلاً و نقلاً محض باطل ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا میں تو اپنے رسولؐ
 مقبول پر نسبت خلافت خلفائے ثلاثہ وحی نازل فرماوے جیسا کہ اول میں مذکور ہوا
 پر کیونکر ممکن ہے کہ معراج میں خلافت اپنے حکم لا ینحلف الیہا و کے نسبت خلافت
 ولایت آئیمہ کے تاکید و سببالغہ کیا ہو اس کے غم کا تو جاہل ہی یقین نہیں کر سکتے
 علاوہ ہرین اور معاملات میں تو خدا تعالیٰ کا ایک ہی مرتبہ حکم کافی ہیں در باب
 ولایت و خلافت جناب امیر کے خدا تعالیٰ کا معراج میں اپنے رسولؐ سے اس قدر
 سبالغہ کرنا کیا ضرورت تھا شاید باحققا و شیعوں معاوۃ خدا نے اندیشہ لیا ہو

کہ اگر دنیا میں ظاہر احکم ولایت امامت نسبت آئیمہ کے نازل کیا جائے تو ایسا نہ ہو کہ
 شیخین خبر لاکر جبکو تخت جبروت سے اترادیں یا غضب میں لاکر میری لامہورت کی
 کیفیت بگاڑیں لاوالہ ہذا بہتان عظیم تاویل سو حرم جلاوالیون کے باب فصل
 ۱۵ میں ہے کہ جب امیر المومنین نے حضرت رسول خدا کو قبر میں اتارا رسول نے
 فرشتوں سے سفارش کی کہ تم کہی امیر المومنین کو پیٹھ نہ دینا مہر حال میں ان کے مددگار بننا
 فرشتوں نے بھی اقرار و اتق کیا کہ ہم جناب امیر کی ہمیشہ خدمت گزار می و مددگار می اور
 خیر خواہی کریں گے وہ ہمارے صاحب پیشوا و امام ہیں بعد ازاں ایک ہم برابر ان کی خدمت میں
 حاضر ہوا اگر نیکے اور اونسے و مکہ دروین شریک ہوا اگر نیکے اگر چہ بعد اسکے وہ ہم کو
 نہ دیکھیں گے اور نہ ہمار می آواز سنیں گے جو اب کیا خوب باوصف ایسے مستقل وعدوں کے
 بھی فرشتوں نے جناب امیر کے اون مصائب و محاقب میں جنکو شیعہ بڑی شد و مدد سے
 در باب غضب خلافت انی معتبر کتب میں نقل کرتے ہیں کچھ معاونت کی اور نہ اپنے وعدوں
 جو حضرت سے کئے تھے کچھ قیوت کی اور نہ حضرت کے ارشاد کی تعمیل کی اس عقاید پر کما
 شیعوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تو بہ تو بہ فرشتے بھی مثل شیر خدا کے صحابہ رسول اللہ سے
 ڈرتے تھے اسی وجہ سے کسی فرشتہ کا حوصلہ نہ پڑا جو جناب امیر کی مدد کرتا یا مسند
 خلافت بلا فصل پر بیٹھا دیتا ایسے صریح اقرار سے فرشتے معاذ اللہ معصوم نہ ٹھہرے
 کیونکہ معصوم وعدہ خلاف نہیں ہوتے تاویل چھارم اسی کتاب کے باب فصل ۱۶
 میں ہے کہ جب ابو بکر نے غضب خلافت کے امیر المومنین نے کھا کہ آیا مجھ کو رسول اللہ
 نے میری اطاعت کے واسطے حکم نہیں کیا ہے ابو بکر نے جواب دیا کہ اگر مجھ کو حکم ہوتا
 تو البتہ میں اطاعت کرتا حضرت نے فرمایا چل تو میرے ساتھ جب سجد قیام میں ہو چکے
 یکما حضرت رسول خدا بیٹھے ہوئے ہیں امیر المومنین نے کھا کہ یا رسول اللہ ابو بکر میری
 اطاعت سے انکار کرتا ہے کیا اپنے اسکو میری اطاعت کا حکم نہیں دیا رسول اللہ

فرمایا کہ ابو بکرؓ میں نے بھگو بکر حکم کیا ہے کہ تو امیر المؤمنین کی اطاعت کرنا اور نہ تیرے پیرو
 نہیں یہ بات حضرت سے سنکر ابو بکرؓ بہت ڈرا اور وہاں سے اوٹھی یا نون چار اثناء
 راہ میں عمرؓ سے ملاقات ہوئی عمرؓ نے کہا کہ لے ابو بکرؓ اس وقت تیرا کیا حال ہے ابو بکرؓ
 نے کہا کہ رسول اللہؐ نے ابھی مسجد قبا میں مجھے جنین پیمان فرمایا تھا کہ کہا ہاں ہاں ہاں
 امتی جو تجھے کو اپنا والی بناوین کیا تو سحر بنی ہاشم سے آگاہ نہیں بنا۔ اور کتاب
 نخبہ المؤمنین مولفہ محمد تقی مجتہد لکھنوی میں اس قدر اور ضمیمہ کہ حضرت امام جعفر
 صادق سے روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین کو واسطے جیت ابو بکرؓ کے سجد قبا میں کیا
 کر لیکے حضرت نے منہ قبر رسول اللہؐ کی طرف کر کے کہا کہ یا بنی ۳۱ ان القوم المستضعفین
 وکادوا یقتلوننی ثم جہ لے بہائی اس قوم نے مجھ کو ضعیف سمجھا اور قریب کہ بھگو بجا
 مار ڈالیں پس ایک ہاتھ قبر سے نکلا اور ابو بکرؓ کی طرف بلند ہوا پھر چنانکہ ہاتھ حضرت کا ہے
 اور ایک آواز قبر سے پیدا ہوئی چنانکہ آواز حضرت کی ہے اور نہ انہوں نے یہ بتا کہ
 اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من دطفة ثم من سبی آیت ثم جہ آیا کا فر ہوا تو اس
 خدا سے جس نے بھگو خاک سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر حجر جو لیت کو پہونچایا اور آدمی بنایا
 اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جب ہاتھ ظاہر ہوا اس پر یہ آیت لکھی تھی عرض
 اسطر جسے بہت کچھ روایات و اہیات مختلف کیے باو گیرے معتبر کتب شیعہ میں درج
 ہیں جو اب یہ سب روایات بچہ دلائل محض لغو ہیں اول بعد وفات حضرت
 صلعم کا بنفس نفیس مسجد قبا میں تشریف رکھنا یا دست مبارک کا قبر سے باہر نکالنا یا آواز
 دینا کسی جاہل کی بھی سمجھ میں نہیں آسکتا ہے اور نہ کوئی عاقل ایسے بالیخوذا کو پسند
 کر سکتا ہے اور نہ اسکا کچھ اثر اہل سنت کی کتب میں ہے ووم جب باعقا و شیعیان
 حضرت منظر العجائب و الغرائب کو ایسی قدرت حاصل تھی کہ بزور خرق عادات و
 رسول اللہؐ کو مسجد قبا میں بٹھا ہوا دکھا دیا بلکہ قطعی اپنی اطاعت کا حکم صدیق اکبرؓ کو

سنوادی اس تکلف کی آپ کو کیا ضرورت تھی صرف آپ بزور کلمات و خرقہ عاواک سے
 خلافت پر بیٹھ جاتے اور اپنے شیعوں کو اور تمام نبی ہاشم کو اپنا حامی بناتے جو کوئی آپ کی
 اطاعت نہ کرتا تو اس کی خبر ذوالفقار سے جسے حضرت جبرائیلؑ کے پر کاٹے لیتے آپ کی
 خوارق کا کون مقابلہ کر سکتا تھا سو ہم یہ کہنا بھی شیعوں کا کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ
 کے کہنے سے حکم رسول خدا کو نہ مانا قرین قیاس نہیں ایسے کہ شیعہ خود ناقص ہیں کہ حضرت
 صدیق اکبرؓ اکثر حضرت عمرؓ کے کہنے کو نہیں مانتے تھے چنانچہ مجالس المؤمنین کی مجلس میں
 مرقوم ہے کہ عمرؓ کے کہنے سے ابو بکرؓ نے خالدؓ کو موقوف نہ کیا اور مجلس میں یہ کہ عمرؓ
 خذ لقب بن ایمان انصاری سے انتقام لینا چاہتا تھا ابو بکرؓ نے اس کے کہنے سے انتقام لیا
 یہ کہو نہ کر ہو سکتا ہے کہ باوجود دیکھنے ایسے اس عجب کے حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ
 کے کہنے سے حضرت رسول خدا کے حکم کو نہ مانا ہوا اسے اس کے شیعوں کی توایخ میں ہے
 کہ ابو بکرؓ صرف کاہن کے کہنے سے رسول اللہ پر گرویدہ ہو گئے اور ایمان لائے چنانچہ
 حملہ حیدری میں ہے۔

ابیات

| | |
|--------------------------------|----------------------------|
| ابو بکرؓ زان پس برہ پاگداشت | کہ گفتار کاہن بدل پاداشت |
| بد و دادہ بد کاہن این خبر | کہ مبعوث گردو یک نامور |
| زبطی ازین درہمن چند گاہ | بود خاتم النبیا والہ |
| تو با حاتم انبیا بگروے | چو او بگذرد جانشینش شوے |
| ز کاہن چو بود شن با و این نوید | بیاورد ایمان نشان چون بدید |

پس جو شخص کہ کاہن سے سنکر آپ کو حکم بردار بناوے اور صدق دل سے ایمان
 لاوے یہ کہو نہ کر ممکن ہے کہ حکم اطاعت رسولؐ سے انحراف کرے اس اہتمام
 کا تو کوئی نادان بھی یقین نہیں کر سکتا ہے ایسے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی حکم برداری
 و تابعداری کا حال اطاعت شب ہجرت سے مانند آفتاب روز کے روشن ہے

تاویل پنج شیعہ دعویٰ ہیں کہ حدیث مقبول الطریقین میں کدت مولا علیؑ کی صوفیہ سے حضرت
 علیؑ کی خلافت ثابت ہوتی ہے جو اب اس معنی میں ہے کہ علیؑ کی خلافت کے بعد حضرت
 علیؑ کے تفسیر خلافت میں مولا علیؑ غلام لے گئے ہیں شیعوں کو پانچویں کے سورہ مائدہ میں
 نصت پارہ لایحی البتہ کو بغیر غیرت معانیہ کریں ہاں اس حدیث سے بزرگی جناب امیر
 کی ثابت ہوتی ہے نہ خلافت وہم یہ امر بھی مسلمہ فریقین ہے کہ حضرت صدیق اکبر
 نے خود دعویٰ خلافت نہیں کیا بلکہ جو کوئی آپؐ کے درباب خلافت کہتا اس سے آپ
 یہ فرماتے کہ حضرت علیؑ کے روبرو میں خلافت قبول نہیں کرتا چنانچہ خواجہ نصیر نے
 قول حضرت صدیقؑ برحق کا ترجمہ القادیمین اسطرح سے نقل کیا ہے اقبافہ جیتی
 لست بخیر کہمہ و علیؑ دیکھ کر حمد و اس پر کہ وہ تم میری نہیں ہوں میں نیک تمہارا
 حالانکہ علیؑ تم میں موجود ہے اس قول سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت صدیقؑ برحق ہرگز
 طالب خلافت نہیں ہوئے بلکہ تاریخ طرفین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خلافت صدیق
 اکبر بالتحقیق پیشور ہو صحابہ باصفا واقع ہوئی تھمہ قصر خلافت صدیق برحق کا یہ ہے
 کہ جب حضرت رسولؐ خدا نے دنیا سے سفر آخرت کا فرمایا سب صحابہؓ نے اندیشہ کیا
 کہ سبب نہوئے کسی سرپرست کے مبادا صورت خد پیدا ہو جائے بالشکرت انصار بالادلام
 پر چڑھ گئے پس ایسی پیش بینی سے تمام جمہور بنی انصار و اہل بدر و رضوان و قریش
 و بنی ہاشم نے سقیفہ بنی سعد میں شہوہ کیا کچھ دیر تک باہجہ گرفتاروں میں اختلاف رہا کہ
 فرقہ اپنی قوم سے ولی کرنا چاہتا تھا کوئی فرقہ حضرت عباسؑ عمر رسول اللہؐ کے لئے دیتا
 تھا کوئی نسبت حضرت علیؑ کے اپنی خوشی ظاہر کرتا تھا کوئی کہتا کہ الیق ہے حضرت ابوبکرؓ
 صدیق ہیں آخر کار طمی قریش کی غالب پڑی اسی پر تمام فرقوں کا بلا ملاقات اتفاق ہوا
 اسلئے کہ تمام صحابہؓ باصفا یکجہم خود دیکھتے تھے کہ عیسیٰ رسول مقبول صدیق اکبر کی
 بنسبت دوسروں کے زیادہ تر اہمیت و شرف فرماتے تھے اور ہم ان کو ماننا ہائیں

جلیس کہتے تھے حضرت ہمد م سفیرین ہم قدم بعفات سابق الایمانی موصوف و جان فدا
 محبت جنیب امین معروف لہذا بموجب حدیث صحیحہ کا پہنچا ہتی علی الضلالة کے
 جمیع صحابہ کا اتفاق اسی پر ہوا کہ حضرت صدیق ہی ولی مقرر ہوں اور سوقت کسی نے
 حدیث غدیر پیش کی پس یہ فعل صحابہ پاک کا اس مصلحت پر مبنی تھا کہ حضرت ابوبکر نہ
 قوم بنی ہاشم سے تھے اور نہ قوم بنی امیہ سے اگر ان دونوں فرقوں میں سے کوئی بھی خلیفہ
 مقرر ہوتے تو شروع سے ہی حالت اسلام کی بگڑ جاتی اور مسلمانوں میں اوسیدم سے
 پھوٹ پڑ جاتی جیسے امامت و ستگاہ کے شروع ہی زمانہ خلافت میں واقع ہوئی پس
 حضرت صدیق اکبر نے محض نظر شفقت و رحمت امت مرحومہ پر فرما کے خلافت کو قبول
 کیا اور اسی مصلحت خاص سے حضرت صدیق اکبر نے بعد اپنے نسبت خلافت حضرت
 عمر فاروق کے جمیع صحابہ کرام سے وصیت فرمائی اور اسی خیر خواہی کی راہ سے
 حضرت عمر نے بعد اپنے معاملہ خلافت کو پانچ صحابہ اختیار کی راہی پر موقوف رکھا
 چنانچہ انہیں بزرگان دین کے اتفاق سے امر خلافت کا حضرت عثمان غنی النورین کے
 واسطے مقرر ہوا جب حضرت عثمان غنی شہید ہوئے پر تمام صحابہ عظام سے حضرت
 علی کو امیر المومنین بنایا اس لئے کہ بالاتفاق اس مرتبہ آپ ہی کا حق تھا کہ آپ کا قول
 یہی تھا کہ مسلمانوں کے خلیفہ نہ وہیں وزیر ہی کے قابل ہوں دوسرا قول یہ ہے
 کہ آپ فرماتے کہ میں خلافت و ولایت کی مطلق خواہش نہیں رکھتا چنانچہ دونوں
 قول جناب امیر کی معذرت کے تحت البلاغت میں مرقوم ہیں جو مذکور ہو چکے
 غرض جب آپ خلیفہ ہوئے لشکر اسلام نے فقرہ پڑ کیا اکثر ملک مفسوخہ صحابہ ثلاثہ قبضہ
 مسلمانوں سے نکل گئے کو فیوں نے آپ سے مدعا کیا شامیوں نے آپ کا مقابلہ
 کیا غرض آپ کو اتفاق لڑنے کا ہمیشہ مسلمانوں سے پڑ چنانچہ قول جناب امیر کا
 نہج البلاغت میں اپنے صحابہ سے یہ تھا کہ میں اپنے بھائیوں سے لڑتا ہوں اور انکو

حدیث صحیحہ کا پہنچا ہتی علی الضلالة کے
 جمیع صحابہ کا اتفاق اسی پر ہوا کہ حضرت صدیق ہی ولی مقرر ہوں اور سوقت کسی نے
 حدیث غدیر پیش کی پس یہ فعل صحابہ پاک کا اس مصلحت پر مبنی تھا کہ حضرت ابوبکر نہ
 قوم بنی ہاشم سے تھے اور نہ قوم بنی امیہ سے اگر ان دونوں فرقوں میں سے کوئی بھی خلیفہ
 مقرر ہوتے تو شروع سے ہی حالت اسلام کی بگڑ جاتی اور مسلمانوں میں اوسیدم سے
 پھوٹ پڑ جاتی جیسے امامت و ستگاہ کے شروع ہی زمانہ خلافت میں واقع ہوئی پس
 حضرت صدیق اکبر نے محض نظر شفقت و رحمت امت مرحومہ پر فرما کے خلافت کو قبول
 کیا اور اسی مصلحت خاص سے حضرت صدیق اکبر نے بعد اپنے نسبت خلافت حضرت
 عمر فاروق کے جمیع صحابہ کرام سے وصیت فرمائی اور اسی خیر خواہی کی راہ سے
 حضرت عمر نے بعد اپنے معاملہ خلافت کو پانچ صحابہ اختیار کی راہی پر موقوف رکھا
 چنانچہ انہیں بزرگان دین کے اتفاق سے امر خلافت کا حضرت عثمان غنی النورین کے
 واسطے مقرر ہوا جب حضرت عثمان غنی شہید ہوئے پر تمام صحابہ عظام سے حضرت
 علی کو امیر المومنین بنایا اس لئے کہ بالاتفاق اس مرتبہ آپ ہی کا حق تھا کہ آپ کا قول
 یہی تھا کہ مسلمانوں کے خلیفہ نہ وہیں وزیر ہی کے قابل ہوں دوسرا قول یہ ہے
 کہ آپ فرماتے کہ میں خلافت و ولایت کی مطلق خواہش نہیں رکھتا چنانچہ دونوں
 قول جناب امیر کی معذرت کے تحت البلاغت میں مرقوم ہیں جو مذکور ہو چکے
 غرض جب آپ خلیفہ ہوئے لشکر اسلام نے فقرہ پڑ کیا اکثر ملک مفسوخہ صحابہ ثلاثہ قبضہ
 مسلمانوں سے نکل گئے کو فیوں نے آپ سے مدعا کیا شامیوں نے آپ کا مقابلہ
 کیا غرض آپ کو اتفاق لڑنے کا ہمیشہ مسلمانوں سے پڑ چنانچہ قول جناب امیر کا
 نہج البلاغت میں اپنے صحابہ سے یہ تھا کہ میں اپنے بھائیوں سے لڑتا ہوں اور انکو

میری خلافت پر شبہ ہوا ہے کوئی اونکو برا نہ کہے دیکھو ان اقوال سے یقینی ثابت ہوتا ہے
 کہ خلافت خلفائے ثلاثہ محض مصلحت پر مبنی تھی اس لئے کہ انہیں اسکان بن گئی کسی بلیغ سے
 بیخ کنی مشرکین و مرتدین کی قرار واقعی ہوئی بلکہ تمام رسومات کفر کا نام تھان سے
 سٹ کیا بغرض اگر مشروع ہی سے جناب امیر خلیفہ بلا فصل مقدمہ رکھتے جاتے تو حالت
 سلام کی قطعی بگڑ جاتی پس ایسی ہی دور اندیشیوں کے بسبب جناب امیر ہی خلافت سے
 انکار فرماتے تھے اور اپنے واسطے خلافت کی کسی سے درخواست نہیں کرتے تھے
 چنانچہ یہی اعتقاد متقدمین شیعہ کا ہے مگر متاخرین متجسین البتہ یہ عبارت پر حقارت
 نسبت جناب امیر کے لکھی ہے کہ معاۃ اللہ جب صدیق برحق نے غلبہ خلافت
 کی اوسوقت توبہ تو بہ حضرت علیؓ حضرت زہراؓ کو دراز گوش پر سوار کر کے اور ایک
 ہاتھ میں حضرت حسنؓ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ میں حضرت حسینؓ کا ہاتھ پکڑ کے
 دور دراز سے پھرتے تھے اور ہر ایک بنی ہاشم و مہاجرین و انصار کے گھر گھر ہر
 طلب یار می کرتے تھے صبح کو سولے چار آدمیوں کے کہ وہ سلمان و ابوذر و مقداد
 و عمار تھے اور کوئی گھر یا نہ نکلا اور دوسری روایت میں بجائے عمار کے زبیر بن
 یحییٰ مضمون فضیحت مشحون کتاب حق الیقین کے ۵ باب ۱۱ فصل کالب لباب ہے اور
 مجالس المؤمنین کی ۳ مجلس میں ہے کہ حیا ذاب اللہ تمام بنی ہاشم و صحابہ مرتد شد
 الا سہ نفر کہ آن ابوذر و مقداد و سلمان ابوذر و عمار و زہرا و ابوذر و زہرا و ابوذر و زہرا
 کی تردید بھی شیعوں کی ہر تند کتاب میں موجود ہے چنانچہ حقائق الحق مسئلہ خمس
 میں یہ حدیث منقول ہے۔ کاذا فی هذا السکتہ مرا عین لما و حیہم البقی علینا من الصبر و عدم مجاہدۃ
 الثلاثۃ ایفاء فی ذالک علی المسلمین ستضعیفی ظلال الدین ترجمہ یعنی تمام بنی ہاشم اس
 بات سے من رعایت سکوت کی کرتے تھے اس لئے کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کو
 وصیت صبر اور نہ کرنے جنگ خلفائے ثلاثہ کے ساتھ کی تھی خاص واسطے وفاداری

بر حال مسلمانان ضعیف و خطوین کے دیکھو اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت
 امیر و تمام نبی باشم سکوت میں تھے مگر اپنی ناموس کو کسی صاحب نے براہو نہیں کیا کبھی
 کے درپر گئے نہ کسی کے گھر پر سے غرض علی شیعوں کی ایسے موصوفات و اہیات سے
 صرف یہ ہے کہ پردہ محبت میں جہان تک ممکن ہوا اہلبیت رسول اللہ کی ہتک کر
 پس اس حدیث سے بھی خلافت خلفائے ثلاثہ اہل و ائیل ثابت ہوئی **اول** حضرت
 ما یبطق عن الھوا کا بنص اذا امر النبی دان سکھ فی الارض قبول الطغیانیہ و نبی ہام
 کو تاکید اکید صبر و سکوت کی فرماتا وہم خلفائے ثلاثہ سے جنگ کر نیکی صیت کرنا
 سو ہم ساداتی دین مسلمانوں کی خلافت خلفائے ثلاثہ میں دیکھنا اگر خلافت خلفائے ثلاثہ حق
 تھی تو رسول خدا نے کیوں ایسی حدیث فرمائی جس سے جناب امیر بالکل مجبور الی ارت
 ہو گئے تعجب ہے کہ حضرت رسول خدا نے اپنے استحقاق نبوت پر تو اس درجہ کوشش کی کہ
 جسکا کچھ شمار نہیں بلکہ حدشیر سے دور ہر چند آپ کو کفار قسم قسم کا آزار پھونچاتے تھے اور ظلم
 پتروں کے مارے ساقین شریفین زخمی و خون آلودہ کرتے تھے مگر آپ اظہار دین حق و حق
 رسالت سے باز نہیں رہتے تھے ہر کیونکر ممکن ہے کہ اپنے وحی کو سکوت کی وصیت کی ہو
 اس انفراسے معاذ اللہ مثل شیر خدا رسول اللہ کا بھی خلفائے ثلاثہ سے ڈرنا ثابت ہوتا ہے
تاویل ششم خج الفالین کے ہم باب فضل میں مرقوم ہے کہ بعض صحابہ اختیار نے
 ابو بکر کو نصیحت کی جبکہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے وعظ کرتے تھے ابو بکر شرمندہ ہوئے و سیدم
 منبر سے اتر پڑے اور اپنے گہر میں چلے گئے تیسرے روز باہر نکلے ہر گھر گھر پر کر آویسوں
 سے اپنی بیعت کی گفتگو کرتے تھے جو اب اس افترا کا اگرچہ ہم بحوالہ مستند کتاب
 تحریر القائد مولفہ خواجہ نصیر تحریر کر چکے ہیں حضرت صدیق اکبر مگر طالب بیعت نہیں ہوئے
 بلکہ ہر ایچھا آدمی سے آپ کا قول یہی تھا کہ میں بمقابلہ حضرت علی کے بہتر نہیں ہوں پس کیونکر
 ہو سکتا ہے کہ وہ طالب بیعت ہوئے ہوں علاوہ اسکا اس بہتان عظیم ہی کی مضمون کیا شمع

صاف موضوعیت ابن سبا کی بچہ قرآن ظاہر ہوتی تھی اور اول بموجب نصیحت بعض صحابہ
 کے حضرت صدیق اکبر کا منبر تہ اور اگر گھر میں چلے جانا اور تین روز برابر یا سب سے آغا عدم
 طلب بیعت صدیق اکبر پر ڈال ہے دوسرے جب از بیعت کا یوم وفات رسالت پناہ پر
 موقوف تھا تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ جو شخص تین روز برابر گھر سے باہر نہ نکلے وہ مالانہج بیت
 ہوا ہو اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت صدیق برحق ہرگز طالب بیعت نہیں بنے تو ہم
 یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ معاملہ بیعت کا اسے صحابہ پر موقوف تھا نہ اسے صدیق اکبر پر اگر
 بغرض حضرت صدیق اکبر طالب بیعت ہی ہوتے تو بمقابلہ تمہور کے او کی کون سنتا اشت
 بھی یہی بات کلی کہ حضرت صدیق اکبر ہرگز طالب بیعت نہیں ہوئے ہونگے سوال کے
 جب جناب امیر ستحق بموجب رکتے تھے تو کیوں نہ منبر پر گھر پر کر رہے نہ تھے صدیق
 اکبر اور ترکے تین روز برابر گھر میں چھپ رہے تھے حدیث غدیر کو پڑھا اور وقت سکوت فرمانا
 اور تمام نبی ہاشم کا اس کا خیر میں شریک ہونا کیا معنی رکھتا ہے اور ان ذوالفقار کو کیوں
 نیام میں بند کر دکھا کہ جو سر دکھلائے ہوئے افسوس مجتہدین شیعوں پر کہ انطاہر اپنے زعم میں
 اہانت صحابہ کی کرتے ہیں اور حقیقت وہ باطن میں صریح مذمت آئمہ کی ہوتی ہے بعض
 شیعہ کہتے ہیں کہ خلافت خلفاء ثلاثہ طمع دنیا کے لیے تھی ہم شیعوں کی ہی کتب سے ثابت
 کرتے ہیں کہ جناب امیر بھی طمع سے خالی نہ تھے جو کچھ مال غنیمت سے آتا تھا برابر جناب
 امیر کو حصہ پہنچتا تھا چنانچہ تو ایخ فریقین میں ہے کہ عہد خلافت حضرت
 صدیق میں بخوانت جعفر غنیمت میں آئیں جناب امیر نے انکو اپنی خدمت کے
 واسطے قبول فرمایا حضرت ابوحنیفہ ان کے شکم محترم سے پیدا ہوئے اور کتاب کامل البہای
 کے باب اموات الخلفاء فضل قتل عمر میں مرقوم ہے کہ جنگ فارس عمر نے بموجب
 مشورہ امیر المؤمنین کے اور جناب موصوف کے ہے عہد مدبر تہلانے کے موافق عمر
 نے عمل کیا چنانچہ شہر بانو بنت یزید و جرد شاہک علق غنیمت میں آئیں عمر نے چاہا کہ

فروخت کر دے حضرت امیر رافع بن معاویہ شہر بانو نے خود مختار ہو کر زوجیت حضرت سیرین
کو قبول کیا (فقہ خود مختار ہی شیعوں نے اس خیال سے مبنوع کیا ہے تاکہ الزام کسانو سبکی
نسبت انیمہ و سادات کے عائد نہ ہو جالانکہ میریج افتر کسی جاہل کی ہی سمجھ میں نہیں آ سکتا
ہے کہ حضرت عمرؓ سے عا دل نے خلاف شرع حضرت شہر بانو کو خود مختار ہو جانے دیا ہوا
عمرؓ ابن الخطاب کتنا ہی شہر بانو میں امام حسینؓ کو گھوٹے پر سوار کر کے اور غاشم اپنے
کنڈے پر رکھ کے تین دن یدینہ میں لیے پھر اشہر بانو نہرات کو مانند حوران بہشت کے
پاکیزہ معلوم ہوتی تھی الخیرہ قصہ صحیح تو ان میں اس طرح ہے کہ ملک فارس حضرت عمرؓ
کے عہد خلافت میں بعد بڑے جدال و قتال کے دارالاسلام ہوا اور فتح عظیم اور بکثرت
زروسم نصیب غازیان عرب کی ہوئی مزید برآں اسباب بشمار دآسٹن قطار و قطار انچلا
سہ دختر بزر و شاہ عراق کی ہی تھیں ایک کا نام مہر بانو دوسری کا نام ماہ بانو تیسری کا
نام شہر بانو تھا حضرت عمرؓ نے ہنگام تقسیم غنیمت مہر بانو و ماہ بانو محمد بن ابوبکر و عبداللہ اپنے
صاحبزادے کے حوالہ کیں اور حضرت شہر بانو حضرت امام حسینؓ کو دین مہر حشیدہ اس
معاملہ سے بخوبی آگاہ ہیں مگر بخیاں تھک و قومی ہمدردی اہل ایران و عراق کو حالات
مہر بانو و ماہ بانو سے دیدہ و دانستہ چشم پوشی کرتے ہیں بقولے خدا صفا و عذر دیکھو
طرفین سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل عبا برابر زمانہ خلافت خلفائے ثلاثہ میں مال غنیمت سے حصہ
پاتے تھے اگر عبا و خلفاء برحق حق نہ تھا تو کیوں امامین شریفین نے توبہ توبہ مال ناجائزین
تصرف بجا فرمایا سو اسے اسکے جب جناب امیرؓ جانتے تھے کہ معاوانہ خلافت خلفاء
الراشدین کی دنیا کی طمع سے ہے تو کیوں آپ انکے شوتے میں شریک ہوتے تھے
اور کیوں اوں کو لے نیک دیتے تھے چنانچہ خواجہ نصیر نے تجرید العقائد میں لکھا ہے
امیر عمر برجمہ حاملہ اخری المجنونة فتھا علی نقال علیہ بالملک عمر ثم مجرم
یعنی حکم کیا عمرؓ نے سنگسار کرنے عورت حاملہ اور محفونہ کا لپس کا علیؓ نے پس کیا عمرؓ

ع
اسی معنی بیان

اگر نہ تو اعلیٰ ہلاک ہوتا عمر اور نہج البلاغۃ میں ہے کہ جب عمرؓ نے ذاتِ نبویہؐ کو دیکھا تو
 میں جانیکا اراوہ کیا اور حضرت علیؓ سے شورو لیا جناب امیرؓ نے خلیفہ وقت کو رؤس کے
 جانے سے طلحی ممانعت کی قول جناب امیرؓ کا یہ ہے پس جودک مرجع یہ چون الیہ قابض
 علیکمہ جلا و بخر جھمیر یعنی نہیں کہ کوئی بعد تیسرے جائے رجوع خلق کی کہ رجوع الاولین کی
 پس مرجع اوپر (یعنی روم والوں پر) مانند اوس مرد کے کہ وہ کار از سودہ ہوا قصہ اس قسم
 کی روایات کہ جناب امیرؓ ہر حال میں شیعہ خلفاء راشدین کے بہتے تھے بکثرت معتبر
 کتب شیعہ میں مندرج ہیں ان وجوہات میں بھی بخوبی معلوم ہوا کہ خلافت خلفاء محض
 مبنی حق پر تھے اور اوسکو بوجہ الدنیا مزرعتہ الآخرۃ کے خاص تعلق آخرت سے تھا
 پس ان لای محمول سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ کبھی جناب امیرؓ دعویٰ خلافت ہوئے
 اور نہ کبھی خلفاء برحق سے رنج رکھا جیسا کہ شیعیان کہتے ہیں بلکہ گمانی ہے ہم جہانک خور
 کرتے ہیں شیعوں کی معتبر کتب میں سوائے اسکے شکایت نہیں پاتے کہ صحابہ شورے
 نے ہنگام بیعت صدیق اکبرؓ جناب امیرؓ کو کیوں نہ داخل شورہ کیا جواب اس الزام قص
 کا تمام اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں ہے کہ جناب امیرؓ بسبب کسی مشغلہ دوسری مرجع
 کے خود ہی شریک جلسہ شورہ نہ ہوئے ہوں تو اس میں صحابہ کا قصور کیا ہے سوائے
 اسکے مدارجیت توجہ صحابہ کے جماع پر منحصر تھا اگر اس جماع میں ایک صاحب یک
 نہوئے تو بیعت تاسدین کیا نقص واقع ہو سکتا ہے ہاں اگر جناب امیرؓ ہی تابریجیت
 بیعت نہ کرتے تو بھی کسی قدح حجت لاطائل شیعوں کا اثر پیدا ہو سکتا تھا پس باقرؓ شیعیان
 بیعت کرنا جناب امیرؓ کا خلفائے ثلاثہ خلافت حق پر ہاں قاطع ہے تاویل نہ ہفتہ شیعہ
 کہتے ہیں کہ خلافت بحکم ربی مخصوص بدیث ہے جو اب شیعوں کے اس افتراء کا
 کوئی نادان بھی یقین نہیں کر سکتا ہے ایسے کہ اوں کی معتبر کتاب مجالس المؤمنین کی
 ۳ مجلس حال عمرؓ ابن مکتوم القریشی العامری میں یوں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے خنک کو

مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا اور کتاب علی الشرائع کے باب اعلیٰ العہد بنی من حبہما
 لم یبق الرسول اللہ ولد من کلہا ہے کہ رسول اللہ کا کوئی پسر باقی نہ رہا اس سبب سے کہ
 اگر آپ کے کوئی پسر ہوتا تو نزدیک رسول اللہ کے بہتر ہوتا امیر المؤمنین سے دیکھوان
 دونوں روایتوں سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ خلافت بحکم ربی مخصوص بحدیث نہ تھی اگر
 ہوتی تو ہرگز رسول خدا سوائے جناب امیر کسی اور کو اپنا خلیفہ نہ مقرر کرتے تاہل ہاشم
 شیعہ کہتے ہیں کہ شروع بعیت صدیق اکبر میں جناب امیر و نیز دیگر چند صحابہ تو شریک
 تھے اس لیے انکی بعیت ناقص ہے جو اب جب باقر اشیعہ جناب امیر وغیرہ ہی
 اوسیدم یا بعد چندے شریک بعیت ہو گئے تو تمام نقص بعیت قطع ہوئے اگر اس پر ہی
 صیغہ جبر یہ وضع کیا جائے تو دوسری دلیل ساطح یہ ہوگی کہ جب حضرت صدیق اکبر
 نے حضرت محمد فاروق کو الیق انجام حوام خلافت جانشینی حیات ہی مبارک میں
 امر خلافت سپرد کیا اوسیدم جناب امیر نے بلا اکر اہ بعیت کی اس مرتبہ جناب امیر نے
 نہ خطبہ غدیر کی کسی کو یاد دلانی اور نہ معاذ اللہ حضرت زہرا کو دراز گوش پر سوار کر کے
 بحالت تباہ کسی بی بی ہاشم و دیگر صحابہ کے گھر پہنچے اور نہ کسی دوسرے نے اس بعیت
 تمامہ سے انحراف کیا اگر شیعہ اسپر بچوں و چراکریں تو ہم تیسری دلیل میں قول جناب
 امیر کا لکھ دیتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عثمان غنی کی بعیت بخوشی خاطر کی چنانچہ
 تو انخ طرفین سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے امر خلافت اپنے بعد پانچ صحابہ اختیار
 کی رائے پر چھوڑا تھا چنانچہ انہیں شیراز انصاف کی رائے جہان آئے سے حضرت
 عثمان ذوی النورین قابل خلافت تصور کئے گئے اس دفعہ بھی بلا خلاف سب خلیفہ
 ثالث کی بعیت کی جب بعض نے جناب امیر سے عرض کی کہ اس مرتبہ بھی آپ خلیفہ
 نہ ہوئے جناب موصوف نے نہایت ہی خوش ہو کر یہ ارشاد فرمایا وہ ارشاد خسیہ بنیاد
 آپ کا باین عبارت نہج البلاغت من کلام ع بعیت عثمان میں مرقوم ہے

ان کے لئے کہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں خلافت کے واسطے لایق تر ہوں غیر آپ سے
 بننا یا سوکن میں سو پناہ دین میں اوس حق سیز کو (یعنی اصر خلافت کے) تاکہ سلامتی قائم ہے
 امور اہل ایمان والوں میں دیکھو اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان
 کی بیعت جناب امیر کے منوشتی سے کی اور تمام کام مسلمانوں کے اور انہوں نے حضرت
 عثمان کے سپرد کیے تاکہ ایمان والوں میں امن قائم رہے اور کیسے حکام اسلام میں
 برپا ہوئے پائے غرض کہ یہ کہیں یہ خاطر بیعت کرنا جناب امیر کا خلافت خلفاء
 شائستہ کے تمام نقصان پر خط نسخ کیغیا ہے بخلاف بیعت حضرت معاویہ کہ اس میں ترجیحاً
 امیر نے نہ وصیت رسول اللہ پر عمل کیا اور نہ پابند تقیہ کے ہوئے بلکہ جناب موصوف نے
 اتصال حضرت معاویہ میں کوئی دقیقہ اٹھانے کا اس لئے کہ نوبت چارم بالا جماع
 خلافت آپ ہی کا حق تھا اگر مجبوری ہوتی تو بمقابلہ حضرت معاویہ کے بھی تقیہ واجب
 سمجھا جاتا پس اس مرتبہ تقیہ نہ کرنا جناب امیر کا خلافت حقہ خلفائے ثلاثہ پر حجت قوی ہے
 تاویل نہم شیعہ کہتے ہیں کہ خلافت مخصوص حق و عازدہ آئیم تھی اور جو کوئی سوائے
 آئیم موصوف کے اربعی امامت ہو بلکہ وہ ہے اگرچہ اولاد علی ہی کیون نہ وجو اب
 حق یہ ہے کہ زمانہ خلافت کبریٰ صرف تین برس کا تھا بموجب حدیث الخلافۃ بعد
 ثلاثین سنہ نہ یکون ملکا عفتھا ترجمہ فرمایا رسول اللہ نے کہ خلافت بعد میرے
 تین برس ہوگی پھر ہوگا ملک کاٹنے والا (یعنی زمانہ پادشاہت میں قسم قسم کے ظلم و
 ستم برپا ہوئے) بخلاف زمانہ خلافت حقہ خلفاء الراشدین مع رضوان اللہ علیہم اجمعین کے
 کہ اوس میں سوائے عدالت کے کوئی کام ظلم و شرارت کے نہ ہوگا نہ کوئی کسی پر
 غضب کرے گا نہ کوئی کسی کا حق غصب کرے گا (الحق جو صاحب کہ اس نصحت عظمیٰ کو
 پہونچے بلا شک شبہ خلیفہ برحق تھے اور انکا مخالف البتہ دیرین میں رسوا ہے

اگر شیعیہ کہیں کہ یہ حدیث اہلسنت کی ہے شیعوں پر حجت نہیں ہو سکتی ہم جواب میں
 اسکے چند احادیث مستند کتب شیعیہ سے نقل کرتے ہیں تاکہ تصدیق حدیث اہلسنت
 کی ہو اول صحیفہ کاملہ میں جسکی تعریف حق الیقین معتبر کتاب شیعیہ کے باب مقصد
 میں ہے کہ صحیفہ کاملہ کتاب سماوی زانجیل اہلبیت و زبور آل محمد است یہ عبارت
 مرقوم ہے کہ جبریل امین نے رسول اللہ کو خبر دی تھی کہ بعد چالیس برس رحلت
 رسول القلین صلی اللہ علیہ وسلم سے سامان گمراہی کے پیدا ہونگے و وہم جامع الاخبار
 کے باب ہم فضل میں یہ عبارت نقل کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ سیرت
 چالیس برس بے خار ہوگی اور وہ پورے تک برگ خار و دونوں ہونگے بعد ازاں
 برگ نہونگے تمام خار ہونگے سو ہم شافی شرح کافی کلینی کی کتاب لعل البدع والراء
 میں یہ مضمون مرقوم ہے ان نبینا علم خرج عن الدنيا کان دینہ تماماً و الا یلزم ان
 یكون الامۃ علی اللہ تعالیٰ الحجۃ و کذا فی وقت الخلفاء ترجمہ یعنی رسول اللہ صلعم نے
 دنیا سے رحلت فرمائی اوس وقت میں کہ دین اونکا تمام ہو چکا تھا و گرنہ لازم آتا
 امت کے واسطے نزدیک خدا تعالیٰ کے کہ عذر ہو اور ایسا ہی زمانہ خلفاء کا تھا چہاں ہم
 منہج اصادیقین کے، خبر و تفسیر آئے کہ میرا المیر و کہ اہل کلمات چھ من قرن مکنت فی الارض
 میں یہ حدیث قدسی نقل کی ہے خیر کہ قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
 ترجمہ یعنی بہترین زمانہ زمانہ رسول اللہ کا ہے بعد اوسکے جو زمانہ کہ قریب ہو بعد
 اوسکے جو زمانہ کہ قریب ہو یعنی زمانہ خلفاء الراشدین و زمانہ تابعین و تبع تابعین کا چھ من
 سورہ مائدہ میں ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام
 ترجمہ یعنی آجکے دن کامل کیا میں واسطے تمہارے دین اپنا اور تمام کہیں میں اپنے
 نعمتیں تم پر اور راضی ہوا میں تم سے اسلام کے سبب خدا تعالیٰ اس آیت شریف میں
 امت مروجہ کی توصیف فرماتا ہے کہ اے مسلمانوں میں تم سے سبب اسلام کے رضی ہوں

یہ حدیث صحیح
 ہے و اس میں
 کوئی شک نہیں
 ہے کہ یہ زمانہ
 چالیس برس
 بعد از نبوت
 ہے

واقعی تم ہمیشہ سلام پر ثابت قدم و راسخ و مہر ہو گے یہی نئی آریہ مونیہ کے مخالفانہ شریعہ
 معتبر تفسیر شیعوں میں مرقوم ہیں کہ شیعوں کو چھوٹھاری ہی کتب مستندہ اور تفسیر معتبرہ دست
 کیسی تصدیق حدیث اہلسنت کی ہوتی ہے غرض ان لالہ محفل مسلمانہ طر فین تصانیف
 معلوم ہو گیا کہ تمام صحابہ کرام بلا خصوصیت و رعوت باجمہد کرمانند شیر و شکر ملت رہتے
 تھے اور ترقی دین و اشاعت اسلام میں دل و جان سے حمایت و اعانت کرتے
 تھے پس عیان ایمان پر واجب بلکہ فرض ہے کہ حقوق آداب رسالت آب صلوات
 ضرور ہی ملحوظ رکھیں اور اپنے منہ اور زبان کو کلمات ترک است محضوں رکھیں اور ہر
 بد نصیب ان کی کار بند اس پند و پسند کا نگو گا وہ بالیقین بہوجب روایت حضرت امام
 حسن عسکری قطعی جہنمی ہے چنانچہ معتبر تفسیر شیعوں میں جبکہ حضرت امام حسن عسکری
 کی طرف منسوب کرتے ہیں اوس میں وہ روایت اس طرح سے مرقوم ہے
 ان الله اوحى الى آدمه ليقض على كل عدو ما خلق الله من طول الدهر الى آخره
 محمد ما لو قسمت على كل عدو ما خلق الله من طول الدهر الى آخره
 وكاذبا كفارا لا واهما الى عاقبة مجمدة وایمان بالله حتی یستحقوا به
 الجنة وان رجلا من میغض آل محمد و اصحابه او واحد منهم
 یعذب الله عذابا لو قسم على مثل خلق الله لا هلكهم اجمعین
 ترجمہ تحقیق وحی کی اللہ تعالیٰ نے آدم کے بطور یہ کہ البتہ محمد و آل محمد و صحابہ محمد کے
 دوستوں سے ہر ایک کو اس قدر فیض دیکھا کہ اگر اس کو ساری مخلوق پر جبکہ اللہ تعالیٰ
 نے شروع زمانہ سے انتہا تک پیدا کیا ہے اور وہ سب کافر ہوں تقسیم کر دین البتہ
 او کو عاقبت نیک ہو و ایمان کو پہنچائے تاکہ اس کے سبب سے جنت کے
 مستحق ہو جاویں اور البتہ جو دشمنی رکھتا ہے آل محمد یا صحابہ محمد سے یا ایک سے
 بھی اول میں سے البتہ عذاب کر دیا و اس کو اللہ تعالیٰ اس قدر کہ اگر اس کو مخلوق خدای

برابر تقسیم کریں تو سب کو ہالاک کر دے انتہی دیکھو بموجب روایت حضرت امام شمس الدین
دوستی و محبت آل و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی برابر رکھنا فرض عین ہے اور دشمنی
اور بغض و نون میں سے ایک کا بھی باعث ہلاکت کا ہے ایسے امام صاحب موصوفہ
نے مقام محبت میں او و احد نہم نفر یا بلکہ مقام بغض میں کلمہ واحد نہم کو بڑا یا واجب عام
صحاب رسالت مآب کی نسبت ارشاد و ارشاد امام محمد صرح کا یہ ہے کہ آل و صحابہ میں
سے کسی ایک کی بھی دشمنی نہ رکھے تو خاص صحابہ بدرجہا مستحق دوستی ہیں پس بقول
امام صاحب موصوفہ دشمن آل محمد و صحابہ محمد کا یقینی نوزخی ہے اور دوست او کا
قطعی جنتی ہے اچھا اللہ والمنت یہی مذہب ہے اہلسنت و الجماعت کا ہر بیت
بہفتاد و ولت گروشن چشتم تو یسارو | بیک پیما نہ زنگین کردی یک شتر مغلما

مجملاً ذکر امامت کا

علماء اسلام اہلسنت و الجماعت کا اتفاق ہے کہ واسطے نظام جہان ہدایت گمراہان کے
مسلمانوں پر امامت مقرر کرنا واجب ہے مگر فرقہ شیعہ کے خلاف ہے کہتے ہیں کہ سبب
لطف کے امامت خداوند تعالیٰ پر واجب ہے عقلاً چنانچہ خواجہ نصیر نے تجرید العقائد
کے باب رابع قسم ثانی میں یہ عبارت نقل کی ہے ان الامامة انما ہو واجب علی اللہ عقلاً
ترجمہ تحقیق امامت لطف ہے اور وہ واجب ہے اللہ پر از روئے عقل کے
اس عقائد پر فساد کو شیعوں نے اپنے اصول دینی میں داخل کیا ہے اور اصول
دین شیعوں کے پانچ ہیں اول توحید دوم عدل سوم نبوت چہارم امامت پنجم
قیامت چنانچہ تحفۃ العوام کے صفحہ ۲ سطر امین مرقوم ہے لہذا امامت کے
واجب ہونے پر اس آیت لیکھ کو سند لاتے ہیں و نزدیک ان عن علی الذین استضعفوا
فی الارض و نجعلہم امجۃ و نجعلہم الارشین ترجمہ ارادہ رکھتے ہیں ہم یہ کہ حسان کرتا

مجملاً ذکر امامت کا

اور ان لوگوں پر جو ضعیف جاہل گئے زمین میں اور گرین ہم اذکوا امام اور گرین ہم اذکوا
وارث بفرض تسلیم آیت کہ ہم سے صرف لطف الہی ثابت ہوتا ہے نہ وجوب امامت
اور کافی کلینی کی کتاب الحجۃ میں ہے ان الارض لا یخلو من حجة ترجمہ تحقیق
زمین امام سے خالی نہیں رہتی ہے اور اسطرح سے حق البیقین کے باب ۵ مقصد ۱۰
میں مرقوم ہے اسی وجہ سے شیعہ معتقد ہیں کہ اس وقت کے امام حضرت محمد بن
جو کہ حاضرین غائب ہیں غرض اس عقیدہ فاسد سے صرف شیعوں کی یہ ہے کہ
خلافت خلفاء الرشیدین باطل ہے اور انکا جہاد فی سبیل اللہ ہی لا حاصل ہے اس لئے
امامت کو بجز شرائط مشروط کرتے ہیں اور اسکے منکر کو کافر فاجر جانتے ہیں۔
شرط اول شیعوں کے نزدیک امامت اصول دین ہے اس لئے اسکو واجب
جانتے ہیں اور اسکے منکر کو کافر کہتے ہیں جو اب حق یہ ہے کہ تمام کتب سماویہ
میں امامت کے واجب ہونے کا مطلق اثر نہیں ہے اور اگر ہے تو شیعوں کو چاہیے
کہ ہر کتب سماویہ سے صرف ایک ہی آیت و کلام دین شرط دوم شیعہ معتقد ہیں کہ
سوسن و مومنہ کو امام کا پہچانا ضروریات دین سے ہے پس جس نے پہچانا اسکے
اگلے پچھلے گناہ معاف ہوئے چنانچہ کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب من عرف امام
میں لکھا ہے قال ابو عبد الله اعرف امامك فانك اذ عرفته لم یضربک ما تقدم هذا الامر
ترجمہ فرمایا حضرت امام حسین نے پہچان تو اپنے امام کو اس تحقیق تو ہے مصوقت
انے امام کو پہچانا ہر گز نقصان نیکے نہ ہوگا اگلے گناہ اور جو کچھ کہ چھے اس سے
کہ کیا جواب اس محمول عموماً شیعوں کا بھی کوئی ثبوت کتب سماویہ میں نہیں
غرض اس فقرہ موضوعہ ابن سبائے اسکے مریدوں کی صرف یہ ہے کہ خلافت
صحاب ثلاثہ کا حق چنانچہ ضرور نہیں ہے بلکہ معاذ اللہ انکے ساتھ معصومیت حاصل کرنا
باعث عذاب ہے بخلاف معرفت آدمیہ کے کہ سوسن پاک جی چاہے جیسے گناہ کرے

مثل کفر و شرک فسق و فجور وغیرہ کے گروہ ہر حال میں سخت ثواب ہے بشرط اسبوم
 یہ کہ امام فضل معصوم شجاع و نسل نبی ہاشم سے مشن پیغمبر محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے ہو چنانچہ حق یقین کے باب میں مقصد میں مذکور ہے جو آپ تو یہ
 ان سب دعاوی کی قرآنی آیتوں اور شیعوں کی روایتوں سے ہوتی ہے جو اب
 فضل ہونے امام کا تمام زمانہ سے یہ ہے کہ امام کے واسطے کوئی ضرورت نہیں ہے
 کہ بعد اللہ تمام جہان سے فضل ہو جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے ان اللہ قد بعث لکم
 طاووت ملکاً ترجمہ تحقیق اللہ نے بھی واسطے تمہارے طاووت کو بادشاہ دیکھو
 طاووت منہض الطاعت تھے بالاتفاق فضل معصوم تھے ایسے کہ حضرت شموئیل
 و حضرت داؤد علیہما السلام ہی اسی زمانہ میں موجود تھے بلکہ ایک ہی کام پر مقرر
 تھے بلاشبہ وہ دونوں سے فضل تھے اور عجم ہونے کا یہ جواب ہے کہ آدم علیہ السلام
 قبل از نبوت خلیفہ و امام تھے جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ
 ترجمہ تحقیق بنایا میں نے زمین میں خلیفہ دیکھو بالا اجمال حضرت آدم علیہ السلام
 مصدر گناہ ہوئے فرمایا خدا تعالیٰ نے و عصى آدم ربہ ففعدی ترجمہ او نا فرمانی کی
 آدم نے اپنے رب کی پس گمراہ ہوا پھر فرمایا تم اجتباہ رہے قاتل علیہ و ہڈ ترجمہ
 پھر قبول کیا اوسکو رب از سکے نے پس بچو کی او سپر اور ہدایت کی لیکن یہ معاملہ
 اوس وقت کا ہے کہ حضرت آدم صرف امام ہی تھے نبی نہ تھے اور قول جناب
 امیر کابج البلاغت میں یہ ہے لا بد للناس من امیر و ادواجیر الخ ترجمہ چارہ نہیں ہے
 آدمیوں کو امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اوسکی حکومت میں مومن اور بہرہ پا
 اوسمیں کافر اور پوچھ جائے اوس حکومت میں تازلیت اور ماسون ہوویں اوس
 حکومت میں راہین اور پکڑا جائے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پائے
 نیکخت بد بخت سے اور راحت پائی جائے دور کرے بد بختی سے اور کافی کلینی میں

اس کا جواب ہے کہ امام کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ امام کا ہونا
 ضروری نہیں ہے بلکہ امام کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ امام کا ہونا

بروایت صحیحہ مرقوم ہے کہ حضرت امیر اپنے یاروں سے فرمایا کرتے تھے لا فکرا بعد
 مقالتہ بحق ادمشورۃ جبدل قانی لستامن ان اخطی الا ترجمہ نہ کفایت کہ کو گئے تھے
 گفتگو کر رہے تھے ساتھ ہی اس کے اندر سے مشورہ دیکر مانتے عدل کے پس تحقیق نہیں
 ہوں میں امن میں یہ کہ خطا کروں میں ان وجوہات سے منقولہ سے صاف معلوم ہو گیا
 کہ خلیفہ اور امام کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے اور حلیفہ کاملہ میں نہ تاہم سجاد
 سے بروایت صحیحہ مروی ہے قد ملک الشیطان عنائی فی سدر الظن ضعف البتین
 والی اشکوسن عجمیادنی طاعتہ فقلی ترجمہ تحقیق کیڑی ہے شیطان نے باگ
 میری بدگمانیوں اور ضعف یقین میں اور میں فریاد کرتا ہوں بدگوئیوں اور کسی
 سے جو کہ میرے ساتھ رکھتا ہے اور مطیع ہونے نفس سے خاص اس کے اور شجاعت
 کی نسبت یہ جواب ہے کہ جب باعقا و شیعیان آئمہ اکر م نے اپنی تمام عقلیہ میں
 گذرانی اور ہمیشہ پابند تقیہ کے رہے اور کبھی ایسا موقع نہ پایا کہ اپنے مذہب شیعہ کی کا
 اظہار کرے یا مسائل واجب الاطاعت مثل متعدد دور یہ شریفہ و دخول فی الدبر لطیفہ
 و تحلیل فرج عقیفہ وغیرہم کو رواج دیتے بلکہ باوجود حصول خلافت کے بھی مطیع
 احوال و افعال خلفاء الراشدین میں ہمدین ہی کے رہے چنانچہ اس امر کی تصدیق
 کتاب تفسیر سیرۃ الانبیاء و الائمہ مصنفہ شریف مرتضیٰ شیعہ سے ہوتی ہے وہو لا یانکر
 حضرت امیر و شیعہ او ہمیشہ دین خود را خفا فرمودہ اند و در پردہ دین مخالفین گذرانیدہ
 واسن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل امامت ایشان را
 بلاد کثیرہ و قطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر ماند چہ چاہے قبول حکام ایشان
 دیکھو تھا را ہی مجتہدان صاف کہتا ہے کہ آئمہ نے اپنی عمر کو حالت خوف و خطر میں
 معاذا اللہ مانند خوارگان را نگاہان بسر کیا اور کبھی کسی نے ان کے حکم کو کچھ حقیقت سمجھا
 پس آئمہ خائف کی نسبت کس کو گمان شجاعت کا ہو سکتا ہے بلکہ بقول علامہ حلی

امام عظیم شیعوں کے ڈور پوناں وہی مستحق امامت کا نہیں ہوتا ہے الحیجان لا یتحقی الامامۃ
 حق تو یہ ہے کہ اگر شیعہ اس جہانت سرا پا امامت کا نام تفسیر نہ کریں تو تو بہ تو بہ تمام امام
 عقلا و پر فسا و شیعیان پاک کا فراور مرتد اور شرک اور نامرد سمجھے جاویں ورنہ قضیہ منکسر
 یہ ہو کہ شجاعت کا امام جہانت رکھا جائے اور نسل کی نسبت ہمارا یہ جواب ہے کہ
 تمام بنی ہاشم پر فرض تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلعم کو اپنا امام بنا
 لے کہ وہ بعد رسول اللہ کے تمام بنی ہاشم میں مکرم تر تھے اور ہمیشہ انکی نظیۃ مکرم
 رسول اللہ کرتے تھے اور نیز آپ کی شان میں فرماتے تھے کہ عباس بن ہشام نہ بد نسبت
 پس اس فضل قربت سے تو بمقابلہ حضرت علیؑ کے حضرت عباسؑ زیادہ تر مستحق امامت
 تھے بموجب العیال قرب من ابن النعم عرذا و شرعاً ترجمہ چچا قریب تر ہے بیٹے چچا سے
 از روئے عرف و شرع کے سوائے اسکے حضرت امام حسنؑ اور بھی زیادہ از روئے
 نسب بمقابلہ حضرت علیؑ کے فضل تھے بنی ہاشم و معاونان بنی ہاشم انہیں کو بعد
 رسول اللہ کے امام کر دیتے اگر شیعہ حضرت عباسؑ و حضرت امام حسنؑ رضی اللہ عنہما کی
 نسبت اپنی معتبر کتب سے ثابت کر دیں کہ معاذ اللہ یہ دونوں صاحب موصوف
 باعقاد و شیعیان خاطر و عاصی تھے اسلئے امامت کے لائق نہ سمجھے گئے تو اس پر ہم یہ
 حجت باصواب لاویں کہ حضرت حسینؑ تو ہر حال میں فضل الانساب جہاں جہاں
 تھے پر کیوں نہ امام بنائے گئے تھے خصوصاً حضرت علیؑ کی امامت پر کیا ہے اگر سبب
 ہی پر امامت موقوف ہوتی تو وقت نصب امامت غیر بنی ہاشم کے تمام بنی ہاشم
 مدعی امامت کے ہوتے اور ہر گز ہر گز امامت صدیق اکبر خلیفہ برحق پر حجت نہ کرتے
 پس حجت بنی ہاشم کی واسطے غیر بنی ہاشم کے نزدیک و سبب نسل بے اصل مدعیان
 کے کرتی ہے بشرط اجماع کہ شیعہ معتقد ہیں جہاں عند اللہ و عند الرسول خاصہ
 ائمہ اثنا عشرہ کا ہے سوائے انکے اگر اور کوئی دعویٰ امامت کرے یا خراج کرے

تلاور نکال کر کفار اشرا پر وہ ملعون کافر ہے غرض اس افترا سے شیعوں کی فقط یہ سہ ہے کہ
 جہاد و فتوحات خلفائے ثلاثہ کا معاوۃ اللہ بالکل باطل ہے اور ان کی امامت بھی تو بہ تو بہ
 لا حاصل ہے جو اب اس نے درکایا ہے کہ بموجب اس مہول منفرہ وضعہ شیعہ کے
 اکثر اولاد آئمہ سزاوار لغت و طاعت کی ٹھہرتی ہے کیونکہ اولاد آئمہ میں بہتیرے
 دعویٰ امامت کا کیا ہے چنانچہ دو سے مقام مناسب پر انشاء اللہ تعالیٰ امیر کتب
 شیعہ سے بیان کیا جائیگا اب شیعیان صحیحہ اثبات اس بات کا کہ اکثر اولاد آئمہ باغداد
 شیعان ملعون و کافر ٹھہری چنانچہ مہول کافی کلینی کی کتاب الحجۃ من ادعای امامت
 میں ہے کہ جو کوئی دعویٰ امامت کرے اور وہ امام نہ ہو نہ اس کا کالام ہو کا قیام
 کے دن اگرچہ سید علومی اور اولاد علی ابن ابیطالب ہی کیوں نہ ہو وہ کافر ہے
 پس بموجب اس روایت کے امت ابن سبا پر فرض ہوا کہ جن صاحبوں سے
 اولاد و وزدہ آئمہ سے دعویٰ امامت کیا ہے ان پر بموجب اپنے فرض نہیں
 کے ضرور ہے تبرک کیا کریں کیونکہ اس سے بڑھ کر ان کے نزدیک کوئی عبادت نہیں
 ہے غرض اس دعویٰ سے اہل حق کی صرف یہ ہے کہ اسی بہانہ سے مومنین
 اپنی جان عزیز کو آتش جانکاہ جہاد سے بچاویں گونا مرے ہی کیوں نہ کہ اہل دین
 ایسے جہاد کو مخصوص دوازہ آئمہ کرتے ہیں اور ان کی اولاد میں سے جس کسی نے
 دعویٰ امامت کیا معاوۃ اللہ انکو ملعون و کافر کہتے ہیں بشرط یہ کہ شیعہ امامت
 کو اصول دین اور مخصوص اللہ کی طرف سے جانتے ہیں اور اس کے منکر کو کافر نہ
 کہتے ہیں جو اب اس افترا کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کتب سماویہ میں کسی
 مقام پر امامت کو مخصوص من اللہ و اصول دین سے نہیں فرمایا ہے بلکہ اس
 بارے میں جب قدر آیات نازل ہوئی ہیں ان سے حسب عقیدہ اہل حق کے
 یہی مطلب مفہوم ہوتا ہے کہ امت پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو جو محتاط صغیرہ

و کبریا کا ہوا امام مقرر کر مئی تاکہ لوگوں کو خلاف شرع نہ ہونے دی اگر وہ شخص عدالت کی گواہی
 عاقل کھلائیگا اور نہ ظالم اس میں کوئی قصور اپنا نصب کی جانب نہ ہو گا چنانچہ بعض
 فریقے بنی آدم کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اول آیت شریفہ و جعلہم ائمة
 و جعلہم الوارثین پھر ترجمہ اور کریں ہم او کو امام اور کریں ہم او کو وارث
 دوم آیت و جعلکم ملوکا و ائمة مالدیوت احد امن العالمین ترجمہ اور کیا تم کو
 بادشاہ اور دین تم کو چیریں کہ نہیں دیا گیا کوئی جہان والوں میں سے موصوم آیت
 هو الذی جعلکم خلافت فی الارض ترجمہ اور وہ شخص ہے کہ بنایا تم کو خلیفہ
 سچ زمین کے دیکھو ان آیات بنیاد سے صاف معلوم ہو گیا کہ امامت مخصوص میں
 و اصول دین سے نہیں اگر موعی تو کہیں نہ کہیں کتب سماویہ میں اسکا ذکر ضرور ہی
 ہوتا اگر شیعہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہر کتب سماویہ سے ثابت کر کے دکھادیں اگر
 کہیں کہ کتب شیعہ میں اسکا بہت کچھ ثبوت موجود ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ کتب
 شیعہ میں تو آئمہ کو سوا ذوالہ خدا و رسول سے ہی بڑا کر لکھا ہے تو کیونکر اہل ایمان اس
 عقدا لغو کو مان سکتے ہیں پس معلوم ہوا کہ مخفی امام اور بادشاہ اور خلیفہ کے ہی ہیں کہ
 جب خدا تعالیٰ عزاسکسی کو اپنے بندوں میں سے اس مرتبہ اعلیٰ پر پہنچاتا ہے
 تو اپنی مشیت و حکمت ازی سے آدمیوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے کہ فلا نیکو
 اس منصب پر مقرر کرو پس بموجب القادر بانی کے آدمی مصلحت وقت و ملک
 جبر اکثر کی رائے اتفاق کرے او کو اپنا سردار بناتے ہیں جیسا کہ صبح البلاغت
 میں قول جناب امیر المومنین کا ہے من انصا بالشوری والبیعة من المہاجرین
 و الانصا کما سبق خلفاء ترجمہ فرمایا جناب امیر المومنین نے کہ وہ شخص بالتحقیق امام
 شوعے ہے اور اسکی بیعت مہاجرین و انصار نے کی جیسی بیعت کی خلفائے
 یعنی صحابہ ثلاثہ نے دیکھا اگر امامت شوری نہیں ہوتی تو جناب امیر مگر بھی تصدیق فرماتے

غرض اس جہل مرکب سے مفسرین کی یہ ہے کہ نوعاً باندہ خلافت حقہ خلفائے ثلاثہ باطل ہے
 اور معاویہ و اہل بنو امیہ جانشینانِ اصل ہے بشرطِ ششم یہ کہ شیعہ معتقد ہیں کہ آئمہ
 کو علم باکان و مایکون کا ہوتا ہے چنانچہ کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب علی و عین مرقوم ہے
 جواب حالانکہ اسی کتاب کے باب نادریں بہ سند صحیح مرقوم ہے کہ علم غیب مخصوص
 بذات الہی عالم الغیب مطلوب کے ہے جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ اپنے پیغمبرین علیہم السلام
 والشہادۃ والحدیث عند اللہ غرض اس نمید ہے اصل سے مفسرین کی خلافت حقہ خلفائے
 راشدین میں بٹا لگانا ہے بشرطِ ہفتم یہ کہ شیعہ مجبوری تمام طوعاً و کرہاً
 حضرت خاتم النبیینؐ کو ہر تہ آئمہ کے جانتے ہیں مگر معراج و کلمہ شہادت میں شریک
 کہتے ہیں اور دیگر انبیاء اللہ سے فضل چنانچہ حق الیقین کے باب ۵ مقصد ۵ میں
 یہ عبارت ہے کہ اکثر علماء شیعہ راجعاً و انشت کہ حضرت امیر و سائر آئمہ علیہم السلام
 افضل انداز سائر پیغمبرانِ الہیہ اور اس بارگاہ میں بہت سی احادیث متواترہ آئمہ سے
 نقل کرتے ہیں خلاصۃ المنہج ۲۳ پارہ سورہ والصفات میں تفسیر آیت کہ
 وان من شیعۃ لا بد اھدیم کی یوں مرقوم ہے کہ بدستیکہ پیروانِ نوح و ابراہیم علیہم السلام
 پہر لگے اس سے لکھا ہے کہ ابراہیمؑ کثرتِ خداوند امر از شیعیان علی ابن ابیطالب
 کہو ان حق تعالیٰ وعاء اور اجابت فرمود و اوراد اہل شیعیان امیر المؤمنینؑ کو نید
 و رسول خود را ظن خبر و ادب این آیت کہ یہ الہی حالانکہ سبق عبارت کلام الہی سے صاف
 ظاہر ہے کہ آیت موصوفہ فضائل میں نوح کے ہے اس سے کچھ بھی علاقہ حضرت
 امیرؑ کو نہیں ہے اور کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب ان لا کمین عبارت مطول
 مرقوم ہے جس کا خلاصہ طلب یہ ہے کہ آئمہ فضل میں تمام انبیاء سے بعد خاتم المرسلین
 کے اس وجہ سے کہ مرتبہ آئمہ کا بحیثیت ولایت مرتبہ انبیاء سے افضل ہے الخ
 اہتمام اس موضوعات ابن سبک کا صرف اس وجہ سے ہے کہ کہیں آئمہ پر فضیلت

حضرت شیخین کی ثابت نہوجاے کیونکہ رسول مقبول نے قول حضرت شیخین کو قبول
 انبیاء کے ساتھ تشبیہی ہے چنانچہ شیخ الصادقین: ابارہ سوفلا نفال میں تفسیر آیت کریمہ
 ان لیکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین کی یہ لکھی ہے
 قال رسول اللہ مثلک یا ابا بکر مثل ابراہیم اذ قال من تبعنی فافانہ منی ومن عسانی فانہ
 غفر الذنوب مثلک یا عمر مثل نوح اذ قال ربک انذر طلائع الاصلحین چارترجمہ فرمایا رسول اللہ نے کہ
 ابوبکر کہاوت تیری کہاوت ابراہیم کی ہے جسدم کہا کہ جس نے تابعداری کی میری پس
 تحقیق وہ میرے گروہ سے ہو اور جس نے نافرمانی کی میری پس تو بخشنے والا ہے مہربان اور
 اے عمر کہاوت تیری کہاوت نوح کی ہے جبکہ کہا ہے پروردگار نہ چھوڑ تو زمین پر کوئی
 کافر بیٹے والا شیعوں نے جو اپنی مستند و معتد تفسیر میں یہ صحیح حدیث لکھی ہوئی ہے
 جی جیوٹ گئے فوراً بموجب یوسوس فی صدور الناس کے روایات موضوعہ کی بات
 مصنوعہ کو تجدیداً تیار کر کے اپنی معتبر کتب میں درج کر لیا تاکہ اہل سنت کے ہاتھ
 ستاویز نہ لگیا ہے کہ وہ شیعوں پر حجت مقبول لاوین اس لئے بنظر پیش بند ہے
 روایات مذکورہ بالا کو ضیح کیا کہ اہل سنت تو بعد خاتم المرسلین کے علی الترتیب خلفاء
 اربعہ کو خلیفہ برحق جانتے ہیں مگر شیعہ آئمہ اثنا عشرہ کو ہر تہ خاتم المرسلین بلکہ افضل
 تمام فرشتوں اور انبیاء اللہ سے جانتے ہیں جواب ہم اس عقدا و فاسد کی بھی تردید
 شیعوں کی ہی معتبر کتب سے کرتے ہیں چنانچہ کافی کلینی کی کتاب التوحید باب
 الکون و المکان میں امام جعفر صادق سے بسند صحیح مروی ہے قال امیر المؤمنین
 اعلم اننا عبد من عبد الرسول ترجمہ فرمایا امیر المؤمنین نے کہ بالتحقیق میں غلامان رسول
 سے ایک غلام ہوں پس بنظر انصاف مرتبہ غلام کا ہرگز ہرگز برابر مرتبہ شاہ و بہان
 کے نہیں ہو سکتا ہے اور نیز قول جناب امیر کاتب البلاغت من کلام للجواہر
 میں اس طرح سے مرقوم ہے سیم ملک فی صدق محب مصداق تہذیب بہ الی غیر الحق

و منقضى فمطدته البفوا غی الخ خیر الناس فی حال النطال الاوسط ترجمہ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت میں اوس حد تک کہ محبت میری اوسکو ناحق کی طرف کھینچے دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت میں اوس حد تک کہ کمی محبت میری کی اوسکو کھینچے طرف ناحق کے بلکہ بہتر میں آرسینو کا وہ شخص ہے کہ افراط و تفریط میں متوسط ہو احمد علیہ السلام ہی مذہب ہے اہل سنت و الجماعت کا شرط ہے فقہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیر البشر معصوم مطلق اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر و حق یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا مثال عالم مثال میں بھی پیدا نہیں ہے اور آپ کا نظریہ بھی عالم خیال میں ہو یا نہیں ہے وہ صلوات علیہ وسلم التسلما اور خدا لا ذکرک و لا لاء لما خلقت الافلاك ہی آپ ہی کی شان فی شان میں وارد ہے بلا شرکت غیر می اس لئے اہل سنت آپ کے قول کو حدیث اور فعل کو سنت جانتے ہیں مگر شیعہ برعکس حکم الہی کے آئمہ کو عصمت و علم و حجرات و غیرہ میں شریک جانتے ہیں اور قول رسول خدا کو حدیث اور فعل آئمہ کو سنت کہتے ہیں اور آئمہ کے اوپر صلوٰۃ اور تسلیمات بھی کرتے ہیں اور کچھ بھی فضیلت رسول الطہین کی معاذ اللہ آئمہ پر نہیں رکھتے جو اب فی الواقع سے ثابت ہے کہ جناب امیرؑ سے جو کچھ کہ فیض پایادہ سب طفیل تعلیم و تربیت و فہم و صحبت حضرت رسول خداؐ سزاوار طلبہ و بالین کے پایا تا بدگیران چہ رسد چنانچہ نبج البلاغت کے سن کلامہ علیہ السلام میں یہ قول جناب امیرؑ کا منقول ہے فقال له بعض اصحابه لهدا عطیت یا امیر المؤمنین علم الغیب فضحک وقال للرجل کان کلّیایا الخ کلّیایس ہدی علم الغیب و انما ہدی علم من ذی علم عاک ما لم تعلم و انما علم الغیب علم السماء و ما عداہ الله سب حانہ ترجمہ پس کہا امیر المؤمنینؑ کو بعض صحابہ ان کے لئے کہ تم کو علم غیب عطا ہوا ہے پس منہ جناب امیرؑ اور کہا واسطے اوس شخص کے کہ

امیرؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت میں اوس حد تک کہ محبت میری اوسکو ناحق کی طرف کھینچے دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت میں اوس حد تک کہ کمی محبت میری کی اوسکو کھینچے طرف ناحق کے بلکہ بہتر میں آرسینو کا وہ شخص ہے کہ افراط و تفریط میں متوسط ہو احمد علیہ السلام ہی مذہب ہے اہل سنت و الجماعت کا شرط ہے فقہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیر البشر معصوم مطلق اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر و حق یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا مثال عالم مثال میں بھی پیدا نہیں ہے اور آپ کا نظریہ بھی عالم خیال میں ہو یا نہیں ہے وہ صلوات علیہ وسلم التسلما اور خدا لا ذکرک و لا لاء لما خلقت الافلاك ہی آپ ہی کی شان فی شان میں وارد ہے بلا شرکت غیر می اس لئے اہل سنت آپ کے قول کو حدیث اور فعل کو سنت جانتے ہیں مگر شیعہ برعکس حکم الہی کے آئمہ کو عصمت و علم و حجرات و غیرہ میں شریک جانتے ہیں اور قول رسول خدا کو حدیث اور فعل آئمہ کو سنت کہتے ہیں اور آئمہ کے اوپر صلوٰۃ اور تسلیمات بھی کرتے ہیں اور کچھ بھی فضیلت رسول الطہین کی معاذ اللہ آئمہ پر نہیں رکھتے جو اب فی الواقع سے ثابت ہے کہ جناب امیرؑ سے جو کچھ کہ فیض پایادہ سب طفیل تعلیم و تربیت و فہم و صحبت حضرت رسول خداؐ سزاوار طلبہ و بالین کے پایا تا بدگیران چہ رسد چنانچہ نبج البلاغت کے سن کلامہ علیہ السلام میں یہ قول جناب امیرؑ کا منقول ہے فقال له بعض اصحابه لهدا عطیت یا امیر المؤمنین علم الغیب فضحک وقال للرجل کان کلّیایا الخ کلّیایس ہدی علم الغیب و انما ہدی علم من ذی علم عاک ما لم تعلم و انما علم الغیب علم السماء و ما عداہ الله سب حانہ ترجمہ پس کہا امیر المؤمنینؑ کو بعض صحابہ ان کے لئے کہ تم کو علم غیب عطا ہوا ہے پس منہ جناب امیرؑ اور کہا واسطے اوس شخص کے کہ

اوسکو علم غیب کا مکروہ علم ہے کہ اوسکو سیکھا ہے میں نے صاحب علم سے جس نے کو تعلیم
 کیا ہے اوس چیز پر کہ اوس نے کثرت کرتے تھے اور علم غیب علم قیامت کا ہے اور اوس
 چیز کو خدا تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کے واسطے مخصوص کیا ہے دیکھو جناب امیر نے
 مثل دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کے رسول کریم ہی کی بدولت تعلیم پائی تو پھر علم غیب
 کہاں رہا اور کتاب من لایحضر الفقیہ کے باب نوادر میں ہندو نصایح تعلیم فرمانا
 رسول اللہ کا جناب کو مذکور ہے دیکھو اس صورت میں بھی علم غیب نسبت جناب امیر
 کے تصور نہیں کیا جاتا ہے اور اسی کتاب کے آخر کتاب الطلاق میں معاذ اللہ آداب
 جماع رسول اللہ کا جناب امیر کو تعلیم کرنا اور اوسکی اونچ نیچ اور اولٹ پلٹ تنقیر اللہ
 معہ ترکیب صحبت حرف بھرنے اپنے داماد کو سمجھانا جسکے مضمون کو ہم بہت شرم اہل
 حیا کے اپنے رسالہ تہذیب میں داخل نہیں کرتے ہیں جسکا جی چاہے وہ تحقہ العوام
 معتبر کتاب شیعہ کے صفحہ ۱۱۰ سے تا ختم کتاب نشر و نظم کہ اوّل فواحش کا توڑ اسانا
 ہے بنظر غیرت ملاحظہ کرے یہ اردو رسالہ شیعوں کا ہر جگہ بھجھ پونج سکتا ہے بل سنت
 کی تمام کتب میں ایسی عبارت پر حقارت کا مطلق اثر نہیں ہے کہ معاذ اللہ حضرت
 رسول خدا نے قواعد عیاشی حضرت عثمان ذی النورین یا حضرت علی کو تعلیم فرمائے
 ہوں دیکھو ان وجوہات مسلمہ شیعہ سے صاف معلوم ہو گیا کہ ہرگز ہرگز جناب امیر کو
 علم غیب نہ تھا اور صاحب کیونکر اس عقائد پر فساد کا گمان ہو سکتا ہے کہ عالم الغیب نے
 تو اپنے خاتم رسل کی شان میں وما یبذل عن اللہ لایان حولا لای علی صاف صاف
 فرما دیا کہ لے بند و سیرے جو کچھ میرا رسول کا نام تم سے کرتا ہے وہ از روئے وحی کے
 ہے نہ اوسکی طرف سے تمکو چاہیے کہ تم ایمان لاؤ اس بات پر کہ ہمارے رسول کو
 علم غیب مطلق نہیں ہے بلکہ عالم الغیب والشمادۃ خاص ہم ہیں پس بموجب حکم
 عالم الغیوب کے بھی ائمہ غیب وان نہ ٹھہرے اگر علم لدنی سے جسکے معنی وہ علم ہے

جو کسی کو بغیر کوشش کے حق تعالیٰ نے اپنے نزدیک سے عطا فرمایا ہے یا بدولت تعلیم و تدریس
 کے اسکی طبیعت یا ذہن میں بڑا لہر اس میں تخصیص آئندہ کی کیا ہے یہ فیض خدا
 کا عام ہے جس پر چاہے فرما دے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
 ترجمہ فیض اللہ کا ہے جس پر چاہے کرے صراط مستقیم حق الیقین میں مذکور ہے کہ
 جس وقت امام ہمدی پیدا ہوئے امام حسن عسکریؑ اور کئی دینے کو آئے امام ہمدیؑ نے
 اٹھا سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم اور قرآن پڑھا آدمی اس واقعہ عجیبہ غریبہ کو دیکھ کر
 ڈر گئے اور کہنے لگے کہ یہ کون بشر ہے او سدم امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ ہم آئمہ کی
 اولاد اسطر جبریدہ ہوتی ہے اور بچنے کو نہ دیکھنے کہ اسے معجزے سے خوار کر دیا ہے
 لگتی ہے تعجب کیوں کرتے ہو اور کتاب علل الشرائع میں ہے کہ امام ہمدیؑ نے بچپن ہی
 میں دعویٰ امامت کیا تھا مگر بسبب خوف جان کے سردار ہر سن اسے نہیں غائب
 ہو گئے اور حق الیقین میں ہے کہ سن شریف جناب کا وقت امامت بنا بر قول
 اول قریب پانچ برس و بنا بر قول دوم چار برس و بنا بر قول سوم دو برس کا تھا
 پیدا ہوتے ہی آپ نے ایسے معجزے و خوارق و کدلائے کہ لوگوں کے ہوش اڑ گئے
 اور اس حضرت کو دو غیب تھے صغریٰ و کبریٰ اور غیب صغریٰ میں حضرت ایک جماعت
 سفیر و نواب کی رکتے تھے اور آدمی عرضیاں دیتے تھے اور مسائل پوچھتے تھے جواب
 بخط شریف باہر آتا تھا ان اسطر سے حق الیقین کے باب ۵ مقصد ۸ و ۹ میں ہے کہ
 امام ہمدیؑ کے واسطے دو غیب ہیں صغریٰ و کبریٰ جواب غرض اس موضوع کا دور قیاس
 سے صرف اہل فساد کی یہ ہے کہ کوئی زمانہ امام سے خالی نہیں ہے پس خلافت اور
 بادشاہت جو شروع اسلام سے قائم ہوتی چلی آئی ہیں تا قیام قیامت بے سود ہیں
 اسی بنا پر شیعہ اولی الامر کے معنی سے مراد صاحب زمان لیتے ہیں افسوس یہاں سے
 شیعوں کی انتظار کرتے کرتے آنکھیں پھر گئیں اور اٹھے ہمدیؑ ہاں ہمدیؑ کہتے

آوازیں پڑگئیں کہ وڑوں اسی نے بطن میں دوا دیا اور مصیبتا کہ کے مر گئے اور لاکھوں ایسی خیال
 محال ہیں واسطہ تراویح لگاتے ہوئے مرے چلے جاتے ہیں مگر جناب صاحب زمان کو
 ذرہ برابر بھی اپنے نظروں میں مظلوموں پر کیا جور و تشددی ناصبیوں سے کیسے کیسے ظلم و ستم
 اٹھاتا ہے ہیں رحم نہیں آتا ہے اور باوجود علم کثرت معاونان شیطان ایران و لکھنؤ وغیرہ
 کے پر بھی آپ سردار بہ سے نہ آج نکلتے ہیں نہ کل کہیں سردار بہ کے دروازہ پر کوئی نہ
 جاتا تو نہیں پورا چھین اور بچھکر مجبور ہو گئے ہوں یا قاصد صبا نے چبکے سے جا کے
 آپ کے کان میں ہونک دیا ہو کہ ابھی شیعوں کی سستی بہت زیادہ ہیں شاید یہ خبر حشوت اثر
 سنگر سردار بہ کے کوئے میں سردار بکڑ بڑھے ہوں یا خواب غرگوش نے ایسے کان
 تھپکے ہیں کہ باوصف وافر یاد مستغیثوں شیعوں کے آپ غفلت سے اٹھ نہیں سکتے ہیں
 نہ اب کسی کی عرضی لیتے ہیں اور نہ کسی کے مسئلہ کا جواب دیتے ہیں اگر جاری سائے
 مانیں تو شیعہ تمام روئے زمین کے سرسبز سائے میں پہنچ کر چاروں طرف شہر مذکور کے
 سنگین لگاویں جہاں کہیں اپنے مطلوب کو پاویں قدموں پر گر پڑیں اور کہیں کہ آپ کے
 طالب تو کمر بن باندھ مستعد ہو کر آسوجو دیوئے اب آپ بھی جہاد کی تیاری کیجیے
 اور ذوق فقر اپنے دادا کی جسے جبریلؑ کے پر کاٹے ہیں ہاتھ میں لیجیے اور ہمو جہاد
 میدان کی دیجیے دیکھئے تو ہم کیسے جو ہر دکھلاتے ہیں ایک دفعہ تو قسم حضرت عباسؑ
 علم بردار کی سٹیوں کے چھکے چوڑا دینکے بلکہ اونکا اور انکے علما کا نام و نشان تمام
 روئے زمین سے مٹا دینکے ہر گے جو چاہے سو ہو شاید اس مہمت بند ہانے سے امام صاحب
 سرور کے بکر میدان میں نکل کہڑے ہوں طریق دوسرا متصور نہیں ہے غرض
 اس مقصد کو نہ ان کے موضوع کرنے سے صرف طائفہ ابن سبا کی یہ ہے کہ بعد اس
 پناہ کے زیادہ خرچ امام مہدی تک جو کچھ کہ خلافت و امامت و جہاد و عنایت سے
 اہل سنت و اجماعت کو حاصل ہوا وہ سب معاذ اللہ فعل عبث ہے بشرط ظہم

اے شیعوں قسم ہے تم کو اپنی بہت دہری کی ایک دم تعصب کو بالاسے طاق رکھا دینے پر
 زندگ آلود دل میں بنظر انصاف غور کرو کہ جناب امیر کس وجہ سے سزاوارا امت
 آبا بیب الوہیت یا کثرت ظہور خوارق عادت یا کہنے قدم پر شاہ رسول اللہ صراپا
 رحمت یا معصومیت یا ایٹنے بستر رسول اللہ پر شب ہجرت یا شرکت بنور نبوت یا قمری
 قرابت یا مدور کرامت یا نسبی فضیلت یا پیدا ہونے خانہ کعبہ سے اس پر کتبہ کے
 مستحق امامت یا اور کوئی دعویٰ ہے تو اس کو بھی ظاہر کر دیجیے ہم انشاء اللہ تعالیٰ
 اور کیا ہی جواب دندان شکن تحریر کر گئے اب سینے اپنے کاغذ کا جواب اگر
 کہیں کہ اسباب الوہیت کے جناب امیر مستحق امامت تھے تو یہ عقیدہ بخندہ مالوت
 عقیدہ یہود و نصارا کے ہے اس عقیدہ فاسدہ کی تردید تمام کلام الہی میں موجود
 مثل سبازہ و تعالیٰ عمال شریکون شیعوں کو چاہیے کہ کسی امامت سے صرف معنی سورہ
 اخلاص کے دریافت کر لیں اگر سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہوں اگر کہیں کہ نسبت ظہور خوارق
 عادت کے حقدار امامت ہے جب کار اس دعویٰ کا خوارق ہی پر موقوف ہے تو اکثر
 خوارق جو کیوں اور اتیقون اور حکما ر یونان اور اہل طلسم وغیرہ سے بھی سرز مہوتے
 ہیں چاہیے کہ وہ بھی لغو و بطلان اس فضیلت کے مستحق سمجھے جاویں اگر کہیں کہ حضرت
 علیؑ نے دو شاہ اقدس رسول اللہ پر اپنا قدم رکھا اس سبب سے لایق امامت تھے
 تو حضرت صدیق اکبرؓ نے باریتوت چند کوس تک واسطے رفیع تکان اور نہ ظاہر ہونے
 قدم کے نشان کے اپنی پشت پر اوٹھایا جسکی تصدیق آئندہ حکم حیدری حضرت تاج
 شیعوں سے ہوگی پس حضرت صدیق اکبرؓ زیادہ سزاوارا امامت ہوئے اگر کہیں کہ
 معصومیت کی وجہ سے امامت کے مستحق تھے تو قول جناب امیر کا صحیفہ کاملہ میں
 یون مرقوم ہے قتلک الشیطان عنانی فی سؤ الظلم ضعت الیقین انی اشکک سورہ
 مجاورتہ و طاعتہ نفسی لہ و کہو نفس اور شیطان کا غالب ہونا دونوں میں فی

شیعوں کا حق
 سبب جناب
 امیر کس وجہ سے
 سزاوارا امت
 آبا بیب الوہیت
 یا کثرت ظہور
 خوارق عادت
 یا کہنے قدم
 پر شاہ رسول
 اللہ صراپا
 رحمت یا معصومیت
 یا ایٹنے بستر
 رسول اللہ پر
 شب ہجرت یا
 شرکت بنور
 نبوت یا قمری
 قرابت یا مدور
 کرامت یا نسبی
 فضیلت یا پیدا
 ہونے خانہ
 کعبہ سے اس پر
 کتبہ کے
 مستحق امامت
 یا اور کوئی
 دعویٰ ہے تو اس
 کو بھی ظاہر
 کر دیجیے ہم
 انشاء اللہ
 تعالیٰ اور کیا
 ہی جواب دندان
 شکن تحریر کر
 گئے اب سینے
 اپنے کاغذ کا
 جواب اگر کہیں
 کہ اسباب الوہیت
 کے جناب امیر
 مستحق امامت
 تھے تو یہ
 عقیدہ بخندہ
 مالوت عقیدہ
 یہود و نصارا
 کے ہے اس
 عقیدہ فاسدہ
 کی تردید تمام
 کلام الہی میں
 موجود مثل
 سبازہ و تعالیٰ
 عمال شریکون
 شیعوں کو چاہیے
 کہ کسی امامت
 سے صرف معنی
 سورہ اخلاص کے
 دریافت کر لیں
 اگر سمجھنے کی
 لیاقت رکھتے
 ہوں اگر کہیں
 کہ نسبت ظہور
 خوارق عادت کے
 حقدار امامت ہے
 جب کار اس
 دعویٰ کا خوارق
 ہی پر موقوف ہے
 تو اکثر خوارق
 جو کیوں اور
 اتیقون اور حکما
 ر یونان اور اہل
 طلسم وغیرہ سے
 بھی سرز مہوتے
 ہیں چاہیے کہ
 وہ بھی لغو و
 بطلان اس
 فضیلت کے
 مستحق سمجھے
 جاویں اگر کہیں
 کہ حضرت علیؑ
 نے دو شاہ اقدس
 رسول اللہ پر
 اپنا قدم رکھا
 اس سبب سے
 لایق امامت تھے
 تو حضرت صدیق
 اکبرؓ نے باریتوت
 چند کوس تک
 واسطے رفیع
 تکان اور نہ
 ظاہر ہونے
 قدم کے نشان
 کے اپنی پشت پر
 اوٹھایا جسکی
 تصدیق آئندہ
 حکم حیدری
 حضرت تاج
 شیعوں سے ہوگی
 پس حضرت صدیق
 اکبرؓ زیادہ
 سزاوارا امامت
 ہوئے اگر کہیں
 کہ معصومیت کی
 وجہ سے امامت
 کے مستحق تھے
 تو قول جناب
 امیر کا صحیفہ
 کاملہ میں یون
 مرقوم ہے قتلک
 الشیطان عنانی
 فی سؤ الظلم
 ضعت الیقین
 انی اشکک سورہ
 مجاورتہ و طاعتہ
 نفسی لہ و کہو
 نفس اور شیطان
 کا غالب ہونا
 دونوں میں فی

حضرت جناب موصوف کی ہیں اگر کہیں کہ سبب جان فدائی شب ہجرت کی امت کے الیق تھے تو اس سے بڑھ کر شریک الیق الکریم یہ کام کیا کہ اپنی جان مال و اہل و عیال قتل و است بردار ہو کر بے خوف و خطر حضرت خیر البشر کے ہمراہ ہو گئے اور جو جو صاحب و مناقب کہ اشارہ و غار میں گذرے وہ کتب طرفین سے ثابت ہیں اس صورت میں بھی مستحق امامت حضرت صدیق اکبر ہی ٹھہرے اگر کہیں کہ جناب امیر نور نبوت میں شریک تھے بموجب حدیث موضوعہ شیخان کنت انا و علی ابن ابیطالب بنیدی اللہ تو اسکے مقابل میں حدیث حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کی یوں مروی کہ کنت انا و ابابکر و عمر و عثمان علی بنی یدی اللہ قبل ان یخلق آدم یا کف عامر پس اس حدیث صحیح سے بھی علی المرتب امامت ثابت ہوئی چنانچہ یہ ہی مذہب ہمارا ہے اگر کہیں کہ بہت قریبی قرابت کے قابل امامت تھے تو حضرت عثمان ذی النورین یا وہ تر الیق تھے ایسے کہ رسول اللہ کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئی تھیں اگر کہیں کہ سبب صدور کرامات کے امامت کی فضیلت رکھتے تھے تو بالاتفاق صدور کرامات کا حضرت امام مہدی سے کثرت ہوگا پس صدور کرامات حضرت امام مہدی کا باعث فیض آبا و اجداد و مجاہد پر غیر محکم ہے اگر کہیں کہ جناب امیر نسب میں فضل میں اس کے امامت کے لئے اولیٰ سمجھے گئے تو حضرت عباس عم رسول اللہ بد بھال الیق تھے بموجب المعارق من ابن العدم عرفا و شہا سوائے اسکے حضرت حسنین اور بھی زیادہ جناب امیر سے از روئے نسب کے فضل تھے پہر کیوں نہ امامت کے لایق تصور کیے گئے اگر کہیں کہ جناب امیر کعبہ شریف میں پیدا ہوئے تھے اس وجہ سے امامت کے لئے خاص کئے گئے پس حکیم ابن حزام بن خویلد کہتے ہیں حضرت خدیجہ الکبریٰ کی بھی تو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے تھے الیق تھا کہ وہ بھی امامت پر مقرر کئے جائے اب مریدان ابن سبا کو چاہئے کہ جناب امامت و تنگاہ کے امام بلا فصل ہونے کی

۱۷
تھا بنی اور علی بن
۱۸
سبب اب و علی بن
۱۹
دورن اکتون اکتون
۲۰
تھا بنی اور ابوبکر
۲۱
عمر و عثمان اور علی
۲۲
دریان دورن اکتون
۲۳
خدا کے پیدا اس کے
۲۴
کیا چاہے آدم بناریں

کوئی تازہ تباہہ نو بنو دلیل قوی پیش کریں سببیت عشق پر آسان ہوو آو چہہ دشوار بود
 ہجر چہ دشوار بود یا چہ آسان گرفت ہذا نشاء اللہ تعالیٰ اوسکے ہواب باصواب میں کمی
 نکی جاو یکی بلکہ بہت جلد اہتمام اس کام نیک کا کیا جاویکا عرصہ نیدان امر حق طاعت
 ہم تو دیکھیں کہ آپ کتنا اداہ سکھتے ہیں عوامن قلم اندازم و گیر قلم را اب سیکے گوش
 ہوش سے کار گذار یان حضرات محاب ثلث کی تواریح فریقین سے بطریق اختصار
 کہ اونہوں نے حمایت و اعانت رسول امت میں کیا کیا کام کیا اور اپنے
 زمانہ خلافت میں کیا نام کیا البتہ اوس کے آئمہ اثناعشری کا حال
 بھی علی الترتیب بکلم و کاست معتبر تواریحون سے قلمبند کیا جاویکا واللہ المستعان
محمداؤکر امیر المؤمنین خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ذکر خلیفہ اول

اصلی اسم شریف حضرت صدیق اکبر کا عبد اللہ ہے اور کنیت ابو بکر لقب شہور صدیق ہے
 پیدا ہوئے مکہ معظمہ میں قوم قریش قبیلہ بنی تمیم نسب آپ کی نسب رسول اللہ سے پشت مرہ
 بن کعب بن لثمی سے یا بن سلسلہ ابو بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیمم
 بن مرہ بن کعب دو برس چند ماہ بعد ولادت رسول اللہ سے پیدا ہوئے اور پندرہ برس
 کی عمر سے اصدق ارادت رفاقت اور مصاحبت آنحضرت میں مستعد و ممتاز ہے
 حضرم ہمد سفر میں بہ قدم آپکے چال و چلن کا وہ حال تھا کہ کبھی ایام جاہلیت میں بھی
 مرتکب ملاہی و مناہی مثل میخواری و زنا کاری و ظلم و خیانت و دروغ گوئی و عہد شکنی
 و جھجائی و عیب جوئی وغیرہ کی نہوئی تھی اگرچہ سب کنہیات قریش میں بکثرت
 شائع و رائج تھیں (عبادت صنم سے نہایت ہزار تھے بکے موجد نیکو کار تھے سب
 رسول اللہ پر ایمان لائے اور بہت عظیمی قریش کو ترغیب لائی چنانچہ جماعت کثیر
 آپ کی ہدایت سے مشرق باسلام ہوئی سب سے پہلے آپ نے نہایت شجاعت اور

حسن عقیدت سے کہ مصلحت میں سجدہ بنائی بہر اوس میں باعلان تمام تلاوت کلام الہی کی نیو
 جمالی حمایت دین و اشاعت اسلام و اعانت خیر الانام میں اس درجہ کوشش کی کہ امکان
 بشیر سے دور ہے سارا مال منال محبت رسول مقبول میں لٹا دیا حتی کہ کویت بہ فقر و فاقہ
 پہنچی عین کار از تو آید و مرزا جنین کنند جب کفار مکہ نے رسول اللہ کو بہت ہی ستایا
 بلکہ قتل کا حکم ارادہ کیا آپ نے بیعت سرور عالم کی مدینہ منورہ کو ہجرت کی اور جو مصائب اور
 تکالیف آپ کو اٹھانا پڑیں پیش ہوئے کتب و لقیں میں شرح مرقوم ہیں مانند غار اسرار
 خو خوار کا کاٹنا اور واسطے فوج مکان سفر حضرت کو چند کوس پشت پر سوار کر کے لچلنا وغیرہ
 اس مقام پر ایک امر تنبیح طلب ہے وہ یہ ہے کہ شیعہ فخریہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے بنی امیہ
 کے دوش مبارک پر قدم رکھا ہے قصداً بجا دیندہ شیعوں کا یہ ہے کہتے ہیں کہ جب کہ مصلحت
 فتح ہوا حضرت نے خدا کے اندر رجوع مقدس کیا ہے تمام صنایع کفار اشرار کے توڑ ڈالے و جنایت
 جو اپنے طاقتورین میں رکھے تھے باقی رہ گئے تب حضرت نے فرمایا کہ اے علی تم میرے دوش
 پر چڑھ کر طاقتورین کے بتوں کو توڑ ڈالو جناب امیر نے عرض کی کہ مجھے ایسی لے ادبی نہوگی
 اوس وقت حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی تم سے باریت ہر گز نہیں گزرتی اور تم
 سیکھا لیں مجبور ہی جناب امیر نے دوش اقدس سرور عالم پر چڑھ کر طاقتورین کے بتوں کو
 توڑ کر نیچے ڈالا اب یہاں سے قیاس کی جائے فضیلت حضرت صدیق اکبر کی کہ اوس
 بار شکل کو جسکو حضرت علی کل غالب اٹھا اسکے کیسی آسانی سے چند کوس تک اٹھایا
 چنانچہ صدیق اسکی حمایہ دہری معتبر تاریخ شیعوں میں موجود ہے ابیات

| | |
|----------------------------|--------------------------|
| جو رفتند چندین دیا مان شہت | قدم فلک سائے مجروح گشت |
| الو بکیر انکہ بدوشمن گرفت | ولے زین حارثیت جائے شکفت |
| کہ در کس چنان قوت آمد پدید | کہ بار بنوٹ تواند کشید |

بہر اوس میں باعلان تمام تلاوت کلام الہی کی نیو
 جمالی حمایت دین و اشاعت اسلام و اعانت خیر الانام میں اس درجہ کوشش کی کہ امکان
 بشیر سے دور ہے سارا مال منال محبت رسول مقبول میں لٹا دیا حتی کہ کویت بہ فقر و فاقہ
 پہنچی عین کار از تو آید و مرزا جنین کنند جب کفار مکہ نے رسول اللہ کو بہت ہی ستایا
 بلکہ قتل کا حکم ارادہ کیا آپ نے بیعت سرور عالم کی مدینہ منورہ کو ہجرت کی اور جو مصائب اور
 تکالیف آپ کو اٹھانا پڑیں پیش ہوئے کتب و لقیں میں شرح مرقوم ہیں مانند غار اسرار
 خو خوار کا کاٹنا اور واسطے فوج مکان سفر حضرت کو چند کوس پشت پر سوار کر کے لچلنا وغیرہ
 اس مقام پر ایک امر تنبیح طلب ہے وہ یہ ہے کہ شیعہ فخریہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے بنی امیہ
 کے دوش مبارک پر قدم رکھا ہے قصداً بجا دیندہ شیعوں کا یہ ہے کہتے ہیں کہ جب کہ مصلحت
 فتح ہوا حضرت نے خدا کے اندر رجوع مقدس کیا ہے تمام صنایع کفار اشرار کے توڑ ڈالے و جنایت
 جو اپنے طاقتورین میں رکھے تھے باقی رہ گئے تب حضرت نے فرمایا کہ اے علی تم میرے دوش
 پر چڑھ کر طاقتورین کے بتوں کو توڑ ڈالو جناب امیر نے عرض کی کہ مجھے ایسی لے ادبی نہوگی
 اوس وقت حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی تم سے باریت ہر گز نہیں گزرتی اور تم
 سیکھا لیں مجبور ہی جناب امیر نے دوش اقدس سرور عالم پر چڑھ کر طاقتورین کے بتوں کو
 توڑ کر نیچے ڈالا اب یہاں سے قیاس کی جائے فضیلت حضرت صدیق اکبر کی کہ اوس
 بار شکل کو جسکو حضرت علی کل غالب اٹھا اسکے کیسی آسانی سے چند کوس تک اٹھایا
 چنانچہ صدیق اسکی حمایہ دہری معتبر تاریخ شیعوں میں موجود ہے ابیات

آپ کی رائے بھی اکثر پیغمبر خدا کی رائے کے موافق ہو کر تھی تھی اسلئے کہ معاویہ فہمی میں آپ کی
 فکر بلند خوب ہی لڑا کر لی تھی حالت علالت میں رسول اکرم نے آپ ہی کو تمام امور
 بنایا اور خود بھی امام الدین کی پچھلے نماز ادا کی حدیث اقتدا بالذین میں بعدی ابو بکر و مس
 ترجمہ بشوا بن اودین میں پیچھے میرے ابو بکر یا عمر کو حدیث لا یثنیٰ بقوم ان امام غیر
 ترجمہ نہیں لائق کوئی قوم میں سوائے اسکے (یعنی ابو بکر کے) کہ امام ہو) چنانچہ اسی
 حجت ساحلہ پر مہاجرین و انصار نے آپ کو خلیفہ بنایا تو تمام صل و عقد و کار و ہمار خلافت
 آپ ہی کی رائے پہان آراے پر قرار پایا حق یہ ہے کہ اپنے اپنے زمانہ خلافت میں وہ وہ کار
 نمایان کر کے کہ باید و شاید کثرت سے مرتدین عرب مثل سبیلہ کذاب اسود بنی و طاو
 وغیرہ کو ترغیب فرمایا اور بہت سے مالین زکوٰۃ کبابا، سر و دوش سستی سے کرایا اور
 اون نفرت کروہوں کا جو آپ ہی کے زمانہ خلافت سر با عدالت میں مرتد ہو گئے تھے
 قتل عام کیا اور بقتیلہ الیٹ داخل اسلام کیا وہ یہ ہیں بنو فزارہ قوم عینیہ بن جضن و غوٹان
 قوم قرہ بن سلمہ بنو سلیم قوم بن عبد اللیل چھارہ بنویر بوع قوم مالک بن نویرہ
 پنجم بعض بنو تمیم قوم شحاح بنک المذنبینہ زوجہ سبیلہ کذاب ششم بنو کنہ قوم
 بن قیس کنذی ہفتم بنو بکر مقام بحرین میں سوائے انکے بزرگ شمیر لاکھوں کفار اشرار کو
 مسلمان کیا اور افواج کثیرہ یونین جان نثار کی جانب روم و فارس کے تعین فرما کے
 لاکھوں گزیرہ لیا بہت سے ملکوں پر فتح پائی چنانچہ ہر ملک سے بیشمار غنیمت ہاتھ آئی
 آپ نے کبھی غلام سنت رسول اللہ کوئی کام نہ کیا اگر پانی بھی پیا تو بکلم شریعت پیاس

چنان حکمت و معرفت کا رستہ کہ در امر و نہی میں دروئے نکت

قصیدہ

صحیح قصہ صرف اس قدر ہے جو کتب معتبرہ اہل سنت سے لکھا جاتا ہے۔ فدا کی ایک موضع ہے

خیمہ میں وہ بغیر حیل قتال کے دارالاسلام ہوا اور مسلمان کچھ درخت خریدنے کے تھے اور سیکو
 باغ فدک کہتے ہیں رسول مقبول نے موضع اور باغ کی آمدنی کو واسطے مصارف اپنے
 اہل عیال کے مقرر فرمایا تھا ہمیشہ حضرت صلحہ اوسکے محاصل کو بموجب ذوی القربی
 والیتنا کی و المساکین و ابی السبیل کے اپنے اعزاء و اقربا پر صرف کرتے اور جو کچھ بچتا
 اوسکو یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کو ایشیاں فرماتے تھے جب حضرت رسالت
 پناہ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور حضرت صدیق اکبرؓ سند آداب خلافت ہوئے
 حضرت خاتون قیامت نے اپنے دولت خانہ ملائک استنانہ پر حضرت صدیق اکبرؓ
 کو طلب فرما کے درخواست فدک کی کی اگرچہ اور وراثت بھی فدک کے موجود تھے
 اور ابھی تک کینے انھوں میں سے مطالبہ بھی نہیں کیا تھا لہذا نائب رسولؐ نے یہ حدیث
 شریف جواب میں پیش کی قال قال رسول اللہ صلحہ لا نفوذ ما ترکنا صدقة
 ترجمہ کہا فرمایا رسول اللہ صلحہ نے ہمارا کوئی وارث نہیں اور جو کچھ چھوڑا میں ہم صدقہ
 ہے یہ جواب سنکر حضرت زہراؓ کو بے تقضائے بشریت کی قدر ملال ہوا اور بہر کہی اپنے
 دعویٰ وراثت نہ کیا حضرت صدیق اکبرؓ نے دوسری مرتبہ حضرت سید النساء خاتون
 میں حاضر ہوئے اور حضرت شیر خدا کو درمیان میں دیکھے معذرت کی اور حقیقت حال کہ
 موافق حکم خدا اور رسولؐ کی تہی عرض کی چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے کہ نبوت رحمت العالمین
 کی تہن خلیفہ برحق کے عذر حقول کو بدل جان قبول فرمایا اور فوراً بیخ بشری کو اپنے
 سینہ رحمت گنجینہ سے نکال ڈالا پس عمل فدک کا حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ سے حضرت
 امام حسنؓ کے زمانہ تک مطابق دستور حضرت رسالتؐ پناہ کے رہا یعنی ہمیشہ حاصل
 فدک کا قبائل و عشائر رسول اکرمؐ پر تقسیم کیا جاتا تھا اور مالقی صرف محتاجان ہوتا تھا
 قطاب تہوڑی سی جوڑ بندیاں جو حضرات شیعہ بطور طعن اہانت سے کیا کرتے ہیں
 مع جواب کے سینے طعن اول خواجہ نصیر شیعہ تجرید العقائد میں لکھتا ہے کہ ابو بکرؓ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰

مانع ارث حضرت زہراؑ کے ہوتے ہوئے اب اس کا بھی ہم کتب مستندہ شیعہ میں ہی نہ دیکھ سکتے ہیں
 میں چنانچہ کافی کلینی کی کتاب العقل و الجہل باب صفت العالمین حضرت امام جعفر صادقؑ
 سے روایت ہے ان الانبیاء علیہم السلام ارحاماً ولا یناراً و انما یرثون اسانہم
 اخذ بشیء منہما فخذ حظاً و اخری ترجمہ اس عبارت کلینی کے شاہ شامی
 اس طرح شرح کی ہے از انبیاء ہر چہ باقی ماندہ اگر چہ ترکہ است و ران حکم ترکہ نیست اور
 آخر کتاب من لا یحضر الفقیہ کے باب نوادر الوصایا میں اسی مضمون کی روایت حضرت
 علیؑ سے حضرت ابو حنیفہ کی وصیت میں مروی ہے چون فدک وراثت ہے فی النبیۃ
 بلا شرکت دیگر و اثران رسول امتعذر گشتہ و یکہو ان دونوں روایتوں سے کسی حدیث
 حدیث شریف کی جو حضرت صدیق اکبرؑ سے حضرت زہراؑ کے جواب میں پیش کی گئی
 ہوتی ہے پس یہ کہنا تھا کہ یہ حدیث موضوع ہے محض لغو ٹھہر اور انہیں روایتوں
 سے بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبرؑ نے بار و رعایت سب مقدار ان کے
 حق کو عادلانہ ملحوظ و ملحوظ رکھا طعن جو ہم مجالس المؤمنین کی مجال اول میں یہ تحریر ہے
 کہ حضرت نے بموجب کم ذوی القربی کے فدک حضرت زہراؑ کو دیدیا تھا اسی سبب
 سے دعویٰ فدک کیا جواب دیکھ تفسیر وین میں کہ آیت ذوی القربی کی ہے بسبب
 یہ آیت نازل ہوئی تھی فدک کہاں تھا پس یہ دعویٰ قاضی صاحب کا کہ فدک حضرت
 نے بموجب آیت موصوفہ کے زہراؑ کو دیدیا تھا محض باطل ٹھہر مزید بیان یہ حکم بھی ہم
 نہ خاص پس تخصیص وراثت حضرت زہراؑ کی کس معنی سے ہوتی ہے بلکہ دوران عقل
 یہ بات ہے کہ خلاف نص قرآنی حضرت مابین علیؑ کے کیونکہ خاص حضرت زہراؑ کو
 فدک یا اور دوسرے حق داروں کو باوجود حکم خدا کس لیے محروم کیا یہ امر مجال محض
 مخالف شان ہادی انس و جان کے ہے طعن سوم شیعہ کہتے ہیں کہ خلیفہ اولؑ
 حضرت زہراؑ سے گواہ طلب کئے حضرت علیؑ اور امام امینؑ نے شہادت دی مگر خلیفہ نے

قبول کی پس تکذیب معصوم کفر ہے چو اب ادل تو نبض قرآنی شہادت ہے جناب امیر
 کی ناقص تھی اسلئے کہ قرآن پاک میں ہے کہ دومر و شہادت میں یا ایک مرد اور دو عورت
 برعکس اسکے محض خلاف شرع ہے تعجب کہ جناب امیر مظهر العجایب الخراب سے باصوف
 معصومیت کیوں غلط گواہی دی اس شہادت نامشروع سے معصوم نہ ٹھہرتے بلکہ
 جناب امیر کی اوس صیت کی جو طعن اول میں ثبت ہوئی تکذیب ہوتی ہے اگر حضرت
 صدیقی اکبر نے معقول عذر شرعی کے سبب حضرت امیر کی شہادت ناقص کو
 قبول نہ فرمایا تو گناہ کیا کیا یہ تو عین اطاعت خدا و رسول کی تھی وہ ہم کشف الغمہ
 میں مذکور ہے کہ حضرت علیؑ نے جبکہ آپ منصب خلافت پر شرف تھے اپنی زرہ
 ایک یہودی کے پاس دیکھی دھجے اپنا شریح قاضی مدینہ منورہ کے روبرو پیش کیا
 قاضی نے حضرت امیر المؤمنین سے شہادت طلب کی جناب امیر حضرت امام حسنؑ
 اور غلام قنبر کو شہادت کے واسطے لگئے قاضی نے گواہی نامنظور کی اس لیے کہ ایک
 حضرت امیر کے صاحبزادے تھے اور دوسرے غلام اور اسطر سے کتاب القصص
 من لایحضر الفقیہ میں مرقوم ہے دیکھو قاضی شریح رو شہادت ددانا مہم معصوم سے
 کیوں نہ کافر ہوا اور اگر کافر ہوا تو حضرت امیر المؤمنینؑ نے کہ خلیفہ وقت تھے کیوں نہ
 قاضی کافر کو معزول کیا اس لیے کہ کافر کو قضا جائز نہیں ہے اہلسنت کی کتابوں میں
 اس قدر عبارت زیادہ ہے کہ حضرت امیرؑ قاضی شریح کے حق میں وعارضہ کی
 طعن چہارم حق البیقین کے شیعہ لکھتے ہیں کہ وکلاء حضرت زہراؑ کو ابو بکرؓ نے آدمی
 بھیجا کہ اٹھا دیا جو اول کتاب مذکور میں نام وکلاء حضرت زہراؑ اور حضرت ابو بکرؓ کے
 آدمیوں کا جنھوں نے وکلاء کو باغ سے نکال دیا تھا نہ لکھنا ضعف دعویٰ کے واسطے
 حجت قوی ہے دومر حضرت اسد اللغات علی کل غالب کیوں اپنے شیعوں کو
 ہمراہ لیجا کے روک ٹوک نہ کی سکوت سوائے جہانت کے کیا معنی رکھتا ہے اور لکھتے

ع
 کیوں نہ کافر ہوا اور اگر کافر ہوا تو حضرت امیر المؤمنینؑ نے کہ خلیفہ وقت تھے کیوں نہ

بیج

باعث سکوت تھا تو غالب علی کل غالب کی صفت آپ کی ذات پر صادق نہیں آتی پس یہ
 طعن صحیح شیعہ کہتے ہیں کہ اہلسنت کی کتابوں میں ہے کہ حضرت زہرا حضرت ابو بکر
 سے رنجیدہ ہو گئیں پس رنجیدہ ہونا حضرت محمدا سے موعودہ کا مستلزم کفر ہے
 جواب رنجیدہ ہونا اور چیز ہے اور رنجیدہ کرنا اور چیز ہے حضرت صدیق اکبر
 کو پاس حقوق دیکھو ورنہ ذوی القربی مثل حضرت عباس رضی اللہ عنہما ازواج مطہرات
 کے حقوق تھا نہ رنجیدہ کرنا حضرت زہرا کا اگر بغض محال کفر ہے تو اس اہتمام اور اہم
 سے حضرت علی بھی بری نہیں ہو سکتے بلکہ نبوذا اللہ آپ کی جانب طلاق کفر کا زیادہ
 عاید ہوتا ہے اسکی تین دلیل مستند و معتبر شیعہ یہ ہیں موجود ہیں **اول**
 حق یقین میں کہ حضرت فاطمہ خطا ہمارے شجاعانہ و شہادت باسیدہ اوصیائے نمود کہ
 مانند جن جن حم پردہ نشین شدہ و مثل خاندان درخانہ گریختہ خود را ذلیل کردہ و برزے
 کو دست از سطوت خود برداشتی کہ گان میدرد و سے بر نہ تو از جائے خود حرکت نمی کنی
 امیر المومنین فرمود جس کرم و پادش خود را فروشان از ایسے مضمون ترک اب نسبت
 حضرت شیر خدا و سیدہ النسا رضی اللہ عنہا کے لکھنا شیعوں ہی کا کام ہے ہماری توجہ
 کا بنتی ہے تنفس و وہم جبکہ حضرت علی نے ایک کثیرہ حبشیہ کی طرف التفات
 فرمائی حضرت زہرا آزرده ہوئیں حتی کہ شکایت حضرت رسول اکرم سے کی اور
 حضرت جبرئیل وحی لائے کہ شکایت فاطمہ کو قبول نہ کر یہ عبارت کتاب علی الشرائع
 کے باب علت میں ہے سو ہم جب حضرت زہرا سے سنا کہ حضرت شیر خدا
 قصد نکاح کا ابو جہل کی دختر کے ساتھ کہتے ہیں آپ نہایت درجہ آزرده ہوئیں
 اور حضور میں سید الانبیاء حاضر ہوئے شکایت کی حضرت صلعم نے ابو بکر و عمر و طلحہ
 کو بھیج کر حضرت علی کو کہہ سے طلب کر کے فرمایا یا علی ما علمت فاطمة الصیغة وانا منه
 فمن اذا ما فقد اذاتی رجمہ لے علی کو معلوم نہیں کہ فاطمہ میری جگر گوشہ ہے

حضرت زہرا سے رنجیدہ ہونا اور رنجیدہ کرنا اور چیز ہے حضرت صدیق اکبر کو پاس حقوق دیکھو ورنہ ذوی القربی مثل حضرت عباس رضی اللہ عنہما ازواج مطہرات کے حقوق تھا نہ رنجیدہ کرنا حضرت زہرا کا اگر بغض محال کفر ہے تو اس اہتمام اور اہم سے حضرت علی بھی بری نہیں ہو سکتے بلکہ نبوذا اللہ آپ کی جانب طلاق کفر کا زیادہ عاید ہوتا ہے اسکی تین دلیل مستند و معتبر شیعہ یہ ہیں موجود ہیں اول حق یقین میں کہ حضرت فاطمہ خطا ہمارے شجاعانہ و شہادت باسیدہ اوصیائے نمود کہ مانند جن جن حم پردہ نشین شدہ و مثل خاندان درخانہ گریختہ خود را ذلیل کردہ و برزے کو دست از سطوت خود برداشتی کہ گان میدرد و سے بر نہ تو از جائے خود حرکت نمی کنی امیر المومنین فرمود جس کرم و پادش خود را فروشان از ایسے مضمون ترک اب نسبت حضرت شیر خدا و سیدہ النسا رضی اللہ عنہا کے لکھنا شیعوں ہی کا کام ہے ہماری توجہ کا بنتی ہے تنفس و وہم جبکہ حضرت علی نے ایک کثیرہ حبشیہ کی طرف التفات فرمائی حضرت زہرا آزرده ہوئیں حتی کہ شکایت حضرت رسول اکرم سے کی اور حضرت جبرئیل وحی لائے کہ شکایت فاطمہ کو قبول نہ کر یہ عبارت کتاب علی الشرائع کے باب علت میں ہے سو ہم جب حضرت زہرا سے سنا کہ حضرت شیر خدا قصد نکاح کا ابو جہل کی دختر کے ساتھ کہتے ہیں آپ نہایت درجہ آزرده ہوئیں اور حضور میں سید الانبیاء حاضر ہوئے شکایت کی حضرت صلعم نے ابو بکر و عمر و طلحہ کو بھیج کر حضرت علی کو کہہ سے طلب کر کے فرمایا یا علی ما علمت فاطمة الصیغة وانا منه فمن اذا ما فقد اذاتی رجمہ لے علی کو معلوم نہیں کہ فاطمہ میری جگر گوشہ ہے

پس جبے اوسکو اذادی اوسنے چھکوا اذادی یہ عبارت ہی جلد اول باب العتبات کے تحت ہے
 کی ہے وہ یہو بال اتفاق آئندہ ہونا رسول اللہ کا کفر ہے پس اذادیہا حضرت علی کا رسول
 خدا کو کیا معنی پیدا کرتا ہے کیونکہ کلمہ اذادی کا مقابلہ لفظ آئندہ کے ہر جہاں اہمیت میں بڑا
 ہوا ہے پس حضرت زہرا کا آئندہ ہونا حضرت ابو بکر سے ایسا تھا جیسا کہ ازروئے
 بشریت کے آئندہ ہونا حضرت موسیٰ حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما السلام سے تھا
 قصہ مختصر یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر تشریف لگے اور اپنی جگہ پر نہ گئے
 لیے حضرت ہارون کو نائب بنایا کر گئے تاکہ ان کی امت کی رہے اور کوئی کفر و شرک نہ کرنے
 پائے چنانچہ آپ کو چالیس دن گزر گئے اس مدت میں سامری کے بھکاسنے سے بہت
 لوگ گمراہ ہو گئے ہر چند کہ حضرت ہارون پسند و بلند فرماتے مگر کوئی بھی نہ سنتا جب حضرت
 موسیٰ طور سے تشریف لائے اور امت کو دایم ضلالت میں پھنسا پایا نہایت ہی وجہ
 آئندہ ہو کے وہ تختیان جنبر کلام الہی لکھا تھا زمین پر پھینک دیں اور حضرت ہارون کا
 سر پکڑ کے ہلایا اور ڈاڑھی کسوٹ ڈالی جب حضرت ہارون نے امر واقعی بیان
 کیا کہ معذرت چاہی حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو حق بجانب ٹھیکہ درگزر
 کی اسطرح سے حضرت زہرا نے حضرت صدیق اکبر کو حق بجانب معلوم کر کے
 درگزر کی اور معاملہ فذک کا خلیفہ برحق کی سائے پر موقوف رکھا چنانچہ اس کا ثبوت
 خود حضرت فاطمہ کے قول سے ہوتا ہے حجاج السالکین میں جو شیعوں کی مستند کتاب
 ہے یہ لکھا ہے کہ چون ابو بکر بمعذرت آمد خاتون قیاست فرمود افعل فیہا کما کان
 ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور صاحب حضرت زہرا کیوں نہ درگزر فرماتے
 کہ آپ تو خاص الخاص رحمت اور جگر گوشہ رحمت العالمین تھیں اگر آپ کا ظہور الغیبت
 کی تعمیل نہ کرتیں تو ہر کون تعمیل کرتا کیونکہ آپ تو عین ختم مروت کی پٹی تھیں اور حق البقیہ

۱۰ یوں کہ ابو بکرؓ فاطمہؓ گفت کہ خدا تعالیٰ راست گفتہ و رسول خدا صلعم راست گفتہ و آید
 و خیر اوئی راست بیگوئی تو معدن حکمتی و موطن ہدایت و جنتی و کن ویشی و عین حقیقتی
 نہ انعم صدق گفتار تو انکار نمی کنم خطاب ترا در کتاب علل الشرائع میں ہے کہ ابو بکرؓ محمدؐ
 بود کہ تارضا کے فاطمہؓ زیر سایہ مکان نیاید و شب ہمین حال گذارند و امیر المؤمنینؓ پیش
 حضرت زہراؓ ابداً صالحہ پر و انت پس اقرار فیصلت سیدہ النساء کا کمال غدر خواہی
 حضرت صدیق اکبرؓ کی ہے اسپر ہی کہ نہ رکنا حضرت محمدؐ کا محض ذلالت نشان
 معصومیت و جنت کے ہے اور یہ بات بھی دور از قیاس ہے کہ خاتون جنتؓ نے تھوڑی
 سی حرص دنیا کے لئے اس قدر سچ کیا ہو کہ مازندگی دور نہوا ہو جیسا کہ شیعہ بدگمانی
 کرتے ہیں **طعن ششم** حق الیقین میں یہ عبارت ثبت ہے کہ ابو بکرؓ نامہ و رباب
 فدک نوشتہ بجزرت فاطمہؓ و او عمر حاضر شدہ گفت این چہ نامہ است ابو بکرؓ گفت کہ
 فاطمہؓ دعویٰ فدک کرد و امیر میں و علیؓ بر و گواہی دادند میں این نامہ را نوشتہ عمرؓ نامہ
 را از دست فاطمہؓ گرفت و پارہ کرد و حضرت فاطمہؓ گریان شد و بیرون رفت اور اسی طرح
 سے پنج الکرامتہ معتبر کتاب شیعوں میں ہے کہ ابو بکرؓ فدک بفاطمہؓ نوشتہ داد و سیدہ
 گرفتہ بیرون رفت تاملاتی شد عمرؓ کتابت را پارہ کرد و جواب حضرت صدیق اکبرؓ
 ان دونوں روایتوں کی شہادت سے بہر کیف الزام رد و دعویٰ حضرت زہراؓ اور
 رد شہادت حضرت علیؓ سے جو طعن اول و سوم میں مرقوم ہوئے بری ہوئے
 اور حکم حضرت عمرؓ کا کہ مخالف حکم خلیفہ وقت کے تھا قابلیت نفاذ کے نہیں رکھتا
 اگر یہ کہا جائے کہ حضرت صدیق اکبرؓ بھی مثل حضرت شیخ خدا حضرت فاروقؓ سے
 ترسان و لرزان رہتے تھے تو یہ بات بھی ہم شیعوں کی معتبر کتابوں سے ثابت
 کرتے ہیں کہ بارہا حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کے کہنے کو نہ مانا چنانچہ
 مجالس المؤمنین کی مجلس دوم میں ہے کہ ابو بکرؓ نے اپنے عمرؓ کے مخالف کو معزول

نہ کیا اور مجلس سوم میں ہے کہ عمر خدیفہ بن ابی الجان انصاری سے انتقام چاہتے تھے
 ابو بکرؓ نے انکے کہنے سے انتقام نہ لیا پس کیا ضرورت تھی کہ حضرت ابو بکرؓ خلاف اپنے
 فرمان و پیمان کے کہ جمین کس شان خلافت کے بھی متصور تھی حضرت عمرؓ کی مرضی کو
 مقدم رکھتے بلکہ یہ امر تو زیادہ تر باعث اشتعال طبع فخر خلیفہ دوران کا تھا طعن ہر
 بعض میر صاحب یوں فرماتے ہیں کہ فدک اگرچہ حق زہرا کا نہ تھا مگر ابو بکرؓ کو ضرور سبب
 تھا کہ ویرتے چو اب حق یقین میں ہر قوم ہے کہ ابو بکرؓ بظاہر گفت کہ اموال و
 انفال خود از تو مضائقہ نہیں کیونچہ خواہی بکیر تو سیدہ است پدر خودی و شجرہ طیبہ از
 برائے فرزندان خود و بنی انکار فضل تو کسے نمیتوان کرد و حکم تو نافذ است در مال من و اموال
 مال مسلمانان مخالف گفتہ پدر تو نمیتوان حکم کرد و الخ پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہے
 کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت زہراؓ کی ولداری اور احترام میں کوئی دقیقہ باقی نہ اٹھا
 رکھا تھا اگر در صورت ایسے اعتذار اور انکسار کے بھی حضرت زہراؓ کے دل میں بعض
 رہا تو حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت میں کہ نبی قرآنی ثابت ہے کیا نقص پیدا
 ہو سکتا ہے البتہ یہ بات نہایت تعجب انگیز ہے کہ باوجودیکہ سیدہ بالیقین جانبی
 تھیں کہ فدک میں ازواج مطہرات و عمر رسولؐ کا نبات وغیرہ بھی حقوق شرعی
 رکھتے ہیں پھر اس درجہ اصرار و تکرار امر ناحق پر کیوں کیا اور باوصف علم حق بجانب
 ہونے خلیفہ برحق کے سیدہ نے اپنے سینہ رحمت گنجینہ کو کینہ سے کیوں نہ صاف
 و پاک کیا کیونکہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے پس حضرت ابو بکرؓ
 کہ امیر المؤمنین و سید المسلمین تھے بہت بڑے متقی عفو تھے کیونکہ حضرت صدیق
 اکبرؓ کا فدک تھا حضرت زہراؓ کو دنیا عندہ شرعی کے سبب سے تھا نہ ازراہ غصب کے
 ہاں جو مال کہ بلا شرکت غیر می تھا مثل دلدل و زرہ و شمشیر وہب حضرت علیؓ کے
 سپرد کردیا چنانچہ کتب سیر میں شرح مذکور ہے طعن ہشتم کفر شیعہ یہ کہتے ہیں

کہ حضرت رسول خدا نے وصیت کی تھی کہ فدک حق زہرا کا ہے پھر ارب فریقین سے
 ثابت ہے کہ وصیت ثلث مال میں ہوتی ہے نہ تمام میں چنانچہ استبصار کے باب میں آیا
 میں کہ شیعوں کی بڑی معتبر کتاب ہے لکھا ہے لا یجوز الوصیۃ بالکثر من الثلث
 ترجمہ نہیں جائز ہے وصیت زیادہ تہائی سے فرض کروم اگر حضرت نے وصیت بھی
 کی تھی تو حضرت امیر نے فدک کو کیوں نہ حوالہ حسین کیا اس صورت میں حماد راہ
 محض خلاف وصیت رسول خدا کے ٹھہرا بلکہ وصیت کا نہ ماننا جسکی فرضیت نبض قرآنی
 ثابت ہے بہت ہی بڑا گناہ ہے پس گناہ خانہ بر انداز جناب امیر کے مصیبت کا ہوا
 طعن نہم شیعہ کہتے ہیں کہ مضمون اس حدیث کا جسکو ابو بکر نے زہرا کے روبرو
 پیش کیا تھا وہ مخالف نص قرآنی ہے لہذا قال اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
 لِلَّذِیْکُمْ مِثْلُ حَظِّ الْاُنثٰیٰیْنِ ترجمہ وصیت کرتا ہے اللہ تمہاری اولاد کے حق میں و
 کے لئے مثل و حصّوں عورتوں کے ہے جواب تیسرتے یہ ہے کہ معترض اس
 حکم خدا کو مطلق نہیں سمجھے کیونکہ اس حکم سے ذات پاک صاحب لولاک کی قطعاً
 مستثنیٰ ہے یہ حکم عام ہے نہ خاص چنانچہ فرمایا خدا نے اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
 تَدْرُوْنَ لَکُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ لَفْظاً ترجمہ باب تمہارے اور لڑکے بھائے نہیں جانتے
 تھے تم کون ان کا قریب تر ہے تمہارے لئے ان کے نفع کے اور یہ فرمایا بھی کہ
 تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَمَنْ یُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَہٗ یَدْخُلْہٗ جَنَّٰتٍ اَجْوَدُ مِنْ اَنْجُوْمٍ اَلَا اَنْتُمْ
 خَالِدِیْنَ فِیْہَا ترجمہ یہ حدیں اللہ کی باندھی ہوئی ہیں اور جو شخص ان کے بعد
 خدا اور اس کے رسول کی کتاب سے داخل ہوگا جنت میں جاری ہیں اس کے نیچے ہر
 ہمیشہ اس میں رہے گا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس حکم سے رسول اللہ
 مستثنیٰ ہیں پھر نہ مایا رب اکبر نے ماکان مُحَمَّدًا اَبَا اَحَدٍ مِّنَ السَّجَدِ لَکُمْ ترجمہ
 نہیں ہے محمد باب کسی کا تم آدمیوں میں سے البتہ یہ آیت شریف خاص

بنی صلعم کی شان میں نازل ہوئی ہے پس ان آیوں سے معلوم ہوا کہ مضمون حدیث کا
مخالفت لصوص فرقانی نہیں ہے یہ سب سمجھ کا قصور ہے عزیزین تہر سمجھ پر آپ کی سمجھ تو کیا
سمجھے ہو ہو کمال ہی تعجب ہے کہ جب شیعوں کے نزدیک عموماً عورات کا زمین میں حصہ
نہیں ہے تو اصرار شروع پر کیوں اس قدر جد و جد کرتے ہیں چنانچہ یہ حدیث کتاب معتبر
سنن لا یخضر الفقیہ کے باب نو اور الوصایا میں موجود ہے فاللارض الحقائق لایدران لهن
ترجمہ عورتوں کا زمین اسباب وغیرہ میں کچھ حق نہیں ہے البتہ یہ حدیث مخالف
نص قرآنی ہے جیسا کہ آیہ اول میں مذکور ہے واضح ہو کہ یہ تمام سطوحات و اقوال
مختلف شیعوں کے محض انحراف سے مدغم کر کے حقوق اللہ و احوال مطہرات کے ہیں
حالانکہ ان کی شان میں خدائے تعالیٰ شانہ و ازواجہ امہاتہم فیما تاتے خصوصاً حق تعالیٰ
سنت عایشہ صدیقہ کی کہ محبوبہ خاص سوا اکرم میں زیادہ تر مد نظر رکھتے ہیں سوائے
اسکے قضیہ فدک کا اور معنی نہیں کہتا ہے پس ہم تردید اس سے و تبدیل کی ابن بابویہ
کے قول سے کہ بڑے مجتہد شیعوں کے ہیں کہ تے ہیں و اما فاطمۃ بنت محمد فبکت علی
رسول اللہ صلعم حتی نادى بها اهل المدينة وقالوا لها قد اودینا بک لثرت بکاء و
فکانت تخرج الی مقابر الشهداء فتبکی حتی یفنى حاجتها ثم تنصت
ترجمہ فاطمہ بی بی محمد کی اپنے باپ کے غم میں اس قدر روتی تھی کہ مدینہ کے لوگوں کو
تکلیف پہنچتی تھی اور کہا لوگوں نے اس کو کہہ دیا تیرا ہلکا بہت ستایا ہے پس
نکل جاتی طرف قبرستان شہداء کے اور روتی یہاں تک کہ پوری کر لی اپنی حاجت
(یعنی جی بہر کر وین) پھر واپس آتی اب ناظرین انصاف دوست غور فرماوین کہ جب
حضرت سیدہ کی غم مفارقت و الم ہما ہرت سید الانبیاء میں وہ حالت ہو کہ جنگ
آہ و نالہ سے مدینہ کے لوگ بچیں ہوں تو پھر ذکر معیشت کی کیا اور فکر و تربت کیسی اور
یہ عقائد ہی شیعوں کا کہ حضرت زہراؑ نے دربار حضرت ابو بکرؓ میں جہل کے دعوے

عقائد باطنیہ
در بارہ زمین
و ارضی و ملک
و غیرہ
جس سے
ناجس ہے
حاجت

فریک کیا محض منافی شان جناب عصمت قیاب کے ہے عقل سلیم سے مایخو لیا کو تسلیم
 نہیں کرتی ہے سحر بڑا عجم کفندہ نکوناسے چند غرض صہول مذہب فریبت اس سے بیا
 کا اسی پریشانی سے کہ پیرائے دشمنی میں صحاب با صفا پر تیرا کیا اور پیرائے دوستی میں کی
 عبا کو بھلا بڑا کتنا جھکود رہا برابری عقل سے چہرہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ سرگزشت حضرت
 زہراؑ اس نے توڑے سے مفاود دنیا کے واسطے اپنی عصمت و رحمت کو پاؤں سے نڈیا ہو گا بلکہ
 ہمارا عقدا و نسبت آپ کی عصمت اور رحمت کے یہ ہے کہ اگر وہ جہاں آپ کے قبضہ تصرف میں
 ہوتے اور اگر انکو کوئی کمترین خلایق میں سے طلب کرتا یا کوئی برترین خلایق میں سے
 خصم کرتا تو بھی آپ کی شان کہ است عطا و عفو میں بقیت فرمائی کیونکہ خود بھی رحمت
 تہیں اور بھی رحمت العالمین کی پیاری بیٹی اور اسطرح ہے اگر صدیق اکبرؑ اور حیدر اکبرؑ
 حق کی رعایت میں محض مجبور ہوتے تو ضرور فدک حضرت زہراؑ کو عطا کر دیتے کیونکہ
 آپ کی فیض رسانی مسئلہ نہ یقین ہے چنانچہ آپ کی فیاضی کا حال علائہ طہری نے اپنی
 کتاب مجمع البیان میں یوں لکھا ہے عن ابن زبیر قال ان الله نزلت فی ابی دکر
 لانه اشتراک الیاء الذین اسلموا مثل بلال و عامر بن مہدی و عیسیٰ بن ماریہ
 الا تھی الذی شان میں ابوبکرؓ کے نازل ہوئی کہ وہ غلاموں کو جو اسلام میں داخل ہوئے
 مول لیتے اور خدا کی راہ میں آزاد کر کے مثل بلالؓ و عامرؓ وغیرہ کے افسوس کہ یہی
 شان میں خدا تعالیٰ آیتیں نازل کرے اور انکو اتقی الناس کہے اور ان بغض اور
 عداوت رکھیں اس سے بڑھ کر اور کون سا ظلم ہو گا۔ باقی حال حضرت صدیق اکبرؓ
 برحق کا یہ ہے کہ اپنے دو برس تین ماہ و س دن خلافت کی آپ کے نگینہ چہرہ پر نقش
 نعم القادر اللہ کا کندہ بخت اپنے اپنے آخری وقت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 کو لایق انصرام تمام سلام کا معلوم کر کے واسطے خلافت کے صحاب رسول اللہ سے
 وصیت فرمائی وقت شام بروز دوشنبہ ۲ جمادی الثانی ۳۵ ہجری کو یہ سبب اثر

زہر سانپ کے کہ غار میں کانا تھا مدینہ منورہ میں ذات پالی عمر شریف آپ کی تربیت مدرسہ
 کی ہوئی روضہ مقدسین میں ہم پہلے سے رسول اللہ کے دفن ہوئے انا لله وانا اليه راجعون
 اب ہم شیعوں کی معتبر کتاب کے ایسی حدیث نقل کرتے ہیں جس سے خاص صدیق اکبر
 کی شخصیات ثابت ہوں تفسیر حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ حضرت رسول خدا
 نے ہجرت کی شب کو حضرت ابوبکر سے فرمایا جعلك مني بمنزلة النخيل و البصر
 و الرايس من الجسد و بمنزلة الروح من البدن ترجمہ کنی تجھ کو بمنزلہ میرے سمع اور
 بصر کے کیا اور بجائے سر کے جسم سے اور بجائے روح کے بدن سے
 شیعوں کو چاہیے کہ تفسیر مذکور کو بغور ملاحظہ فرماویں انصاف کا کہیں کہ حق کسی طرف ہے
 مگر ا ذکر امیر المومنین خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کا

ذکر خلیفہ دوم

نام صلی آپ کا عمر ہے اور کنیت حفص اور لقب مشہور فاروق قوم قریش قبیلہ بنی عدی
 رسول شریف مکہ معظمہ نسب آپ کا نسب رسول اللہ سے پشت کعب بن لثام ہے
 باین سلسلہ عمر ابن الخطاب بن عمر بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ
 بن فرط بن دراج بن عدی بن کعب بن لؤمی رسول اللہ کی ولادت کی تیرہ
 برہمن پیدا ہوئے اور آپ نے رسول اللہ علیہ التحیت و السلام کی دعا کی برکت سے
 اسلام قبول کیا حق یہ ہے کہ جب تک آپ ایمان لائے پشت دین کی مضبوط ہوئی
 اور کفر کی ٹوٹ گئی قصہ مختصر آپ کے ایمان لانے کا یہ ہے کہ ابو جہل نے جب کو
 پیغمبر خدا سے کمال ہی دلی عداوت تھی اپنے بھائیوں سے کہا کہ جو کوئی پیغمبر کو
 قتل کرے اور اذکار لائے اور اس کے صلہ میں ہزار شتر مرغ بال والے اور
 بہت سے درہم و دینار دون چنانچہ حضرت عمر نے اس کام کو بعد لینے اقرار نامہ
 کے ابو جہل سے اپنے ذمہ لیا اور وہاں سے بارادہ قتل رسول خدا کے چلے

اوس حضرت عمرؓ کا پلڑا تھا اوس ہر جناب باری سے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسکو بہاری
 طرف بلاؤ اور جسکے سرکے لینے کو جاتا ہے اوسکے قتل پر گمراہ اور میری قدرت
 کاملہ کا تماشہ دیکھو کہ شقی ہو کر جاتا ہے اور سب ہو کر لوٹیکا کا فرنگہ نکلا ہے اور ہوسنچک
 ہو کر پھر یگا بہاری دشمنی کے ارادہ پرستہ ہو کر اڑتا ہے اور ہماری ہی مجرت کے
 واسطے میں ابھی پختا ہے اگر یہ وہ اپنی خوشی سے ہمارے دوست کے قتل کو چلا ہو
 اور ہم زبردستی اوسکو کافروں کے قتل کو تھرا کر تہ میں تمشتابی سطح زمین پر جاؤ
 اور اوس کا ہاتھ پکڑ کر چاہے دین میں لے آؤ مگر نیا یہ خوشی مٹے کشتار
 غرض جب حضرت عمرؓ تلوار کو گلے میں جمال کر کے نہایت غصہ اور طیش میں
 کی جانب چلے فرشتگان ملا را اعلیٰ نے غلغلہ شادی کا بلند کر کے طوق اطرقا کا شور
 مچایا حضرت عمرؓ نے اشارہ راہ میں بہت معجزے دیکھے اتفاقاً راہ میں ایک
 مسلمان ملا اوسکے مانے کا قصد کیا اوس نے کہا کہ پہلے اپنی بہن اور بنوئی کی خبر لو
 کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں تب اور وں کی خبر لینا سنتے ہی اس خبر کے حضرت عمرؓ اپنی
 بہن کے گھر گئے دروازہ بند پایا مگر آواز جا بگدا قرآن پڑھنے کی باہر سی سنی دروازہ
 کھٹکایا آپکی بھن نے دروازہ کھولا حضرت عمرؓ نے اندر جا کے اپنی بہن بنوئی سے
 کہا کہ تم جو کچھ کہہ رہے تھے ہکو دو دیکھیں تو کیا ہے اونھوں نے ٹینے سے انکار کیا
 آئے اپنی بہن بنوئی کو مار پیٹ کر بہت کچھ آزار دیا جب آپکی بہن نے یہ زیادتی
 دیکھی کہنے لگیں کہ اے عمرؓ بلا شک ہم صدق دل سے مسلمان ہو گئے اب کلمہ
 شہدان لا الہ الا اللہ کا چار حزر جان ہے اور اشہدان محمد الرسول اللہ ہر دم ورد
 زبان نکو جو کہنا ہے سو کہو جب حضرت عمرؓ نے ایسا سخت جواب اپنی ہمیشہ سے
 سنا نرمی سے کھا کہ اے بہن تم نے مجھ سے کیا دیکھا کہا اوپر کلام الہی نازل ہوا
 کھا ہکو یہی تو کچھ سناؤ آپکی بہن نے سورہ طہ سنائی اوسکی فصاحت اور

بلاغت سنتے ہی آپ کو غش آگیا جب ہوش آیا کہ یقیناً یہ چاہذا ہی کہا کا افسوس
 جو مرد و دوازی اس میں کلام کرے وہ شقی ابدی لا کلام ہے پھر تو اپنے صدق دل
 سے کل شہادت پڑا اور قصہ حضور می حضرت رسول خدا کا گلیا جب حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ کی آمد آمد کا شور مچا اصحاب رسالت تاب میں تھلک پڑ گیا اس لیے کہ آپ کی
 ہیبت اور شوکت مشہور عالم تھی جو نہ ہی در اقدیس پہنچے کیسا موصول
 نہ پڑا کہ دروازہ کو لے یا کچھ سننے سے بولے سکتے کا عالم تھا مگر حضرت امیر حمزہ رضی
 اللہ عنہ عمر رسول اللہ صلعم شجاعانہ اونٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ اگر عمر
 نیک نیتی سے آیا ہے تو ہتھ پرور نہ اوسی کی تلوار اور اوسیکا سر ہے جب وازہ
 کو لا حضرت عمر اندر آئے اور مضمون اس شعر کا زبان صدق ترجمان پر لائے
 ۵۵ مر حباسید ملی مدنی العربی بدول وجان باد فدایت عجیب خوش لبتی
 حضرت رسول خدا نے دیکھا کہ عمر اکمان کے ساتھ آئے بغض نفس کھڑے ہو گئے
 اور اونکو آغوش رحمت میں ایسا دایا کہ اونکا سینہ نور ایمان کا گنجینہ بن گیا حضرت
 صلعم آپکے ایمان لانے سے بہت ہی شاد ہوئے اور آپ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے
 حضرت عمر نے صدق دل سے اشھدان لا الہ الا اللہ دلشھد انک رسول اللہ
 کانعمہ ہر سلمان آپکے ایمان لانے سے حمد و ثنا خدا کی کرنے لگے اور نہایت ہی خوشی
 سے باواز بلند تکبیر پڑھنے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسیدم رسول اللہ صلعم
 سے عرض کی کہ یا حضرت بتوں کی عبادت تو علانیہ ہو اور خدا کی عبادت خفیہ
 خانہ کعبہ میں چلے اور باعلان نماز ادا کیجئے چنانچہ حضرت نے آپکے معروضہ کو قبول
 فرمایا اور بڑی شان اور دبدبہ سے صحابہ باصفا کو ہمراہ لیکر داخل خانہ کعبہ
 ہوئے کافر کہ منظر رسالت پناہ کے تھے حضرت عمر کو ہمراہ رسول اللہ کے دیکھ کر
 پوچھنے لگے کہ اے عمر یہ کیا کیا حضرت عمر نے جواب دیا کہ سنو اے اشھدان

میں صدق دل سے خلائے واحد پر ایمان لایا اور رسول اللہ کی غلامی کا غاشیہ اپنے
دوش پر اوٹھایا جو امانت خدا و رسول اس کے ہاتھ پہ ورنہ سیرِ خجندہ ہو کا مہر ہے
چنانچہ اسی دن آپ کی شوکت فاروقی دیکھ کر اٹھارہ ہزار کفار داخلِ اسلام ہوئے اور
حمایت و اعانت کے سبب رسول اللہ نے مسیح مہجائب باصفاء بخیر و اوسط نماز
بالجہر خانہ کعبہ میں ادا کی اصل حقیقت آپ کی ایمان کی یہ ہے اور وہ باقرہ تالیسی شیعہ سے
بجرا الانوار کی چودہویں جلد میں جسکا نام کتاب السبا و العالم ہے مسعودی عیاشی کے
آپ کی کیفیت اسلام کے بارے میں یہ روایت کی ہے (دی البیاضی سن النبأ قد
علیہ السلام ان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انما نزلہ نزلہ دین الخطا اذ ابی جہل ہشتم
یعنی امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا
سے دعا کی کہ الہی عزت سے اسلام کو غیر ابن الخطاب کے اسلام لانے سے یا ابوہل
کے مسلمان ہونے سے غرض کہ حضرت رسول مقبول کی دعا حضرت عمر کی نسبت
قبول ہوئی اور حملہ حیدری والا سوخ جو بڑا متعصب شیعہ ہے آپ کے ایمانی حقیقت
بڑی وہوم سے اس طرح نظر کرتا ہے شیعوں کو چاہیے کہ نقل کو اصل سے ملا لکھیں
مصرعہ لہاتھ لگن کو آری کیا ہے

بکفیتہ شد عداوت نہ شد
نبو و من و گریچ و فکریال
کہ آرد کسے گریہ مصطفیٰ
دو کو ہاں کسید ویدہ و سنج ہو
و گریسم و زرخش من
بجند عسرق طمع و دشمن
کہ از کفہ خوشن نگذری

چنان بد کہ بوجہل از ان سرکش
کہ جز قتل پیغمبر و دلجلال
یکے روزے گفت با شقیہ
ہزار اشتر از خود بہ خشم باو
ز دیناے مصری و بردین
عمرو بن شند اسن سخن گفتش
باو گفت سو کند اگر بخوری

من امروز خدمت رسانم
 گرفت از الجبسل اول قسم
 آن کار چون رفت بیرون عمر
 که همیشه ات نیز با حفت خویش
 بر آشت با حفت ازین گفتگو
 سوخته خانه خواهر خویش رفت
 چو آمد به پیش درو استاد
 شنید آنکه میخواند مرد کو
 عمره درو خواهرش باز کرد
 در افتاد با حفت خواهر بچنگ
 گلوشن به تنگی فشر و آنجنان
 بیامد و آن خواهرش نوحه کرد
 اگر شاو گردوی زماور ملول
 کنون گزشتی سر بدایم پیش
 چو شنید از و این حکایت عمر
 بگفتن چه دیدی تو از مصطفی
 بگفت کلام خدا که جلیل
 شنیدیم و گردید بر بالیقین
 عمر گفت از آن قول معجزات
 بر و خواهرش آید چند خواند
 ولس زان شنیدن لبه نرم شد

بیارم به پیشت سر مصطفی
 پس انگاه زد و دره کین قدم
 بیکه گفت با او نداری خبر
 گفت ست دین محمد به پیش
 بگفتا بریزم کنون خون او
 چو آمد بنزد یک تربیش رفت
 صدای شنید و آن گوش داد
 کلامی که شنیده بدست او
 چو آمد و رون شور آغاز کرد
 گفتن ز حلق و پیشتر دنگ
 که نزدیش تا شود قبض جان
 بگفتن چه خواهی ز اے عمر
 نمودیم دین محمد قبول
 و لے برنگه و بیم از دین خویش
 دیدار است کو بر نه کرد و دیگر
 که گشتی بنیش چنین است بلا
 که آرد با و حضرت جبرئیل
 که هست این کلام جهان آفرین
 اگر یاد داری بخوان بی هراس
 عمر گوش چون کرد حیران ماند
 بسوخته سلام سرگردم شد

الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام علی
محمد و آلہ الطیبین
الطہارین
اللہ اعلم بالصواب

وزان پس گشتن را ہم روان
بدولت سراسر ہمیشہ شدند
یکے آدودید از پشت در
نیز دینی رفت و احوال گفت
چنین گفت پس عمر نیر البشر
کہ از راه صدق آمد من حساب
پستیغی کہ دار و حامل عمر
چو در باز کردند بر سرے او
گرفتشن بر سر در انبیا
بگفتن صحابہ ہم تعینت
پس صحابہ دین را شد این دعا
بسوے حرم آشکارا روند
رسید این سخن چون بعرض رسول

پہنر و رسول خدا لے جہان
چو در جستہ بد خلعت بر و روند
کہ استاودہ باتمخ بر و عمر
بمانند صحابہ اندر شگفت
کہ غم نیست برے کشاید
و کہ باشد اورا بحناطروفا
تنش را سبک سازم نہر
در آمد عمر بالب عذر گو
نشان دشن بجا یکہ بودش سزا
وزان بشیر یافت دین تقویت
کہ از خدمت سرور انبیا
مست از جماعت بجا آوردند
نہیں البشر یافت عرقبول

رسول خدا کو آپکے ایمان لانے سے کمال ہی درجہ کی خوشی حاصل ہوئی اور دعوت
ایمان کی آشکارا فرمائی ہجرت کے وقت آپ مکہ سے مدینہ کو علانیہ نشر لینے لگے
کسی کافر کا حوصلہ نہوا کہ آپکا مقابلہ کرے تمام مصائب اور محاربات اور اعانت اور
حمایت اسلام میں ثابت قدم و راسخ رہے وحی الہی اکثر آپکی لے کے مطابق نازل
ہوتی تھی چنانچہ ہمارے اس دعویٰ کی ہی تصدیق معتبر کتب شیعوں میں بکثرت موجود
ہے چند نمونے لہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں اول آپکی دعا سے شراب اور بونے
اور بت پرستی اور پانسو کا مثل متعہ قیامت تک کو حرام ہونا چنانچہ منہج الصالحین
میں مرقوم ہے کہ حضرت عمر یہ دعا کرتے تھے اللہم بین بیننا فی الخمر بیا نا شافیا

یعنی اے خدا ظاہر کرو تو درمیان ہمارے بابت شراب کے بیان صاف تب یہ آیت نازل ہوئی انما الخمر الميسر والانساء والا نلام حبس من عمل الشيطان ترجمہ بنیست کہ شراب و خمر و بابت و پائے پیدگی ہیں عمل شیطان سے و وہم منہج الصادقین میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا واسطے عیادت ابن ابی منافق کے کہ منع میں مبتلا تھا تشریف لیکے اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اپنا پیرا ہن میرے کفن کے واسطے عطا فرمائیے اور جب مر جاؤں تو میرے جنازہ کی نماز بھی آپ ہی پڑھیے حضرت نے پیرا ہن دیدیا جسدم وہ مر گیا حضرت نے ارادہ اوس کے جنازہ پر نماز پڑھنے کا کیا حضرت عمرؓ نے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور اوسکی حرکات ناشائستہ و اطوار ناایستہ کو حضور میں رسول خدا کے عرض کیا سحایہ آیت تشریف نازل ہوئی ولما فصل علی احد منہ صلات ابدا ولا تم علی قبور انکم کفر باللہ سئلوا و انکم فاسقون ترجمہ اور نہ نماز پڑھو تو اوپر کسی کے اونھوں میں جو ہمراہیشہ اور نہ کھڑا ہو اوپر قبر اوسکی کے تحقیق اونھوں نے کفر کیا ساتھ اللہ اور رسول اوس کے اور میرے وہ لوگ اور وہ فاسق ہیں سو ہم تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ سے آدمیوں نے بہت سوال کیے حضرت کو غصہ آیا حضرت عمرؓ نے کسی بہانہ سے اٹھ کر معافی چاہی حضرت کا غصہ فرو ہو گیا تب یہ آیت تشریف نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اثنیان قبل ان یتلکم بشوعہ کبرجہ لے لوگو جو ایمان لائے ہو موت پوچھا کرو اون چیزوں سے کہ اگر ظاہر کیا وین واسطے تمھارے ناخوش لیکن تمکو چھارم خلاصہ نتیجہ میں ہے کہ حضرت عمرؓ کی دعا سے یہ آیت نازل ہوئی اصل کو کلمۃ القیامۃ الفی الی ایسا شکم ترجمہ حلال کیا گیا واسطے تمھارے رات میں روتی صحبت کرنا ظرف عورتوں ہماری کے ترجمہ منہج الصادقین میں تفسیر آید کہ یہ انہیں منکم الفاضلین الفسین ذل اللہ واللہ مع الصادقین لکھی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ قول تیرا قول براہیم کا ہے اور اے عمرؓ قول تیرا قول نوح کا ہے چنانچہ بعد نزول کی

خلفہ کو چاہیے
کہ بیان فرماتے
سوی کہ ابوبکرؓ
و عمرؓ دونوں نے
کہنے سے حضرت عمرؓ
نے نماز پڑھ کر
دعا کی کہ اے اللہ
اور اے امراء کے
مصلحت ظاہر ہے

تحقیق ہو کہ اسے حضرت عمر کی ثواب پر بھی اس قدر سے بکثرت اسامانہ حضرت عمر
 کے امت مرحومہ پر عام ہیں مگر ایک حسان خاص المہنت پر ہے کہ رمضان میں
 آپ کے حسن سعی سے میل رنگت تراویح سنت ہوئی ہے باجماعت قیامت تک
 کروں جو پایا آپ بوجہ وصیت صدیق اکبر اور اتفاق جہاد صحابہ اطہر امیر المؤمنین
 و خلیفہ تسلیم ہوئے آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے مشکل کا حل آسان کر کے رکھا
 اور ان ضعیفہ بنیان کی عقل سے باہر ہیں ایک ہزار چھپیس ہشتہ گان کفار اشترار کہ
 مع او سکے تو اربع کے دار الاسلام بنایا اور ہزاروں بختاؤں اور گرجا گروں کو گرایا
 حق یہ ہے کہ آپ ہی کی کوشش اور علم و ہمت نے مشرق سے مغرب تک اور
 جنوب سے شمال تک مثل خورشید نابان کے نور ایمان کا پہلا دیا اور سرگردان
 صحرائے ضلالت میں چراغ ہدایت کا جلا دیا یا حکومت فاروقی نے لشکر قبیلہ و گروہی
 کو ہزیمت دی اور عجم و عراق سے بیٹھار غنیمت لی سائے عرب سے رسم کفر و شرک
 کی دور کی اور غلغلہ لا الہ الا اللہ سے تمام دنیا مہمور کی کروں کو مسلمان کیا
 کروں سے جزیرہ لیا چار ہزار مساجد تعمیر کیں اور تمام رسومات جہالت کی مٹا دیں
 آپ کی عدالت کا وہ حال تھا کہ آپ بمقابلہ خدا اور رسول کے کیسی رو رعایت کیجوتے
 تھے جیسا جو کرتا تھا او سکوں بوجہ قرآن و حدیث کے ویسی پہنچا دیتے تھے چنانچہ
 شاہد حال ہمارے اس دعویٰ صادق کا معاملہ حضرت ابو جحیمہ کا ہے قصہ حضرت
 ابو جحیمہ کا اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے
 عبداللہ نام عرف ابو جحیمہ نہایت ہی خوبصورت نیک سیرت خوش الحان فارسی
 قرآن جب کہ بھی صحابہ کو بعد رحلت رسالت پناہ کے کلام ربانی کی قرات سننے کا
 ذوق ہوتا آپ ہی کی زبان فصیح البیان سے پڑھوئے کا شوق ہوتا اتفاق سے
 آپ بیمار ہو گئے حضرت عمر نے دعا کی اور ایک ماہ کے روزے خدا کی واسطے نذر کرنے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بکثرت اسامانہ حضرت عمر
 کے امت مرحومہ پر عام ہیں مگر ایک حسان خاص المہنت پر ہے کہ رمضان میں
 آپ کے حسن سعی سے میل رنگت تراویح سنت ہوئی ہے باجماعت قیامت تک
 کروں جو پایا آپ بوجہ وصیت صدیق اکبر اور اتفاق جہاد صحابہ اطہر امیر المؤمنین
 و خلیفہ تسلیم ہوئے آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے مشکل کا حل آسان کر کے رکھا
 اور ان ضعیفہ بنیان کی عقل سے باہر ہیں ایک ہزار چھپیس ہشتہ گان کفار اشترار کہ
 مع او سکے تو اربع کے دار الاسلام بنایا اور ہزاروں بختاؤں اور گرجا گروں کو گرایا
 حق یہ ہے کہ آپ ہی کی کوشش اور علم و ہمت نے مشرق سے مغرب تک اور
 جنوب سے شمال تک مثل خورشید نابان کے نور ایمان کا پہلا دیا اور سرگردان
 صحرائے ضلالت میں چراغ ہدایت کا جلا دیا یا حکومت فاروقی نے لشکر قبیلہ و گروہی
 کو ہزیمت دی اور عجم و عراق سے بیٹھار غنیمت لی سائے عرب سے رسم کفر و شرک
 کی دور کی اور غلغلہ لا الہ الا اللہ سے تمام دنیا مہمور کی کروں کو مسلمان کیا
 کروں سے جزیرہ لیا چار ہزار مساجد تعمیر کیں اور تمام رسومات جہالت کی مٹا دیں
 آپ کی عدالت کا وہ حال تھا کہ آپ بمقابلہ خدا اور رسول کے کیسی رو رعایت کیجوتے
 تھے جیسا جو کرتا تھا او سکوں بوجہ قرآن و حدیث کے ویسی پہنچا دیتے تھے چنانچہ
 شاہد حال ہمارے اس دعویٰ صادق کا معاملہ حضرت ابو جحیمہ کا ہے قصہ حضرت
 ابو جحیمہ کا اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے
 عبداللہ نام عرف ابو جحیمہ نہایت ہی خوبصورت نیک سیرت خوش الحان فارسی
 قرآن جب کہ بھی صحابہ کو بعد رحلت رسالت پناہ کے کلام ربانی کی قرات سننے کا
 ذوق ہوتا آپ ہی کی زبان فصیح البیان سے پڑھوئے کا شوق ہوتا اتفاق سے
 آپ بیمار ہو گئے حضرت عمر نے دعا کی اور ایک ماہ کے روزے خدا کی واسطے نذر کرنے

لے ابو حمزہ اس کیفیت میں آپ کا گرجا نامناسب نہیں چلو میں تم کو میان کی طرف بلانے
 جب نشہ جاتا ہے کہہ کر چلے جانا غرض ایسے ہی دم جہاں سے دیتا ہوا باغ بنی بنجارا تک
 لے چھو نچا بلخ میں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک پرہیزگار شکر قمر سورہی ہے ہفتہ ماہ طالع
 اور دوسو شیطانی غائب اختیار لپٹ کر بوس و کنار کیا اوس خوفتہ نجات نے آکر
 کھوکھو دیکھا کہ ایک نوجوان حسین مجلس ہے اور خلوت بھی میسر ہے صورت تصویر
 سکوت کر گئی ابو حمزہ نے دامن عفت کو گرہ مصیبت سے آلودہ کیا شیطان اس
 حرکت سے بہت خوش ہوا جب آپ کا نشہ کم ہوا خیال گناہ کا زیادہ غم ہوا بار
 بار توبہ استغفار کرتے اور زار زار رورور کر اوس عورت سے کہتے کہ اے عورت ابلیس
 نے مجھ کو فریب دیا تب تیرے ساتھ ایسی خطا کا کام کیا اسید وار ہوں کہ میرے عیب
 کو پوشیدہ رکھنا یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا غرض اسید طر حے معذرت کر کے گھر گئے رات
 بہر سوئے اپنی حرکت ناقص پر کثرت سے روئے درگاہ مجیب الدعوات میں توبہ استغفار
 کرتے رہے دل افسردہ سے آہ سرد بہرتے رہے اس فعل ناجائز کے سبب سے وراثت
 ایسی عجالت اوٹھائی کہ کسی دم سوائے نخ و غم کے طبیعت پر خوشی نہ پائی قصا عند
 اوس عورت کو کل رہ گیا نو مہینہ بعد از کا پیدا ہوا وہ عورت اپنی قوم کی لعن طعن کے
 خوف سے سوچی کہ جب کا لطفہ ہے اوسیکے باپ کے سپرد کروں یہ خیال کر کے مسجد میں
 آئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوس وقت وعظ فرما رہے تھے عورت نے لڑکار و برد
 آپ کے رکھ لے کہا کہ اے خلیفہ برحق میں یہ قصور ہوں یہ بچہ آپ کے بیٹے کے لطفہ کا ہے آپ نے
 فرمایا حلال سے یا حرام سے کہا حرام سے فرمایا تو سب بات پر قسم دے سکتی ہے کہا ہاں
 سنتے ہی اس خبر کے حضرت عمرؓ کو جلل آیا اوسیدم اوٹھ کر گھر گئے ابو حمزہ اوس وقت
 کہانا کھاتے تھے والد ماجد کو غضب میں دیکھ کر ڈر گئے اور پدر بزرگوار سے دریافت
 کرنے لگے کہ باعث غصہ کا کیا ہے کہا جلد کہانا کھا بھگو سفر آخرت در پیش ہے عرض کی

کیا سبب فرمایا کہ تو فلان تاج کو مزار مبارک پر قرآن پڑھ کر کہہ گیا تھا حضرت ابو شیمہ
 نے امر واقعی ہو تھا عرض کر کے اپنی خطا سے فاسق کا اقرار کیا حضرت عمر ابو شیمہ کے سر کے
 بال پکڑا کر سے باہر کھینچے ہوئے لائے اور فرمایا کہ تو نے نفس و شیطان کی اطاعت کی
 ہے اور قہر و غضب عالم الغیب کو بھول گیا اس مقدمہ میں تو مصداق آیت شریفین کا بنا
 قال اللہ تعالیٰ الزانیۃ و الزانی فاجلدوہما وکل واحد منہما مائۃ جلدۃ ابو شیمہ نے عرض کی کہ اے
 پدر بزرگوار میں تابع فرمان خدا کا ہوں جو حکم ہے کیجئے اور مجھ کو میرے کیے کی سزا دیجئے
 مگر یہ چاہتا ہوں کہ دنیا کے لوگوں میں میری رسوائی نہ ہو فرمایا کہ اے بیٹے تو آخرت کی
 بدنامی سے نہیں شرماتا اور احکم الحاکمین کی حکومت و جبروت کنین ڈر تا عزت
 و ذلت سہارے بے بقا کی کیا چیز ہے حضرت ابو شیمہ قضاے الہی پر راضی ہو کر
 خاموش ہو گئے حضرت عمر عادل ابو شیمہ کو مسجد کے دروازہ پر لائے تمام شہر
 میں شور مچا دیا جس نے اس باجرہ غبرت ناک کو سنا ڈر گیا صحابہ کو چونکہ ابو شیمہ
 سے صحبت والی تھی حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر کمینت تمام الیاس کی
 کہ آپ جانتے ہیں کہ ابھی ہمارے اوپر مفارقت و ہجرت سعید الثقلیں کا
 کیا مقدمہ گذرا ہے کہ جبکہ سبب چشم گریان و دل بریان میں اس غم تازہ
 کے کیوں مگر متحمل ہو سکیں جو سزا سے شرعی کہ نسبت ابو شیمہ کے تقرر ہو تھوڑی سی
 تھوڑی ہم سب پر جاری کر دیجئے اور انکو اوس سعیت خلاصی دیجئے حضرت
 عمر نے فرمایا کہ اگر ایک عوض دو سے پر حد مارنا جائز ہو تا تو میں البت
 ایسا ہی کرتا ہر چند لوگوں نے خوشامد درآمد کی مگر اپنے کسی کی نہ منی اقلع نام
 بجاؤ کو فرمایا کہ ابو شیمہ کے کپڑے اتار اور حد مار اقلع نے جسد ملباس اتارا
 بے اختیار نعرہ مارا اور رو کر یہ عرض کی کہ اے خلیفہ برحق میں ایسے نازک بدن
 پر کہ جبکہ مقابلہ میں گلاب و برگ سمن شربتے میں کس طرح سے کہڑے ماؤں اپنے

۱۱۱
 حضرت ابو شیمہ کو مزار مبارک پر قرآن پڑھ کر کہہ گیا تھا حضرت ابو شیمہ نے امر واقعی ہو تھا عرض کر کے اپنی خطا سے فاسق کا اقرار کیا حضرت عمر ابو شیمہ کے سر کے بال پکڑا کر سے باہر کھینچے ہوئے لائے اور فرمایا کہ تو نے نفس و شیطان کی اطاعت کی ہے اور قہر و غضب عالم الغیب کو بھول گیا اس مقدمہ میں تو مصداق آیت شریفین کا بنا قال اللہ تعالیٰ الزانیۃ و الزانی فاجلدوہما وکل واحد منہما مائۃ جلدۃ ابو شیمہ نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار میں تابع فرمان خدا کا ہوں جو حکم ہے کیجئے اور مجھ کو میرے کیے کی سزا دیجئے مگر یہ چاہتا ہوں کہ دنیا کے لوگوں میں میری رسوائی نہ ہو فرمایا کہ اے بیٹے تو آخرت کی بدنامی سے نہیں شرماتا اور احکم الحاکمین کی حکومت و جبروت کنین ڈر تا عزت و ذلت سہارے بے بقا کی کیا چیز ہے حضرت ابو شیمہ قضاے الہی پر راضی ہو کر خاموش ہو گئے حضرت عمر عادل ابو شیمہ کو مسجد کے دروازہ پر لائے تمام شہر میں شور مچا دیا جس نے اس باجرہ غبرت ناک کو سنا ڈر گیا صحابہ کو چونکہ ابو شیمہ سے صحبت والی تھی حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر کمینت تمام الیاس کی کہ آپ جانتے ہیں کہ ابھی ہمارے اوپر مفارقت و ہجرت سعید الثقلیں کا کیا مقدمہ گذرا ہے کہ جبکہ سبب چشم گریان و دل بریان میں اس غم تازہ کے کیوں مگر متحمل ہو سکیں جو سزا سے شرعی کہ نسبت ابو شیمہ کے تقرر ہو تھوڑی سی تھوڑی ہم سب پر جاری کر دیجئے اور انکو اوس سعیت خلاصی دیجئے حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر ایک عوض دو سے پر حد مارنا جائز ہو تا تو میں البت ایسا ہی کرتا ہر چند لوگوں نے خوشامد درآمد کی مگر اپنے کسی کی نہ منی اقلع نام بجاؤ کو فرمایا کہ ابو شیمہ کے کپڑے اتار اور حد مار اقلع نے جسد ملباس اتارا بے اختیار نعرہ مارا اور رو کر یہ عرض کی کہ اے خلیفہ برحق میں ایسے نازک بدن پر کہ جبکہ مقابلہ میں گلاب و برگ سمن شربتے میں کس طرح سے کہڑے ماؤں اپنے

فرمایا کہ تم خدایا اے پر رحم مت کہا قلعے سے جا لگنا شروع کیا ابو شحمہ بے تاب
بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا انا اللہ وانا الیہ راجعون جب حضرت نے اسی
عدالت کی ہائف غیب سے یہ ندا سنی کہ حضرت جنت یا عمر سرچشمہ بہت اچھا
کیا تو نے بہت اچھا کیا تو نے اے عمر فقط آپ کی سخاوت اور عزت کا وہ حال تھا
کہ حضرت شہر بانو محض بر عایت خاندان نبوت کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
سعد زبور کے عطا کردین قصہ حضرت شہر بانو کا یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے
شکر اسلام کو بھیجا بہت سے محاکات جمع ہو فحالی حاصل کی چنانچہ وہاں سے کثرت
تعمیت آئی زور و جواہر بشمار اسیران پارس قطار در قطار از انجمنہ شہر بانو شاہ
یز و جہد فارس کی بیٹی بھی تھیں تیسرے غنیمت کے وقت آپ گہرا کر بار حضرت امام حسینؓ
کا منہ بکٹی تھیں حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ شہر بانو کا میل حضرت امام حسینؓ کی جانب ہے
فرمایا کہ اے حسین شہر بانو آپ کے واسطے خاص کی گئی سعد زبور اپنے گہرا لیاؤ او سوقت
آپ نے یہ لطیفہ بھی ارشاد فرمایا کہ چونکہ شہر بانو اپنی قوم کی سیدہ لہذا یہاں ہی اس
سید ہی کو قبول کیا حضرت امام حسینؓ حلیہ خلیفہ برحق سے خوش ہو گئے اور حضرت
شہر بانو کو اپنے گہرا لیکے اس قصہ سے چند فوائد حاصل ہوئے اول یہ ہے کہ حضرت
عمرؓ کو اہلبیت سے مطلق کہنے نہ تھا اگر نبی و آلہ کچھ بھی ہوتا تو آپ حضرت شہر بانو کو
سرگز حوالہ حضرت امام حسینؓ کے نہ کرتے و دوم آپ کو بر عایت اہلبیت بنوی کی
نسبت اور ون کے زیادہ تر منظور نظر تھی سوم اس مجمع کثیر میں جو آپ کے دربار بار
میں حاضر تھا حضرت امام حسینؓ کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ تمام حضار میں نسبت
زیادہ آپ کو اختیار ہوا اب اس موقع پر حکم و دوسری شہادت کا لانا بھی ضرور ہوا
کہ اگر اہلبیت کو آپ سے عیاذ باللہ کہنے ہوتا تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اپنی دست
فرخندہ اختر حضرت عمرؓ کو دیتے قصہ شادی حضرت ام کلثوم کا جو خاص

حضرت شہر بانو محض بر عایت خاندان نبوت کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سعد زبور کے عطا کردین قصہ حضرت شہر بانو کا یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے شکر اسلام کو بھیجا بہت سے محاکات جمع ہو فحالی حاصل کی چنانچہ وہاں سے کثرت تعمیت آئی زور و جواہر بشمار اسیران پارس قطار در قطار از انجمنہ شہر بانو شاہ یز و جہد فارس کی بیٹی بھی تھیں تیسرے غنیمت کے وقت آپ گہرا کر بار حضرت امام حسینؓ کا منہ بکٹی تھیں حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ شہر بانو کا میل حضرت امام حسینؓ کی جانب ہے فرمایا کہ اے حسین شہر بانو آپ کے واسطے خاص کی گئی سعد زبور اپنے گہرا لیاؤ او سوقت آپ نے یہ لطیفہ بھی ارشاد فرمایا کہ چونکہ شہر بانو اپنی قوم کی سیدہ لہذا یہاں ہی اس سید ہی کو قبول کیا حضرت امام حسینؓ حلیہ خلیفہ برحق سے خوش ہو گئے اور حضرت شہر بانو کو اپنے گہرا لیکے اس قصہ سے چند فوائد حاصل ہوئے اول یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو اہلبیت سے مطلق کہنے نہ تھا اگر نبی و آلہ کچھ بھی ہوتا تو آپ حضرت شہر بانو کو سرگز حوالہ حضرت امام حسینؓ کے نہ کرتے و دوم آپ کو بر عایت اہلبیت بنوی کی نسبت اور ون کے زیادہ تر منظور نظر تھی سوم اس مجمع کثیر میں جو آپ کے دربار بار میں حاضر تھا حضرت امام حسینؓ کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ تمام حضار میں نسبت زیادہ آپ کو اختیار ہوا اب اس موقع پر حکم و دوسری شہادت کا لانا بھی ضرور ہوا کہ اگر اہلبیت کو آپ سے عیاذ باللہ کہنے ہوتا تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اپنی دست فرخندہ اختر حضرت عمرؓ کو دیتے قصہ شادی حضرت ام کلثوم کا جو خاص

حضرت شہر بانو محض بر عایت خاندان نبوت کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سعد زبور کے عطا کردین قصہ حضرت شہر بانو کا یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے شکر اسلام کو بھیجا بہت سے محاکات جمع ہو فحالی حاصل کی چنانچہ وہاں سے کثرت تعمیت آئی زور و جواہر بشمار اسیران پارس قطار در قطار از انجمنہ شہر بانو شاہ یز و جہد فارس کی بیٹی بھی تھیں تیسرے غنیمت کے وقت آپ گہرا کر بار حضرت امام حسینؓ کا منہ بکٹی تھیں حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ شہر بانو کا میل حضرت امام حسینؓ کی جانب ہے فرمایا کہ اے حسین شہر بانو آپ کے واسطے خاص کی گئی سعد زبور اپنے گہرا لیاؤ او سوقت آپ نے یہ لطیفہ بھی ارشاد فرمایا کہ چونکہ شہر بانو اپنی قوم کی سیدہ لہذا یہاں ہی اس سید ہی کو قبول کیا حضرت امام حسینؓ حلیہ خلیفہ برحق سے خوش ہو گئے اور حضرت شہر بانو کو اپنے گہرا لیکے اس قصہ سے چند فوائد حاصل ہوئے اول یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو اہلبیت سے مطلق کہنے نہ تھا اگر نبی و آلہ کچھ بھی ہوتا تو آپ حضرت شہر بانو کو سرگز حوالہ حضرت امام حسینؓ کے نہ کرتے و دوم آپ کو بر عایت اہلبیت بنوی کی نسبت اور ون کے زیادہ تر منظور نظر تھی سوم اس مجمع کثیر میں جو آپ کے دربار بار میں حاضر تھا حضرت امام حسینؓ کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ تمام حضار میں نسبت زیادہ آپ کو اختیار ہوا اب اس موقع پر حکم و دوسری شہادت کا لانا بھی ضرور ہوا کہ اگر اہلبیت کو آپ سے عیاذ باللہ کہنے ہوتا تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اپنی دست فرخندہ اختر حضرت عمرؓ کو دیتے قصہ شادی حضرت ام کلثوم کا جو خاص

حضرت فاطمہؑ کے شکم مبارک سے پیدا تھیں یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 حضرت علیؑ کو ام المومنین سے کہا کہ اے علیؑ جتنے سنا ہے رسول اللہؐ سے کہ سب سے بڑا
 سیرۃ النبیت بہشت میں داخل ہوگی چونکہ ہم النبیت سے نہیں اس لئے دل میں بڑا
 ارمان ہے کہ اگر ہم بھی النبیت سے ہوئے تو خوب ہونا یہ بات سنکر حضرت شیر خدا
 مکان پر تشریف لیکے بطحنا طر و خوشی دل و رضا طبعیت کے امیر المومنین
 حضرت عمرؓ کو اپنے در و دولت پر طلب فرما کے بوکالت حضرت عباسؓ عمر رسول صلعم کے
 حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ مہر مناسب عقد کر دیا حضرت عمرؓ حضرت شیر خدا کے اس
 التفات اور توجہات سے کمال درجہ ممنون حسان و مرمون اقدان ہوئے رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم ہم اس اپنے دعوے صادق کا بھی ثبوت معتبر کتب شیعوں کے دستہ ہیں تاکہ منکر
 اس فضیلت کو موقع انکار کا ہاتھ نہ آئے شارح ابوالقاسم قمی نے شرح شرایع میں جس کو
 مالک بھی کہتے ہیں شرایع کے اس مضمون یجوز نکاح العربیۃ بالعجشی الحاشیۃ غیر
 الحاشیۃ بالعکس کے نیچے لکھا ہے زوج علی بنہ ام کلثوم من عمر ترجمہ نکاح کیا علیؑ نے اپنی
 بیٹی ام کلثومؓ کا عمر کے ساتھ سوا اسے اسکے جالس المومنین و تہذیب و کافہ کلینی اور
 مصائب النواصب وغیرہ کتب مستندہ شیعوں کے اس نکاح کی اصلیت صحیح پالی جاتی ہے
 اس کا اخیر سے تین مطلب ہاتھ آئے اول یہ کہ باہم حضرت عمرؓ و حضرت علیؑ کے
 کوئی عداوت نہ تھی بلکہ ایسی محبت دلی تھی کہ اپنی بیٹی دینے میں ہی جناب امیرؓ نے
 دریغ نہ فرمایا دو مہر یہی معلوم ہو گیا کہ حضرت عمرؓ کے ایمان میں کچھ نقصان نہ تھا
 اگر ہوتا تو حضرت اسد اللہ الغالب علی کل غالب ہرگز ہرگز اپنی پیارنی صاحبزادی
 جو خاص شکم محترم حضرت زہراؑ سے پیدا تھیں نہ تے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت
 علیؑ کو حضرت عمرؓ کے تقویٰ و دینداری و زہد و پرہیزگاری پر کمال درجہ کا عقاد و عقاد تھا
 سو ہم اس نکاح سے یہ بھی یقینی معلوم ہو گیا کہ حضرت عمرؓ نے کبھی سطر کا بیج حضرت

فاطمہؑ کو چاہیے کہ یہ اس کی بیعت کے لئے تھا۔ اس کی کتاب میں مذکور ہے کہ یہ بیعت کا یہاں کیا گیا
 حضرت عقیلؑ کی قیادت میں تھا۔ یہاں مذکور ہے کہ یہ بیعت کا یہاں کیا گیا۔ حضرت عقیلؑ کی قیادت میں
 سو، ابی کہ گیا وہ قیامت میں ضرور زندہ است اور کھائے گا باقی سال حضرت عقیلؑ کی بیعت کا
 یہ ہے کہ آپ نے دس ہجرت کے بعد سات روز بڑے سے کہ وفات کے بعد کمال کی اور
 روز پنجشنبہ ۲۸ ذی الحجہ ۲۳ھ کو رحمت فرمائی کہ ہاتھ الی الی کوئی سیست کہایا تھا شہادت
 کبریٰ حاصل کی عمر شریف بنیاب کی تر بیٹھ کر جس کی ابویؑ روئے رسولؐ میں
 بایں صدیق اکبرؑ کی فون ہوئے کہ بیعت چنانچہ اس کے بعد علیہ السلام کہ ان کے بعد از رسولؐ
 ایک قول حضرت امام جعفر صادقؑ رضی اللہ عنہ کا جس سے فضیلت حضرت شیخین رضی
 اللہ عنہما کی ثابت ہوتی ہے مستند کتاب شیعہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ ابی ہوش
 گوش جان کشین ہا امامان کا کہ ان کا سلطان کا اعلیٰ الحق و ما تا علیہ تعلیم ہا حجت
 اللہ یوم القیامۃ مہر محمد وہ دونوں امام عادل تھے اور دونوں انصاف کرنے والے حق پرست
 اور مرے حق پرانوں پر رحمت خدا کی ہو قیامت کے دن اس حدیث سے چند فوائد
 حاصل ہوئے اول یہ کہ اگر خلافت امامت حضرت شیخین کی حق نہوتی تو حضرت امام
 جعفر صادقؑ مہر گز اول کو امام نہ کہتے وہ وہم یہ کہ حضرت امام صادقؑ کا حضرت شیخین
 کو عادل اور نصف کہنا تمام مطاعن شیعوں کو کالعدم کرتا ہے سو ہم حضرت شیخین کا
 حق پر ہونا اور حق پر مرنا ثابت ہوتا ہے چہاں ہم یہ کہ قیامت کے دن مستحق رحمت
 کے ہونگے سوائے اسکے بہت بڑی فضیلت حضرت شیخین کی دفن ہونے کا خاص روضہ
 مقدس رسول اللہ صلعم سے ثابت ہے یہ سبب جذب ہائیت کے اس لیے کہ تعلق فرج
 کا اصل سے لازمی ہوا کرتا ہے حق یہ ہے کہ جیسے حضرت شیخینؑ حالت حیات رسول اللہ
 میں مصاحب رہتے تھے ویسے ہی بعد وفات بھی قریب ہے پس مرتبہ نزدیک اولوں
 کا البتہ دور اولوں سے بڑا ہوا ہونا ضروری ہے ۶ تا مسرق مدارج نہ کنی زندہ لیتی

امیر المومنین ہوئے آپ کے زمانہ خلافت میں تمام مسلمان نہایت ہی رضا مند اور خوشنود
 تھے اور بکثرت فتوحات غنیمی تائیدات لاریبی نصیب اولیاء اہل اسلام کو ہوئے ملکیت
 روم و تورانج روم و سلطنت فارس و تورانج فارس و بلاد خراسان و توران و اکثر مضافات
 ہند و سندھ و ہزار و بناو و بیشمار وغیرہ آپ ہی کے حسن انتظام عدالت النیام کے
 سبب سے قبضہ اسلام میں آئے بہت کافر مسلمان کیے اور بہت منکروں کو جہنمی کیے
 آپ نے گیارہ برس گیارہ ماہ اٹھارہ دن خلافت کی حق یہ ہے کہ آپ نے خوب ہی دا
 خلوت ملی و ملی اٹھارہ و بی لکھ روز جمعہ شنبہ پیر کو بلوہ اہل مصر سے ہاتھ رومان بن
 سرخان یا باخلاق روایت کنانہ بن شبرنجی کے صائم و قاری شہادت پائی عمر
 شریف بیانیسی برس کی ہوئی حسن کو کب میں قریب بقیع دفن ہوئے اس مقام پر
 ہم ایسے معتبر کتاب شیخوں حدیث لکھتے ہیں جس سے فضیلت اصحاب ثلاثہ کی ثابت ہو
 شیخ ابن بابویہ قمی نے کتاب معنی الاحیاء میں حضرت امام موسیٰ رضا سے روایت
 کی ہے عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابائکم
 منی بمنزلۃ السبع وان محمد منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الخواصر جمیعہ امام حسن بٹے
 علی سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر بمنزلہ میرے
 سمع کے ہے اور عمر بمنزلہ سیری بصر کے ہے اور عثمان بمنزلہ میرے دل کے ہے
 اب ناظرین کرامات اصحاب ثلاثہ کو نظر انصاف و لحاظ فرماویں کہ تمام جہان میں کیسا
 دین اسلام ہلکا دیا اس سے بڑا اور کیا کرامات ہوگی جسکو مفصل و یکجہا ہو وہ
 تواریخ و یقین میں دیکھ لے اس محل میں گنجائش تطویل نہیں ہے
مجلد ذکر امیر المومنین خلیفہ چہارم رضی اللہ عنہ کا
 نام صلی آپ کا علی ہے اور کنیت ابوالحسن ہے اور مشہور لقب ہندامہ ہے ولادت

امام حسن کا

بجلاؤ گرامام المؤمنین خلیفہ چہم رضی اللہ عنہما

امام آپکا حسن علیہ السلام اور کثرت ابو محمد لقب سبط اکبر نسب آپکا اشرف الانساب جہاں میں
یعنی والد ماجد آپکے حضرت علیؑ اور والدہ معظمہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ نبوت رسول الثقلین میں
رسول شریف مدینہ منورہ حضرت رسول خدا کو آپکے پیدا ہونے سے کمال درجہ کی خوشی
حاصل ہوئی حضرت آپکو اپنا فرزند ارجمند فرماتے تھے اور یہی اسنے بھی ایک سے فرماتے
تھے کہ خدا تعالیٰ صلح کروادیکا سیرے حسن بیات کے بہت ہے دو فرقہ بزرگ سلطانوں میں
اکثر وفات حضرت آپکو براہ وقت اپنے دوش اقدس پر چڑھاتے تھے اور کہی اے
محبت کے سینہ مبارک پر لمٹاتے کہی سرور سے بوسہ لیتے اور کہی زبان طہر آپکے
منہ میں دیتے رسول اللہ ہمیشہ آپکے واسطے درمے خیر و برکت کی فرماتے اور کہی
فرماتے کہ اے خدا میں اس فرزند کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ اور
جو کوئی اس کو دوست رکھے تو اس کو بھی دوست رکھ اور کہی فرماتے کہ جسے اس ضرر
دل سیرے کو ایزادی جھکو ایزادی اور جسے جھکو ایزادی حسد کو ایزادی اسی طرح
سے آپ کی شان میں بہت سی حدیثیں صحاح ستہ میں وارد ہیں جب عمر شریفین
آپکی آٹھ برس کی ہوئی حضرت خیر البشر نے دنیا سے رحلت فرمائی آپ کا
اخلاق حنلق محمدی سے مناسبت عام رکھتا تھا اور آپ کا قامت بالا بالا قامت
خواجہ قیامت سے مشابہت اکثر اصحاب باصفا آپکو دیکھ کر حضرت بے شبہ و نظیر کی
یاد کرتے تھے بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق اور
حضرت علی رضی اللہ عنہما مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے دیکھا تو
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے میں حضرت صدیق اکبر نے آپکو
دیکھتے ہی اپنے دوش مبارک پر چڑھالیا اور فرمایا کہ اے علی یہ بچہ تو عینہ مشکلی

وہ خلیفہ چہم رضی اللہ عنہما

بجلاؤ گرامام المؤمنین خلیفہ چہم رضی اللہ عنہما

جنہاں مصطفویؐ سے حضرت مرتضیٰؑ نے اس بات کو سنکر تبسم فرمایا غرض آپ کی سیرت
 اور صورت رسول اللہ کی صورت اور سیرت سے بہت کچھ ملتی تھی فی الواقع جب
 آپ کے حالات اور کمالات و واقعات و کمالات و افعال و اقوال پر نظر کیجائی ہو تو آپ کو
 از سرے صورت و سیرت و خلق اور خلق کے بہت کچھ نسبت رسول اللہ سے پائی
 جاتی ہے ازاں بعد یہ کہ رسول اللہ صلعم نے برعکس سارے تمام جو احوال و انصاف کے
 باوصف حصول شوکت و صولت محض برحایت شفقت و رحمت بر حال مجاوران
 حرم محترم کے ترک قال و جہاں قوم قریش سے فرمائی اس طرہ سے آپ نے بھی اپنی
 خلافت میں باوجود حصول قوت و طاقت کے اپنے نانا کی استمرحومہ پر رحم کر کے
 بلا خونریزی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمائی چنانچہ اس امر شدنی کی ہی اللہ
 نے پہلے ہی پیشین گوئی اپنے صحابہ باوصفا سے فرمائی تھی ازاں بعد جیسا کہ خیر البشر کسی
 سائل کے سوال کو رد نہیں فرماتے تو ویسے ہی پیچھے سائل کو اپنے درد و ملت سے محروم
 نہیں جانے دیتے تھے چنانچہ شاہد حال ہمارے اس دعویٰ کا سوا ملہ تفویض
 خلافت ظاہر یہ حضرت معاویہ کا ہے کہ آپ نے ایک ہی طلب میں تمام ملک عرب عجم کا
 سپرد حضرت معاویہ کر دیا ازاں بعد جیسا کہ رحمت اللعالمین اپنے ذاتی معاملہ میں
 بنظر رحمت کسی سے انتقام نہ لیتے تھے ویسے ہی آپ بھی اپنے نفس کے واسطے کسی بدلہ نہ لیتے
 تھے بلکہ بمقابلہ بدی کے نیکی کرتے تھے اگر آپ کو کوئی بد انجام دشنام بھی دیتا تو بھی آپ
 اس کے حق میں دعائے خیر کرتے ازاں بعد جیسا کہ رسول اکرم گنگاراں امت کے
 لیے دعائے مغفرت فرماتے تھے ویسے ہی آپ نے باوجود سراسر باطل کے اپنے قاتل
 کی پردہ پوشی کر کے دعائے خیر کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام حسین
 رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ بسبب اثر زہر کے نہایت ہی
 تکلیف میں ہیں اور آتین آپ کی کٹ کٹ کوستون میں بکھتی ہیں عرض کی کہ لے میرے

چمکو براہ کرم حضرت فرما دیں جبکہ مصارف ضروری اہلبیت کا ہو اگر کیا میں اوس کا
 کفیل ہوں جب یہ پیغام کو سن گزرا حضرت امام حسن خلیفہ وقت کے ہوا اپنے اوس دم
 مضمون اوس حدیث کا جو رسول اللہ اکثر آپ کی شان میں اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے
 تھے کہ یہ میرے فرزند و بزرگ گروہ مسلمانوں میں صلح کرو اور یکجا پڑھا اور اوس کے
 مطابق عمل کیا یعنی اپنے بغیر حرب ضرر کے حکومت ظاہری حضرت امیر معاویہ
 کے سپرد کر دی اور بہت بڑا ہنگامہ فساد کا مسلمانوں سے دور کیا آپ ہنگامہ فساد
 سلطنت ظاہریہ کے حضرت امیر معاویہ کو یہ نامہ لکھا کہ اے امیر معاویہ میں نے تم سے
 اس شرط پر صلح کی کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سیرت ظاہریہ اور اندین
 محمدیہ میں کے رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانوں کی سلسلے پر چھوڑنا حضرت معاویہ
 اس جواب میں سرسری جواب کے سننے سے نہایت ہی شاد ہوئے اور تمام شرائط
 حضرت امام حسن کی بسر و چشم قبول و منظور فرمائیں اول سب مسلمانوں میں سے
 جو شخص کہ بادشاہ ہوا وہ حضرت معاویہ میں یہ صلح ریح الاول السنہ میں کہ پورے
 قریب پچیس وفات سرور کائنات کو گزرتے تھے واقع ہوئی اس سب سے آپ نے
 خلافت باجھینے ۲۲ دن کی آپ بعد ترک خلافت ظاہریہ کے کہ منافق شان
 آنجناب کے تھی اور اوس میں بہت شر و فساد شامل تھے صرف خلافت باطنیہ
 پر اکتفا فرما کے کوفہ سے مدینہ منورہ میں شریف لائے اور حکام بنیان شہر لیت
 مصطفوی و اشاعت احکام طریقت نبوی میں سعی ملین فرمائی اور طریقہ معرفت اور
 سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف کہتے ہیں کثرت سے لوگوں کو تعلیم و تعلیم فرمایا
 ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب کمال کے معنی بیان کرتے اور مکرر اہل کوی
 ضلالت کو ہدایت فرماتے آپ نے پایادہ بندہ حج ادا کیے اور دو مرتبہ تمام نقد و
 جنس خانگی ضروری راہ خدا میں لٹا دیا مزیہ بران لاکھوں ہی درہم و دینار

حضرت امام حسن علیہ السلام کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے فرزند و بزرگ گروہ مسلمانوں میں صلح کرو اور یکجا پڑھا اور اوس کے مطابق عمل کیا یعنی اپنے بغیر حرب ضرر کے حکومت ظاہریہ حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور بہت بڑا ہنگامہ فساد کا مسلمانوں سے دور کیا آپ ہنگامہ فساد سلطنت ظاہریہ کے حضرت امیر معاویہ کو یہ نامہ لکھا کہ اے امیر معاویہ میں نے تم سے اس شرط پر صلح کی کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سیرت ظاہریہ اور اندین محمدیہ میں کے رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانوں کی سلسلے پر چھوڑنا حضرت معاویہ اس جواب میں سرسری جواب کے سننے سے نہایت ہی شاد ہوئے اور تمام شرائط حضرت امام حسن کی بسر و چشم قبول و منظور فرمائیں اول سب مسلمانوں میں سے جو شخص کہ بادشاہ ہوا وہ حضرت معاویہ میں یہ صلح ریح الاول السنہ میں کہ پورے قریب پچیس وفات سرور کائنات کو گزرتے تھے واقع ہوئی اس سب سے آپ نے خلافت باجھینے ۲۲ دن کی آپ بعد ترک خلافت ظاہریہ کے کہ منافق شان آنجناب کے تھی اور اوس میں بہت شر و فساد شامل تھے صرف خلافت باطنیہ پر اکتفا فرما کے کوفہ سے مدینہ منورہ میں شریف لائے اور حکام بنیان شہر لیت مصطفوی و اشاعت احکام طریقت نبوی میں سعی ملین فرمائی اور طریقہ معرفت اور سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف کہتے ہیں کثرت سے لوگوں کو تعلیم و تعلیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب کمال کے معنی بیان کرتے اور مکرر اہل کوی ضلالت کو ہدایت فرماتے آپ نے پایادہ بندہ حج ادا کیے اور دو مرتبہ تمام نقد و جنس خانگی ضروری راہ خدا میں لٹا دیا مزیہ بران لاکھوں ہی درہم و دینار

حضرت امام حسن علیہ السلام کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے فرزند و بزرگ گروہ مسلمانوں میں صلح کرو اور یکجا پڑھا اور اوس کے مطابق عمل کیا یعنی اپنے بغیر حرب ضرر کے حکومت ظاہریہ حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور بہت بڑا ہنگامہ فساد کا مسلمانوں سے دور کیا آپ ہنگامہ فساد سلطنت ظاہریہ کے حضرت امیر معاویہ کو یہ نامہ لکھا کہ اے امیر معاویہ میں نے تم سے اس شرط پر صلح کی کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سیرت ظاہریہ اور اندین محمدیہ میں کے رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانوں کی سلسلے پر چھوڑنا حضرت معاویہ اس جواب میں سرسری جواب کے سننے سے نہایت ہی شاد ہوئے اور تمام شرائط حضرت امام حسن کی بسر و چشم قبول و منظور فرمائیں اول سب مسلمانوں میں سے جو شخص کہ بادشاہ ہوا وہ حضرت معاویہ میں یہ صلح ریح الاول السنہ میں کہ پورے قریب پچیس وفات سرور کائنات کو گزرتے تھے واقع ہوئی اس سب سے آپ نے خلافت باجھینے ۲۲ دن کی آپ بعد ترک خلافت ظاہریہ کے کہ منافق شان آنجناب کے تھی اور اوس میں بہت شر و فساد شامل تھے صرف خلافت باطنیہ پر اکتفا فرما کے کوفہ سے مدینہ منورہ میں شریف لائے اور حکام بنیان شہر لیت مصطفوی و اشاعت احکام طریقت نبوی میں سعی ملین فرمائی اور طریقہ معرفت اور سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف کہتے ہیں کثرت سے لوگوں کو تعلیم و تعلیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب کمال کے معنی بیان کرتے اور مکرر اہل کوی ضلالت کو ہدایت فرماتے آپ نے پایادہ بندہ حج ادا کیے اور دو مرتبہ تمام نقد و جنس خانگی ضروری راہ خدا میں لٹا دیا مزیہ بران لاکھوں ہی درہم و دینار

حضرت امام حسینؑ کے لیے کیا جاتی ہیں کہ میں سبیل ہے کہیں تعزیر یہ کہ میں فوج ہے کہ میں شیخ
بہر حال میں کو چہ بازار میں ہواؤں عید رات شب بارت پاؤں گریز شہاوت شہر حضرت
امام حسینؑ کے واسطے کوئی سامان عزا داری و گریہ و زاری کا نہیں کیا جاتا ہے نہ کوئی
آپ کا تابوت اوٹھا تا ہے نہ کوئی دلدل بناتا ہے عہد میں تفاوت و ازگیاست بنایا
امر واقعی تو یہ ہے کہ متعصب شیعہ حضرت حسینؑ کے نام پر اپنی اولاد کا
نام بھی نہیں رکھتے ہیں بلکہ حضرت علیؑ اور حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہما کے
نام پر نام رکھنے کو علامت و کرامت شیعہ کی تصور کرتے ہیں ۔

مجلد ذکر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

صلی اللہ علیہ وسلم مبارک آپ کا حسینؑ ہے اور کنیت ابو عبد اللہ اور مشہور لقب زکی و بظن ثانی
ہے اور برابر یعنی حضرت امام حسینؑ کے چار مہینے ماہ شعبان سال چہارم ہجری کو
مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی پیدائش سے بدرجہا خوشی
حاصل ہوئی آپ کی ولادت کے وقت کثرت سے فرشتے آتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو
مبارکباد سناتے تھے اہل سنت کی صحیح کتب میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو
کمال دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ حسینؑ جیسے ہے اور میں حسینؑ سے
جو کوئی حسینؑ کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھتا ہے کہی حضرت آپ کو
دو سن پر چڑھاتے اور کہی سینہ اقدس سے لگاتے کہی سرور و کالوسہ لیتے
اور کہی آپ کے مقتل کی خبر بطریق پیشین گوئی اپنے صحابہ و الاصفاء و ازواج
مطہرات کو دیتے چنانچہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ میں نے
دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچ اوس حالت کے کہ دیکھتا ہے سونو والا
ایک دن دوپہر کو پریشان بال غبار آلودہ اوس کے ہاتھ میں ایک شیشہ کہ اوس میں

خون ہے تو میں نے عرض کی کہ صدقہ تجھ پر میری ما اور سید ابابکر یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ
 خون ہے حسینؑ کا اور اس کے یاروں کا بٹولنا ہوں میں اس کو آج کے شرع دن سے
 ابن عباسؓ کے ہوشمار کرتا ہوں میں اس دن کو کہ پاؤں قتل اوسدن کا اور طبری
 نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جو کوئی حضرت حسینؑ کو دوست
 رکھتا ہے میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو کس کو میں دوست رکھتا ہوں خدا بھی اس کو
 دوست رکھتا ہے اور جو کس کو خدا دوست رکھتا ہے اس کو داخل کرے گا بہشت میں اور
 جو کوئی کہ حسینؑ کو دشمن رکھتا ہے یا اس کے مراتب میں تفاوت کرتا ہے
 میں اس کو دشمن رکھتا ہوں اور جو کس کو میں دشمن رکھتا ہوں اس کو خدا بھی دشمن رکھتا
 ہے اور جو کس کو دشمن رکھتا ہے داخل کرے گا اس کو دوزخ میں اور جیشہ وہ عذاب میں بھیگا
 اور ترمذی نے ذکر کیا کہ یحییٰ بن مرہ نے نقل کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے دوست رکھتا ہوں اس کو جو دوست
 رکھے حسینؑ کو حسینؑ ایک سبط ہے سبطوں میں سے وہ سبط کہتے ہیں اولاد کو اس سبط
 حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو کہتے ہیں کہ وہ بارہ بیٹے تھے اور میں ایک کی بہت سی اولاد
 ہوئی سو فرمایا کہ حسینؑ کا ویسا ہی حال ہے اس میں اشارہ ہے کہ ان کی بہت اولاد
 جاری ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح سے آپ کی شان میں بہت سی احادیث مستندہ
 اہلسنت کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں آپ کو سینہ سے پاتک علیہ مبارک و عظام
 سے مشابہت تمام تھی جب عمر شریف آپ کی قریب سات برس کے ہوئی حضرت
 سعید کونین نے دنیا سے وفات پائی آپ نے علوم ظاہریہ و باطنیہ مثل معانی قرآن
 پاک و احادیث صاحب لولاک و حکام شریعت و معرفت و طریقت و حقیقت
 اپنے والد اکرم و دیگر صحابہ معظمہ سے حاصل کیے غرض کہ بنامی صفات مثل خلق
 و غیرت و زہد و عبادت و تقویٰ و شجاعت و عرفان و سخاوت و تصوف و معرفت

کے آپ موصوف تھے اور دن رات بندگی خالق انس و جان میں مصروف تھے پاسبانہ
پچیس رنج ادا کیے بہت درہم و دینار مقداروں و مسالینوں کو فی رات دن میں
سزار رکعت نماز پڑھتے اور بعد رحلت والد ماجد کے اپنے بھائی کو کم کی خدمت میں جان فرما
رہے بعد صلح حضرت معاویہؓ حضرت حسنؓ کو فہ سے مدینہ میں تشریف لائے آپ بھی ان کی
ہمراہ آئے جب حضرت حسنؓ راہی اعلیٰ علیہنؓ ہوئے آپ امام المتقینؓ سے قصہ
بیعت لینے حضرت معاویہؓ کا آدمیوں واسطے یزید کے تواریحوں میں مذکور ہے کہ
حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہ نے بشورہ بعض اپنے خیر خواہوں کے چاہا کہ اپنی زندگی
بھی میں یزید کو اپنا ولیعہد کریں اور تمام آدمیوں سے اس کے لیے بیعت لین چنانچہ
اپنے شہنشاہ سحر ہی میں مروان ابن الحکم عامل مدینہ کو لکھا کہ مدینہ کے لوگوں کو جمع کر کے
واسطے یزید کے بیعت لے اور یہوں کو خبر دے کہ امیر المومنینؓ کی یہ صلحت ہے کہ
اپنی حیات میں خلفاء اربعہ کے طریق پر یزید کو تھارا بادشاہ کریں جب نامہ مروان پاس
پہونچا اوس نے اہل مدینہ کو اکٹھا کر کے اوسی مضمون مرقومہ بالا کے مطابق ایک
خطبہ پڑھا بجز سننے اس امر کے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما
کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یہ بیعت خلفاء راشدین کے طریقہ پر نہیں ہے بلکہ طایف
سلاطین روم و عجم کے ہے کیونکہ قصہ کے اپنے بعد میں اپنی اولاد ہی کو اگر چاہوں
ہو بادشاہ کیا کرتے تھے اگر یہ امر سلام میں ہی روا ہوتا تو ضرور تھا کہ خلفاء اربعہ ہی
اپنی اولاد ہی کو اپنے ہی روبرو خلیفہ کرتے جو ہیں یہ بات مقول اہل مدینہ سے سننی
قطعی بیعت یزید سے انکار کر کے اپنے اپنے گھر کو چلے گئے ناچار مروان نے یہ خبر
انکار مسلمانوں کی بیعت کرے یزید سے حضرت معاویہؓ کو لکھی جب حضرت معاویہؓ
کو خبر انکار بیعت مدینہ کے لوگوں کی پہونچی جانا کہ یہ کام مروان سے انجام نہ ہوگا
چنانچہ اسے سحر ہی میں خود ہی باراد حج کعبہ شریف و زیارت مدینہ لطیف کے عزم میں

میں تشریف لائے اور اسی ضمن میں اکابر و اصحاب اہل بیت کو جمع کر کے یزید کی بیعت
 کے لیے خطبہ پڑھا سب یزید کی بیعت کی گائی سچ بزرگوں نے صاف انکار کیا
 اول حضرت عبدالرحمنؓ ابن صدیق اکبرؓ و امام حسینؓ سبط پیغمبرؐ سوم عبداللہ ابن
 عمرؓ چہارم عبداللہ ابن عباسؓ پنجم عبداللہ ابن زبیرؓ و ان کے علیہم جن میں اور بعض نے
 ان صاحبوں میں سے فرمایا کہ اے امیر تمہارے بیعت کی ہے یزید سے آپ کی
 موجودگی میں کیونکر بیعت کریں کیونکہ ایک وقت میں بیعت جمع نہیں ہو سکتی ہیں
 جب تم انہو کے چہرے سب مسلمان اتفاق کرینگے اوس سے بیعت کرنے میں ہر کوئی رنج
 نہو گا جب حضرت معاویہؓ نے حجت محفل سنی سکوت کر گئے پھر دوسرے وقت
 میں ان پانچوں بزرگوں کو علیہ علیہ گوشہ میں طلب فرما کے درخواست بیعت یزید
 کی کی اور بہت کچھ مال و منال دینے کا وعدہ کیا لیکن پانچوں صاحبوں نے کچھ
 پروا نہ کر کے سطور بیعت یزید سے انکار کیا اور ہرگز متاع دنیا کے لینے پر راضی نہو
 جب حضرت معاویہؓ کو یقین ہوا کہ یہ پانچوں بزرگ بیعت کرینگے تب بنظر قد رشنا کی
 مراتب اونکے اور اونکے بزرگوں کے مشفقانہ فرمایا کہ اے صاحبزادگان! الاتبار بدم
 میں خطبہ پڑھوں تم میں سے کوئی میرے کلام کو قطع نہ کرے ورنہ اہل شام تم کو قتل
 کر ڈالینگے جب شامیوں نے جو ہمراہ تھے حال بیعت پانچوں بزرگوں کا حضرت
 معاویہؓ سے دریافت کیا آپ نے صلحتاً فرمایا کہ عبداللہ ابن عمرؓ و عبداللہ ابن زبیرؓ و
 عبداللہ ابن عباسؓ نے خلوت میں یزید کی بیعت کی اور امام حسینؓ نے وعدہ کیا کہ
 کہ جو وقت عبدالرحمنؓ ابن ابی بکرؓ بیعت کرینگے ہم بھی بیعت کر لینگے پس تم درپے
 اس بات کے نہو کہ یہ لوگ علانیہ بیعت کریں انکی بیعت خفیہ ہی کافی ہے اب بیعت
 یزید کی تمام ہوئی خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت معاویہؓ اس کام سے فراغت پا کے
 ملک شام میں پہونچے آدمیوں کو جمع کر کے ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ اے

خداوند عالم الغیب میں نے یزید کو اپنا ولیعہد کیا اس سبب کہ میں نے اس کو اپنی اولاد میں بزرگ پایا ہے۔ یہ میرے پہونچا تو اس کو اس فضل پر بیا کہ میں نے خیال کیا ہے اور اسے حق تعالیٰ اگر میں اس کو مجھ پر عایت شفقت پدری کے مسلمانوں کا حاکم کرنا ہوں تو پہلے اس سے کہ وہ حکومت کرے اس کو دنیا سے اٹھا لے بعد اتمام خطبہ میرا اپنے یزید کی طرف متوجہ ہو کر یہ نصیحت فرمائی کہ یزید مرتبہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سلام میں بہت ہی بڑا ہے اور تمام مسلمان اس کو سبب آل نبی ہونے کے نہایت ہی دوست رکھتے ہیں تو بھی ان کے ساتھ ہمیشہ سلوک نیک رکھنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا ورنہ باعث ہزارمی خدا و رسول کا ہوگا بعد چند سے قریب زمانہ رحلت پر حضرت معاویہ نے یزید کو طلب کر کے یہ نصیحت فرمائی کہ میں نے تم کو اپنا ولیعہد کیا اور امر حکومت مسلمانوں کا تیرے ہاتھ میں دیا کوئی کام خلاف نکرنا ہمیشہ متبع شرع شریف ہونا اور اولین پانچوں کے ساتھ جنہوں نے تیری بیعت نہیں کی یہ معاملہ نہ عبد الرحمن ابن ابوبکرؓ کو کچھ دینا اور کبھی ان کا منہ نہ نواہ مرو عافیت طلب ہے کبھی تجھے نہ لڑیگا اور عبد اللہ ابن عمرؓ اور عبد اللہ ابن عباسؓ سے کچھ اندیشہ نہ کرنا کیونکہ یہ دونوں صاحب رات دن خدا کی عبادت اور جمع کرنے احادیث میں مشغول ہیں ان کو خیال ملک مطلق نہیں اور عبد اللہ بن زبیرؓ سے غافل نہ رہنا اور حسین ابن علیؓ اگر تیری بیعت کریں بہتر ورنہ آپ کو ان سے بچانا اور ہرگز ہرگز ان کا متعرض نہ ہونا یزید مجھ و سننے اس بات سے کہ امام برحق نے بیعت نہیں کی باطن میں سخت تر کوفہ ہوا ایسے کہ اس کو آپ سے پہلے ہی کینہ تھا اور سبب اس کینہ کا یہ تھا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنی بی بی کو طلاق دی تھی یزید نے اس کو پیغام دیا کہ تو مجھے اپنا نکاح کر لے اس بی بی نے اس کو صاف انکار کر دیا اور اپنا نکاح حضرت امام حسینؓ سے کر لیا سو اس کے پسند یزید کے تمام مسلمان امام محمدؑ کی زیادہ ترویج اور عزت کرتے تھے یہ امر اور بھی باعث

اشتعال اس پلید کا تھا اگرچہ ظاہر ہوسکتا ہے کہ اس کی قبول کر سکتے ہیں۔ چھوٹا تھا
مگر دل میں آتش عداوت و نفاق کو ہر ساعت ترقی دیتا تھا تب ۳۲ سالہ تیس سالہ
کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہر دمشق میں ہر اثر کا فرمایا اور حکومت ملانوالہ
یزید کے ہاتھ آیا۔

مصر کے گریہ

جب یزید پلید پاؤں شاہ ہوا اول تمام اہل شام سے بیعت لی بعد اسکے خطوط و تمام شہر
اور عاملوں ولایت کے پاس بھیجے تاکہ سب اسکے لیے ہریت لیں چنانچہ ایک خط
بنام ولید بن عقبہ بن ابی سفیان چچا حاکم مدینہ کو بھیجے لکھا کہ اہل مدینہ سے بیعت
کے لیے لے ولید نے بمشورہ مروان بن الحکم کے اور اس حضرت یزید سے بیعت کی اور حضرت عبد اللہ
ابن زبیر کو طلب کیا تاکہ بیعت لے دو تو ان صاحب مطلب ولید کے طلب کرنے کا
سمجھ گئے فوراً چند حباب جان نثار اپنے ہمراہ لیکر مسلح و متعذر ولید پاس پہنچے جس
ولید سے مضمون خط یزید کا کہ حسین بن علی و عبد اللہ بن زبیر کو بغیر بیعت لینے کے
چھوڑنا اور جس طرح ممکن ہو بیعت لینا سنا اسکی مجلس سے بلا اقرار و انکار اپنے گھر
کو چلے آئے زان بعد امام الہدی مصلحت قیام مدینہ کی مذکورہ کے بعد اصرار بعض خیر
خواہوں کے تاریخ ۴ شعبان ۴۰ھ کو جمعہ حضرت عبداللہ ابن زبیر اور اہل بیت پانی کے
خفیہ کیے عظیم میں داخل ہوئے وہاں آپ کے پاس خطوط تحننا ایک سو پچاس دستوار
سر داران کوفہ کے بایں مضمون پہنچے کہ اے حضرت امام حسین آپ کوفہ
میں تشریف لائیے ہم سب جان و مال سے آپکی مدد کریں گے اور کبھی آپکو ہٹیم
مندیشے جو کہ حضرت امام حسین کو شیعان کوفہ کی ہوفانی کا حال خوب سن معلوم
تھا پہلے آپ نے بمشورہ حضرت عبداللہ ابن عباس کے مسلمان عقیدہ بن ابی طالب
کو بجانب کوفہ روانہ فرمایا اور لکھا کہ اگر تو اہل کوفہ کو اپنا مطیع اور فرمانبردار پاسے

تو ہیکو اطلاع دینا تاکہ ہم بھی معہ اہلبیت کے کوفہ میں پہنچیں اور اپنی سکونت اختیار کریں
 حضرت مسلم معہ اپنے دونوں نور العین کے کوفہ میں پہنچے اور حسب الارشاد امام برحق کے
 مختار نامی شخص کے کہہ میں پوشیدہ مقیم ہوئے اور اپنے آنے کی خبر کوفہ کے لوگوں کو دی
 سنتے ہی اس خبر کے شیعان کوفہ قریب بارہ ہزار کے خوشی خوشی حضرت مسلم کے حضور
 میں آئے اور حضرت امام حسین کے واسطے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور سوقت
 حضرت مسلم نے ایک خط کہ جس میں سرداران کوفہ کے بھی خطوط مبنی بر اطاعت ملفوف
 تھے حضرت امام حسین کی خیمت میں روانہ کیا کہ آپ تشریف لائے تمام کوفی آپ کی
 بیعت کرنے پر راضی ہیں حضرت امام المسلمین نے جب نامہ حضرت مسلم و خطوط اس کے
 کو پڑھا باغ باغ ہو گئے اوسیدم آپ نے سب کے جواب میں ارقام فرمایا کہ اطمینان کہو ہم
 غم قریب پہنچتے ہیں جب خبر بیعت حضرت مسلم کی کوفیوں میں شہور ہوئی حضرت
 نعمان ابن بشیر کہ صحابہ صحار رسول اللہ سے تھے اور عمدہ امارت کوفہ پر قیام رکھتے
 تھے پاس آداب مراتب حضرت حسین کا کہہ کے عہد چشم پوشی کر گئے اور مطلقاً حضرت
 حضرت مسلم کے نمونے کو مسلم ابن یزید خضری و عمارہ ابن ولید بن عقبہ و عبد اللہ ابن مسلم
 نے کہ تینوں خیر خواہ یزید کے تھے اس واقعہ کی خبر یزید کو دی یزید پلید سنتے ہی اس
 قضیہ نامرضیہ کے نہایت ہی حیران و پریشان ہوا اور ایک خط عبد اللہ ابن زیاد و حال
 بصرہ کو باہر مضمون لکھا کہ میں نے تجھ کو بجائے نعمان ابن بشیر کے عمدہ امارت کوفہ پر
 مقرر کیا فوراً آپ کو کوفہ میں پہنچا اور قضیہ بیعت مسلم کو دور کر ابن زیاد شتابی سے
 کوفہ میں پہنچا اور کوفیوں کو مدینہ کی طرف سے بہت کچھ خوف دلایا اہل کوفہ بھیجا
 نے کہ اوس زمانہ تک تھینا قریب اٹھارہ ہزار یا چالیس ہزار آدمیوں کے باختلاف
 روایات بیعت کر چکے تھے سب نے قطعی بیعت توڑ دی اور ابن زیاد کے ساتھی ہو گئے
 اور حضرت مسلم ابن حقیل سے برگشتہ ہو گئے پھر ابن زیاد نے ہانی ابن غزوہ کو جس کے

مکان میں حضرت مسلم اور اونکے دونوں صاحبزادے مقیم تھے طلبہ کو کہے شہید کیا
 بعد اُنکے حضرت مسلم اور اونکے دونوں صاحبزادے محمد و ابراہیم رضی اللہ عنہم کو پیام
 شہادت پہلایا اور اُن چاروں مظلوم بزرگوں کے سروں کو کوہِ و بازار کو فہ میں اُنٹے
 عبرت کو فیون کے جبکی نقل ہندوستان میں بجنہ ہوئی سچے نیر و ن پر لکھ کر ہر اکے
 یزید کے پاس روانہ کئے یہ واقعہ سنہ ۴۷ھ کو واقع ہوا یا با اختلاف روایت ڈیڑھ
 سنہ الیہ کو چنانچہ اسی تاریخ کو حضرت امام المومنین نے حسب طلب حضرت مسلم و ستر اُن
 کو فہ کے سامان سفر کر کے ارادہ روانگی کو فہ کا کیا مخطیہ سے فرمایا وقتِ رخصت کے ہر ہند کہ
 حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور عبداللہ ابن عمرؓ دو دیگر صحابہ کرام رسول اکرمؐ نے کہ واسطے
 اوائے حج کعبہ شریف کے تشریف لائے تھیں کیا اور کہا کہ حق و ریع اپنے اہلبیت کے
 صرف کو فیون بے وفا کے عطا و پرہیز گزیر گزینجاوین ورنہ بناب کو کوہِ بخت جیسا سخت
 ایذا دینگے مگر حضرت امام المتقین نے صلہ ترک عزیمت نہ فرمائی اور جواب میں فرمایا
 کہ میرے پر بزرگوار نے حدیث فرمائی ہے کہ میں ایک ہندو باہو کا اوسکے سبب
 حرمت مکہ کی حلال ہوگی کاش وہ ہندھائی نہ ہی نہ ہوں نہیں چاہتا ہوں کہ میرے
 سبب مکہ میں خونریزی ہو عرض آپ باصرار تمام اہل مکہ سے رخصت ہو گئے اوسے
 تاریخ کو معہ بیاسی آدمیوں اہلبیت کے و باشتان روایت پالہ سوار
 اور نوے پیادوں کے آپ کو فہ کو روانہ ہوئے اثنائے راہ میں آپسے حالِ شہادت حضرت
 مسلم اور بے وفائی شیعان کو فہ اور تفرقہ جماعت جمعیت گرفتہ کافر ذوق شاعر سے
 سنا نہایت ہی تعجب کیا ہر چند دل مبارک میں گذرنا تھا کہ واپس چلے گئے آپسے
 جدم شہورہ اپنی اہلبیت و دیگر ہمراہیان باننا سے لیا بعض نے اوہیں سے کہا
 کہ ہم جنتک عوض خونِ مسلم کا ہو فایانِ ظلم سے نہ لینگے ہر گز نہ لوہیں گے اگر یہ سن
 جاوین شتے ہی اس بات کے امامِ مہر حق کے ہی صلہ رحمی جو شش پر آئے فرمایا کہ

ہم کو بھی بعد تھکے زندگیاں گوارا نہیں بہتر ہے آگے بڑھو جب کو فہ سے تخمیناً دو منزل کا
 فصل باقی رہا حضرت حرر معہ بارہ ہزار سوار مسلح کہ فوج ابن زیاد سے تھے وہاں آپ سے
 ملاقی ہوئے اور عرض کی کہ ابن زیاد نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے اس کے آگے
 لیجاؤں مگر میں حضور کا مدد مراتب نگاہ رکھتا ہوں نہیں پاتا ہوں کہ ایسا کروں حضرت
 نے فرمایا کہ ہم اپنی خوشی سے نہیں آئے ہیں بلکہ کوفہ کے لوگوں نے ہمارے خطوط شوقیہ
 بھیج کر طلب کیا ہے اگر اپنے قول فعل پر ثابت قدم ہیں تو ہم جلیں ورنہ یہاں سے ہی
 واپس جاؤں حضرت حرر نے التماس کی کہ حضور مجھ کو سہل اسباب کی خبر نہیں ہے
 نہایت ہی حیران ہوں نہ جناب کو وہاں لیجا سکتا ہوں اور نہ چھوڑ سکتا ہوں چونکہ
 نام حضرت حرر کا دفتر ازل میں سعید لکھا تھا سو اے گفتگو با تہذیب کے مکتوب سور
 ادبی کے نمونے اور ہمراہ رکاب حضرت امام الدین کے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے
 جس وقت حضرت امام المومنین شہت کر بلا میں پہنچے دریافت فرمایا کہ اس مقام کا
 کیا نام ہے عرض کی کہ کربلا فرمایا کہ یہی مقبل ہے ہمارا اور ہمارے ہمراہیوں کا
 اب ہم اس جگہ تقسیم ہونگے چنانچہ حضرت ۲ محرم ۱۱۰ھ ہجری کو میدان کر بلا میں
 فروکش ہوئے حضرت حرر بھی معہ اپنے لشکر کے حضرت کے مقابل میں چھڑے
 رہے یہی اثنائیں ایک خط ابن زیاد کا مزید کی بیعت کے لیے حضرت امام حسین کی
 خدمت میں پہونچا حضرت نے خط دیکھ کر قاصد سے فرمایا کہ اس خط کا جواب
 ہمارے پاس نہیں ہے قاصد نے یہ خبر ابن زیاد کو پہونچائی سنتے ہی ابن زیاد
 کبخت سخت غضبناک ہوا اور بہت جلد کثرت سے فوج جمع کر کے بسطہ لاری
 عمر ابن سعد حاکم سے کے واسطے قتل امام الدین کے روانہ کی عمر سعد معہ لشکر کے
 کر بلا میں پہونچا اور اناؤں ویرہ ویرہ فرات کے کنارے پر کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ لشکر
 حضرت امام کا محاصرہ کرے حضرت امام نے بھی بظہر حفاظت کے ایک خندق اپنے

لشکر کے گرد گھوم دوائی اوسکا ایک ہی دروازہ آمد و رفت کا تھا اوس میں ایسی بڑی بڑی کھوکھلی
 صنادید اور شکاری بٹھے پہرے آئے ایک خط ابن سعد کو لکھا کہ ابن سعد تو ان تینوں میں سے
 میں سے ایک اختیار کرے یا جو حجاز کی طرف جانے دے یا زیادہ کے پاس بھیج دے یا
 ہم ترکستان کی جانب جاویں تاکہ کفار ترک سے جدا کر کے عام شہادت نوش
 کرین ابن سعد نے نامہ ابن زیاد و پاس بھیج دیا ابن زیاد نے عمر سعد کو جواب لکھا کہ
 جب تک حسین واسطے یزید کے میرے ہاتھ پر بیعت نہ کر گیا اوسکا کوئی عذر پذیر نہ ہو گا
 ابن سعد نے خط ابن زیاد کا حضرت حسین کی خدمت میں روانہ کیا حضرت نے فرمایا کہ
 یہ امر غیر ممکن ہے میں میرے ابن زیاد کے پاس نہ جاؤں گا اسی درمیان میں دوسرا خط
 ابن زیاد کا ابن سعد کے پاس پہنچا کہ میں نے تم کو سوال جواب کے لیے نہیں بھیجا ہے
 بلکہ تم کو لڑائی کے لیے سپہ سالار کیا ہے جلد لشکر حسین پر پانی بند کرو ورنہ تیرے
 عہدہ پر دوسرا مقرر کیا جاوے گا ابن سعد ظلم نے دیکھ کر حرم کو درمیان فرات و لشکر اقام
 برحق کے اپنی فوج عصیان مروج یک صف باندھ کے کڑی کردی تاکہ اہلبیت سابق
 کو شکر کو ایک بوند پانی نہ لے سکی فوج باندھ من ذلک بعد از ان بائیس ہزار سوار و پیادہ شیعیان
 کو فوج یزید سے اپنے زیر کمان لیکر مستعد جنگ ہو اچونکہ شجاعت اہلبیت علیہ السلام
 سے بخوبی آگاہ تھا اس لیے قیام کی ہمت حضرت کو دمی کہ ظاہر اپنے معاملہ میں
 اندیشہ فراویں اور خود باطن میں وہ بد باطن سامان حرب کرتا رہا اور عمر ابن حجاج
 کو پانسو سوار دیکر روانہ کیا تاکہ دریائے کنات پر جا کے ہر دم گشت کرتا ہے حضرت
 کے لشکر میں سے کوئی چلو بہر پانی نہ لینے پائے حضرات اہلبیت اور لشکر جان نثار کا
 غلبہ شناسی سے وہ عالم تھا کہ شل ماہی بے آب کے پھر سکتے تھے اور مانند مرغ
 بسمل تر مٹتے تھے جب جنگ میں تاخیر ہوئی ابن زیاد نے شمر ذی الجوشن کو
 طلب کر کے کہا کہ عمر سعد جنگ میں قتل کر دے تو اوس پر افسر کر کے بھیجا جاتا ہے

اگر وہ جنگ کرے بہتر ورنہ تو اوسکی جگہ سلاستہ جلد جا اور حسین سے مقابلہ کر اور
اوس کا سر میرے پاس بھیج شمر اوسیدم کو فہ سے روانہ ہوا عصر کے وقت کربلا میں
پہونچا اور ابن زیاد کی جانب سے عمر سعد کو نہایت ہی تہدید کر کے کہا کہ میں ایک
ساعت لڑائی میں توقف نہیں کر سکتا ہوں چونکہ شام قریب تھی لہذا شمر نے بھی
لڑائی کو صبح ہی پر موقوف رکھا رات بھر محاصرہ کیے رہا اوس شب کو حضرت نے
ایک لمحہ بھی آرام نہ فرمایا کیونکہ صدائے عطش و عطش کی ہر دم اہلبیت اور اہل
حجبت کو سن مبارک میں پہونچتی تھی آپ بڑے ہمتی لال سے درستی آلاستہ حرب میز
جو کچھ کہ موجود تھے مصروف رہے ہر دم بیبیوں اور بچوں کو کہ پیاس سے ہلاکت
کے قریب پہونچے تھے دلاسا دیتے اور گریہ و زاری سے منع فرماتے تین روز برابر
حضرت اوبہ تعلقان حضرت نے یتیم سے نماز پنجگانہ ادا کی کسی کو ایک قطرہ پانی کا
میسر نہ ہوا بعض صحابہ اہلبیت نے کہ طاقت سے طاق مجھے تھے عمر سعد سے
پانی طلب کیا اوس شفقی مودمی نے ایک بوند پانی ندیا اوسی شب ایک خطا کی دی
ابن زیاد کا ابن سعد کے پاس بایں مضمون پہونچا کہ حسین کے لشکر میں ایک بوند
پانی بچانے دینا اور لڑنے میں بہت عجلت کرنا جدم حسین کو قتل کر کے نعش کو
گھوڑوں کے سموں کے تلے روند ہوانا اور سر نیزہ پر رکھ کر میرے پاس بھیجنا عیاذ
باللہ جب رات گزر گئی اور صبح روشن ہوئی۔ احمرم کی اور دن جمعہ کا تھا عمر سعد
نے اول اپنے لشکر کو ارستہ کر کے اہلبیت کا محاصرہ کیا امام الہدای سے کو
یقیناً معلوم ہوا کہ دشمن تشنہ خون اہلبیت رسول اللہ کے ہیں آنے واسطے قطع
حجت کے شتر پر سوار ہو کر ایک خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ اے لوگو! اول سیری طرف
کو کیو کہ میں کون ہوں بعد اوسکے اپنی طرف دیکھو کہ تم کون ہو کس حجت پر تم مجھ کو
بے گناہ قتل کرتے ہو آیا میں رسول خدا کا نواسا اور خلیفہ پیمارم سید الانبیا کا

نکاح پیا رہا نہین ہوں آیا نصوص قرآنی و احادیث محبوب سبحانی مانع سیری تھو نہیری
 کی نہین ہن خدا و رسول نے مجھ کو قطعی حجتی فرمایا ہے اسید طر سے آپ نے اپنے فضائل
 میں بہت کچھ دلایل پیش کئے اعدا کی طرف سے سوائے سکوت کے کوئی جواب
 نہ تھا فرمایا کہ اچھو معہ حجت خدا تھر پر تمام ہوئی یہ فرما کہ آپ شتر سے اوتارے اور
 سپ پر سوار ہو کے جو انان اہلبیت و مردان صداقت کیش کو طلب فرما کہ دشمن کے
 مقابل ہر صفت آرائش نظر تھے کہ آغاز جنگ کا دشمن کی طرف سے ہوتا ہوڑے
 سے توقف کے بعد ایک ظالم لشکر دشمن سے نکلا اور حضرت کے لشکر سے اپنا مقابل
 چاہا حضرت نے اس کے مقابلہ کو ایک جوان اہلبیت سے روانہ فرمایا جو ان موصوف
 نے اس کو اور مثل اس کے بہتیروں کو قتل کر کے خود بھی جامع شہادت نوش کیا
 اسید طر سے حضرت کے عزیزوں اور دوستوں سے ایک ایک صاحب خندق سے
 باہر جاتے اور بہت سے ظالموں کے سر زمین پر گر کر آپ ہی شہادت پاتے
 جب زیادہ پچاس آدمیوں لشکر حضرت سے شہید ہوئے اس وقت حضرت نے
 ایک نعرہ مارا کہ آیا کوئی ہے کہ اس وقت ہماری بجائے خدا مدد کرے اور دشمن کو
 اہلبیت رسول اللہ سے باز رکھ سکتے ہی اس بات کے حضرت خیر لشکر ابن سعد
 جدا ہو کے معہ اپنے بھائی اور بیٹے اور غلام کے امام المدی کے حضور میں حاضر ہوئے
 اور عرض کی کہ اے ابن رسول اللہ صرف اس اسید پر کہ حضور کے نانا قیامت کے
 دن سیری شفاعت فرماوین اپنا جان مال و اہل و خیال قربان کرتا ہوں یہ کہہ کر
 حضرت کی جانب سے ابن سعد کے لشکر پر حملہ آور ہوئے بعد بڑی حرب و ضرب
 کے معہ اپنے بھائی اور بیٹے اور غلام کے شہید ہوئے جب حضرت تھر ہی شہید ہو گئے
 حضرت امام المدی نے بذات خود ارادہ جنگ کا فرمایا اس دم باقی بازو ہامیوں
 نے عرض کی کہ جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی باقی رہیگا حضرت کو میلان

جنگ میں نجانے دیکھا غرض کہ یہ سب صاحب بھی بڑے بڑے کار نمایان دیکھ لاکر
 شہید ہو گئے اور سوا سب بیبیون اور بچوں اور بعض زخمیوں اور حضرت علیؑ کے
 کہ خیمہ میں بھار پڑے تھے کوئی بھی باقی نہ رہا اس وقت حضرت امامؑ برحق سے
 دشمنوں کی طرف گھوڑا بڑھایا اور جبر پھر یہ اپنے آبا و اجداد کی شان میں بقاعدہ
 اہل عرب کے پڑکے شمشیر برہنہ کی مخالف کے لشکر سے جس نے حضرت کے مقابلہ میں
 قدم نہ بڑھایا سداوسکا اپنے شمشیر بران سے زمین پر گرایا البقیۃ لہیف میں
 کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ حضرت سے تنہا جنگ کرے آپ کی شجاعت دیکھ کر تمام لشکر
 اعدا مانند بید کے لوزان تھا یہ جرات دیکھ کر شرمگہرا یا اور اپنی فوج یا جھج جھج کر
 کو جمع کر کے حضرت پر کثرت سے تیر بارانی کی کہ جسم اطہر صورت غریب محجور ہو گیا
 اوسے اشار میں ایک گروہ نے حرم محترم کی طرف بغرض غارت منہ کیا حضرت نے
 باواز بلند فرمایا کہ اے بیجا دشمنوں بے خردو یہ کیا گیت ہے کہ تم اہلبیتؑ سوال
 کے ساتھ کرتے ہو اگر تم کو خوف عقبی نہیں ہے تو دنیا کی ہی ملامت سے شرمناؤ کیونکہ
 تم عورتوں اور بچوں نے لڑائی نہیں کی ہے اس حرکت ناشائستہ سے باز رہو
 اور سب لڑو شمر نے جو یہ کلام سنا اپنے یاروں کو لوٹا لیا اور کہا کہ تم عورتوں اور
 بچوں سے مزاحمت نہ کرو اور حسینؑ سے کہ شدت تشنگی و کثرت زخموں سے بیابان
 ہے جنگ کرو سنتے ہی اس بات کے دل کے دل سوار و پیدل ہمدرد ہو کر حضرت
 پر ٹوٹ پڑے اگرچہ حضرت امامؑ بھی بضر تیر و شمشیر لشکر اعدا سے خوب ہی لڑے
 مگر کثرت زخموں سے طاقت حرب نہ رہی اس وقت ایک ظالم نے حضرت کے
 گھوڑے کی گونچیں کاٹ ڈالیں اور دو سکے اظلم نے ایسا خنجر مارا کہ دوش مبارک
 لشکر زمین پر گر پڑا اوسے حالت میں سچ شریف واصل بحق ہوئی اور جسے طہیف خاک
 گر پڑا یہ معرکہ محرم روز جمعہ کا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اس حال کو دیکھ کر

نصر ابن خمر شہ نابلک سے شمشیر نکال کر ارادہ کاٹنے سے مبارک کا کیا ایسی ہیبت غالب
 ہوئی کہ اس نے پانون پر اگرتھوئی ناہنجا ابن سعد کے حکم سے اپنے گھوڑے سے
 اتر کر اور حضرت کے سر اقدس کو کاٹ کر آگے شمر و ابن سعد کے لیکھا اوس وقت
 شمر و ابن سعد نے واسطے غارت کرنے حرم محترم کے اجازت دی جو چہرہ کہ الہیبت
 کی تھی جزو کل لوٹ لی ظالم بیبیون اور بچوں الہیبت کو قید کر کے لگے دشمنان
 خدا کے لیکے پہرے کشتون کی لعشیں تلاش کر کے زمین میں دفن کیں لعشیں
 شہداء عظام و ادلا و سیدانام کی میدان میں پڑی تھیں وین اور جو کچھ شہداء
 نے بموجب کئے ابن زیاد کے بے ادبیاں جسم پاک حضرت کے ساتھ کثرت قابل
 تحریر نہیں اوس بیان سے حج کا ہتی ہے اور بال بدن پر کھڑے ہوتے ہیں
 زان اجد ابن سعد نے سر اقدس کو معہ اسیران الہیبت ہمراہ بشیر بن مالک و
 نھولی بن یزید کے کوفہ کو ابن زیاد کے پاس روانہ کیا ابن زیاد بچا نے سر مبارک
 کو نیزہ پر رکھا اور بیبیون اور بچوں الہیبت کو شتران بے ہودج پر بٹھا کر کوچہ و
 بازار کوفہ میں پر ایا چننا پھر اوس کی نقل اس دم تک شیعان پاک ہر محرم میں کیا
 کرتے ہیں غرض اوس مرد و سنے کوئی دقیقہ تک الہیبت میں باقی نہ ہوڑا فتوۃ
 من ذالک بعد اوس کے سر مبارک کو معہ الہیبت کے اوس حال مذکورہ ہمراہ
 شمشیر و فوج عصیان موج کے پاس یزید عنید کے بجانب مشرق روانہ کیا
 ہر دم خبر آئے سر اقدس اور قیدیان الہیبت کی یزید پلید کو پہونچی نہایت خوش
 ہو کر اپنے دربار عام میں بیٹھا اور واسطے حاضر ہوئے امر او غر باول شام کے
 حکم دیا جب سر مبارک اوس نصبت کے آگے رکھا گیا اور اسیران الہیبت سامنے
 کھڑے کئے گئے وہ مرد و دگر ہی لب مبارک حسین پر کہ بوسہ گاہ رسالت پناہ کا
 تھا مار کہ حضرت ذین العابدین ابن حسین سے کہنے لگا کہ تیرے باپ نے سیرا حق پہچانا

اور مدعی ملک خدا و امیر کے کاہن اور دیکھ بیٹے اوس کے ساتھ کیا گیا اب تو مختار ہے جہان
 چاہے جا حضرت زین العابدینؑ نے مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کی بارہ دن بعد
 بڑے عیند نے حضرت زین العابدینؑ کو معہ اہلبیت کے اونٹوں خشک پالان پر سوار
 کر کے مدینہ کو روانہ کیا پھر بعد چند روز کے سراقہ میں حضرت حسینؑ کا بھی مدینہ میں
 بھیجا حضرت زین العابدینؑ نے کفن دیکر قریب مقبرہ حضرت سیدہ النساءؑ کے
 دفن کیا۔ مگر شیعہ اسکے خلاف روایت کرتے ہیں والدہ اعظم بالصواب اسما شریف
 شہداء اہلبیت کے یہ ہیں حضرت عباسؑ حضرت عثمانؑ حضرت محمدؑ حضرت عبد
 و حضرت جعفرؑ سپر ان حضرت علیؑ حضرت ابوبکرؑ حضرت عمرؑ حضرت قاسمؑ حضرت
 عبد اللہؑ فرزند ان حضرت حسنؑ حضرت علی اکبرؑ ابن حضرت حسینؑ اور صاحبزاد
 حضرت عبد اللہ ابن حضرت جعفرؑ اور تین ازادے حضرت عقیلؑ بن ابیطالبؑ حضرت
 عبد اللہؑ حضرت عبد الرحمنؑ و جعفرؑ حضرت محمد بن عقیلؑ کے رضوان اللہ علیہم
 اجمعین باقی شہداء دیگر احباب
 ن سے تھے ان سب بزرگوں کی بلاشین
 کے تیسرے دن ایک قبر کلاں کہوہ کے
 المدینہ کی کو ایک قبر میں علیہ دفن کیا عمر شریف
 ہوئی میدان کر بلا میں معہ اعزاء و احباب کے مدفون ہوئے

آدھ عشرہ محرم

جب مسلمان محرم کے
 کے اپنی دنیا و آخر
 رکھیں تو افسل پڑے
 رحم کہا وین فی
 دیکھیں اس ماہ کو تبرک سمجھیں اور بعد حمد خدا و نعت سیدہ اللہ
 صیر چاہیں اور عمل نیک کریں خصوصاً عاشورہ کے دن روزہ
 اسل کریں علماء سے ملیں و عطا و پند نشین بہار و دن کو نو خیز و پیر
 میل اللہ محتاجون کو صدقہ دین مسلمانوں سے ملین تلاوت قرآن میں

باسن لقب ملقب ہوئے کہ آپ بہت عابد و زاہد تھے دن رات میں میزبان رکعت افروز تھے
 تھے ایک ساعت بھی یا خدا سے غافل نہ رہتے تھے کنیت آپ کی ابو الحسن تھی ۵۰ شہان
 کو شکم محترم حضرت شہر باؤنبت شاہ یزد و جرد شاہ فارس سے جو حضرت عمہ خلیفہ ثانی
 رضی اللہ عنہ نے بطریق عطیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دی تھیں کو فہ میں پیدا ہوئے
 اور اپنے جدا مجد حضرت علی کریم اللہ وجہ کی کنار مبارک میں پرورش پائی اور حضرت
 فاطمہ زہرا بنت حضرت حسین کے ساتھ کتھا ہوئے جب عمر شریف جناب کی بائیس برس
 کی ہوئی معرکہ کربلا میں بقیہ ہو کر شام کو بھیجے گئے وہاں سے بعد اٹھٹھ لائے
 تکالیف و مصیبت کے بیچہ ظالموں سے خلاص ہو کر مدینہ طیبہ میں شریف لائے
 بعد چند روز کے وہاں سے بھی سکونت ترک کر کے ایک موضع میں کہ متصل مدینہ
 منورہ کے تھا تازلیت قیام فرمایا ہمیشہ حصول ثواب عقبی میں مصروف رہتے تھے
 دنیا کے لوگوں کے جھگڑوں میں نہ پڑتے تھے اوقات عزیز کو تلاوت قرآن پاک
 و روایت احادیث صاحب لواک میں گزارتے ۸ محرم سنہ ۹۲ یا ۹۵ کو دنیا سے رحلت
 فرمائی عمر شریف ۵۴ یا ۵۵ برس کی ہوئی جنبت البقیع قبرہ حضرت عباس علیہ السلام میں دفن
 ہوئے بعض مورخ کہتے ہیں کہ آپ بھی زمین سے شہید ہوئے واللہ اعلم بالصواب
مجملاً ذکر حضرت امام محمد باقر ابن العابدین رضی اللہ عنہ
 صلی نام آپ کا محمد ہے اول لقب باقر اس لفظ کے معنی لغت میں توسع کے ہیں چونکہ
 آپ کو وسعت علم و فضل کی کثرت سے حاصل تھی لہذا باسن لقب ملقب ہوئے
 کنیت آپ کی ابو جعفر ہے ۳ ماہ سنہ ۳۰ ہجری روز جمعہ کو بطریق فاطمہ بنت امام حسن
 رضی اللہ عنہ سے مدینہ شریف میں تولد ہوئے معرکہ کربلا میں آپ تین برس کے
 تھے صفائی قلب و طہارت نفس و ذکاوت طبیعت و کثرت علم و وسعت فضل میں آپ کو

دسترس تمام تھی شریعت و طریقت کے شاعلم معرفت و حقیقت میں کامل ہمیشہ کلام
خوار و حدیث سید الانبیاء کے معنی بیان فرماتے اور مسائل صولی و فروعی فقہ کے
لوگوں کو بتاتے روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک روز میں رسول خدا
کے حضور میں بیٹھا تھا اوس وقت حضرت کی گود میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے
میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے جابر حسین کے ایک فرزند ہو گا نام اوس کا علی
قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ اے سید عابدین اوٹھ اوس وقت پسر حسین
کہ اوس کا نام علی ہو گا اوٹھے گا اوس کے ایک لڑکا ہو گا نام اوس کا محمد ہو گا اگر تو اوس کا
زمانہ پائے تو تومیری طرف سے اوس کو سلام کہنا اسطرح سے آگے فضائل بہت ہیں
مستعرب کتب شیوخ مثل حقائق سخن کے ثابت ہے کہ علما اربعہ اہلسنت کے آپہی
کے شاگرد ہیں جیسا کہ مسائل شیعہ میں بیان ہو گا اپنے آخری باب میں
رحلت فرمائی عجم شریف ۷۵ سال کی ہوئی قبہ حضرت عباس میں دفن ہوئے بعض
مورخ کہتے ہیں کہ آپ ہی زہر سے شہید ہوئے واللہ اعلم بالصواب

مجاذکر حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہ کا

اصلی نام آپ کا جعفر ہے اور لقب صادق اس سبب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ صدیقین
کا عطا کیا تھا کنیت آپ کی ابو عبد اللہ ہے ۸۳ ہجری میں بطن ام فروہ سے مدینہ طیبہ
میں پیدا ہوئے جمیع علوم ظاہریہ و باطنیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کئے آپ کی سعی تبلیغ
سے دین کا علم سلام کے تمام شہروں میں پھیل گیا چنانچہ اکثر علما اہلسنت آپ کے
شاگرد ہیں مثل ابو حنیفہ و یحییٰ ابن سعید و ابن جریر و ہر دو سفیان و مالک و شعبہ و ابوالیوب
وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اسطرح سے بہت سے بزرگ صوفیہ نے ہی آپ ہی سے علم
سلوک و معرفت کا حاصل کیا کثرت سے آپ کی روایات مشہورہ اہل ایمان کی کتب

مجاذکر حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہ کا

مستقرہ میں موجود ہیں حاجت بیان کی نہیں اپنے ۵۵ رجب روز ووشنبہ ۴۷۸ ہجری
باخلاف روایت ماہ شوال مدینہ میں انتقال فرمایا اور عباس میں پورے والد کے دفن ہوا
عمر شریف ۶۸ سال کی ہوئی شیعہ کہتے ہیں کہ آپ کو بھی زہر دیا گیا مگر اہلسنت کے نزدیک ثابت نہیں

مجلد ذکر حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام

اسم شریف صلی آپ کا موسیٰ ہے اور لقب کاظم با بن سبب کہ آپ غصہ کو کہا جاتے تھے
چونکہ آپ کثرت جلیم مزاج و سلیم طبع تھے لہذا با بن لقب ہوئے کنیت آپ کی ابو الحسن
۶ ماہ صفر ۲۸۱ مسیاس ۲۵۹ ہجری کو موضع البواکہ در میان مکہ و مدینہ کے واقع ہے لطن
ام ولد جنکا حمیدہ نام تھا اور انکو اندسیہ بھی کہتے تھے پیدا ہوئے اور جمیع کمالات
ظاہریہ و باطنیہ میں مثل اپنے آبا و اجداد کے موصوف تھے اور فضل و علم و زہد تقویٰ
عبادت و فکارت و اجابت و دعا و صبر و شکر و غیر ہم میں معروف تھے اتفاقاً ہارون
کہ خلفا و عباسیہ سے تہادینہ میں آیا آپ کی کرامت و شجاعت کا حال سنکر مخالف
ہوا اور اپنے ساتھ بغداد میں لے گیا وہاں آپ کو بغیر سرزد ہوئے کسی امر کے قید کر دیا
پہنچنے اپنے اسی حبس کی حالت میں ۲۵ رجب روز جمعہ ۲۸۳ ہجری کو طاعت فرمائی
اور قبرہ شونیزہ میں مدفون ہوئے عمر شریف جناب کی ۵۵ سال کی تھی
بعض کہتے ہیں کہ آپ کو زہر دیا گیا بعض کہتے ہیں کہ آپ زیادہ رطب کھا گئے تھے

مجلد ذکر حضرت امام علی رضا بن موسی کاظم علیہ السلام

صلی اسم شریف آپ کا علی ہے اور لقب رضا با بن سبب کہ آپ ہمیشہ راضی برضائے
رہتے تھے اور ہر کام میں آپ اللہ ہی کی رضا کو مقدم رکھتے تھے لہذا با بن لقب ملقب
ہوئے کنیت آپ کی ابو الحسن ہے اربعہ الثانی روزنبشبنہ ۲۵۳ ہجری کو لطن مزان میں

موسی کاظم علیہ السلام
ابو الحسن
۱۶

موسی کاظم علیہ السلام

ملقب بطاہرہ کہ ام ولد تین مدینہ منورہ میں تولد ہوئے فضل و کمالات ظاہری باطنی
میں مثل اپنے بزرگوں کے تھے اکثر علماء اہلسنت نے آپسے علم شریعت و معرفت کا
حاصل کیا چنانچہ شیخ معروف گدھی آپ ہی کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے مامون
بادشاہ آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کرتا تھا حتیٰ کہ اپنی دختر ام طیبہ نام کو آپ کے عقد میں لے
اور نہایت ہی حسن عقیدت سے ایک عہد نامہ سنہ ۳۰۰ ہجری میں لکھ دیا کہ بعد
حضرت علی رضا بادشاہ ہونے اور اپنی زندگی میں ہی آپ کو شہید ملک کا جانا
تھا چونکہ جناب کی عمر نے وفات کی آپ مامون سے پہلے ہی انتقال فرما گئے اس
سبب سے آپ بادشاہ ہوئے اپنے آخر ماہ صفر سنہ ۳۰۲ یا سنہ ۳۰۳ ہجری میں وفات
پائی شہر طوس میں متصل قبر بارون رشید دفن ہوئے عمر شریف جناب کی تخمیناً
بچاس برس کی ہوئی شیخ کہتے ہیں کہ آپ کو مامون نے ہمدان اہلسنت نزدیک مصلیٰ خلق ہے

مجلد ذکر حضرت امام محمد تقی ابن امام علی رضا علیہ السلام کا

آپ کا اصلی نام محمد ہے ولقب تقی و جو آواز کنیت ابو جعفر ۱۹ رمضان سنہ ۱۹۵ ہجری روز
جمعہ و بقول ۱۰ رجب سنہ ۱۹۵ ہجری کو شکم ام ولد سبنہ المرسیہ نام کے سے بغداد میں
پیدا ہوئے جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوئی آپ کے والد ماجد نے انتقال
فرمایا چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا فاضل و عقیل پیدا کیا کہ اپنے تھوڑی سی عمر
میں تمام علوم خفی و جلی مثل اپنے آبا و اجداد کے حاصل کئے اپنے زمانہ میں آپ
کثرت فضل و کمال میں عدیم المثال تھے نقل ہے کہ ایک روز سوار ہوئے ہمدان
بادشاہ کی گذرتی تھی حضرت کو ایک کوچہ میں کھڑے ہوئے دیکھا جب آپ پر
آپ کو وہیں کھڑے ہوئے دیکھا مامون آپ کے پاس آیا پوچھا کہ اے محمد بتاؤ تو
میرے ہاتھ میں کیا ہے فرمایا اے امیر المومنین تمہارے ہاتھ میں جوئی پھلکان

بین جنکو بانٹنے شکار کیا ہے سنتے ہی اس بات کے مامون حیران رہ گیا اور اپنے دل
 میں یقین کیا کہ جب حضرت کے کشف کا تین برس کی عمر میں یہ حال ہے تو آگے
 کیا کچھ نہوگا آپ کو ہمراہ اپنے گھر لگیا اور بڑی توقیر و عزت سے پیش آیا اور کہا کہ محمد
 بیشک علی رضا کے صاحبزادے ہیں ہر دم آپ سے ایسے فضل و کمالات و کشف و
 کمالات سرزد ہوتے تھے کہ مامون ہزار جان سے آپ پر فدا ہوتا تھا بدل چاہتا تھا
 کہ اپنی دختر کا نکاح آپ کے ساتھ کرے اور امر حکومت آپ کو سپرد کرے مگر اسکی قوم
 کے لوگ یعنی عباسی اس امر سے مانع ہوئے لیکن مامون نے مطلق اونکے کہنے کی پروا
 نہ کر کے جواب دیا کہ میں محمد کو علم شریعت و معرفت میں تمام فضلاء و علماء اس زمانہ سے
 بہتر و برتر جانتا ہوں جسکو شک ہو متحان کر لے چنانچہ عباسیوں نے آپ کے ساتھ
 سباحہ کر نیکی لیے یحییٰ بن اکتھم کو کہ عالم جلیل القدر و سربراہ وہ عالم تھے مقرر کیا
 یحییٰ نے آپ سے بہت سوال کئے آپ نے تمام مسائل کے کافی وافی جواب دیئے حضار
 کو سکتہ تھا ہر ایک حیرت سے آپ کے منہ کو تنکا تھا جب آپ نے یحییٰ سے ایک مسئلہ دریافت
 کیا اوس سے کچھ جواب نہ آیا اور نہایت ہی انصاف سے آپ کے جامع الکملات
 ہونے کا اقرار کیا مامون اس بات سے نہایت ہی خوش ہوا اور از بس حسن عقیدت
 سے اپنی دختر ام الفضل کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا آپ نے مامون سے درخواست
 مدینہ جانے کی کی اوس نے فوراً آپ کو معہ اونکی زوجہ کے مدینہ کو بھیج دیا
 پھر آپ کو معصوم باللہ نے اپنے عہد حکومت میں بغداد طلب کیا آپ بموجب
 اولی الامر کے ۲۶ محرم سنہ ۲۲۰ ہجری میں داخل بغداد ہوئے چنانچہ وہیں قبل از
 ۵ یا ۶ ذی الحجہ روز شنبہ ۲۵ ذی الحجہ کو وفات پائی اور اپنے جد امجد امام موسیٰ
 کاظم کے پہلو میں دفن ہوئے عمر شریف ۲۵ برس کی تھی شیعہ کہتے ہیں
 کہ آپ کو معصوم باللہ نے زہر دوا یا اہلسنت کے نزدیک بالکل دواغ ہے

مجلد اول حضرت امام علی نقی ابن ابی طالب محمد تقی رضی اللہ عنہ کا

آپ کا اصلی نام مبارک علی ہے اور لقب نقی و ہادی و عسکری ہے۔ بابر سبب آپ کا نام عسکری ہوا کہ آپ نے لشکر متوکل باللہ میں سکونت اختیار فرمائی تھی لہذا ابان لقب ملقب ہوئے نصف شعبان ۱۲۸ھ یا ۱۳۱ھ رجب ۱۲۸ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کمریہ میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک اہم الفضل و خیر مامون ہیں اور بعض کے نزدیک سہمانیہ خربہ ہیں بعض کے نزدیک شہر اجمین بہر حال آپ بہیشتی بزرگوں کے موصوفہ کجیمہ صفات سے متوکل باللہ بادشاہ وقت آپ کی بہت کچھ عزت و وقعت کرتا تھا افضل ہے کہ ایک دن ایک عورت متوکل باللہ کے پاس آئی اور دعویٰ کیا کہ میں سیدہ ہوں بادشاہ دانائے اس کو قرینہ سے جھوٹا سمجھا واسطے امتحان کے حضرت امام علی نقی کو طلب کر کے عرض کی کہ آپ بتائیے یہ عورت سیدہ ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اولاد حسین کا درندوں پر حرام کیا ہے اگر سچی ہے تو درندوں میں جا کھڑی ہونے سے ہی اس بات کے عورت ڈر گئی اور اپنی دروغ گوئی کا اقرار کرنے لگی نقل ہے کہ چند روز بعد بادشاہ نے بھی اس امر کا امتحان کیا کہ تین درندے خوشخوار مردم آزار گر سنہ کہ طلب گوشت میں نالان تھے طلب کر کے ایک بلند مکان کے صحن میں چھوڑ دیے اور دروازہ بند کر دیا آپ اس کی چھت پر بیٹھا اور اوس دم امام صاحب کو اپنے پاس بلایا آپ کو اڑکھو لکر صحن میں تشریف لے گئے وندے دیکھ کر آپ کو دم ہلانے لگے اور بڑے عجز و محبت کے ساتھ اپنے بدنوں کو حضرت کے جسم اطہر سے ملائے لگے حضرت بھی اونپر دست شفقت پیرا ہوئے بادشاہ پاس تشریف لے گئے تھوڑی دیر ٹھہر کر پیرا وسیطہ جسے تشریف نیچے لائے بادشاہ مشاہدہ اس حال سے حیران رہ گیا اور آپ کی نہایت درجہ تعظیم و تکریم

کرتا تھا آپنے سر میں آٹھ یا دس برس قیام فرمایا اور وہیں ۲۵ جمادی الثانی یکشنبہ
روز دوشنبہ کو انتقال کیا اور شریعہ البواحد رشیدی خاص اپنے گھر میں مدفون ہوئے
عشر ہفت چالیس یا پالیس برس کی ہوئی تھی کہ آپ کو مقبرہ بابہ زہرا العسکریہ کے نزدیک دفن فرمایا
مجاذ ذکر حضرت امام حسن عسکری بن امام علی نقی رضی اللہ عنہ

ذکر امام احمد

صلی اللہ علیہ وسلم مبارک آیت کا حسن ہے اور لقب خالص عسکری کینیت ابو محمد ماہ سبع الاخر روز
پنجشنبہ ۲۳ یا ۲۴ کو شکم ام ولد سوس سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور زیادہ طویلت
سے اپنے والد ماجد کے ہمراہ سرمن رائے میں مقیم رہے علم و فضل وجود و کرم کشف
کراست و رحم میں مثل اپنے بزرگوں کے نامی و گرامی تھے اور بادشاہ معتد بابہ آپ کو
نہایت ہی معزز و مکرم رکھتا تھا اقل ہے کہ ایک مرتبہ سرمن کے میں خشک سالی
ہوئی انسان و حیوان پر سخت تکلیف گذرے لکی بادشاہ معتد بابہ نے لوگوں کو حکم دیا
کہ شہر سے باہر جا کر نماز استسقاء پڑھیں اور خدا سے دعا کریں جب مسلمان ایک ٹیپہ میدان
میں پہنچے اوشغول بدعا ہوئے اتفاقاً اوسی مقام پر ایک راہب بھی وارد ہوا جو نہایت
اوس نے آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھایا بکثرت پانی پڑنے لگا دوسرے دن بھی اوس
ایسا ہی کیا لوگ کراست راہب کی دیکھ کر عقیدہ ہو گئے بلکہ بعض شک اسلام میں کر کے
مرتد ہو گئے اور دین نصارا اختیار کر لیا بادشاہ اس بات سے نہایت ہی اندوہ مند ہوا
اور اوسیدم حضرت امام حسن کی خدمت میں کہہ کر اپنے نانا کی امت کی
جلد تر خبر لیجئے ورنہ تمام لوگ گمراہ ہو جائیں گے آپنے جواب میں فرمایا کہ انشاء اللہ
ہم بھی شریک جلسہ استسقاء ہونگے اور وہیں اس امر کا تذکرہ کریں گے تیسرے روز بادشاہ
معہ اپنے خاص و عام لوگوں کے وارد میدان ہوئے نماز و دعائیں مشغول ہوا راہب تنویر
قدیم آیا جو بہین ہاتھ اوٹھایا اوسیدم ایک ابر کا ٹکڑہ ظاہر ہوا اور برسنے لگا امام برحق نے

فرمایا۔ جو کچھ کہ راہب کے ہاتھ میں ہے چھین لو نہ راہب سے کہا کہ اب تو اپنی کراست دکھا
 ہر چند راہب نے ہاتھ اٹھائے مگر ایک بوند پانی زمین پر نہ آیا بلکہ تمام ابر آسمان سے بالکل
 صاف ہو گیا اور سورج نکلا یا دیکھتے ہی اس حال کے برکشتہ لوگ اپنی شاست پر نام
 ہوئے اور اوسیدرم سب نے توبہ کی بادشاہ نے یہ حال امام الداعی سے دریافت کیا فرمایا
 کہ یہ راہب اپنے ہاتھ میں کسی انبیاء کی ہڈی لیکر دعا کرتا تھا پانی برستے تھا یہ یقینی ہے
 کہ جو کوئی استخوان انبیاء کے آسمان کو دکھائے معجزات میں پر پانی آئے بادشاہ نے
 استخوان موصوف کا اوسیدرم امتحان لیا واقعی وہی صفت اوس میں تھی جیسی کہ حضرت
 نے فرمائی بادشاہ اس امر سے نہایت ہی منت شناس و شکر گذار ہوا ہمیشہ آپ کے
 ساتھ عظیم و کرامت سلوک کرتا اپنے صبح الاول یا جمادی الاول روز چار شنبہ ۲۶
 کو سرمن سے میں وفات پائی اور اپنے والد مکرم کے پہلو میں دفن ہوئے عشر شریف اول
 یا تیس برس کی ہوئی یہ دعویٰ شیعوں کا کہ آپ کو محمد باللہ نے زہر یا مصلخ لغو ہے
 محققین کی تواریخوں میں اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ عقاد بھی اونکا بالکل باطل
 ہے بلکہ صریح اتمام ہے کہ حسن عسکری کی نسل سے ایک صاحبزادہ باقی بھی اور وہی
 امام غائب بھی حق یہ ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے اطمینام ولد تیس یا سون
 نام سے پیدا ہوئے انکا اسم شریف محمد تھا وہ باتفاق تمام مورخین ہفت سبب میں
 ہی انتقال کر گئے تھے اور انکی عمر اور تاریخ وفات میں مورخوں کا بڑا اختلاف ہے مگر
 اس پر سبب فوق البیان ہیں کہ آپ کی نسل قطعاً باقی نہیں اور شیعوں کے فرقوں میں امام
 آخر الزمان کے قائم کرنے میں بڑا فرقہ پڑا ہے بعض کہتے ہیں کہ ابوالقاسم محمد بن القاسم
 بن علی بن حسین بن علی مرتضیٰ آخر الزمان ہیں بعض کہتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ بن علی امام
 محمدی ہیں علی ہذا اسکا حال مفصل شیعوں کے فرقوں میں بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ
 اور جو ذکر کہ کتب صحاح ستہ اہلسنت میں درباب امام آخر الزمان کے مرقوم ہے وہ

مہدی زبان وقت موعود پر پیدا ہونگے چنانچہ ہم آپکا بیان کتب صحاح سے ثبت کرتے ہیں

مجلد اول حضرت امام مہدی آخر الزمان رضی اللہ عنہ کا

اصلی سہم شریف آپکا محمد ہوگا اور لقب محمدی و خلیفہ اللہ اور آپ اولاد فاطمہ زہرا سے ہونگے
 خصوصاً نسل حضرت امام حسن سے آپکے والد مکرم کا نام عبداللہ اور والدہ مکرمہ کا نام آمنہ
 ہوگا جب بکثرت دنیا میں فتنہ و فساد و کفر و لجاج و ظاہر ہونگے آپ مدینہ میں پیدا ہونگے
 جب عمر شریف آپکی چالیس برس کو پہنچے گی مسلمان غلبہ کفار استرا سے تبرنگ
 آکر آپکی تلاش میں نکلیں گے آپ بھی خبر سنا کر مدینہ سے مکہ میں تشریف لاویں گے
 اولیاء اللہ اوس زمانہ کے اپنے کشف سے آپکو چاہیں گے اور باصرار تمام مسجد حرام کے
 اندر لجا کے آپکے دست مبارک پر جیت کر بیٹھیں گے اوس وقت ایک اڑنا آسمان سے باہر
 مضمون آویں یہی ہذا خلیفہ اللہ المہدی فاسمہ اللہ والہیہ غرض آپکا پیدا ہونا قیامت
 کبریا کی علامت ہے اور علامت ظہور آپکی یہ ہے کہ آپ پہلے ایک ماہ رمضان میں دو
 گہرین چاند سورج کے بیچ بیٹھیں گے قد مبارک دراز و فرہ ہوگا اور رنگ روشن آپکی زبان میں
 لکنت ہوگی اکثر آپ گفتگو کے وقت تہ ننگ ہو کر دست مبارک زانو پر مار گئیے اخلاق
 آپکا مثل اخلاق رسول خلاق کے ہوگا اللہ تعالیٰ آپکو اپنے فضل سے علم لدنی عطا کرے گا
 جس سے آپ دنیا کی پوشیدہ چیزوں پر اطلاع پاویں گے آپ سے بکثرت خوارق عادت
 و کشف و کرامات سرزد ہونگے جب خبر جیت آپکی دنیا میں مشہور ہوگی چاروں طرف سے
 اہل اسلام آپے حضور میں حاضر ہونگے اور تمامی اولیاء و ابدال و غوث و قطب اوس
 زمانہ کے آپکی خدمت میں آکر موجود ہونگے خلاصہ یہ ہے کہ تھوڑی سی ہی مدت میں آپکے
 پاس جماعت کثیرہ ہو جائیگی اوس وقت آپ خزانہ غیب کو کو آگے کعبہ شریف کے
 دفن ہے کھلاؤں گے اور مسلمانوں پر تقسیم فرماؤں گے بعد ازاں آپ افواج نصاریٰ اور

وفاقیہ اسلامیہ

[illegible]

هم بست خوش ابو که سر محک تجر بر آید بکمالین ^{تا} سیر روی تو میرد که در پیش باشد -

اور تیسرے سرکرہ میں آپ تمام دشمنان اسلام کو فی النار والسقر کرینگے کثرت سے فتوحات
 غیبی و تائیدات الہیہ شامل حال خیر مال آپکے ہونگے بعد آپ قسطنطنیہ پر حملہ فرمائیں گے
 اور کفار فجار کو قتل کر کے اپنے قبضہ میں لائیں گے خلافت آپکی مطابق شریعت قائم نہیں
 و موافق طریقت خلفاء ہمدانیہ کے ہوگی تمام اختلافات مذہبی دور ہو جائیں گے انصار
 یہودی ترسا مجوسی شیعہ رافضی کا دنیا میں نام و نشان بھی باقی نہیں گانا نام آدمی
 بموجب الناس علی دین ملوک کھد کے مشرف ہلام ہونگے آپکے عدل و جان سے
 خلق میں صلاح و فلاح ہوگی سوائے خوشی کے رقصے زمین پر نہج کا نام نہیں گے
 آپ ہی کے زمانہ عدالت نشانہ میں جہاں ملعون جبلی شیطان و مستدرک کا
 حال کتب صحاح میں شرح مرقوم سے شروع کرے گا اوسکی ہمراہ بہت بڑی فوج
 یہود مردود کی ہوگی اور بہت سے ایسے معتقدین کو عراق و ہماہن و شام سے
 ساتھ لیکر ارادہ تخریب حریم شریفین کا کرے گا جب دونوں مقام بزرگ کو سب
 لے ہوئے فرشتوں کی حفاظت میں دیکھے گا شرمندہ وہاں سے اٹھے پانوں پر چکا
 اور مشق پر جا کر حکم کرے گا وہاں حضرت امام محمدی بھی لشکر بھیج کر کے اوس شیطان سے
 قصد مقابلہ کا فرمائیں گے اوسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام منارہ شرقی مسجد مشرق پر
 نزول کریں گے وہاں سے اتر کر حضرت امام برحق سے ملینگے اور آپکے پیچھے نماز پڑھیں گے
 پھر دونوں صاحب دجال شہیر سے جنگ کریں گے دجال مردود بہت مبارک
 حضرت عیسیٰ سے قتل ہوگا تمام لشکر اوس کا بھی غارت ہو جائیگا بہت سے لاکھ جانیں
 اور بہت بھاگ جائیں گے دونوں صاحب فتح و نصرت کے ساتھ میدان جنگ سے واپس
 آئیں گے اور باقی ماندہ لوگوں کو دعوت اسلام فرمائیں گے چنانچہ تمام مائے زمین پر سوائے
 دین برحق کے کفر کا نشان نہوگا کل آدمیوں کی سیرت صحابہ با صفا رسول خدا کے
 سیرت سے مطابق ہوگی حضرت امام لتیقین اپنے طور کے بعد ۲۸ یا ۲۹ برس

اسم پاک شے جل جلالہ باجل شانہ کہے اور جب رسول مقبول کا اسم پاک سنئے ہر جب
صلو علیہ وسلم و استیلام کے صلی اللہ علیہ وسلم کہے اور اگر آپ کے اسم شریف کے ساتھ
آل صحاب کا بھی ذکر ہو تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اسم کہے جب حضرت آل یا جناب
یا ازواج کا اسم گرامی سنئے رضی اللہ عنہ کہے اور جب کسی ولی کا نام نامی سنئے رحمتہ اللہ
علیہ کہے اور شیعہ جو آئمہ گرام کو علیہ اسلام کہتے ہیں وہ اپنے عقائد میں آئمہ کو مشرک یا
نبوت بلکہ انبیاء غیر مرسلین جانتے ہیں ایسے عقائد فاسد سے مسلمانوں کو اجتناب
لازم ہے ششہم اکثر ناواقف لوگ اوتھے یا بیٹھے یا گرتے یاڑتے یا بوسعت یا
شل شیعہ کہتے کہ انکے عقائد میں دونوں جہان کے حاجت و اجناپ ہی ہیں اور اوتھے
ہیں شہہم عامنوع ہے کیونکہ اس صورت میں آید ان اللہ علیٰ کل شئی قدير
کی صریح تکذیب ہوتی ہے ہفتم واک زمانہ میں جو دعا کہ صرف نہج حق پاک کے نام
کی لکھ کر دروازوں پر لگاتے ہیں اور یہیں خلفائے ثلاثہ کا بھی ذکر ضرور ہے وہ دعا یہ ہے
اللهم لنا الشفاء الكرام الثمانية لطفی بهما لعلوا بالاطمة المصطفی والحلفاء
الاربعة والحسن والحسين الفاطمة فقط اب تبراؤن کے پیران پیر کا حال بیان
ہوتا ہے ناظرین بنظر عبرت ملاحظہ فرماویں +

مجاذکر عبد اللہ بن بابوی مبنی صنعالی من مذہب شیعا کا
دنیا کے پروردگار کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو اپنے اصول مذہبی میں یک رنگی نہ رکھتا ہو
بخلاف مذہب شیعہ کے کہ اسکی حالت اور کیفیت ہر زمانہ میں مثل حربا کے قسم
قسم کی رنگت بدلتی رہے چنانچہ رفتہ رفتہ باستعانت سلاطین صفویہ کے عراق و
خراسان و ایران میں ایک مشفق مذہب شیعہ کا قرا و گیا تفصیل اس اجمال کی یہ
ہے کہ جب خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بکثرت فتوحات عینی انصیب

لفظ باجل شانہ
یا ازواج کا اسم
صلو علیہ وسلم
آل صحاب کا بھی
یا جناب
رحمتہ اللہ
علیہ کہے
ششہم اکثر
ناواقف لوگ
اوتھے یا بیٹھے
یا گرتے یاڑتے
یا بوسعت یا
شل شیعہ کہتے
کہ انکے عقائد
میں دونوں
جہان کے حاجت
و اجناپ ہی ہیں
اور اوتھے ہیں
شہہم عامنوع
ہے کیونکہ
اس صورت میں
آید ان اللہ
علیٰ کل شئی
قدير کی صریح
تکذیب ہوتی
ہے ہفتم واک
زمانہ میں جو
دعا کہ صرف
نہج حق پاک
کے نام کی
لکھ کر دروازوں
پر لگاتے ہیں
اور یہیں
خلفائے ثلاثہ
کا بھی ذکر
ضرور ہے وہ
دعا یہ ہے
اللهم لنا
الشفاء
الکرام
الثمانية
لطفی بهما
لعلوا
بالاطمة
المصطفی
والحلفاء
الاربعة
والحسن
والحسين
الفاطمة
فقط اب
تبراؤن کے
پیران پیر
کا حال بیان
ہوتا ہے

مجاذکر عبد اللہ بن بابوی

فضیلت میں بہت سی روایات مصنوعہ اور حکایات موضوعہ ضعیفہ کر کے لوگوں سے
 بیان کرنا شروع کیں جب لوگوں کے دلوں میں اس امر نے بھی رسوخ پایا تو اپنے خاص
 متقلدین میں سے کچھ شاگرد منتخب کر کے یہ تعلیم کیا کہ جناب امیر بلا شک و شبہ تھے اور
 نبی صلعم نے انکو اپنا نائب اور خلیفہ جس قرآنی کیا تھا چنانچہ انکا دلیکہ اللہ درسلو
 کی آیت کشف اور انکی شان میں نازل ہوئی مگر مجمع صحابہ ہما جبرائیل رضی اللہ
 نے از روئے زبردستی اور سختی کے وصیت رسول اللہ کو ضائع کر کے سراسر حق باطلی
 جناب امیر کی کی ہے اور اسی ضمن میں معاملات قصہ مذکور ہر خطا و اجتہادی
 حضرت معاویہ و قصیدہ جناب قصہ حضرت زبیر و حضرت طلحہ و حضرت عائشہ صدیقہ
 کو بیان کر کے صحابہ با صفا سے کہہ ہوں اپنا تمام عیش و آرام رسول اللہ کی
 میں ترک کر دیا تھا اور خدا و رسول کو جس قرآنی خوب ہی رضا مند رکھا تھا اپنے
 شاگردوں کو بدگمان کرتا تھا اور اسے ڈر کے ہنگام تعلیم اپنے معتقدوں سے بھی
 کہتا جاتا تھا کہ اگر تمکو کسی سے مباحثہ ہو تو تم میرا نام ہرگز نہ لینا کیونکہ تمہکا واپنا نام
 نشان منظور نہیں ہے صرف تمکو نصیحت کرتا ہوں رفتہ رفتہ اس وسوسے سے بہت
 بڑا مفسدہ و عہدہ لشکر جناب امیر میں پڑا حتیٰ کہ لعل طعن نسبت خلفاء راشدین جاری
 ہوئی جب یہ خبر عبرت اثر حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کو پہونچی آپ نے منبر پر
 کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور گروہ ملعونہ و ملعونہ سے اپنی بیزاری ظاہر کی اور بہت
 سے گستاخوں کے دے لگائے جب ابن سبائے دیکھا کہ میں نے لوگوں میں
 خصوصاً لشکر حضرت امیر میں دام تزویر پھیلایا کہ عدا و فساد کا دانہ ڈالکر بہت سے
 نادانوں کو فریب میں پھنسا لیا تب اپنے خاص الخاص شاگردوں کے بعد اپنے عہد و
 پیمان والوں کے خلوت میں دوسرا از بیان کیا کہ جناب امیر سے ایسے معاملات
 ہوتے ہیں کہ اسکا انسان سے باہر ہیں مثل معجزات و کرامات و خوارق عادات

و علم غیب و احیاء اموات و بیان حقیقت الہیہ و حاضر جوابی و بلاغت عبارت کتابی
 و وضاحت الفاظ و زہد و تقویٰ و قوت و شجاعت کہ کسی نے زمانہ میں آنکھوں سے دیکھی نہ
 کانوں سے سنی نہ فی الحقیقت یہ تمام معجزات قرض ہوئی ہیں یہ امر بھی مرغوب طبع شاذان
 مذکور کا ہوا پھر اس نے بعد لینے اقرار جدید کے ایک نیا شعبہ اپنے مریدوں کو تعلیم
 کیا کہ یہ تمام خواہر الوہیت کے ہیں جو کہ حضرت امیر سر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ خاص ذات پاک
 بن علیؑ میں علول کیا ہو جب فاعلہا ان علیا ہو لا الہ الاہو جب یہ کلمۃ الشکر جناب
 امیرؑ کے منہ سے نکلتی ہے عبد اللہ اور اسکے تابعین کو حکم آگ میں جلا دینے کا فرمایا عبد اللہ
 اور اسکے مقلدین نے سنتے ہی اس حکم محکم کے پس جناب امیرؑ تو بہ کی حضرت امیرؑ نے
 جو کلمات تو بہ و متفقہ فریق عصیان غریق سے سنے جان بخشی کر کے کوفہ سے جانبا
 ملائین جلا وطن فرمایا جو نہی یہ خانہ بدوش دلائل میں پہونچے پھر وہی کلمات قبیحہ کبنا
 شروع کئے اور اپنے شاگردان معتد کو آذربایجان عراق و ایران کی طرف روانہ کر کے
 لوگوں کو مذہب شیعہ کی کامقہد کیا مہر چند کہ جناب امیرؑ کو بھی ان شہریروں کی شرارت
 سے کما بینگی اطلاع تھی لیکن بسبب اشتغال ہمام خلافت و خیال اہل شام کی بغاوت
 کے اس طرف کچھ توجہ نہ فرمائی یہاں تک کہ مذہب مذہب نے رواج پایا اور بلقب
 شیعہ لقب ہوا پس جناب امیرؑ کے لشکر میں چار فرقہ ہو گئے اول شیعہ مخلصین کہ
 وہ پیشوایان اہلسنت و جماعت ہیں اور انہوں نے آداب حقوق آل عالی صفات
 و آداب حقوق صحابہؓ سر ایاکرامات و آداب حقوق ازواج مطہرات کو بخوبی ملحوظ
 خاطر رکھ کر اپنے ایمانوں کی محافظت کی اس فرقہ کے تمام فعال و اعمال مطابق
 قرآن پاک کے ہیں اسی سبب سے اسکو فرقہ اولیٰ بھی کہتے ہیں دوم شیعہ فضیلیہ یہ
 فرقہ تمام صحابہؓ باصفا پر حضرت علیؑ کو ترجیح دیتا ہے سوم شیعہ سببیہ اس فرقہ کو
 تبرائی بھی کہتے ہیں یہ فرقہ تمام صحابہؓ کرام کو ظالم و غاصب و کافر و منافق جانتا ہے

چھارم شیعہ علامات یہ فرمے بنا رہے ہیں کہ الہیہیت کا قائل ہے یہ ہی اصل حقیقت ہے
 شیعیان پاک کی ہر چیز پر بسا اہل بیت و آل و سب سے زیادہ اور درست
 اب ہم اپنے اس دعویٰ کو شیعوں کی مستند کتاب سے ثابت کرتے ہیں جیسا پھر امام
 سید کاظم علیہ السلام نے ابن حجر و زیدی شیعہ نے اپنی کتاب اطوار الحقاہیہ کی آخر میں
 امامت میں سوید بن غفلہ سے یہ روایت کی ہے **انہ قال مررت بقرۃ یقظون ابابکر**
وعمر فاخبرت علیا وقلت لولا انصرمیرون انک لثقتہما اعلو اعلو ما ابعثتہما علی ذالک
عبداللہ بن سبا وکان اول من الھم ذالک فقال علی اعوذ باللہ من ھما اللہ
ثم فھض و لم یذمید و ادخلنی المسجد فصدوا المنبر ثم قبض علی الحیثۃ وھما بیضاء
فجعلت ھما علی یتیماء و نزل علی الحدیة وجعل فی نظر البقاع حتی اجتمع الناس ثم خطب فقال
ما بال اقوام یدکرون اخوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و وزیرہ و صاحبہ و
سیدی قریش و ابوی المسلمین و انا برئ مما یدکرون وعلیہ صداقہ یمہما رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجحد و الوفاء و الجد فی امر اللہ یا امران و ینعمیان یتقضیان
و یدان لایمری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما یرامیان و لایجب کھما حیا
لما یری عنھما فی امر اللہ نقضتھما را ارض المسلمون را ضون فأتیا ذرا فی امر اللہ و سیدتھما را عی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر فی حیاتہ و بعدا من نقضتھما علی ذالک رحمہما اللہ فالذی فلی الحدیة و
بیر النسمۃ لایحبھما الا من فاضل لایبغضھما الا شقی رقی و یماتہ و یبغضھما من رقی
 ترجمہ روایت ہے سوید بن غفلہ سے کہ کہ گذرا میں تحقیق اوس قوم سے کہ یہ کہتا تھا
 کہ تیری تھی ابو بکر و عمر کی پس خبر دی میں نے علی کو اور کہا میں نے اگر نہ رہے کہ یہ لوگ ان
 رکھتے ہیں کہ تو چھپا تا ہے جو کچھ کہ یہ ظاہر کرے ہیں البتہ جرات نہ کرتے اوپر اسے ان
 سب کا سر غنہ عبداللہ بن سبا ہے اور وہ پہلا اوس شخص کا ہے کہ ظاہر کیا اس
 بات کو پس کہا علی نے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خدا کے رحمت کہ خدا اول و ثنوں پر

پر کہڑے ہو گئے اور کھڑا ہاتھ میرا اور اٹھل کیا مجھ کو مسجد میں پس چڑھنے پر پھر
 پکڑتی اپنی ڈاڑھ ہی مٹھی میں اور وہ سفید مٹی پر شریع ہوئے آنسو بہنا ان کی ڈاڑھ ہی پر
 اور نگاہ کی طرف مکانات مسجد کے یہاں نکلتے کہ جھجھکے آدمی پس خطبہ پڑھا پس کہا
 کیا حال ہے اوس قوم کا کہ ذکر کرتے ہیں براور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دو روز فتنے
 کا اور رفیق اوس کے کا اور دوسرے دار قمریش کا اور دو باپان سلمانوں کا میں بنزار مہون
 اوس چیز سے کہ ذکر کرتے ہیں اس کے پریشان و نکو عذاب کرونگا دونوں یہ جاگتے تھے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شش اور وفا اور سچی کے حکم خدا میں چکرائی کرتے تھے
 اور جھڑکتے تھے اور فیصلے خصوصیات کے کرتے تھے اور سزا دیتے تھے نہیں دیکھتے تھے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اے انہوں کے کسی کی اور دوست نہیں کہتے تھے
 شش دوستی انہوں نے کسی کو بسبب اوس کے کہ دیکھتے تھے انکو کار خدا میں متحد و فاسد
 پائی حالانکہ ان دونوں سے راضی تھے اور تمام مسلمان راضی تھے پس فرق نہ کیا
 دونوں نے اپنے کام اور دستور میں مصلحت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے کام سے
 (یعنی جمیع افعال حضرت شیخین کے مطابق افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے) حالت حیات
 صلعم میں ہی اور بعد وفات ہی پس انوں نے وفات پائی اسی حال پر محبت و جود
 دونوں پر خدا پس قسم اوس شخص کی کہ چیراوانہ کو اور پیدا کیلجان کو دوست انہوں کا
 نہیں مگر میں بلند درجہ اور دشمن انہوں کا نہیں مگر بے نصیب خارج دین سے ان
 اور اسی کتاب میں دوسری روایت یہ ہے لعن اللہ من اضمہ لہما الا الحسن
 الجلیل و سرتی ذالک انشاء اللہ تعالیٰ ثم ارسلا بن سبا فیسیدہ الی المدائن قال لا تساکنی فی بلدۃ ابدا
 ترجمہ لعنت کرے خدا اوس شخص کو جو اپنے جی میں سکے ان دونوں کے حق میں سوا
 نیکی اور خوبی سے اور تو دیکھے گا یہ انشاء اللہ تعالیٰ پر بھیجا ابن سبا کی طرف کسی کو
 پس نکال دیا اوسکو مدائن کی جانب اور کہانہ ٹھہر تو شہر میں ہمیشہ راہ

ان روایتوں سے چند فوائد عمدہ ہاتھ آئے **اول** یہ کہ حقیقت تبراہیون کا سرگروہ
 وادوستا و اول عبداللہ بن سبا تھا و وہم یہ کہ جناب امیر تبراہیون کی شرارت سے
 پناہ مانگتے تھے خدا تعالیٰ سے سوہم یہ کہ جناب امیر حضرت شیخین کے واسطے خدا سے
 رحمت چاہتے تھے چہاں ہم لین مبارک جناب امیر کی اتنی دراز تھی کہ دست تقدس
 او سپر بخوبی پہنچ سکتے تھے (ولے برجال اول بے ریشوں پر کہ وہ ڈال ہی سفاہٹ
 کروا کے مخالفت جناب موصوف پر فخر کرتے ہیں) چہم جناب امیر نے حضرت
 شیخین کو حضرت رسول خدا کے ہمائی اور رفیق اور وزیر اور سردار قریش اور
 سلمانوں کے باپ فرمایا **ششم** جناب امیر نے تبراہیون یعنی ذریت ابن سبا
 سے اس درجہ اپنی ہزاری اور ناراضگی کا اہر کی کہ جو کوئی نسبت حضرت شیخین
 گستاخی کرے یگانہ او کو عذاب کرونگا **ہفتم** جناب امیر نے حضرت شیخین کو فرمایا
 کہ بالیقین یہ دونوں بکے با وفادوست رسول اللہ کے تھے خدا کے کام میں کوشش
 و سعی و حکومت کرتے تھے **ہشتم** جناب امیر نے فرمایا کہ حضرت شیخین ما و لانا فی سبیلہ
 کیا کرتے تھے اگر کوئی کسی کو ستانا تھا تو اس کو موافق شریعت شریعت کے سزا دیتے
 تھے **نہم** یہ کہ جناب امیر نے فرمایا کہ حضرت شیخین کی راہی جہان آراہی کو رسول خدا
 نہایت ہی پسند فرماتے تھے یعنی بمقابلہ سارے حضرت شیخین کے اور کسی کی راہی
 حضرت صلعم کو پسند نہیں آتی تھی اس میں جناب امیر و نیزہ کی نبی ہاشم و بیاض
 صحابہ ہر گوشا نہیں وہم یہ کہ جناب امیر نے فرمایا کہ حضرت شیخین سے زیادہ دونوں
 کسی کو اپنا دوست دلی نہیں سکتے تھے اس لیے کہ ان کو خدا کے کام میں جان و
 مال سے مستعد پاتے تھے یا زوہم جناب امیر نے فرمایا کہ حضرت شیخین اسی
 حالت پر مرے جیسے کہ حیات مبارک رسول صلعم میں تھے و وازوہم یہ کہ
 جناب امیر نے فرمایا کہ حضرت شیخین سے حضرت رسول خدا نہایت راضی تھے

اور تمام مسلمان خوش تھے پس روہم بہ کہ جناب اسیر نے قسیمہ فرمایا کہ جمیع اعمال و افعال حضرت شیخین کے مصلحت رسول خدا صلعم پر مبنی تھے حالت حیات و بعد وفات رسول خدا صلعم کے بھی چہار روہم جناب اسیر نے فرمایا کہ بخدا سوکن حضرت شیخین کی دوست کا درجہ بلند ہوگا وہ مومن پاک ہے اور ان کا دشمن سید وین کا فر ناپاک ہے پانچ روہم بہ کہ جناب اسیر نے تبرائیون کے پیران پر لعنت کی اور ابن ازراہ عتاب عبداللہ مرقور کو اپنی دار الخلافت سے مبرا کن طریق نکال دیا دیولون و نون تمہاری صاحب معلوم ہو گیا کہ حقیقت بانی مذہب تبرائیون کا ابن سبائیہ ہی ملعون ہے بقول جناب اسیر

مجلد ذکر فرمایا شیخان بالک

جن لوگوں نے اپنی جان مال سے رسول اللہ کی مدد کی اور قسم قسم کی مصیبت و محبت حبیب اللہ میں اپنے اوپر لی آیا ان کا لقب صحابہ ہے یا حضرات شیعہ کا اگر صحابہ کا لقب صحابہ ہے تو یہ شیعہ کون ہیں اور اگر شیعہ کا لقب صحابہ ہے تو صحابہ کی صفت ہے اگر صحابہ اور شیعہ کا ایک ہی لقب ہے تو اس صورت میں روایت ابن عباس کی کہ بنو سلیم بن الملالمی شیعہ نے کتاب وفات النبی میں لکھا ہے محض رخ ٹھہرتی ہے وہ روایت یہ ہے عن امیر المؤمنین ان الصحابة ارتدوا بعد النبی الا اربعة النفس فی روايتهم عن صادق الاستیجاب بقول حضرت اسیر یا بقول حضرت صادق سوائے چار یا چھ صحابہ کے سب ہی مرتد ہو گئے تو حضرت اسیر کی خلافت پر کس نے بیعت کی اگر کہیں کہ انہیں مرتدون نے بیعت کی تو حضرت اسیر عیاذ باللہ اسیر المر تدین ٹھہرے اور اگر کہیں کہ انہیں چار یا چھ صحابہ نے بیعت کی تو اسیر المؤمنین نہ ٹھہرے کیونکہ امیر مومنان ہونا غیر اجماع است کے ثابت نہیں ہو سکتا ہے اگر شیعہ اور میں اور صحابہ اور دراصل ایک نام صحابہ ہی ہے

جناب اسیر نے فرمایا کہ

تو شیوخ جناب امیر کی کہیوں نہ مدد کی اگر کہیں کہ شیعہ بہت ہی تھوڑے بہت تو قول
 حضرت امیر کا جسکو مثنیٰ شیعہ سے نبی الیہ الخشت میں بیٹھتے دیکھتے ہیں کہ اس سے
 ان کو ہر ماہ بہت قال امیر المؤمنین اذنی واللہ او لقیتمہم واحداً سرمدیہ الامامین علیہ
 السلام کیا لیتے وہ کہ اس میں حشمت الہی ضلالتہم الذی ہم فیہا والجماعۃ الذی انما علیہ
 لدلی بصیرۃ من نفسی و یقین من الربی والی لقاء اللہ الحسن ثوابہ لمنظر راج
 ترجمہ فرمایا حضرت امیر المؤمنین نے کہ میں ایسا شجاع ہوں کہ اگر تمام شیعہ زمین
 پر دشمن ہوں تو نہاسبب کا مقابلہ کر سکتا ہوں اور ہرگز کسی سے نہ ڈروں نہ ہشتنگا
 ہوں اور منتظر دیدار خدا اور امیدوار رحمت کاملہ ہوں اگر کہیں شیعہ ہی تو حضرت رسالت
 پناہ کے زمانہ میں موجود تھے تو اس صورت میں تکذیب حدیث باسع اخبار صحیحہ نہیں
 کہتے جناب امیر سے مروی ہے ہوتی ہے فرمایا رسول اللہ نے کہ پیدا ہوگی ایک قوم
 انہما کہیں امیر سے صحابہ کو لقب اور سکا راضی ہے پس اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا
 کہ شیعہ رسول اللہ کے زمانہ میں نہ تھے اگر ہوتے تو ضرور صحابہ باصفائیں اور کفار
 کے فی النار کر دیتے اگر کہیں کہ راضی اور ہیں اور شیعہ اور تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو جو
 علما شیخ حدیث موصوفہ میں ہیں وہ سب فرقہ شیعہ میں بعینہ پائی جاتی ہیں چنانچہ
 حبال المؤمنین میں مرقوم ہے کہ لقب قدسے اثنا عشری کا راضی تھا ہاں اگر کہیں
 شیعہ حضرت امیر کے زمانہ میں موجود تھے تو یہ بات صحیح ہے کیونکہ کئی روایات ابن
 معلوم میں مرقوم ہے کہ خطبہ پڑھا جناب امیر نے کہ جو کوئی کہو حضرت شیخ پر ترجیح دیگا
 اور کو خدا فتر کی کہ انہی کو ہے میں مارونگا اور جو کوئی غلطاً ثلاثہ کو بد کہیگا اسے کشت
 لگاؤنگا پس اس خطبہ سے معلوم ہوا کہ فرقہ شیعہ حضرت امیر ہی کے زمانہ سے نکلا ہے
 چنانچہ اسکی تصدیق مجملہ کلام الہی سے ہی پائی جاتی ہے سورۃ نعام میں ہے ان الذین
 فرقوا دینہم وکافوا شیعتہم فی شیعۃ ترجمہ اُن لوگوں میں کہ فرقہ ڈالا انہوں

اپنے دین میں اور تھے وہ قبیضہ نہیں انہیں سے کسی چیز پر اور اس فرقہ میں سے سبانی میں
 بہتر فرقے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) اس کا یہ فرقہ صحابہ نامی عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ
 حضرت علی کے معبود ہونے کا معتقد ہے بلکہ ان کا یہ ہے ان علیا ہوں اللہ حقار اور
 اس بات کا یقین قائل ہے کہ حضرت قرضی شہید نہیں ہوئے بلکہ ابن لجمہ نے شہید کیا کہ
 انہیں موت آنحضرت کے متحمل تھا قتل کیا اور یہ عقائد بھی رکھتے ہیں کہ حضرت قرضی امیر
 ہیں پوشیدہ ہیں رعد افکی آواز برق اور نکا چاکستہ جب آواز گرج کی یہ فرقہ
 سنتا ہے کہتا ہے والسلام علیک یا ایل الہین اؤ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ حضرت امیر
 کچھ مدت بعد دنیا میں پھر پیدا ہونگے اور اپنے دشمنوں کو زیر کر دینگے (۲) م
 حضرت علیہ یہ فرقہ صحابہ منصفین صیرفی کا ہے اعتقاد اس فرقہ کے لوگ طالب حق
 زہارا کے رکھتے ہیں کہ حضرت قرضی کو خدا کے ساتھ وہ نسبت ہے جیسا کہ حضرت مسیح
 خدا کے ساتھ نسبت ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ معبود و عبد ایک چیز ہے اور اس کے
 بھی معتقد ہیں کہ نبوت و رسالت منقطع یعنی ختم نہیں ہوئی اسی سبب سے اس فرقہ میں
 مدعیان نبوت و رسالت کے بہت سے گذرے ہیں (۳) یہ فرقہ صحابہ
 سرخ کا ہے عقائد رکھتے ہیں کہ ذات وحدت نے پانچ شخصوں کے جسم میں حلول فرمایا
 ہے اول بنی بکر و مہم غیاث سوم علی چہارم جعفر پنجم عقیل (۴) ہر لغویہ یہ فرقہ
 صحابہ بنی بکر بن ولید کا ہے حضرت جعفر صادق کی الوہیت کے قائل ہیں اور اماموں
 کی نسبت الوہیت کے قائل نہیں ہیں مگر ان کے اوپر وحی نازل ہوئے اور ان کو
 معراج حاصل ہونے کے قائل ہیں (۵) کا ملیہ یہ فرقہ صحابہ کا ہے معتقد ہیں
 کہ سچ بعد انتقال کے ایک بدن سے دوسرے بدن میں داخل ہوا کرتی ہے
 جس کو اہل ہنود آواگون کہتے ہیں یہ فرقہ غاصب یا فکر تمام صحابہ کرام کی تکفیر کرتا ہے
 اور نیز بسبب ترک حقوق کے حضرت علی کی بھی تکفیر کرتا ہے (۶) مغیرہ یہ فرقہ

صحابہؓ نیزہ بن عبد عجل کا ہے عقائد کہتے ہیں کہ خدای تعالیٰ ایک آدمی نورانی کی صورت پر ہے اور اپنے سر پر نور کا آج کے نفوس ہے اور ال او کا کھنکھاتا پتہ ہے (۷) چنانچہ یہ فرقہ شاخ ارواح کا قائل ہے معتقد ہیں کہ اول روح خدا کے جسم حضرت آدمؑ میں حلول کیا بعد اوسکے حضرت شیثؑ و جمیع انبیاء کے بدن میں بعد اوسکے حضرت یحییٰؑ آخر الزمان کے بدن میں حضرت مرفعیؑ حضرت یونسؑ بن الحنفیہ کے جسم میں حلول کیا بعد اوسکے عبداللہ بن معاذؑ بن جعفر کے جسم میں داخل ہوئی اور اسی ترتیب سے نبوت اور امامت کو قیاس کرتے ہیں آخرت کے منکر ہیں مشرکات کو حلال جانتے ہیں (۸) پیامبر یہ فرقہ صحابہؓ بیان بن سمعان نہدی کا ہے خدای تعالیٰ کو شکل و صورت جانتا ہے اور یہ عقائد رکھتے ہیں کہ ذات و وحدت نے اول بدن محمدؐ معلوم میں حلول کیا بعد اوسکے بدن حضرت علیؑ میں بعد اوسکے بدن محمد بن الحنفیہؑ بعد اوسکے بدن ابوالہشتمؑ بن عبد بن ابوالحنیفہؑ بعد اوسکے بدن بیان بن سمعانؑ میں خالق و مخلوق کو ذات واحد کہتے ہیں (۹) منصوص یہ یہ فرقہ صحابہؓ ابونصفور عجل کا ہے معتقد ہیں کہ عالم قدیم ہے اور رسالت ختم نہیں ہوئی اور حکام شریعت ملائکوں نے بنائے ہیں اور بہشت و دوزخ کو فی جہنم نہیں اور بعد امام محمدؐ باقرؑ کے امامت ابونصفور کے قائل ہیں (۱۰) نظامیہ اس فرقہ کو رجبہ بھی کہتے ہیں معتقد ہیں کہ پروردگار عالم فصل بہار میں ابرہہ پرہ کر کے زمین پر اترتا ہے اور تمام دنیا کے گرد اگردہ کر پیر آسمان پر چڑھ جاتا ہے تمام پھول پھول پھول پھول و سبزہ اوسی کے اثر سے پیدا ہوتے ہیں (۱۱) امویہ یہ فرقہ قائل ہے کہ حضرت مرفعیؑ نبوت و رسالت میں شریک حضرت مسطفیؑ کے ہیں (۱۲) لفظیہ یہ فرقہ معتقد ہے کہ خدای تعالیٰ نے بعد پیدا کرنے تمام احوال سیاہ و سفید دنیا کے حضرت رسول اللہؐ کو سپرد کئے یعنی جو جی چاہے وہ آریں

خدا کو کچھ کام نہیں اور بعض کا یہ عقائد ہے کہ حضرت علی کو سپرد کرئیے اور بعض قائل ہیں کہ دونوں صاحب اس کام میں شریک ہیں (۱۴۸) خطایہ یہ یہ فرقہ صاحب ابوالخطاب محمد بن بزید الاندلسی کا ہے عقائد کہتے ہیں کہ حضرت علی معبود اکبر ہیں اور حضرت جعفر صادق معبود صغیر ہیں اور باقی اکثر فرزندان خدا کے ہیں اور قائل ہیں کہ انبیاء ماضی سے منصب نبوت کا ابوالخطاب کو سپرد کر دیا اس لیے تمام مخلوقات پر اطاعت ابوالخطاب کی فرض جانتے ہیں اس فرقہ میں اپنے ہم مذہب کے واسطے جھوٹی گواہی دینا جائز ہے (۱۴۹) مفسر یہ فرقہ معتقد ہے کہ حضرت امام جعفر بنی بین اور ان کے بعد ابوالخطاب اور ان کے بعد عمر کہتے ہیں کہ عمر سب نبی کے بعد میں ہے اس نے تکلیف شرعی مخلوق سے قطعی دور کر دی یعنی صوم و نسلوۃ و حج و زکوٰۃ کی کوئی ضرورت نہیں (۱۵۰) غرابیہ معتقد ہیں کہ خدای تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حضرت علی کے پاس ہی دیکر بھیجا تھا حضرت جبریل نے سہو سے حضرت محمد کو پہنچائی چونکہ حضرت علی کو حضرت محمد کے ساتھ ایسی مشابہت تھی جیسی کہ کوئی کوئی کے ساتھ اس لیے جبریل کو شبہ ہو گیا چنانچہ شاعر اس مذہب کا کتا ہے بیت جبریل کہ آمدن بر خالق اکبر و دہین محمد ارشد و مقود علی ابودید اس لیے یہ فرقہ حضرت جبریل کی نسبت کہتا ہے لعنة الله على صاحب الدنیش (۱۵۱) و بابا یہ یہ فرقہ حضرت رسول خدا کو نبی اور حضرت علی کو معبود جانتا ہے اور عقائد کہتا ہے کہ حضرت علی کو حضرت محمد صلعم کے ساتھ ایسی مشابہت تھی جیسے کہ مکی کو مکی کے ساتھ کان محمد اشبہ بلی من الذباب بالذباب (۱۵۲) و میہ یہ فرقہ معتقد ہے کہ علی معبود نے محمد کو واسطے دعوت خلق کے بھیجا تھا پس محمد نے اپنی طرف دعوت کی اس لیے رسول خدا کی خدمت کرتے ہیں (۱۵۳) شیعہ یہ فرقہ معتقد ہے کہ محمد علی دونوں صاحب معبود ہیں بعض اس فرقہ کے کہتے ہیں کہ معبود محمد غالب ہے اور

بعض معبود علی کو غالب رہا ہے ہیں (۱۹) خمس بیہ یہ فرقہ خبیث کہ جو بتا کر ہے
 کہتا ہے کہ خبیث ہیں ایک سچ ہے اگرچہ غالب پانچ ہیں اور ان پانچوں میں کسی کو بھی
 پر ترجیح نہیں (۲۰) نصیر یہ فرقہ معتقد ہے کہ خدا کے حضرت علی اور اولاد علی نے
 سواں فرمایا (۲۱) اسحاقیت یہ فرقہ حقا کہتا ہے کہ زمین کہی نبی سے خالی نہیں
 رہی ہے اور تمام آدمیوں ہی سلول خدا کے قائل ہیں (۲۲) غلبا یہ فرقہ
 اسحاق بن علی بن اسحق کا ہے معتقد ہیں کہ حضرت علی معبود ہیں اس لیے
 محمد سے افضل ہیں اور محمد نے اطاعت حضرت علی کی پسند ہے اور لازم کی (۲۳)
 نہ راہ یہ فرقہ سلسلہ امامت کو حضرت علی سے محمد بن الحنفیہ تک بعد ان کے
 ابو ہاشم بن ابوالخنیفہ تک بعد ان کے علی ابن عبد اللہ بن عباس تک بعد ان کے
 اسید مرتضیٰ بن محمد بن ابوالخنیفہ تک پہنچاتے ہیں ترک فرایض کرتے ہیں محرمات پہ سلال
 جاکر مرتے ہیں اور ابو مسلم وزی کے ساتھ کہ صاحب دعوت عباسیہ کا تھا خلل
 خدای تعالیٰ کا حقا کہتے ہیں (۲۴) مشغیر یہ فرقہ بعد حضرت امام حسین کے تقی
 کے معبود ہونے کا قائل ہے یہاں تک شیعیان غلات کا بیان ہوا کہ معتقد گان
 خدا کی الوہیت کے ہیں اب آگے سنئے (۲۵) کلبا یہ کیساں غلام حسین
 حجتی کا ہے اور شاگرد محمد بن الحنفیہ کا اسکے فرقوں کے لوگ یہ بات کے قائل
 ہیں کہ دشمنوں کے ڈر سے حضرت صاحب زمان یعنی امام ہدی چپ ہست ہیں
 کچھ مدت بعد ظہور کریں گے اب یہ حقا تمام فرقوں شیعہ کا ہے بلکہ اسی امید ہو ہو
 پر اپنے دل کی تسلی کرتے ہیں (۲۶) کریم یہ فرقہ صحابہ ابو کریم فریر کا ہے
 یہ فرقہ بعد امامت حضرت علی کے امامت محمد بن الحنفیہ کے کہ جنکی کنیت ابو القاسم
 ہے قائل ہیں اور یہ دلیل کہتے ہیں کہ حضرت امیر کے بعد وہ ہیں اور ان کو نشان ہر
 کیا ہے اسی جہت سے محمد بن الحنفیہ سزا دار امامت ہوے اور یہ بھی حقا

رکتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ حتی لایموت میں یعنی قباست تک زندہ رہینگے، آپ درود و کلمہ
 رضوی میں پوشیدہ ہیں اور وہ چشمے ایک شہر کا اور ایک آب کا ارتکاب، سب باتشاید
 اور اس فرقہ کے لوگ انہیں کو صاحب زبان جانتے چنانچہ اس مذہب کا شاعر مشہور
 کشمیر و غرہ ابیات عربی لکھتا ہے و سبط کا نیز وقت الموت حتی یعود الخیل یقدمنا
 اللواء۔ جنیب فلاہری فہم زہانا برہنوی عنہ غسل و ماع (۳۷) ہر شخص یہ
 فرقہ باو شاہ سلام سے جنگ کر نیکو جائز جانتا ہے شاید یہی مذہب باو شاہ ہریان کا ہے
 کہ بمقابلہ حامی مرین شریفین حضرت ظل اللہ سلطان روم کے شاہ روم کی اپنا خان
 ولیحد بھیج کر زر و لشکر سے پوری پوری مدد کی تھی ناظرین اخبار جنگ روم دروس کو
 یاد ہوگا (۳۸) عباسیہ یہ فرقہ علی بن عبد اللہ بن عباس کو جو وصیت ہو انہم
 کے امام جانتا ہے اور بعد علی سبط کے اونکی اولاد میں منصور عباسی تک امامت کا اعتقاد
 رکھتا ہے (۳۹) طیار یہ یہ فرقہ بعد ابو ہاشم کے عبد اللہ بن سہوید بن عبد اللہ بن
 جعفر بن ابی طالب کو امام جانتا ہے (۴۰) مختار یہ یہ فرقہ بعد حضرت مرتضیٰ کے
 حضرت حسنین کو بعد ان کے محمد بن الحنفیہ کو امام جانتے ہیں یہ فرقہ مخالفت کیسا نیوان کا
 ہے امامت میں یہاں تک کیسا نیون کا بیان ہو چکا (۴۱) زید یہ یہ فرقہ آپ کو زید
 بن علی بن ائیں بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ساتھ منسوب کرتا ہے کہ
 مذہب کے لوگ حجاب کبار پر تبرائیں کرتے ہیں مگر یہ عقائد رکھتے ہیں کہ خلافت حق
 مرتضیٰ کا تھا لیکن اوہنوں نے اپنی خوشی سے حجاب ثلاثہ کو دیدیا اس لئے بیعت
 خلفائ ثلاثہ کی خطا پر نہ تھی کیونکہ معصوم خدا پر راضی نہیں ہوتا یہ فرقہ امامت کو خاندان
 فاطمہ میں درست جانتا ہے یہ مذہب تنقید میں زید یہ کہ ہے مگر تاخرین نے بسبب
 خلط و ماط فرقہ معتزلہ و شیعہ کے اپنے مذہب کو بالکل خراب کر دیا اب اصول اس
 مذہب کا مطابق اصول مذہب معتزلہ کے ہے اہد فروع موافق مذہب الحنفیہ کے

(۳۲) چار روپیہ یہ فرقہ صحابہ ابو الجار و زبیر بن ابی زیاد کا ہے بعد رسول اللہ
 کے حضرت مرقضیؓ کو امام جانتے ہیں اور بعد اُن کے حضرت حسینؓ کو بہ ترتیب امام کہتے
 ہیں اور بنی زون کے امامت کو انہیں کی ذریت میں شوریٰ جو نیک اعتقاد رکھتے ہیں اور
 صحابہ با صفا کی تکفیر کرتے ہیں (۳۳) حجر پیر یہ اس فرقہ کو سلیمانہ بھی کہتے ہیں یہ
 فرقہ معتقد امامت شوریٰ کا ہے صرف رضا مند ہونے و صلحا و مسلمین کے پس انداز دہاں
 سے یہ فرقہ حضرت شیخین کی امامت کا قائل ہے کہتا ہے کہ امامت حضرت ابو بکر و
 حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خطا پر نہ تھی مگر حضرت عثمانؓ و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و
 حضرت عائشہ صدیقہ کی تکفیر کرتے ہیں (۳۴) تبریر یہ اس فرقہ کو تو میر بھی کہتے ہیں
 یہ فرقہ صحابہ مفسرہ بن سعد ملقب باثر کا تھا معتقد ہیں کہ بیعت ابو بکر و عمر خطا پر نہ تھی ایسے
 کہ حضرت مرقضیؓ نے اوس پر سکوت کیا ماسکت علیہ المصوم فصیح مگر بیعت
 حضرت عثمانؓ میں تذبذب رکھتے ہیں اس لیے آپ کی خلافت میں سکوت کرتے ہیں اور
 حضرت علیؓ کو اونکی بیعت خلافت کے وقت سے امام جانتے ہیں (۳۵) نعیمیہ یہ
 فرقہ صحابہ نعیم بن الیمان کا ہے تمام صحابہ کرام کی نسبت گمان خیر کا رکھتے ہیں اور
 سب کو نیکی سے یاد کرتے ہیں مگر صرف حضرت عثمانؓ کی تکفیر کرتے ہیں (۳۶) وکیلینہ
 یہ فرقہ صحابہ فضل و کین کا ہے حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ کی تکفیر کرتے
 ہیں باقی تمام صحابہ سے نیک عقاد رکھتے ہیں (۳۷) حشبیہ یہ فرقہ صحابہ خلف
 بن عبد الصمد کا ہے اعتقاد رکھتے ہیں کہ امامت شوریٰ اولاد فاطمہؓ کو سزاوار ہے
 اگر دوسرا دعویٰ امامت ہو تو اوپر جہاد کرنا چاہیے و خشب کے معنی لکڑی کے ہیں چونکہ
 اس فرقہ نے اپنے بادشاہ وقت پر لاکھ بیون اور لکھ بیون سے حملہ کیا تھا اور سوائے
 اسکے اور ہتیار نہ رکھتے تھے لہذا ابن اسم موسوم ہوئے (۳۸) یعقوبیہ یہ فرقہ صحابہ
 یعقوب کا ہے حضرت شیخین کی امامت کے منکر ہیں بلکہ بعض اس مذہب کے تبراہی پھر

کرتے ہیں (۳۹) صاحب کچھ یہ فرقہ صحابہ حسین بن صالح کا ہے اولاد حضرت فاطمہ میں
امامت کو شور می مچاتے ہیں اور جو کوئی کہ اولاد میں ہے بصفت علم و شجاعت و سخاوت موصوف
ہو اور بھادو ہی کو ہے امام ہے اس مذہب میں ایک وقت بلکہ ایک شہر میں چند اماموں کا
ہونا جائز ہے یہاں تک فرقوں زیدیہ کا بیان ہو چکا (۴۰) امامیہ یہ فرقہ کوئی زمانہ
تکلیف کا خالی امام فاطمی سے نہیں جانتا (۴۱) حنیفہ یہ فرقہ بعد حضرت مرتضیٰ جعفر
مجتبیٰ علیہ السلام کے سن ثانی کو انکو ضامن آل محمد بھی کہتے ہیں بعد ان کے اونکو فرزند عبد اللہ
کو امام جانتے ہیں اور وہ چمکد اگر فہما بن عبد اللہ اور امام جعفر صادق کے ہوا گلینی کے
ابواب الجنان میں موجود ہے۔ ان کے اونکو فرزند محمد کو کہ لقب بنفس زکیہ سے بعد ان کے
اونکے بہائی ابراہیم بن عبد اللہ کو ان دونوں بہائیوں نے منصور و الفی پر خروج کیا
تھا اور خلافت کو اپنی طرف دعوت کی اور بعد جدال و قتال سخت کے امراء منصور کے ہاتھوں
سے شہید ہوئے (۴۲) نصیریہ یہ فرقہ عقائد کہتا ہے کہ نفس زکیہ یعنی محمد بن عبد اللہ
شہید نہیں ہوئے بعد چند روز کے ظاہر ہونگے (۴۳) حکیمیہ یہ فرقہ صحابہ ہشام بن حکم
کا ہے بعد حضرت امام حسن کے حضرت امام حسین کی امامت کے معتقد ہیں اور بعد ان کے
علی الترتیب اونکی اولاد کو امام جانتے ہیں مگر خداے تعالیٰ کو تجسم و تصور تصور کرتے ہیں
کہتے ہیں کہ جب وہ اکملہ موصوف کا جسم رکھتا ہے (۴۴) سامیہ یہ فرقہ صحابہ ہشام
بن سالم و الیقہی کا ہے یہ فرقہ بالترتیب امامت کا قائل ہے مگر خداے پاک کو بصورت
افسان بتلاتا ہے (۴۵) شیطانیہ یہ فرقہ صحابہ محمد بن نعمان صیرفی کا ہے جس کا
مشہور لقب شیطان الطاق تھا امامت کا امام کاظم تک اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کو جسم
و اعضا ثابت کرتے ہیں (۴۶) زہراریہ یہ فرقہ زرارہ بن اعین کو فی کا ہے امام
جعفر تک امامت کے معتقد ہیں صفات ذات الہی کو حادث جانتے ہیں کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ
روز ازل میں نہ علم نہ قدرت نہ سمع نہ بصر نہ حیات کچھ بھی نہ رکھتا تھا (۴۷) یوسیہ

یہ فرقہ صحابہ یونس بن عبد الرحمنؓ قحی کا ہے جو عقلاور کہتے ہیں کہ نشاء آسمانی جبرش
 بیٹھا ہے اور کو فرشتے اوٹھائے ٹوٹے ہیں (۴۸) پھر ایسے یہ فرقہ تہمت ہے کہ خدا تعالیٰ
 بعض کام خلافت مصلحت کے کرتا ہے پھر شرمند ہو جاتا ہے اس پر آیات بیانات قرآنی کو جو
 بیچ اور منقبت صحابہؓ بامنفائی شان میں نازل ہو میں ہیں قیاس کہتے ہیں (۴۹)
 صفوہ حضرت فریقہ تین میں چہرے ایک گروہ کرتا ہے خدا سے دنیا حضرت محمدؐ رسولؐ انہ
 کو سپرد کردی پس جو پیرہ نہ یابین سے پیدا کردہ خدا سے اور وہ سہ اگر وہ محقق ہے کہ نہ اس
 حضرت علیؓ کو تمام جہان کا مالک کرو یا پس جو کچھ ہے جہان میں سب پیدا کردہ علیؓ ہے
 تیسرا گروہ کہتا ہے کہ دونوں صاحب اس کام میں شریک ہیں (۵۰) باقر یہ فرقہ
 امام محمدؓ باقرؓ کو زندہ جانتا ہے جو صحیح کا پیش وصال منتظر (۵۱) حاضر یہ فرقہ جب
 امام محمدؓ باقرؓ کے اونکے فرزند ارجمند ذکر یا کو زندہ جانتا ہے اور کہتے ہیں کہ تاخر ورج حکم غیب
 کوہ حانر میں پوشیدہ رہینگے (۵۲) ناویس یہ فرقہ صحابہ عبد اللہ بن ابی
 بصرے کا ہے امام جعفرؓ کے زندہ اور غائب ہونیکے معتقد ہیں کہتے ہیں یہ المودعی الموعود
 انقائم المنتظر مگر بعض اس فرقہ کے غائب ہونیکے نکلے ہیں اعتقاد کرتے ہیں اور کہتے
 ہیں کہ اکثر لوگوں نے امام موصون کو بچشم خود دیکھا ہے خلوت میں (۵۳) عجاریہ
 یہ فرقہ صحابہ عمارؓ کا ہے معتقد ہیں کہ بعد انتقال کرتے امام جعفرؓ کے اونکے صاحبزائے
 محمدؓ نام امام ہوئے (۵۴) اسماعیلیہ یہ فرقہ معتقد ہے کہ بعد امام جعفرؓ کے ان کے
 صاحبزائے کلان اسمعیلؓ نام امام ہوئے بموجب قول امام جعفرؓ ان هذا الامام
 فی الکبر ما لم یکن یہ غایتہ (۵۵) مبارکیہ یہ فرقہ صحابہ مبارکؓ کا ہے
 معتقد ہے کہ بعد اسمعیلؓ اونکے صاحبزائے محمدؓ نام امام ہیں کہتے ہیں هو القائم
 المنتظر المہدی الموعود عقدا کرتے ہیں کہ محمد بن اسمعیل قائم مقام ہے کہتے ہیں
 (۵۶) باطنیہ یہ فرقہ اولاد اسمعیلؓ کو امام جانتے ہیں معتقد ہیں کہ عمل کتاب واجب ہے

باطن میں نہ ظاہر یعنی صرف جی میں خیال کر لینا صوم و سلوۃ و حج و زکوٰۃ وغیرہ کا کافی سہ ہے
 (۵۷) فرقہ سنیہ یہ فرقہ باختلاف روایان تبع حمان بن قریط کا ہے کہ بانی اس
 مذہب کا ہے اسمعیل بن جعفر کو خاتمہ الآئمہ وحی الامیوت کہتے ہیں اور صحرات کو مہاجر
 بتاتے ہیں (۵۸) سنیہ یہ فرقہ صحابہ کبار بنی شمس کا ہے یہ عقیدہ ہیں کہ بعد امام
 جعفر صادق اونسے پانچوں صاحبزادے بترتیب ذیل امام ہیں اول اسمعیل بعد محمد
 بعد موسیٰ کاظم بعد عبد اللہ اعظم بعد اسحاق (۵۹) سنیہ یہ فرقہ صحابہ کبار
 بن سیمون اقداح ابو ازمی کا ہے علی ظاہر ہی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر کرنا
 حرام جانتے ہیں اور آخرت کے منکر ہیں (۶۰) خلقیہ یہ فرقہ معتقد ہے کہ جو کچھ قرآن
 اور حدیث میں ہے مثل روزہ نماز وغیرہ کے صرف اس کے لغوی معنی سمجھ لینا چاہئے نہ
 عمل کرنا اور قیامت و دوزخ و بہشت کا قطعی انکار کرتے ہیں (۶۱) سنیہ یہ فرقہ
 صحابہ کبار بن علی برقی کا ہے حکام شریعت و قیام قیامت اور بعض انبیاء علیہم السلام
 کی نبوت کے منکر ہیں اول پر لعن کرنا واجب جانتے ہیں (۶۲) سنیہ یہ فرقہ
 تبع ابوطاہر جنابانی کا ہے حال قرآن پاک و حدیث صاحب لولاک کا قتل واجب
 جانتے ہیں اکثر اس فرقہ کے لوگ موقع پا کر حاجیوں کو قتل کیا کرتے ہیں اور ہمیشہ
 قسم قسم کی ایذا مسلمانوں کو دیا کرتے ہیں ایک مرتبہ حجر اسود کو بھی چورالے گئے تھے
 تاکہ زوار زیارت سے محروم رہیں (۶۳) سنیہ یہ فرقہ معتقد ہے کہ سات انبیاء
 رسول ہیں اول آدم دوم نوح سوم ابراہیم چہارم موسیٰ پنجم عیسیٰ ششم محمد ہفتم
 مہدی اور عقداور کہتے ہیں کہ درمیان دور رسولوں کے سات آدمی اور ہوا کرتے
 ہیں کہ وہ شریعت و دونوں کے درمیان میں قائم رہتے ہیں چنانچہ از انجلہ اسمعیل بن
 جعفر ہیں کہ انہوں نے درمیان محمد و مہدی کے شریعت کو قائم کیا ہے ان
 ساتوں کا ہر زمانہ میں موجود رہنا واجب لازم جانتے ہیں ابدال (۶۴) مہدی

اسی فرقہ کے لوگ اکثر بادشاہ محالک مغربی کے ہوئے اور بہت کچھ متعینات و تالیفات بھی
 اس مذہب کے لوگوں نے کی ہیں باین سلسلہ امامت کے قائل ہیں اولی امام اسماعیل علیہ
 اونکے اونکے فرزند محمد و سبی بعد اونکے اونکے فرزند احمد فی بعد اونکے اونکے فرزند محمد و
 بعد اونکے اونکے فرزند عبد اللہ رضی بعد اونکے اونکے فرزند ابو القاسم عبد اللہ بعد اونکے
 اونکے فرزند محمد لقب بہ محمدی بعد اونکے اونکے فرزند احمد قاسم باقر الد بعد اونکے اسماعیل
 بن احمد منصور بقوۃ اللہ بعد اونکے سعد بن اسماعیل معز الدین اللہ بعد اونکے ابو منصور زار
 بن سعد عزیز باللہ بعد اونکے ابو علی منصور بن زرارہ حاکم باقر اللہ بعد اونکے ابو الحسن علی بن
 منصور ظاہر الدین اللہ بعد اونکے سعد بن علی بن منصور مستنصر باللہ بعد اسکے اس قدر ربار
 امامت مختلف الاقوال ہیں کہ جب کا بیان نہیں ہے بلکہ باجمہ مخالفین کے بڑا مناظرہ ہوتا
 ہے اس فرقہ میں ایک شخص حسن نام کہ لطفہ حرام سے پیدا ہوا تھا دعوی امامت کا ہو کے
 اس طرح کے خطبہ پڑھا کرتا تھا کہ میں نے تم سے تکلیف شرعی - عات کی اور بحرات تم پر
 حلال کیں جو چاہو سو کرو کچھ گرفت نہیں صرف امام وقت کی اطاعت تم پر فرض ہے
 اور بعد امام کے اولاد امام کی اطاعت فرض ہوگی اسی طرح سے اسکی اولاد اور اولاد کی
 اطاعت فرض ہوگی اسنے تمام کتاب خائے اپنے آباء کے جلوائیے (۶۵) قطع کیے کہ جو
 حمایت بھی کہتے ہیں یہ فرقہ صحاب عبد اللہ بن عمار کا ہے عبد اللہ بن جعفر صادق کی امامت
 کے قائل ہیں جب کا لقب افطح تھا بعد اونکے سلسلہ امامت کو ختم جانتے ہیں اس لیے کہ
 اونکے کوئی اولاد نہ تھی (۶۶) قطع یہ فرقہ صحاب مفضل بن عمر کا ہے امام موسی
 کاظم کی امامت کے قائل ہیں اور قطع کرتے ہیں امامت کو انکی موت کے بعد (۶۷)
 موسیٰ سے یہ فرقہ امام موسیٰ کاظم کی موت و حیات میں متردد ہے اسیلئے انکی امامت
 میں شبہ کرتا ہے اور اونکے سلسلہ امامت کو جاری نہیں جانتا ہے (۶۸) مخطو یہ
 یہ فرقہ قائل امامت موسیٰ کاظم کا ہے اور انکو حجت الاموت و مہدی موعود بانتا ہے اس فرقہ

کا لقب مطوریہ اس سبب ہوا کہ ایک مرتبہ اس فرقہ کو فرقہ قطیعہ کے لوگوں کا اتفاق
 مناظرہ کا پڑا یونس بن عبدالکریم رئیس قطیعہ نے کہا انتم اھون عندنا من الکلاب
 المسطویۃ اوسوقت سے یہ فرقہ ملقب بلقب مطوریہ ہوا (۶۹) یہ چیمہ یہ فرقہ امام موسیٰ
 کاظم کو صرہ جانتا ہے مگر پر رحبت کا یعنی اونکے دوبارہ زندہ ہونے کا منتظر و معتقد ہے
 (۷۰) احمدیہ یہ فرقہ بعد موت امام موسیٰ کاظم کی امامت احمد بن موسیٰ کاظم کے معتقد
 ہیں (۷۱) اشنا عشریہ یہ فرقہ دوازدہ آدمہ کی امامت کا قائل ہے اور منکر فضائل
 صحابہ و اذان رسول اللہ کا یہ فرقہ مثل فرقہ امامیہ کے تمام فرقوں کا عیب پوش
 ہے جو کسی فرقہ کو فرقوں مذکورہ سے مناظرہ یا مباحثہ کا اتفاق پڑتا ہے تو اسی فرقہ میں بنیاد
 گزین ہوتا ہے (۷۲) جعفریہ یہ فرقہ بعد حسن عسکری کے اونکے بہائی امام جعفر بن
 علی کی امامت کا قائل ہے اور قول جہدی کا منکر ہے یہ سب بہتر فرقے ہوئے اور
 ایک فرقہ ناجیہ ملاکر کل تہتر فرقے ہوئے بموجب حدیث شریف کے حدیث
 ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثین و سبعین ملة و استفرق امتی علی
 ثلاث و سبعین ملة صلصہ فی النار الاملۃ واحدة قالوا ما ہی یا رسول اللہ
 قال الذینم علی ما افاد اصحابی ترجمہ تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے اور میری
 امت میں تہتر فرقے ہونگے سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ پوچھا حضارت کیا رسول
 وہ کون لوگ ہیں فرمایا جہنم میں ہوں اور میرے صحابہ حدیث ثنات و سبعین
 فی النار و واحدة فی الجنة وھی الجماعة ترجمہ بہتر فرقے دوزخ میں ہونگے اور ایک بہشت
 میں اور وہ جماعت ہے یعنی اہلسنت و الجماعت چنانچہ مطابق اسی حدیث کے ایک
 روایت نوح البلاغت میں جو شیعوں کی بڑی مستند کتاب ہے جناب امیر نے منقول
 ہے و انزلوا السواد الاعظم فان یدلہ علی الجماعة وایاکم و الفرقۃ فان الشاذ من
 الناس الشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب ترجمہ اور لازم پکڑو تم جماعت کلا نتر کو بالتحقیق

و عقلمند و ادرید محبت آنرا و بیان کنیہ فضائل آنرا اور جامع الانبیاء کے باب نهم میں رسولی قال النبوی
 علیہ السلام من سبب اصحابی فقد کفر ثم حمیہ فرمایا نبی صلعم نے جس نے بڑا کہا سیر سے صحابہ کو پس
 تحقیق آوہ کافر ہو گیا النحر لہ کہ یہی عقلمند ہے اہلسنت کا تمام صحابہ خیر الانام کے ساتھ
 اگر اس مقام پر کوئی شیخہ کہے کہ اسیر صحابہ سے حضرت علی کے مقابلہ میں خطا کی یا پس
 تو ہم کہیں بلا شک حضرت معاویہ سے بمقابلہ حضرت علی کے خطا بہت بڑی و قبح ہوئی چونکہ
 قبل از مرگ حضرت معاویہ کا توبہ کرنا معتبر تو انہیں ان سے ثابت ہے لہذا تمام حضرت
 معاویہ کے ساتھ ہی گمان نیک رکھتے ہیں کیونکہ ابھی تک تو بس کے دروازے بند نہیں
 ہیں اس مقام پر ہم ایک نتیجہ اور مذہبی روایت شیعوں کی معتبر کتاب سے لکھتے ہیں
 چنانچہ اس تفسیر میں جسکو شیخ مسلم عسکری کی طرف نسبت کرتے ہیں یہ روایت موجود ہے
 ان الله ادعى الى آد مله فيض على كل واحد من محبي محمد وآل محمد واصحاب
 محمد ما لو قسمت على كل عدد ما خلق الله من طول الدهر الى آخره
 و كانوا أغفاراً لا واهم الى عاقبت محمودة دایمان باللہ حتی استحقوا به الجنة
 وان رجلاً من بين فضائل محمد واصحابه او واحد منهم يذب الله عذاباً
 لو قسم على مثل خلق الله لاهلكهم اجمعين ثم حمیہ تحقیق وحی کی اللہ تعالیٰ نے آفرین
 کی طرف یہ کہ البتہ محمد اور آل محمد اور صحابہ محمد کے دوستوں سے ہر ایک کو اس قدر
 فیض دیگا کہ اگر اسکو ساری مخلوق پر جسکو اللہ تعالیٰ نے ابتداء زمانہ سے انتہا تک پیدا کیا
 ہے اور وہ سب کافر ہوں تقسیم کرین البتہ انکو عافیت نیک اور ایمان کو پہنچائے
 تاکہ اس کے سبب سے جنت کے مستحق ہو جائیں اور البتہ جو دشمنی رکھتا ہے آل محمد اور صحابہ
 محمد سے یا ایک سے بھی یا دونوں میں سے البتہ عذاب کرے گا اسکو اللہ تعالیٰ اور سقدر کہ اگر
 اسکو مخلوق خدا کی برابر تقسیم کرین تو سب کو ہلاک کرے فقط دیکھو حضرت امام حسن عسکری
 کی روایت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ محبت آل محمد اور صحابہ کی برابر رکنا ضرور ہے

لہذا حضرت معاویہ کا توبہ کرنا معتبر ہے
 لہذا حضرت معاویہ کا توبہ کرنا معتبر ہے
 لہذا حضرت معاویہ کا توبہ کرنا معتبر ہے

اور بغض اور دشمنی وہ نون میں سے ایک کے بھی باعث ہلاکت کا ہے اسی لیے تمام مسلمان
 نے مقام محبت میں ادوا حاصل نہ فرمایا بلکہ مقام بغض میں کلمہ واحد منہم کو پڑھایا تاکہ اہل
 ایمان کو معلوم ہو جائے کہ محبت سب کی ہی رکنا چاہیے چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہے اور
 ان میں سے ایک کی بھی دشمنی سبب عذاب کا ہے چنانچہ یہی مذہب خاص جہان الملویت
 کا ہے مسلمہ شیعوں کے نزدیک شیعہ سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے اس لیے کہ ان کے
 اس عبادت کے بگمان شیعان پاک جہود و مسلمانہ اور حج و زکوٰۃ سے بھی بہت زیادہ باغی
 اس بات میں کہ کتب معتبرہ شیعوں میں کثرت اقوال مختلفہ مذہب توہم میں مبتلا ہے ان کے
 چند روایت لکھی جاتی ہیں اول خلافت النبی کے شیعہ جزو پنجم میں تفسیر آریہ کریم
 فی السمتعم بہ منہم کے لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جو شخص نیاستہ ہائے
 اور اس نے شیعہ کیا ہو وہ قیامت کے دن بد نظر اور بدبخت اور ٹھیکہ کا مانند اس
 آدمی کے نکلا ہو وہم اسی کتاب میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی ایک بار
 شیعہ کرے درجہ حسین کا پائے اور جو وہ بار شیعہ کرے درجہ علی کا پائے اور جو تین بار
 شیعہ کرے درجہ علی کا پائے اور جو کوئی چار بار شیعہ کرے میرا درجہ پائے پھر فرمایا کہ
 جدم فاعل و مفعول شیعہ کرے باہم بیٹھے ہیں اور پھر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور
 اونکی پسبانی کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنا جلسہ برخاست کریں اور جو کہہ کہ باہم گفتگو
 کرتے ہیں وہ کلمات تہلیل و تہلیل بجاتے ہیں اور جب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں
 تمام گناہ اوٹ گلیوں کے پورے دن سے نکل پڑتے ہیں اور جب ایک دوسرے کا بوسہ لیں حق
 تعالیٰ ہر بوسہ پر نو اب حج و عمرہ کا لکھ دیتا ہے اور جب خلوت کریں تو پر لذت شہوت
 پر حسناں پادین مانند کوہاے بلند کے اور جب فارغ ہو کر غسل کے واسطے مشغول
 ہوں خدا سے تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے ان دونوں بندوں کو کہ یہ
 عقاد رکھتے ہیں کہ میں انکا پروردگار ہوں گواہ ہو جاؤ کہ میں نے قطعی انکو بخش دیا اور جو پانی کہ

اور بغض اور دشمنی وہ نون میں سے ایک کے بھی باعث ہلاکت کا ہے اسی لیے تمام مسلمان
 نے مقام محبت میں ادوا حاصل نہ فرمایا بلکہ مقام بغض میں کلمہ واحد منہم کو پڑھایا تاکہ اہل
 ایمان کو معلوم ہو جائے کہ محبت سب کی ہی رکنا چاہیے چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہے اور
 ان میں سے ایک کی بھی دشمنی سبب عذاب کا ہے چنانچہ یہی مذہب خاص جہان الملویت
 کا ہے مسلمہ شیعوں کے نزدیک شیعہ سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے اس لیے کہ ان کے
 اس عبادت کے بگمان شیعان پاک جہود و مسلمانہ اور حج و زکوٰۃ سے بھی بہت زیادہ باغی
 اس بات میں کہ کتب معتبرہ شیعوں میں کثرت اقوال مختلفہ مذہب توہم میں مبتلا ہے ان کے
 چند روایت لکھی جاتی ہیں اول خلافت النبی کے شیعہ جزو پنجم میں تفسیر آریہ کریم
 فی السمتعم بہ منہم کے لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جو شخص نیاستہ ہائے
 اور اس نے شیعہ کیا ہو وہ قیامت کے دن بد نظر اور بدبخت اور ٹھیکہ کا مانند اس
 آدمی کے نکلا ہو وہم اسی کتاب میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی ایک بار
 شیعہ کرے درجہ حسین کا پائے اور جو وہ بار شیعہ کرے درجہ علی کا پائے اور جو تین بار
 شیعہ کرے درجہ علی کا پائے اور جو کوئی چار بار شیعہ کرے میرا درجہ پائے پھر فرمایا کہ
 جدم فاعل و مفعول شیعہ کرے باہم بیٹھے ہیں اور پھر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور
 اونکی پسبانی کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنا جلسہ برخاست کریں اور جو کہہ کہ باہم گفتگو
 کرتے ہیں وہ کلمات تہلیل و تہلیل بجاتے ہیں اور جب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں
 تمام گناہ اوٹ گلیوں کے پورے دن سے نکل پڑتے ہیں اور جب ایک دوسرے کا بوسہ لیں حق
 تعالیٰ ہر بوسہ پر نو اب حج و عمرہ کا لکھ دیتا ہے اور جب خلوت کریں تو پر لذت شہوت
 پر حسناں پادین مانند کوہاے بلند کے اور جب فارغ ہو کر غسل کے واسطے مشغول
 ہوں خدا سے تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے ان دونوں بندوں کو کہ یہ
 عقاد رکھتے ہیں کہ میں انکا پروردگار ہوں گواہ ہو جاؤ کہ میں نے قطعی انکو بخش دیا اور جو پانی کہ

بالون سے ٹپکتا ہے ہر ایک بال پر نیکی لکھی جاتی ہے اور بڑی اور کچی جاتی ہے اور
 درجہ بلند ہوتے ہیں پس امیر المومنین اڑتے اور کہا یا رسول اللہ ایسے شخص کی جزا کیا ہے
 فرمایا کہ جب مرد متع و عورت متعہ غسل سے فارغ ہوتے ہیں اور انہوں نے ہر ایک قطرہ
 آب غسل سے اللہ تعالیٰ فرشتے پیدا کرتا ہے اور وہ اس کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں
 اور ثواب اس کا فاعل و مفعول کے واسطے قیامت تک ہوتا ہے سو ہم اسی کتاب
 میں ہے کہ ایک ن رسول خدا اڑتے اور بہت بڑا غلبہ پڑا بعد اس کے فرمایا کہ اے
 آدمیوں جانو کہ اس میرے پاس بہائی جبریل علیہ السلام ایک تحفہ پروردگار سے
 لائے وہ متعہ ہے مومنہ عورات کا جس سے پہلے یہ تحفہ کسی پیغمبر کو عطا نہیں ہوا پھر فرمایا
 کہ کوئی اہل مجلس ہے کہ میری مخالفت کرے اس کو باطل کرے اسباب بغض کے
 میرے ساتھ پس من گواہی دیتا ہوں کہ وہ اہل و زنج سے ہے لعنت خدا کی اوپر
 جو مخالفت میری کرے گویا کہ اس نے انکار نبوت میری کا کیا اور جس نے انکار نبوت
 کا کیا اس نے انکار خدا کا کیا وہ دوزخی ہے اس موضوعات بے اصل سے مطلب
 شیعوں کا نسبت حضرت امیر المومنین عہد رضی اللہ عنہ کی مخالفت و منافقت کا
 ثابت کرنا ہے بخود امام چہارم تہذیب الاحکام کی کتاب الکلاح میں ہے کہ جو کچھ
 عورت متعہ کو دیا جاتا ہے اجرت ہے کہ قولہ تعالیٰ فاتوہن احوہن اس کو
 عوام خرچی کہتے ہیں پنجہ اسی کتاب میں ہے کہ تعداد اجرت اور تعیین ایام کی طہرین
 کی رضا مندی پر متوقف ہے قال امیر المومنین لا یكون متمتعہ الا یاہرین باجل
 مسعی واجر مسعی ششم تبصار کے ۲ باب میں ہے کہ فاحشہ عورت سے بھی
 متعہ جائز ہے سال عمار واناخذہ من الرجل یتزوج الفاحشہ متمتعہ قال اباس
 ششم اسی کتاب کے باب یجوز الجمع بین اکثر من اربعۃ فی المتعہ زرارہ سے
 منقول ہے کہ چارہ تہنی عورتوں سے متعہ کر لو جائز ہے فالقلت یجوز من المتعہ قال کثرت

اس میں ہے کہ جو کچھ عورت متعہ کو دیا جاتا ہے اجرت ہے کہ قولہ تعالیٰ فاتوہن احوہن اس کو
 عوام خرچی کہتے ہیں پنجہ اسی کتاب میں ہے کہ تعداد اجرت اور تعیین ایام کی طہرین
 کی رضا مندی پر متوقف ہے قال امیر المومنین لا یكون متمتعہ الا یاہرین باجل
 مسعی واجر مسعی ششم تبصار کے ۲ باب میں ہے کہ فاحشہ عورت سے بھی
 متعہ جائز ہے سال عمار واناخذہ من الرجل یتزوج الفاحشہ متمتعہ قال اباس
 ششم اسی کتاب کے باب یجوز الجمع بین اکثر من اربعۃ فی المتعہ زرارہ سے
 منقول ہے کہ چارہ تہنی عورتوں سے متعہ کر لو جائز ہے فالقلت یجوز من المتعہ قال کثرت

خاندان کو بٹالگا تہ ہے اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ مستعہ دراصل بڑا ہے اگر براہنوتا
 تو باکرہ کے ساتھ مستعہ کرنا کیون عیب ہوتا اور کیون او کے خاندان کو وہیالگا تا وہم
 خلاصۃ المنج ۲ جزو تفسیر آریہ کہ میہ احل لکم لیلۃ الصیام الفث الی نساء کمین لکھا ہے
 باید کہ غرض اصلی از مباشرت طلب بقا رنسل باشد نہ مجر و لذت شہوت پر حکمت ست از
 خلق شہوت و مشروعیت نکاح اولدہت الی اس تفسیر کی بھی سیاق عبارت سے بخوبی
 معلوم ہوتا ہے کہ مشروعیت نکاح کی نہیں قرآنی بقا رنسل و اولاد کے لیے ہے نہ فقط و
 حفاظت کے اور مستعہ میں سوائے حفاظت کے کہ یقیناً زنا ہے کوئی فائدہ متصور نہیں ہوتا
 ہے سو وہم بڑا تعجب ہے کہ جب مستعہ میں ایسے فضائل تھے کہ ادنیٰ سے سو من کو اعلیٰ درجہ
 کو پہنچا دے حتیٰ کہ خاتم المرسلین کے ہر تہہ ہو جائے اور آئیمہ طاہرین اور انکی اولاد
 مکرمین ایسی نعمت عظمیٰ و دولت کبرہی سے محروم رہیں کتب سیر میں مرقوم ہے کہ حضرت
 امام حسن اکثر نکاح کرتے پر طلاق دیدیتے حضرت علی آدمیوں کو منع فرماتے کہ کوئی
 اپنی لڑکی کا حسن کے ساتھ نکاح نہ کرے کیونکہ وہ طلاق دیدیتے ہیں چنانچہ مجالس المنین
 کی مجلس دوم میں مسطور ہے کہ اگر مستعہ و البوہے امام مبرہن چوالفتات بنکاح و طلاق فرمادے
 اس دلیل سے بھی ثابت ہوا کہ مستعہ قطعی حرام ہے اگر حرام نہ ہوتا تو امام صاحب کیون نکاح
 کرتے اور کیون طلاق دیتے مستعہ میں تو بہت کچھ آسانی تھی چہاں ہم بردایات مستندہ
 صحاح ستہ اہل سنت کے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے بعد دینے اجازت تین روزہ کے
 جنگ و طاس میں مستعہ کو قیامت تک کے لیے حرام فرمایا جس کسی کو یہ حکم پہنچا حال ہو
 او جب کو نہ پہنچا جاہل رہا چنانچہ بسبب لاعلمی کے اکثر جگہوں میں یہ امر شیعہ شافعی و حنہ
 جب زمانہ خلافت حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا پہنچا آپنے سنا کہ بعض جگہ رسم
 مستعہ کی مروج ہے پس آپنے تہدیداً و تنبیہاً فرمایا کہ رسول اللہ مبرہن نے مستعہ کو قطعی حرام کیا
 ہے جو کوئی آئندہ مرتکب اس خباثت کا ہو گا تو میں او کو حد زنا ماروں گا پھر آپنے بہت

کچھ دلائل متعہ کے حرام ہونے پر بیان فرمائے وہ کتب صحیحہ اہل ایمان میں یکسر مستند
 مرقوم ہیں جسکا جی پاس ہے دیکھ لیں پچھم فہم استمتعہ کے لغوی معنی فائدہ گرفتن کے ہیں
 اصل لفظی معنی وطے و دخول کے اور دلیل اسپر کلمہ فائدہ تعقب کے واسطے دلائل مستند
 کیونکہ تعقب فرع ہوتا ہے اصل جملہ مابین کا پس جملہ سابقین بیان مہر و نکاح کا
 ہے لہذا بدلیل کلمہ فامعنی استمتعہ کے وطے و دخول کے ہونے نہ عورتوں سے
 متعہ کر شیکے چنانچہ شیعوں کی معتبر تفسیر مجمع البیان میں بھی یہی معنی لکھے ہیں مگر شیعہ
 اپنے حفاظ کے واسطے فہم استمتعہ کے معنی عورتوں سے متعہ کے لیتے ہیں اور کسی
 مقام پر تمام کلام الہی میں فہم استمتعہ کے معنی متعہ کے استعمال نہیں کرتے ہیں
 جیسے فہم استمتعہ بخلافہم فہم استمتعہ بخلافہم استمتعہ الذین قبلکم بخلافہم وغیرہ میں
 اسکے جواب میں ہم اس آیت شریف کو پیش کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ والذین ہم
 لفر وجہہم حافظون الاعلیٰ انہم واجہہم اوہما ملکیت ایما فہم فانہم غیر
 ملو میں ضمن ابتنی اور اعد اللہ فاولئک ہم العادون ترجمہ جو لوگ کہ وہ واسطے اپنی
 شرمگاہوں کے حفاظت کرنے والے مگر انہی بیبیوں یا وہ چیز کہ ملکیت ہے انکے ہاتھوں
 کی غیر ملاست کی گئی پس جسے زیادتی کی (یعنی سوائے زوجہ اور مخلوک زبردست کے اور
 عورت سے صحبت کی) پس وہ لوگ جسے گزرنے والے ہیں شیعوں کو چاہیے کہ اس
 آیت کو نسخ آیہ فہم استمتعہ کا سمجھیں کیونکہ حفاظت شرمگاہوں کی بغیر نکاح ممکن نہیں ہے
 اور شریعت نکاح کی بچہ شریط مشروط ہوتی ہے اول چار عورتوں سے زیادہ
 نکاح کرنا حرام ہو و ہم اولاد کو وراثت ترکہ ضرورت سووم زمانہ عدت میں جن میں
 سے کم نہو ہر ارم ظہار و لعان ایلا و طلاق ہو سکتا ہو پچھم پابند پردہ نشینی کی ہو
 شش عشر عورت ایک مرد سے زیادہ شوہر نہیں کر سکتی ہے گناضہ ہو یا غیر حال فہم
 ہفتہم عورت بازاریت بغیر طلاق مرد سے جدا نہیں ہو سکتی ہے ہشتہم نکاح میں

جواز باکرہ وغیرہ یا کرہ باعث افتخار خاندان ہونہ باعث عیب کا تھم نہ وجہ پراعت
و ثوق و حفاظت حقوق زوج کے لازمی ہوں و ایسا وہم۔ وجہ پر رعایت حقوق
زوجہ کے بھی مثل کہانا کپڑا غینے و امی لازمی ہو فرضاً علیٰ ذہ القیاس اسطرح سے
بہت شرعیہ کماح کے نبض قرآنی ثابت ہیں اور متعہ میں تمام شرعیہ برعکس انصاف
فرقانی ہیں اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ متعہ حقیقت میں زنا ہے کیونکہ متعہ اور
زنا اور اجرت اور غرضی میں فرقہ برابر فرق نہیں پایا جاتا ہے اسی سبب علامہ شیخ
صلی جو شیعوں کے بڑے مجتہد ہیں اپنی کتاب حقائق الحق کے بیان حد زنا میں اجازت
بالوطی کو باطل لکھتے ہیں اور منع فرمانار رسول مقبول کا متعہ کو صحیح حدیثوں سے ثابت
ہے چنانچہ تنصیر کے باب تحلیل متعہ میں یہ حدیث حضرت علیؑ سے منقول ہے
قال حرم رسول الله لحم الاھلیة وکناع المتعة ترجمہ کیا حضرت علیؑ نے
حرام کیا رسول اللہؐ نے گوشت کھر و گدے کا اور نکاح متعہ کا لیکن اس حدیث
کو راوی نے تفسیر پر محفل کیا ہے مگر سیاق عبارت سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے
کہ یہ تفسیر رسول اللہؐ کا ہے یا راوی کا یہ طرہ ہی خالی ابلہ فریبی سے نہیں ہے کیونکہ
حضرت علیؑ تو حضرت عمرؓ کے شوے میں اکثر شریک رہتے تھے اور ان کے یہ حال
میں مدد و معاون ہوتے تھے پس راوی نے اس خیال سے تفسیر کی قید لگائی کہ
کہیں حضرت علیؑ کی روایت حضرت عمرؓ کی ہے سے نہ مطابقت و موافقت کر جا
اور سب سے بڑا ہر ہماری یہ حجت لا جواب ہے کہ حضرت اسیرؓ نے کیوں نہ اپنے
زمانہ خلافت میں متعہ جاری کیا اور کیوں نہ حضرت امام حسنؑ نے اپنے زمانہ خلافت
میں حکم جواز کا دیا اور کتاب فقہ الرضائین یہ حدیث مرفوعہ ہے اعلم یا اخئی النبی
سئلت الامام علیہ السلام عن المتعة فقلت جعلت فداک ردی جدد
ایر المؤمنین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حل المتعة یم فتح مکہ حرمھا عام خیر برفعی نہا

فقال صدقوا في الروايات انها والله منهية حرام ما مور بها الا انهم غلطوا
 في وجوه الحديث الى ان قال وانما حلتها ان النبي صلى الله عليه وسلم لشباب
 العرب كانوا معه متشكوا اليه عن وبتهم فالطلق ولا مثا لهم في تلك الحالت
 لكيلا يقيمون في الحرام واما من تمتع وهو قادر على التزوج او على الشرع لا تمتع
 وهو بالحرف او مقيما في مصر من امصار من غير ازعاج ولا اختلاف من بلاد
 الابله فقد لقدى على احرام المسلمين واستهلع لنفسه ما قد حرم الله عليه
 من فروج الحرامين بغير ما قد امر الله في كتابه والله يقول ومن يتعد
 حدود الله فاولئك هم الظالمون وقال فقتل ظلم نفسه يا بني لمتعة
 الا عند الاضطرار والضرورة المضطر فمن امكن له غيرها فليس له ان يمتنع
 ومثلها مثل قول الله تبارك وتعالى حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير
 الى قوله فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا اثم عليه ان الله غفور رحيم
 ترجمہ راوی کہتا ہے کہ اے براہر پوچھائیں نے امام رضا علیہ السلام سے کہ اے
 حضرت حج میری آپ پر قربان یہ فرمائیے کہ متعہ کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہ
 روایت کیا ہے آپ کے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حلال کیا متعہ کو فتح مکہ کے روز اور حرم کیا خیمہ میں اور ممنوع کر دیا اذیکو
 امام نے کہا سچ فرمایا امیر المومنین نے خدا کی قسم متعہ حرام ہے البتہ اجازت دیکھی تھی
 قبل میں یہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حلال نہیں
 فرمایا تھا مگر جو انان عرب کے واسطے کہ جو مسافرت میں رسول خدا کے ساتھ ہو جو تہ
 اور شکایت اپنی تکلف کی کرتے تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت متعہ
 کی نہیں دی مگر ایسے لوگوں کے واسطے تاکہ حرام سے بچیں لیکن جس شخص نے متعہ کیا
 اوس حالت میں کہ قادر ہے مکان پر یا خریدنے لوندی پر یا اپنے مکان پر ہو جو وہ ہے

یہ کسی شہر میں مقیم ہے پس بیشک اس نے مباح کیا اپنے نفس پر اس چیز کو جسکو حرام کیا
 خدا تعالیٰ نے اس کے واسطے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے جس شخص نے تجاوز کیا اللہ کی حدود اس سے
 داخل ہوا وہ ظالمین میں سے ہے میرے نہیں تھا جو از متعہ گوشت اضطرار اور ضرورت
 کے جیسا کہ جائز ہے وقت ضرورت کے گوشت سورکا اور مردار اور خون دیکھو اس حدیث
 سے بھی متعہ قطعی حرام ثابت ہوا اور سن کتاب محاسن برقی شیعہ میں یہ حدیث مرقوم ہے
 قال ابن عباس انك رجل تائة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهي عن المتعة
 ترجمہ فرمایا اسیر المؤمنین نے واسطے ابن عباس کے کہ بالتحقیق تو ایک مرد عیاش ہے
 تحقیق رسول اللہ نے منع کر دیا ہے متعہ سے۔ دیکھو اگر متعہ حرام نہ ہوتا تو جناب اسیر
 ابن عباس کے حلال کہنے پر کیوں خفا ہوتے اور کیوں انکو عیاش کہتے تھے انہیں
 سے یہ دونوں حدیثیں نقل کی گئیں نقل طبع تذکرۃ الخویشہ میں میان غوث علی شاہ صاحب
 صوفی سیاح تحریر فرماتے ہیں کہ میں اتفاق سے لکھنؤ پہونچا وہاں اکثر لوگ میرے
 پاس آتے تھے از انجملہ ایک نوجوان کسی شیعہ صاحب کا صاحبزادہ بھی روزمرہ اپنے
 معمولی وقت پر آیا کرتا تھا اسکو مجھے حسن عقیدت تھی اور مجھکو بھی اس حید ازلی سے
 گو نہ محبت اتفاق سے وہ حمیدہ خصال تین روز تک میرے پاس نہ آیا بسا اوقات مجھکو
 اسکا خیال رہتا تھا ناگمان چوتھے روز وہ سعادت کیش خود ہی آنکلا جب میں نے اس کے
 سبب دریافت کیا اس نے خوش ہو کر یہ جواب دیا کہ حضرت شاہ صاحب بندہ کی شادی
 ہے بفضل خدا صورت خانہ آبادی ہے جب سے غیر حاضر ہوا ہوں مائیںون مچھا ہوں
 او بیٹا ملوایا جاتا ہے تیل چڑھایا جاتا ہے پر یوں ماچن کی رسوم تھی کل حسا بندی کی ہوم
 آج منڈولہ اور کل برات جناب کا بھی اس کا خیر میں شریک ہونا عین ثواب بلکہ
 سہرا سر برکت ہوگا میں نے جب از لبس مصر دیکھا ناچار اس سعادت مند سے اقرار کر لیا کہ
 فقیر ضرور ہی شامل ہوگا۔ و سہرا دن اس کے وال بزرگوار شریف لائے اور فرمایا کہ قبلہ

جلد چلیے نوشہ میرات کے دولہن کے دروازے پر پہنچا میں حسب عدد اسیدم میر صاحب
 کے ہمراہ ہو لیا جب جلسہ میرات میں داخل ہوا دیکھا کہ صیفہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں دست
 کی طرف مجھ تک صبا ماشاء اللہ کتاب الصیفہ والاحرت کو لے کر آئے تھے تیار وہ دیکھ کر سعد اکبر کی
 ساعت تلبس تھے اور دست چپ کی سمت وکیل و شاہ حساب کتاب اجرت (یعنی ہر
 محفل کا کام لگا رہے تھے) جان ضروری اس وقت سے فاختہ ہائی صیفہ کا آغاز ہوا اسی اثنا میں دولہن
 عزیزہ کی آتون جی مضطربہ کریمہ پارسا عقیفہ خاص عصمت سراسے نکال کر محل محفل میں جلوہ گر
 ہوئیں اور بعد ناز و نیاز زبان صدق ترجمان سے فرمایا کہ یا اہا المؤمنین اس موقع پر
 لونڈی کو کچھ امر حق عرض کرنا ہے ذرا دود و آنکھ ملائیے اور امر مشروع و مستحسن کے
 جان و دل سے سنتے پر کان لگائیے حاضرین جلسہ سنتے ہی اس بات کے ہتکا بکا رہ گئے
 بعض گستاخ دست نے دست بستہ عرض کی کہ آتون جی صاحبہ مخدومہ ارشاد کیجئے کہ
 آپ کا عندیہ دلی کیا ہے آتون جی نے فرمایا کہ وہ نوید سیمون جاوید یہ ہے کہ بطفیل مولیٰ
 مشکلا شاعلی اس دوشیزہ ناکہ خدا عقیفہ پارسا کو کہ جب کا اس دم عقد صیفہ باندھا جاتا ہے
 پانچ مہینے کا گل ہے کوئی بیدین او سکورا مہر محمول نہ کرے اس مومنہ صالحہ رستہ لبیب
 غلبہ الشباب جنون و نیزہ نظر ثواب بحیاب المتاع مسنون کے اپنا مستحب معافی اثر
 فی سبیل اللہ ایک خوشرو و نوجوان موسیٰ پاک سے کر لیا تھا اتفاقاً عند اللہ یہ نونہال گلشن اسید
 شمرہ حلال و طیبہ سے بار ہو گئی اب بہرکت امام ضامن ضامن نوشہ کے پدر بزرگوار
 کو ایک تقریب میں دو مبارکباد میں ۶ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار سنتے ہی
 اس گل و گزشت کے کل مومنین صورت تصویر بلبل سکوت میں رہ گئے اس خیال سے
 کہ اگر کچھ چون چرا کہ میں تو اصول دین میں بیگانہ نہ ہوں بلکہ الزام مخالفت آیہ کو فاعل
 کا لازم آتا ہے مگر نوشہ کی رگ غیرت حرکت میں آئی سنتے ہی اس خبر و محنت اثر کے
 ندامت عرق عرق ہو گیا فوراً سرہ کلنگ توڑ و مال کٹا کر پھینک دیا متعہ پہاڑ طرہ کلنگی

چٹک صورت دلیو انگان پر می بخواب دید و محفل شک نور و ز سے اوٹھکر باہر جا کر اٹھا ہوا
 جب اس کے والد ماجد نے اپنے نور چشم سرور دل کی یہ حالت دیکھی فرمایا کہ اسے طفل کاذب
 یہ کیا حماقت ہے کہ تو خیر کو شر سے بدلتا ہے اور حق کو چوڑ کر باطل کی پیروی کرتا ہے
 لڑکے غیرت مند بیدار بخت نے جواب دیا کہ لغت حق اس مذہب باطل پست پر جوڑ
 کا نام شیر کلمین حرام کام کو حلال کہیں باپنے عتاب کر کے کہا کہ اے احمق کیا تو
 سنی ناصبی ہو گیا لڑکے نے چیتا بٹھا کر جواب دیا کہ پہلے تو نہ تھا مگر اب
 بالیقین بفضل رب العالمین بے شک شبہ اہلسنت و الجماعت ہو گیا یہ کہا اور بان
 امام غائب کی طرح فخر و ہوا تمام اہل برات ہی یہ کیفیت عجیبہ مشاہدہ کر کے چہو پہنے
 سمیت حیف و پرچشم نہ دل صحت یار آفریدہ کے گل سیر دیدیم بہار آفریدہ شاہ جہا
 مدوح فرماتے ہیں کہ میں یہ تماشا دیکھ کر اپنے جی میں نہایت ہی پریشان ہوا اور اپنے کئے
 ہوئے پریشان چند روز بعد وہ سعادت نشان پر میرے پاس بصدق ارادت آیا و بتقدیر
 دل و قرار زبان کلمہ طیبہ پڑھ کر مذہب حقہ اہلسنت پر ایمان کامل لایا سمیت چاہتا ہے جسکو
 بلا تاسے یون بد شر بت سلام پلاتا ہے یون اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور
 غرض کہ شیعہ لوگ اس گمان سے کہ متعہ بمشورہ حضرت فاروق منع کیا گیا ہے بہت
 کچھ ساعی ہیں کہ حتی الوسع شرم فواحش کے مومنین اور مومنات میں جاری ہوتا کہ
 مخالفت سلسلے جہان آرائے امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
 پہلے سیات کافس و فجور مومنین اور مومنات کا بہار می ہوا اس ساوس شیطان سے
 وہو اجس نضانی نے شیعوں میں اسد رجہ ترقی حاصل کی ہے کہ ایسی ویسی عورت اور
 مرد کا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ بڑے بڑے مجتہد العصر اس بلا میں مبتلا تھے ہن خود
 باللہ من شہد انفسہم مسئلہ شیعوں کے نزدیک پانوں پر مسح کرنا جائز ہے بر خلاف
 قول فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اپنے بغیر قدم مبارک نہ ہونے کے کہی نہ ہونے نہ رہا

اور ایسے ہی آپنے اپنے صحابہ با صفا کو تعلیم کیا اور خلائق قرات کا جو فیما بین ہے بسبب
 جن میں کرب اہل تعصب کے ہے ورنہ پانوں کا دہونا تو بقاعدہ صر فی بھی ثابت ہے کیونکہ
 بعض کے نزدیک ارجحکم مفتوح بالفتح اور بعض کے نزدیک مجر و مجر اس تو صیغہ سے
 بھی ارجحکم مفعول فاعلہ کا ہے بسبب جو ارجح کے اور عطف بعید کے واو سے بھی ارجحکم
 کا مفعول فاعلہ ہونا ثابت ہوتا ہے پس اس صورت میں پانوں کا دہونا بھی فرض
 ٹھہرا سو اس کے معتبر کتب شیعہ میں پانوں کا دہونا لکھا ہے اول اعتبار کے باب
 وجوب المسح علی الرجلین میں مرقوم ہے الوضوء بالمسح ولا یجب فیہ الا اذا لا
 ومن غسل فلا یاس یعنی وضو میں پانوں کا مسح واجب ہے اور جو شخص کہ پانوں دھوئے
 تو کچھ ڈر کی بات نہیں اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ پانوں دہونا درست ہے
 و وہم اسی کتاب کے اسی باب میں ہے کہ رسول اللہ صلعم با امیر المومنین تعلیم وضو نمود
 کہ أعضاء وضو دو بار مسح سیر کبار کافی ست و در غسل قدیمین خلال و انگشتان ہر دو
 یا باید نمود اس مضمون سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ پانوں دہونا ضرور ہے سو وہم
 اسی کتاب کے باب وجوب الترتیب میں ہے ان لیت مسح الراس حتی اغسل
 رجلیک ثم مسح الراس ثم غسل رجلیک یعنی میں وضو میں مسح سر کا کرنا ہول گیا یہاں تک
 کہ پانوں بھی دھو ڈالے جب یا و آئی تو مسح سر کا کر کے از سر نو پھر پانوں دھوئے
 اس فعل کر سے بھی بخوبی واضح ہوا کہ پانوں کا دہونا یقینی ہے اور بعض شیعہ جواز راہ
 تعصب کے کہتے ہیں کہ پانوں دھونے سے وضو نہیں ہوتا ہے محض دروغ ہے مسئلہ
 شیعہ خلاف حکم فاعلہ او جو حکم کے اپنا منہ دھوتے ہیں یعنی جتنا چہرہ انگشت و انگشت
 وسطہ کے درمیان میں آوے مثل ہنود کے ایک ہاتھ سے دہونا فضل جانتے ہیں
 اور دست کو پیشانی سے زرخندان تک کہینچتے ہیں حالانکہ یہ فعل مخالف افعال آئمہ
 ہدی کے ہے کیونکہ آئمہ سے کبھی کسی نے اس طرح سے اپنا چہرہ نہیں دھویا مسئلہ

شیعہ خلاف نص ایدیکم کے ہاتھوں کو کلائی کی طرف سے دھونے کو بہتر جانتے ہیں حالانکہ یہ
 فعل ہی اذینکا محض خلاف افعال آئمہ کے پایا جاتا ہے ایسے مسائل کے موضوع لینے میں
 شیعوں نے فائدہ مخالفت اہلسنت والجماعت کا دیکھا ہے سوائے اسکے دوسری
 بات نہیں ہے مسئلہ تبصرہ کے باب ایتان النساء فیما دون الفرج میں مرقوم ہے
 ما الما ابا عبد اللہ عن الرجل یا قی المرأۃ فی دبرھا فقال لا یاس یعنی میں نے
 پوچھا ابا عبد اللہ سے ایک مرد کا حال کہ وہ اپنی عورت کی مقعد میں داخل کرنا چاہتا
 تھا کچھ دیر نہیں اور خلاصۃ النہج کے اجز و میں تفسیر آریہ کہ یہ نساء کہ حرث لہم
 فالواحرثکم اتی شتم کی اس طرح سے لکھی ہے کہ زنان شاکست اندیس بیابند
 بکشت زار خود ہر گونہ کہ خواہید خواہ روئے زنان بجانب شما باشد خواہ پشت یا غیر ان
 شاید لفظ غیر ان سے مراد مفسر کی دہن سے ہو کیونکہ سوائے دہن کے اور کوئی جگہ
 قابل دخول نہیں ہے اور تبصرہ میں مذکور ہے اذا اتی الرجل المرأۃ فی الدبر
 ولم یبذل فلا غسل علیہا فان انزل فخلیہ الغسل ولا غسل علیہا
 یعنی جبوقت داخل کرے مرد عورت کی دہن میں اور انزال نہوا پس دونوں پر غسل
 نہیں اور اگر انزال ہوا تو مرد پر غسل ہے عورت پر غسل نہیں جواب خالق اکبر نے
 ہدیت جماع عورت کو مزرعہ سے تشبیہ دی ہے اور مرد کو مزارع سے اور لطفہ کو
 تخم سے اور اولاد کو ثمر سے سوائے اسکے اور کوئی علت خالی متصور نہیں ہوتی ہے
 کیونکہ کلمہ انی شیعہ ظرف زمانی ہے یعنی جبوقت چاہو اپنی بیبیوں سے صحبت کرو اور
 اگر ظرف مکانی ہے تو یوں معنی ہونگے کہ جس مکان میں چاہو اپنی بیبیوں سے قربت
 کرو یا مرد کلمہ طیبہ سے ہدیت جماع ہے جسکو ہندی زبان میں آسکتے ہیں بہر حال
 اصلی مطلب آیہ شریف کا فرج سے ہے نہ دبر سے چنانچہ دوسری آیت دعوی
 بیدلیل شیعوں کی تکذیب کرتی ہے فاعتزلوا النساء فی المحیط ولا تقربوا من حیث

لَطْمٌ وَكَذَا تَطْمُرُهَا تَوْنٌ مِنْ حَيْثُ أَمَرَ اللَّهُ أَنْ لَا يَحْبُ التَّوَابِينُ لِجَبِّ الْمَنْظَرِ
 مَرَّ حِمِّهِ كَنَاهُ كَرْتَمَ عَوْرَتُونَ سَعَى حَيْضَ كِي حَالَتِ مِثْنِ أَوْرَنَ قَرِيبَ هُوَ تَمَّ أَوْنَهُونَ سَعَى
 يَهَانَتُ كِهْ پَاكِ هُونِ پَسْ جِدْمِ پَاكِ هُونِ پَسْ آؤْ تَمَّ اَوْسْ طَوْرَسْ كِهْ حَكْمُ كِيَا تَمَّ كُو خُدَا
 تَعَالَى نَعَى تَحْقِيقِ اَمَدِ دُوسْتِ رَكْمَتَا هِیْ بَیْتِ تَوْبَهْ كَرْنِ وَ اَلْوَنِ كُو لَوْرُ بَیْتِ دُوسْتِ رَكْمَتَا
 سَعَى پَاكِ كَرْنِ وَ اَلْوَنِ كُو اَسْ اَیْتِ مَشْرِیْفِ سَعَى نَجْوِی سَعَاوَمِ هُو كِیَا كِهْ اَكْرَمُ دُخُولِ فِی اَلْبَیْرِ
 كَا هُو تَا وَ حَالَتِ حَيْضِ مِثْنِ كِیونَ مَرْدُونِ كُو حَكْمُ تَا كِیْدِی كِنَا رَهْ كَشِی عَوْرَتُونَ سَعَى هُو تَا
 كِیونَ كِهْ حِیْضِ مَقْعِدِ مِثْنِ نَهْیْنِ هُو تَا غَرَضُ كِهْ شِیْعَانِ پَاكِ نَعَى اِسْیَ حَظْ اَنْفُسِ كِهْ وَ اَسْطَی مَثَلِ مَتَعَدِ
 دُخُولِ فِی الدَّیْرِ كُو هِیْ جَانِزُ كِهْ لِیَا سَعَى اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
 مَسْئَلِ شِیْعَهْ نَوْرُ زَكُو كِهْ دِنِ عَیْدِ مَجُوسِ كَا سَعَى فَرَضِ تَرِینِ عَیْدِیْنِ رَهْمَنِیْنِ سَعَى تَصَوُّرِ
 كَرْتِ مِثْنِ حَتَّى كِهْ نَازِ هِیْ پُرْ مَهْنَا وَ اَجِبْ جَانِزِ مِثْنِ وَ بَهْ تَسْمِیَ نَوْرُ زَكُو كِیْ سَعَى كِهْ كَبَرِ اَنْجَمِ
 نَعَى وَ اَسْطَی حَظْ اَنْفُسِ كِهْ كِهْ پَهْلَا دِنِ بَهَارِ كَا اَوْرُ كُذْنِ آفَتَابِ كَا نَقْطَهْ مَحْدَلِ اَلنَّهَارِ لَوْرِ
 دَاخِلِ هُو نَعَى بَیْتِ اَشْرِیْفِ اِیْنِی رَجْعِ حَلِ مِثْنِ حَسَابِ شَنْكَرَاتِ كِهْ نَوْرُ زَكُو مَوْضُوعِ كِیَا كِهْ
 اِسی دِنِ سَعَى شَرْعِ سَالِ سَمْسِ كَا هُو تَا سَعَى حَقِیْقَتِ مِثْنِ یَهْ رَحْمَتِ مَشْرُكَانِ وَ جَابِلَانِ
 اَهْلِ اِیْرَانِ كِیْ سَعَى كُرْشِیُونِ كَا اَسْ عَیْدِ پَلِیْدِ كِهْ سَعْمُولِ مِثْنِ وَ دُخُوْمِی سَعَى كِهْ اَسَدِنِ
 جَنَابِ مِیْرِ نَعَى تَحْتِ خِلَافَتِ پَرِ جَلُوسِ فَرَا یَا سَعَى اِسْ لَیْ یَهْ عَیْدِ كَرْتِ مِثْنِ جَوَابِ
 اَكْرِیْ عَمَلِ صَحِیْحِ هِیْ تَوْ شَمَارِ یَوْمِ وِلَادَتِ وَ یَوْمِ مَعْرَاجِ وَ یَوْمِ وِفَاتِ سَیِّدِ الْعَالَمِیْنِ اَوْرِ
 یَوْمِ وِلَادَتِ وَ وِفَاتِ آئَمَّ طَاهِرِیْنِ كَا هِیْ اِسی حَسَابِیْ چَا بَیْ حَسَابِ قَمَرِیْ كِهْ نَصْرُ قَرْنِیْ
 ثَابِتِ هِیْ دَاخِلِ شَرِیْعَتِ مِثْنِ كِهْ نَا كِیَا ضَرُورِ هِیْ سَوَا سَعَى اَسَدِنِ كِهْ كِسی تَا یَنْجِ اَوْرُ كِیَا
 شِیْعُونِ مِثْنِ حَسَابِ شَمْسِیْ نَهْیْنِ دِكْهَا كِیَا اِسْ سَعَى ثَابِتِ هُو اَكْرِیْ عَمَلِ شِیْعُونِ كَا مَوْفُوعِ
 مَجُوسَانِ اِیْرَانِ كِهْ سَعَى مَسْئَلِ شِیْعُونِ نَعَى اِیْكَ عَیْدِ بَا شَجَلِ عِ هِیْ اِیْجَادِ كِیْ سَعَى
 جَوَابِ حَقِیْقَتِ اِسْ عَیْدِ نَا سَعِدِ كِیْ یَهْ سَعَى كِهْ حَبِ اَبُو لَوْدِ اَطْلُو نَعَى اَمِیْرِ اَلْمُؤْمِنِیْنِ

حضرت عمر فاروق خلیفہ برحق کو کہ ۲۸ ذالحجہ کی تھی وہاں سے شہید کیا خوف جان فرار ہو کر
جوسان کا شان کے پاس پناہ لیکر گیا جوسان کا شان نے یہ خبر سنکر نہایت ہی خوشی کی
اس لئے کہ حضرت فاروق نے تمام ملک عجم کو اپنی شجاع مشی سے درہم برہم کر دیا تھا
اور بڑے بڑے سرداروں عجم کی بیبیوں اور بچوں کو اپنے اپنے عرب کا لونڈی غلام
بنادیا تھا پس اسی خوشی میں کہ اب زمانہ خلافت حضرت فاروق کا گذر گیا جوسان کا شان
نہم بیع الاول کو ایک جشن ترتیب دیا شیعوں نے بھی بسبب بغض قلبی کے کہ نسبت حضرت
فاروق کے رکھتے ہیں تقلید جوسان کی کر کے بلا لحاظ اس امر کے کہ ۹ بیع الاول باخلان
روایات تاریخ وفات سرور کائنات کی بھی ہے اسی جشن مذکور کا نام عید بابا شجاع کر کے
لپٹے اصول مذہب میں داخل کیا حالانکہ صاحب النواصب کے باب خامس میں یہ عبارت
بر خلاف عمل شیعوں کے مرقوم ہے کہ براعمال عید مذکور علماء امامیہ فتویٰ ندادہ اندیکہ جلالت
آن از پیش خود بر سبیل خلاف تجویز کردہ اند مسئلہ شیعہ ۲۸ ذالحجہ کو عید غدیر کرتے
ہیں سبب اسکا یہ ہے کہ تاریخ مذکور کو حضرت عثمان غنی نے شہادت پائی ہے پس یہ
خوشی شیعوں کی بسبب سستی بنیان خلافت صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہے اور شیعہ
کہتے ہیں کہ تاریخ جلوس حضرت امیر المومنین کی ہے تو ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ تاریخ ترمذیج
حضرت زہرا بنت سید الانبیاء کا باعث افتخار حضرت شیر خدا کا ہے بدرجہ افضل خدیہ
سے ہے اس تاریخ موصوفہ میں شیعہ کیوں نہیں عید کرتے مسئلہ عوام شیعوں نے
بمقابلہ جہاد کے تعزیرہ داری کو اور بمقابلہ جواہر دمی کے مصائب حسین میں گریہ زاری
کو اور بمقابلہ مساجد اللہ کے امام باڑوں کو اور بمقابلہ شادی نعمت اسلام کے عمر و الم
و ماتم کے اکھاڑوں کو اور بمقابلہ شیعہ و ہلیل کے تبرک کو اور بمقابلہ درود و جہیل کے اہل کمان
کے حق میں بددعا کو اور بمقابلہ زیارت حرمین کے زیارت روضہ حسین کو ایجاد کیا ہے
جواب حالانکہ اس مختصرات بے معنی سے بہت بڑا فساد اسلام میں پڑا ہے مسئلہ

عام شیعہ تعزیر داری و گریہ زاری کو علامت ایمان تصور کرتے ہیں اور معافوں اس بدعت
 سیمہ کو مہبان اہلبیت سے جانتے ہیں اگر محرم میں ہجر اکبرہ اکملاتے یا زندی شیر و شکر کا
 شربت پلائے یا لقال شیر مال چکھائے یا سطر جلاو تر چکھائے او سکوعہ اور سن چلوئی
 سے بڑھ کر جانتے ہیں اور او سکوتبرک سمجھتے ہیں حرم و حلال کی تمیز ضرور میں ہے چو اب
 ہر چند کہ تعزیر داری کی جانعت معتبر کتب شیعہ میں ہی موجود ہے مگر اس بدعت کو عہد قرآن
 و کفر الفین سے جانتے ہیں **اول کتاب من لا یحضر الفقیہ** کے باب نوادرین **ایمیر المؤمنین**
 سے منقول ہے من جدد قبرا او مثل مثالا فحد خرج من الاسلام یعنی فرمایا ہنرت
 علی نے کہ جسے از سر نو قبر بنائی یا تصویر کھینچی پس تحقیق وہ سلام سے خارج ہوا و وہم
 کلینی کی کتاب الحجۃ میں حضرت زین العابدین سے روایت ہے اما لیحتاج المرأة الى النوح
 مثل دمعها ولا ینبغی لہا ان یقول ہجر اذا جاء الیل فلا یؤدی الملائکۃ بالنبوح
 یعنی حاجت ہوتی ہے عورتوں کو نوحہ کی آنسوؤں کے ساتھ اور نہیں لائے کہ کھائے یا فریاد کرے
 لائیں جو قوت کہ رات ہو فرشتوں کو نوحہ سے ایذا نہیں دیکھو ان دونوں روایتوں سے
 کیسی جانعت تعزیرہ و نوحہ کی پائی جاتی ہے اگر یہ امر مشروع ہوتا تو کیوں علما و سلف
 شیعہ کے آئمہ دین سے ایسی روایتیں بیان کیستے جس سے اس امر نامشروع کا
 ممنوع ہونا ثابت ہو اس سے معلوم ہوا کہ یہ انتہا عات ناواقفان خلف کی ہے مسلسل
 شیعہ کہتے ہیں کہ محرم غم کا مہینہ اس میں پان کھانا پانی ہے چو اب ہم کہتے ہیں کہ گوشت
 بہ نسبت پان کے بدرجہ قیمتی و طیف ہے محرم میں نہ کھانا چاہیے کیونکہ پان سے کہ طہ میں
 زیادہ مزہ ہے ہاں اگر نجاس پان کے برگ بکاین اور بجائے کترہ کے ایلوا اور بجائی
 چونکہ کے راکھ اور بجائے سپاری کے کچلا اور بجائے تنباکو کے برگ لگروندہ اور بجائی
 دانہ الائچی کے ستیاناسی کے بیج کھاتے تو ہم جانتے کہ سچے محب عین ہیں اور اگر عشرہ
 بہرہاں شیعہ کھانے اور پینے کی صورت مثل تشنگان و گرسنگان میدان کہ بھاسے نہ دیکھتے

لے جو اس سے
 دعویٰ صاف ہے
 ہی کلین کی روایت
 ہے بلکہ اگر کو
 غیبی ہے و ہر
 کرانہ کی ہے
 اصل کتاب ہے
 و ہر سے نہ
 و ہر کی شکل
 و ہر سے نہ
 و ہر سے نہ
 و ہر سے نہ

مترجمہ یعنی تفسیر کا ترک کرنے والا بے نمازی کے برابر ہے چوں کہ اس میں بموجب اس روایت اور حدیث کے شیعوں کو فرض ہوا کہ ابد الابد اوقات زندان تفسیر میں گرفتار رہیں جب اس قید سخت میں شیعوں کو پیچیدگیوں نظر آئیں تو بند خلاصی کے واسطے اور ہی و ائمہ و پھیلایا وہ حیلہ نہج الغافلین کے خطبہ کی عبارت ظاہر ہے کہ تفسیر سابق بواسطہ قلت اصحاب و انصار و احوال و غلطان اہل ایمان ضعف قلت اخبار و کثرت اعداء فجاوہب بود اکنون بسبب کثرت احوال و انصار و غلطان اہل ایمان ضعف و قلت اشعار و منافقان مذکورہ شد کیا خوب عقل بکتبیت کہ پیش مردان بیاید جو زمانہ کہ خاص ترقی اسلام کا تھا شیعیان پاک کی قلت تھی اب کہ زمانہ منزل کا ہے فوریات ابن سبأ کی کثرت ہے غرض شیعوں کی تفسیر سے صرف یہ ہے کہ کہیں الزام متابعت و موافقت خلفاء اعظام نسبت ائمہ کرام کے نہ عائد ہو جائے ہم پوچھتے ہیں کہ جب تفسیر اصول دین سے تھا تو سید المرسلین نے باوجود کثرت کفار اور قلت مسلمانان کے اور حضرت امام حسین اور حضرت امام مسلم اور ان کے صاحبزادوں نے کیوں نہ تفسیر کیا اور روح یعنی پرہیزگاری کے یہی معنی شیعہ لیتے ہیں کہ متقی بموجب حدیث مذکورہ کے وہ ہے کہ جو سوائے شیعہ کے کسی کے ہاتھ کا کمانا پینا وغیرہ نہ کھائے پیوے اور نہ دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے کو بغیر غوطہ دینے ہوئے استعمال میں لائے نہ تک بھی بسبب میل کے ناپاک تر سمجھا جاتا ہے اس شکل کے آسان کر نیکے واسطے علماء متاخرین شیعوں نے ایک جلیہ نکال یا ہے کہ اگر کلمہ گو خواہ ناہی ہی کیوں نہ ہو کوئی چیسندگی قوم سے لاکر دیدے تو وہ چیز خواہ کہاتے کی ہو خواہ پیسے کی او سپر حلال ہو جاوے گی گو اسکا علم ہی شیعہ کو ہو گیا ہو کہ فلان نہو یا یہو د سے لاکر دیکھی ہے پس بموجب حدیث کے تمام شیعہ ہندوستان کے بے دین ٹھہرے شیعوں پر فرض ہے کہ ایران کو ہجرت کر جاویں ورنہ محافظت دین ہند میں غیر ممکن ہے خصوصاً اہل متعصبوں کے دین کی تو کیسے طرح حفاظت ہو ہی نہیں سکتی ہے چوں کہ شیعوں غلات

ہمارے مجمعے صاف کی شہادت دیتا ہے دیکھو لکھنؤ میں مولانا مرحوم کے ساتھ کیا
 حق ہے کہ یہ مکر کہ ہی میدان کر بلا کا نمونہ ہے سو اب اس کے اور ایک عجیب واقعہ قابلِ اظہار
 ہے اہلسنت بنظرِ حجت ملاحظہ فرماویں وہ یہ ہے کہ مخیر مس الاخبار مدراس جلاوعدہ ۵ راج
 نے معتبر اخبار پانیر سے یہ حادثہ غریبہ نقل کیا ہے کہ حال میں نریگیت میں اسلین کے فاملا
 پیر ایک قریب میں شیون بڑی پر جمی اسے ایک سنی مسلمان کا خون کیا قریب مذکور بالا ہرم
 کے نام سے مشہور ہے اور وہاں چند صدیہ بودو باش کہتے ہیں انکے سوا سے سات
 یا آٹھ ہندو پنڈت بھی وہاں رہتے ہیں شیعہ لوگ شیوان سے سخت عناد و خصومت رکھتے
 ہیں اور انکے گوشت بکے ہوئے اور کھوکھریاں بہت ہیں انجایہ عقیدہ ہے کہ اگر کسی سنی کو لاک
 کر یا عین ثواب سے حال میں انہوں نے تین یا چار شیون کا خون کیا ایک ہفتہ آگے سوار
 سال کی عمر کا ایک مسلمان لڑکا جو اپنی مچھی پر کچھ بوجھ لجا رہا تھا شام ہوئے قریب
 اس قریہ میں پہونچا اسکو یہ کچھ خبر نہ تھی کہ وہ صرف شیون کا مسکن ہے اور کوئی سنی
 وہاں نہیں رہتا ہے غرض اس نے اپنی بیٹھ سے بوجھ اوتا کر ایک مسجد میں نماز پڑھ لی
 وقت ایک آدمی نے پوچھا کہ آیا تم مسلمان ہو لڑکے نے جواب دیا کہ ہاں میں مسلمان ہوں
 پھر اس نے پوچھا کہ تم نے کچھ کہا یا نہیں لڑکے نے جواب دیا کہ نہیں تب وہ آدمی بچہ
 سا لڑکے کو اپنے گھر بلا لیا اور گھر کے اندر ایک کوٹھری میں اسکو بٹھا دیا تو بڑی
 دیر بعد چند آدمی وہاں آ موجود ہوئے اس وقت اس مسلمان لڑکے نے معلوم کیا کہ
 اسے سب شیخہ ہیں اور جھکو ہلاک کیا جاتے ہیں پہلے اون بدو اتوں نے لڑکے کی
 آنکھ میں گھونٹ لگایا پھر ہاتھوں میں مہندی رچی پھر اس کے سینہ و گردن سے کپڑا ہٹا کر
 چھریوں سے گودنا شروع کیا جو خون کے زخموں سے جاری ہوتا تھا اسکو پیالوں میں
 سر کر شیر اور کھیر سے پی جاتے تھے جب لڑکا سخت مجروح ہوا ظالموں نے کہہ کر اگر
 کچھ کہنا ہے تو کھ لڑکے کے منظر میں لے کر کہہ کہ میں چاند اور ستارہ دیکھا جاتا ہوں کہ انھوں نے

جہر کو سے دیکھ لے لڑکے نے کہا کہ میں کوٹھری سے باہر نکلا کر کھینچا چاہتا ہوں اور وقت
 پہنچوان لڑکے کو باہر لے گئے وہ ستم کش آواز بلند شور مچانے لگا کہ آیا اس قریہ میں کوئی مسلمان
 یہی ہے مجھ کو ناحق بلگیا یہ رفاض قتل کئے ڈالتے ہیں یہ زیادہ پروردگار کے چند بندت
 و ایمان آج موجود ہوئے شیعوں نے بخوف گرفتاری پینڈہ توں کو جاسٹ روپیہ رشوت دیکر
 سنا لیا پینڈہ روپیہ وصول کر کے لڑکے کو مکان کے باہر لے گئے اور مشن ہاسٹل میں
 روانہ کیا مگر چار دن بعد وہ لڑکا مر گیا اس خوفناک جرم کی علت میں پانچ ملعون گرفتار
 کئے گئے یقین ہے کہ انکو معقول سزا دی جائیگی سیتوں کو سننے اس ماجرے سے سخت
 جوش پیدا ہوا اسی طرح سے قبل ازین واقعہ قریہ مذکور میں شیعوں نے بہت سی سیتوں کو
 ہلاک کیا ہے اور یہ قریہ شہر پاپوڑ متصل سلام آباد و سرری نگر کی سڑک کلان پر واقع ہے
 کشمیر کے جانے والے خوب جانتے ہیں کہ وہاں کے شیعہ سیتوں کو ہلاک کر کے گوشت
 کھا جاتے ہیں اغلب ہے کہ انظار دن کے وقت توڑا سبالغہ ہو اس قریہ میں بہت بڑا ہکر
 بدکاری ہوتی ہے جب کوئی مظلوم ظالموں کے پنجہ ظلم میں گرفتار ہو جاتا ہے اس کو
 موذی قاتل زید خصال بڑی بے رحمی سے قتل کر ڈالتے ہیں پندرہ برس پہلے بھی شیعوں
 نے ایسے ہی ایک سنی کو موقع پاکر ہلاک کیا تھا جب سیتوں نے یہ ستم دیکھا متعل ہو کر
 تمام مکان شیعوں ظلم کے آتش لگا کر سوختہ کر دیے تھے۔ مخبر انیر کی یہ سائے ہے کہ اگر
 گورنمنٹ انگریزی اس مقدمہ میں دخل ندیگی تو ایک فساد بڑا برپا ہوگا اور سنی لوگ
 کہ جنکا شعلہ غضب واقعہ مذکور کے باعث بھڑکا ہوا ہے بڑا فساد برپا کرینگے غلطی
 بہائیو اہلسنت و الجماعت ذرا تو اپنی مظلومیت پر نظر کرو کہ تم متعصبوں کے ہاتھوں سے
 کیسی ایذا یکن پاتے ہو پر بھی محرم میں زید یون کا دس روزا تباہ ضرور ہی کرتے ہو
 حق یہ ہے کہ نہ آل پاک نے ایسا کیا اور نہ صحاب صاحب لولاک نے اگر کتب فریقین کو
 اس بار میں ملا سٹہ کرو تو جبالو کہ حق کس کی طرف سے ہے بیت

یہ سب شیعوں نے
 قاتل زید خصال
 کو کیا ہے

گفتہ گفتہ من شد بسیار گوید از شمایک شرف شد اسرار جو پسر شیعیون کی معتبر کتب میں کفار سے
 سود لینا عیو اور اہلسنت کا مال کھانا خصوصاً حلال ہے اور اسکے باعث میں بخلاف نص
 قرآنی بہت کچھ جیلے نکالے ہیں بعض نے لفظ سود کو لفظ وثیقہ سے بدل دیا ہے اور بعض نے
 بیع و شرمی کا نام رہن شرمی کیا ہے غرض کہ مجتہدون کی شادی اور حسین آباد کی آبادی
 تو سود ہی کی توکل پر موقوف ہے مسئلہ کوئی شبہ نہیں ہے کہ علماء اراۃ اہلسنت
 کے متعدد افعال و عقائد اقوال آئمہ ہدی کے ہیں چنانچہ معتبر کتب شیعہ اسپر گواہ ہیں احقاقاً
 کی بحث خاص مطلب ثانی میں مرقوم ہے کہ ابی حنیفہ تلمیذ حضرت امام جعفر صادق کا ہے
 اور احمد بن حنبل تلمیذ شافعی کا اور شافعی تلمیذ محمد بن الحسن کا اور محمد بن الحسن تلمیذ ابی حنیفہ کا
 اور مالک تلمیذ جعفر بن محمد کا ہے رحمۃ اللہ علیہم جمہین اس طرح سے علامہ ابن مطہر علی نے
 اپنی کتاب منہج الکرامت میں لکھا ہے شیعہ علماء اربعہ کو مقتدا مسلک تقیہ آئمہ ہدی کا نہیں
 جانتے ہیں تاکہ فائدہ اختلاف کا ظاہر ہو اور محاسن برقی معتبر کتاب شیعیون میں ہے کہ
 ایک روز حضرت امام جعفر صادق نے ابی حنیفہ سے فرمایا کہ میں جی نہیں ترا کہ تو زندہ خواہی
 کہ و سنت جدر بعد متروک شدن آن و ہدایت خواہی کہ مردم را و خدا مد و کار تو باد
 اور حلیۃ المتقین کے صباب ۲ فصل میں ہے کہ حضرت صادق ابی حنیفہ را از آذوق سیری
 منع میکرد و باز ابی حنیفہ طعام سیر نخورد تا از دنیا برفت اور ابن مطہر شیخ حلی شیعیون کے
 امام اعظم نے شرح تجرید میں یہ دو روایتیں نقل کی ہیں ردی ابوالمحسن الحسن
 بن علی باسناد الی ابی النجہری قال دخل ابو حنیفۃ علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فلما
 نظر الیہ الصادق قال کانی انظر الیک و انت تجوی سنتہ جدی بعدما اندرست و کنون فقر عاکل لم یوت
 وغیرہ کمال مہموم بلک یسلک التجیر و ان اذ قفوا و نقدہم الی اذ اضع الطریق اذا التحیر و
 فلان من اللہ العون و التوفیق حتی یسلک الی بانوت بلک الطریق +
 ترجمہ کیا داخل ہوئے ابو حنیفہ عبد اللہ امام جعفر صادق پاس پس جب نگاہ کی طرف
 ان کے امام نے فرمایا کہ ایسا دیکھتا ہوں میں جہلگو کہ تو زندہ کر گیا سنت جدر سیری کو بعد

کہ سنا گئی ہو اور یہ ہو گا تو گریز گاہ ہر مشط و ہر فریاد رس و ہر محزون کا سبب تیرے بارونگی
حیرت زدہ لوگ جبکہ کھڑے رہ جائیں رہ دکھائے تو انکو بطریق واضح جبکہ متحیر ہوں پس
تھکود و توفیق ہیں تو جاوین خدا طلب لوگ تیرے سبب سے راہ میں اسی ضمن میں یہ عبارت
سچ کہ جب ابو حنیفہ خلیفہ وقت ابو جعفر منصور عباسی کے پاس پہونچے اوس وقت بادشاہ
کے پاس عیسیٰ بن ابویہ بیٹھا تھا دیکھتے ہی ابو حنیفہ کو بادشاہ سے کہا کہ یا سید المرسلین ہذا عالم
الدنیا المیوسم حیرا ہے کہ دن یہ تمام دنیا کا عالم ہے جب بادشاہ نے یہ بات عیسیٰ سے سنی ابو حنیفہ
سے کہا یا النعمان من انشدنا العلم ثم ترجمہ اسے ابو حنیفہ کس سے منے علم حاصل کیا کہا عن صحابہ
علی عن علی وعن صحابہ عبد اللہ بن عباس عن ابن عباس بادشاہ نے کہا لقد استوثقت
فوقک یا فتی ترجمہ البتہ سزا مند حضور حاصل کی تو نے لے جو انور و دوسری روایت یہ ہے
ان ابا حنیفۃ کما ان جالساً فی المسجد الحرام وخولہ اذ حاکم کتیب من کل الافاق
قل جتمعوا لیسالوا عن کل جانب فینجیہم وکانت المسائل فی مکہ فینزعہا فینزلہا
فیقف علیہ الامام ابو عبد اللہ فقطن بہ ابو حنیفہ فقام ثم قال یا ابن رسول اللہ لو تشعرت بالک اکی
ما وقفت لارانی اللہ سیالاً وانت قائم فقال لہ ابو عبد اللہ اجلسوا بحنیفۃ واجلسوا هذا آخر باب
ترجمہ تحقیق ابو حنیفہ خانہ کعبہ میں بیٹھا تھا اور گرداوسکے اثر ہام بہت تھا اور ہر طرف کے
آدمی مجمع تھے پوچھتے تھے او سکوسر طرف سے پس وہ جواب دیتا تھا اونہوں کو تے سوال استین
اوسکی میں پس باہر کرتا تھا اور اونکو دیتا تھا پس کھڑے ہوئے اوسکے سر پر امام جعفر صادق
پس آگاہ ہوا ابو حنیفہ اون سے پھر کہا اون سے لے پسر رسول اللہ اگر مجھ کو خبر ہوئی آپکے
کھڑے ہونیکے تو آگے آپکے کھڑا ہو جائیں ندیکھے مجھ کو خدائے تعالیٰ بہت نبوا اور رحم کھڑی
رہو پس فرمایا امام جعفر صادق نے بیٹھ لے ابو حنیفہ اور جواب دے آدمیوں کو پس ایسے ہی
شخص میں پایا بیٹھے اپنے باپوں کو دیکھواں دونوں روایتوں سے کیسی فضیلت ابو حنیفہ
کی ثابت ہوتی ہے چاہے حضرت ابو حنیفہ امام عظیم رحمۃ اللہ کے سزا جدا حاصل کر لیا حال

ابن حطیم حلی نے پنج آئین و منہج الکرامت میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کو اجازت فتویٰ دینے کی
حضرت امام محمد باقرؑ و حضرت زید شہید و حضرت امام جعفر صادقؑ نے دی ہے
وہ بے بر حال اور ان لوگوں کے جو حضرت ابو حنیفہ کی تقلید سے انکار کریں اور ان کی جنابت
انحراف ظاہر ہے و سوراہی باطنی رکھیں اور یہ بھی آپ کو نہ عی سلام کہیں افسوس اور ان کی
ضیعت الایمانی پر اگر شیعہ کہیں کہ ابو حنیفہ نے اکثر مسائل میں ائمہ کا اختلاف کیا ہے تو
اس کا جواب مجالس المؤمنین میں موجود ہے کہ ابن عباسؓ نے سند اجماع و تحصیل
علوم کی جناب امیرؑ سے حاصل کی اور اکثر مسائل میں جناب امیرؑ کی مخالفت کیا تھا پس
جب شاگرد خاص جناب امیرؑ کا یہ حال ہو تو ابو حنیفہ مورطعن نہیں ہو سکتے ہیں اس
کے اس قسم کے معاملات دیگر شاگردوں ائمہ کی بکثرت کلینی وغیرہ معتبر کتب شیعہ میں
مردوم میں مسئلہ شیعہ اختلاف علماء اربعہ المذہب پر طعن کرتے ہیں اور اختلاف اپنے
ائمہ پر نظر نہیں کرتے جو اب کتاب علل الشرائع کی دو جلد باب علت میں ابی عبد اللہ
سے منقول ہے سئل عن اختلاف اصحابنا فقال قلت ذالک بکھ لو اجمعتہم علی ما
واحد لا تغنیہ فاکھ یعنی فرمایا حضرت ابی عبد اللہؑ نے کہ شیعہوں میں میں اختلاف ڈالا ہے
اگر مجمع ایک کام پر ہوتے گرفتار ہو جاتے اور اسی کتاب میں مذکور ہے کہ امام ابی جعفرؑ
نے تین سالوں کے ایک مسئلہ میں تین جواب مخالف کیے بعد دیگرے ویسے جسکو زیادہ
اختلافی مسائل شیعہ کے دیکھنے ہوں وہ بجا لاوار کے باب کتمان الدین عن غیر اہلہ کو ملاحظہ
کریں کہ ایک مسئلہ میں نو بت تک جواب کی پہونچتی ہے چنانچہ اسی کتاب میں حضرت
امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے عن ابی عبد اللہ قال انی لا تکلم علی سبعین
وجہالی فی کلہا الذیہ تمہرہ یعنی امام جعفرؑ فرماتے ہیں کہ میں ایک بات میں نہ ستر بھلاؤ
رکتا ہوں جس کروٹ چاہوں پلٹ جاؤں اور صاحب فوائد مدینہ نے لکھا ہے کہ بعض
اور متذنب الاحکام میں پانچ ہزار سے زیادہ حدیث مختلفہ مردوم میں اور بھی

خداوند امون کی طرف سے ہے نہ راویوں کی طرف سے مسئلہ شیعہ حضرت ابوہریرہ وغیرہ
 راویان اہلسنت پر طعن کرتے ہیں جو اسباب حالانکہ بے شبہ و شک حضرت ابوہریرہ صحابہ
 رسول اللہ سے ہیں اور اوستاد حضرت امام باقرؑ کے امام صاحب موصوفات آپ ہی
 سے سند حدیث کی حامل کی تھی چنانچہ کشف الغمہ اور کتاب علل الشرائع کے باب علت
 میں ہے کہ اگر مرجح و قوی وہی و ناجح کسی حدیث کو آئمہ طاہرین کے ساتھ نسبت کریں
 تو تم تذبذب مت کرو اور اسکی کیونکہ نہیں بناتے تم کوئی چیز شاید کہ ہوتی پس تذبذب ہوگی
 حق تعالیٰ عرش کی مسئلہ لعنت بدترین نشان غضب الہی کا ہے اسی سبب اہلسنت
 کسی کافر کو بھی لعنت نہیں کرتے حالانکہ کافر نبض قرآنی مستوجب لعنت کا ہوتا ہے اور
 نہ کہی قاتلان حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کو لعنت کرتے ہیں مگر عداوت شیعوں کی اسی
 منحصر ہے کہ اپنی چند روزہ زندگی گالی گلوچ میں صرف کرتے ہیں صحیح ہر کسے راہ
 کا ہے ساختہ جو اب حلیۃ المتقین کے باب افضل میں حضرت امام محمد باقرؑ سے
 منقول ہے فرمود کہ لعن قتیقہ از وہان بیرون می آید سیکرد و اگر صاحبش را سے یابد
 آنرا قرا سیکرد و اگر نہ بر گونیدہ اس بر سیکرد و افسوس کہ شیعہ اپنے امام مہ صاحب کے
 قول کی بھی تعمیل نہیں کرتے ہیں اور بزرگان دین کی نسبت اول قول کہتے ہیں
 بیت گریز بندہ بروز شپہر شیم چہ شہ آفتاب را چہ گناہ و اسپرہ یہ اور ہے کہ صولیم
 و اختیار یہ باہد کہ لعن طعن کرتے ہیں مسئلہ شیعوں کے نزدیک عوت اسلام ممنوع ہے
 چنانچہ صول کلینی کی کتاب التوحید باب اہدایت میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے
 روایت ہے کفوا عن الناس ولا تدعوا احدا لی امر کہ یعنی بازار ہو تم آدمیوں کے
 اور مت بلاؤ کیونکہ اپنے دین میں مسئلہ جامع عباسی میں ہے کہ تر عورت صرف
 قبل و تبر و خستین کا کافی ہے اور نخبہ بر الاحکام کی کتاب الصلوٰۃ مقصد اول
 فصل رابع میں ہے البہل ستر القبل والدین یعنی مرد کا پردہ ایک لٹوئی ہی ہوتا ہے

مسئلہ
 اہلسنت کا جان
 سنی کا دوزخ
 سورت و آیت

قطعاً حلقہ مقعد اور آلت تناسل بطریق لطف حریر پوشیدہ ہونا کافی ہے اس کتاب کے مصنف نے روایت شریعتین کو ضعیف لکھا ہے محل جامع عباسی میں ہے کہ اگر مکان نجس خشک یا باشد و نجاست او سرایت نکند نماز دوران صحیح است مگر جائے سجدہ کہ اگر آن نجس باشد نماز صحیح نیست ہر چند کہ خشک شد اسی سبب سے شیعہ صرف پاکی سجدہ کا پرکھا کرتے ہیں محلہ نصیح ثابت ہے کہ اوقات نماز کے پانچ میں سوائے روز عرفات کے کہ اس دن واقعی تین ہی وقت میں نماز بیجا نہ آوے اگرچہ تین ہی وقت میں روز عرفات کا احوال رسول اللہ سے ثابت ہوتا ہے مگر شیعوں نے اپنے لفظ کی آسائش کے لئے صرف تین ہی وقت ہمیشہ کے لئے فرض کر لئے ہیں چنانچہ تبصرہ کے باب مواقیف الصلوٰۃ میں ہے اذا زالت الشمس دخل الوقتان ظهر العصر فاذا غاب الشمس دخل الوقتان المغرب والعشاء ثم جمیع جو وقت زائل ہوا آفتاب داخل ہوا وقت ظہر و عصر کا پس جو وقت ڈوبا آفتاب داخل ہوا وقت مغرب و عشاء کا مسئلہ شیعہ یہ اذان میں پڑھتے ہیں محمد وال الصخیر المبریۃ و بار بار اور بعض الشہدان علیا ولی اللہ و بار بار اور بعض الشہدان امیرا المومنین حقاً و بار حالانکہ انہیں کی کتابوں میں سخت مخالفت ہے من لا یحضر الفقیہ کے باب اذان میں ہے مفضلہ انہم اللہ و اذان زیادہ کردہ انداز الفاظ را کہ دوران وصل داخل نیست را کہ ایدایہ جماعت کی نبض قرآنی واجب ہے مگر شیعوں نے اپنی طرف سے ایسے شرائط و وسائل ایجاد کی ہیں کہ مدت العمر میں بھی کہی کسی شیعہ کو جماعت میں نہیں ہوتی ہے بلکہ ترک اس امر خطیر کا باعث القزنی مساجد اللہ کا ہوا ہے مولف میں زمانہ طالب علمی میں چند برس لکھنؤ میں رہا چشم خود دیکھا کہ مساجد شیعیان پاک میں یا کسی سیر کی پالی پینس کہی ہے یا کوئی پتنگ باز گلوئے بناتا ہے یا سیر پاس میٹھا ہوا چنڈ و باز

محلہ انستون
 بی حال شہان
 گروہ کی ساجد
 شمس گلا خزانہ
 و تدریج منہ خزانہ
 و غیرہ

حقہ اور اتنا ہے یا کوئی کہو تو باز حجت میں کہو تو دل کو روانہ چکا ہے ان امام باڑوں کو
البتہ ایسا مزین پایا کہ او کی آراستہ کی اور پیر استہکی کے مقابلہ میں زیر و زینت متہرا
بند رہیں کے مندروں کی بھی گرو ہے اور ان کے جواڑوں کے مقابلہ میں گرمی بازار
پو جا رہوں کی بھی سرد ہے مسئلہ نماز جمعہ کے واسطے خاص سورہ جمعہ نازل ہوئی ہے
گر شیعہ کے نزدیک حرام ہے چنانچہ مصائب النواصب میں ہے فی نماز الجمعة
اقوال ثلثہ احدها التعمیم وهو قول المواقف ترجمہ نماز جمعہ میں تین قول ہیں ایک
اوپر حرام ہونا جمعہ کا اور وہ قول مرفعی کا ہے مسئلہ شیعہ کے نزدیک خاک کر بلا کو کہ
لقب بخاک شفع ہے بامید حصول شفع بالغرض آسانی سختی نزع کے کما اور ست ہے
چنانچہ حلیۃ المتقین میں مرقوم ہے حالانکہ کتاب علل الشرائع کی ۲ جلد باب علت نہی
عن کل الطین میں ابی عبد اللہ سے یوں منقول ہے الطین حرہم کلہ کلہم الخنزیر
من اکلہ ثم مات فیہ لم یصل علیہ ترجمہ یعنی مٹی کا کھانا حرام ہے مثل
بر جانور کے جسے کھایا او سکوپر مر گیا اوس پر ناز نہیں ہے مسئلہ شیعہ میت کو
بخس نہیں جانتے ہیں اور بعض المیت کا کھنیز پر کہتے ہیں اگر کسی کا کبوت سے کپڑا لگنا
ہے تو اوس شیعہ پر غسل واجب ہو جاتا ہے چنانچہ ذخیرہ آخرت مولفہ طالب علی شیعہ
میں بجا الکلینی مرقوم ہے اور استبصار کی کتاب الطہارت باب الثوب میں ہے
کہ اگر کسی شیعہ کا کپڑا میت کے چھو جائے او سپر غسل واجب ہو جائے مگر گدے مردہ
کے چھو جانے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے عبارت استبصار کی یہ ہے کہ اگر ملبوس
کے بدن میت آدم برسد غسل ملبوس لازم آید اگر ہر چار مردہ برسد مضائقہ ندارد
اس سے معلوم ہوا کہ میت مومن کی گدے مردہ سے بھی بدتر ہے مؤلف تہنہ
بچشم خود دیکھا ہے کہ لکھنؤ میں شہدے میت مومن مومنات کی نہایت ہی مٹی خراب
کرتے ہیں ایسی سوراہی میت کے ساتھ کسی ملت و مذہب میں روا نہیں ہے

یہ اگر نہ ہو تو
میت کو کھانا
ہے نہ شیعہ
بہت نجات
سورہ جمعہ
نزل ہوئی ہے
جب یہ ہے

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مسئلہ شیعوں کے نزدیک سجدہ تلاوت کے واسطے ستر عورت و علمہ ہارت حکمی اور ہایت
سمت کعبہ ضرور نہیں ہے چنانچہ جامع عباسی میں ہے کہ در سجدہ تلاوت و رتال سجدہ
پاک بودن از حدت و جنب و ر و بقبیلہ کردن و ستر عورت نمودن لازم نیست مسئلہ
استبصار کے باب جنب و الحائضہ لفظ القرآن میں ہے کہ لا یاس ان تتلوا الحائضہ و
الجنب القرآن ترجمہ یعنی پڑھنا قرآن کا ناپاک عورت اور ناپاک مرد کو جائز ہے
اور کتاب مختصر نافع میں ہے کہ قرآن بستہ کیا ہوا ناپاک شیعہ کو ہاتھ میں لینا مکروہ ہے
غرض کہ شیعوں کے نزدیک عمل لا یمسہ الا المظہرات کا صحیح نہیں مسئلہ من لا یحضر الفقیہ
کے باب ارتداد المکان المحدث میں ہے کہ بقدر آیتہ الکبریٰ پانچا نہ میں قرآن پڑھنا
جائز ہے مسئلہ من لا یحضر الفقیہ باب وقت الذی یحل فیہ الاطہار میں ہے قال
رسول اللہ اذا غاب القرص اظہار الصیام و دخل وقت الصلوٰۃ یعنی غریب رسول اللہ
کہ جب چہا جرم آفتاب کا کہو اور روزہ اور اسی وقت نماز پڑھو یہ حدیث شیعوں کے مطابق
آیہ کریمہ اتھا الصیام الی اللیل کے ہے ترجمہ تمام کر روزہ جب دن تمام ہو مگر شیعہ
واسطے مخالفت اہل سنت کے معنی الی اللیل کے رات کے لیتے ہیں حالانکہ کلمہ الی
جب در میان غیر جنس کے داخل ہوتا ہے تو دونوں جنسوں میں سفارت و مفارقت
پیدا کرتا ہے بقاعدہ صرف جب کاجی چائے شرح ایسے عامل وغیرہ میں دیکھ لے مگر سمجھنے کو
لیاقت چاہیئے غرض کہ شیعہ بہ سبب تعصب کے یہود و نصاریٰ کے روز کی مشابہت کو
اولیٰ جانتے ہیں اور صریح مخالفت حکم خدا و رسول کی کرتے ہیں مسئلہ جامع الاخیاء
کے باب فصل ۲ میں ہے قال رسول اللہ من صیام یوم عاشور ساقی کتب
اللہ له عبادۃ ستین سنۃ بصیامها و قیامها یعنی جس نے عاشورہ محرم کا روزہ رکھا
اور نہ اون کے لیے ساٹھ برس کے روزوں اور قیام کی عبادت کا ثواب لکھا
اور اسطرح سے استبصار میں روزہ عاشورہ محرم کو عمل رسول مقبول سحر تسلیم کیا ہے

مگر زوال معاویہ کے باب ۲ فصل میں روزہ عاشور و محرم کو ممنوع لکھا ہے چنانچہ اب اسی پر
شیعوں کا عمل ہے بلکہ متعصب بجاے روزہ کے فاقہ کو فرض جانتے ہیں حالانکہ یہ فصل
عبث بدلائل عقلی و نقلی محض ناواسہ مسئلہ جامع عباسی کے ۹ باب ۲ فصل
میں ہے کہ کافر سے سو لینا درست ہے اور ایسی پر علماء شیعہ کا فتویٰ ہے اسی تاویل پر
شیعہ اہلسنت کو سب تکفیر کر کے سود لیتے ہیں یعنی دیا اللہ من عمل الشیطان مسئلہ شیعہ کے نزدیک
بھی اگرچہ کالح صحیح ہے مگر واسطے مخالفت اہلسنت کے صیغہ کو عدد تیرینیت جانتے ہیں
اور جو ام فرض و واجب سے زیادہ تر مسئلہ جامع الاخیار کے ۲ باب ۲ فصل میں
ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اعدای الصالحین للہ والطالحین لے
ترجمہ یعنی پیغمبر خدا نے حدیث فرمائی کہ اللہ کے واسطے میری صلاح اور ادا کی بزرگی کرو
اور اگر بُری ہو تو میری خاطر سے اسکی عزت کرو و الحمد للہ یہی مذہب اہلسنت کا اصلی
تصدیق دوسری حدیث سے ہوتی ہے جو اسی باب کے اسی کتاب شیعوں میں مرقوم ہے
قال النبی صلی اللہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات علی السنتہ واجماعہ
یعنی جو شخص کہ آل نبی کی محبت میں مرا وہ مرا سنت جماعت کے طریقہ پر مگر شیعہ نسبت
آل پاک کے بہت کچھ گستاخ ہیں خصوصاً حضرت سید القادر جیلانی و سید جلال
بخاری وغیرہم کہ سید صحیح النسب ہیں نہایت ہی درجہ کی سورت عقادوی کہتے ہیں
بلکہ اولن اولیا اللہ کی نسبت ترک ادب کلمات کہتے ہیں حالانکہ کرامات اولیا رحق ہے
اور بہت سے اولیا اللہ سے بڑی بڑی کرامتیں جو کتب سیر میں کثرت مرقوم ہیں
ظاہر ہوئی ہیں مگر شیعہ یہ سبب سورت عقادوی و حسد ظاہری و باطنی کے سواے آئمہ
کرام کے کسی ولی اللہ کی کرامت کو کرامت نہیں جانتے ہیں مع حدود و ایچہ کفر کوز
خود برج درست مسئلہ شیعوں کو مسئلہ رجعت پر بہت بڑا ناز ہے بلکہ اس قدر
فخر ہے کہ حامیہ میں ہوئے نہیں سماتے چنانچہ اس مسئلہ کی نسبت لکھا ہے کہ یہ

الان شیخ
دین پیر غیاث

عقیدہ خاص مذہب اثنا عشریہ کا ہے سوائے اس فرقہ کے تمام فرقہ اس عقیدہ
 پاک و نیک سے بے نصیب و محروم ہیں اس پر طرہ یہ ہے کہ خود ہی شیخ مرقہ میں کہہ چکے
 اس مذہب کا عبد اللہ بن عباس ہے چنانچہ ترجمہ تاریخ طبرسی میں کہ مترجم بھی اور کا
 شیخ ہے صاف لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن عباس یہودی اپنی عنعنات کہ سابع دنیا مسلمان
 ہوا تھا اور بوجہ فتنہ پرانی زمانہ خلافت حضرت عثمان میں مصر کی جانب ہجرت کیا اور
 گیا تماشہ چھری میں اس نے مذہب رجعت کو ایجاد کیا اور لوگوں کو سمجھا یا کہ
 عیسا ہون کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ پر اس جہان میں آئینگے پس اہل اسلام اور
 زیادہ حدیث میں اس بات کے کثرت سے سمجھنے پر کہ چاہے یہ پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر اس جہان میں واپس آئینگے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین فرغوا من
 القرآن لیسوا انی معاد ترجمہ یعنی جس نے خدائے کہ تجسیر فرض کیا قرآن کو الہتہ پر یہ توالا
 ہے جہاں کہہ پر آنے کے پس معلوم ہوا کہ شیخان پاک اس مسئلہ میں خاص اپنے پیروان پر
 کی سنت پر عمل کرتے ہیں تحفۃ المؤمنین مسئلہ خلاصۃ الذہب کی کتاب اللہ و مومن
 ہے کہ غلام اگر چہ حرام ہے مگر فاعل مفعول کا روزہ اس فعل سے نہیں ٹوٹا مسئلہ
 جامع عباسی کے باب ۱۰ قسم میں ہے کہ دخول اختیار کے واسطے خاص اپنی کنیز کی
 فرج حلال کر دینا جائز ہے مسئلہ تہذیب الاحکام کے شروع باب النکاح میں
 ہے کہ اگر کنیز بتحدیہ کے کسی غیر سے اولاد پیدا ہو جا رہی ہے اور مالک اس اولاد کا
 آقا ہے نہ داخل کرنے والا عن الجا عبد اللہ فی الرجل یحل فرج جاریہ لکھنیہ قال لا یحل
 قلت فان اولادہ لایحل لہ ولایحل لہ علی امام حسینؑ و ابیہ اس آدمی کے بائے میں کہ
 حلال کرتا تھا فرج جاریہ کی اپنے بھائی کے واسطے فرمایا کچھ اس میں ڈر کی بات نہیں ہے
 کہا میں نے پس تحقیق بنیا اس کا پس فرمایا لیگا اوسی کو بنیا اس کا ساتھ پیر وینے جاریہ
 کے اوسکے آقا پر مسئلہ استنصار کے باب الحکم ولد جاریہ بتحدیہ میں مرقوم ہے

یہی ہے
 یہی ہے
 یہی ہے

سألت أبا عبد الله عن عارية فرج قال لا بأس به ثم رحمه الله لو جئت حضرت امام حسين لكانت عاريت
 وينا فرج كاليساء فما يكفه ثور كى بات نهين معاذ الله ايسه مسائل الاطائل كسى مذہب
 وملت مين وانهين كراست ابن سبائے اپنی ترقی قوم کے واسطے حکم جواز اس قول شافعی
 کا دیا ہے مسئلہ حلیت التفتین کے ہم باب ہم فصل میں حضرت موسیٰ کاظم سے روایت ہے
 کہ عورت کی فرج کا بوسہ لب بلب لگا کر لینا درست ہے آخ تہوا اور اسی موقع پر حضرت
 امام صادق سے روایت ہے کہ عورت کو سراپا پر بند کر کے دیکھنا بہترین لذات ہوتا ہے
 ہے بلکہ اس سے بڑھ کر دنیا کے پردہ پر کوئی مزید چیز نہیں ہے اسی طرح حلیت کی کتاب
 النکاح باب النواور میں ہے مسئلہ سبتصار کی کتاب الطہارت باب قبل من الفرج میں
 لکھا ہے کہ مرد کو حالت نماز میں اپنے عضو تناسل سے بطریق لعب شغل کرنا جائز ہے
 سألت أبا عبد الله عن الرجل يلعب بذكره في الصلاة المكتوبة فقال لا بأس به وراي سطر حکم کتاب مذکور
 میں عورت کے لیے ہے کہ اگر عورت نیچے یا اوپر اپنی فرج کے مس کرے جائز ہے باعبد
 عن الملقا عیس علی فرجہ او اسفل من ذالک وہی قائمة فصل بعد وضوء فقال لا بأس به وراي سطر
 من جسد مسئلہ تعذیب الاحکام طوسی میں ہے کہ اگر مصلیٰ حالت نماز میں سر ذکر مجاذبی فرج عورت
 جمیلہ لیجاوے جسے کہ مذی ہی سیدلان کر کے ہند لی تاک ہوئے نماز صحیح ہے شیعوں کو
 نماز میں ہی ایسی مزید باتیں سوچیں اور کوئی موقع ہاتھ نہ لگا مسئلہ من لایحضر الفقیہ کے
 باب نو اور المیراث میں ہے کہ عورت کا جائد و منقولہ وغیرہ منقولہ میں کچھ حق نہیں ہے فالارض
 والعقار فالامیراث لمن مسئلہ شیعوں کے نزدیک جلد خوک کا کہ بالاتفاق نجس لعین ہے
 اگر ڈول بنایا جاوے جائز ہے چنانچہ من لایحضر الفقیہ کے کتاب الطہارت باب المیاء میں ہے
 سئل الصادق علیہ السلام من جلد الفخز یسجد لو افاق لا بأس به مسئلہ شیعوں کے نزدیک
 پانی آبست واستنجا کا ظاہر بلکہ مطہر ہے اگر پاؤں چھو سن پاک کا اس میں بہر جاوے
 تو ناپاک نہیں ہوتا چنانچہ تخریر الاحکام ومن لایحضر الفقیہ میں مرقوم ہے خرج

سألت أبا عبد الله عن عارية فرج قال لا بأس به ثم رحمه الله لو جئت حضرت امام حسين لكانت عاريت
 وينا فرج كاليساء فما يكفه ثور كى بات نهين معاذ الله ايسه مسائل الاطائل كسى مذہب
 وملت مين وانهين كراست ابن سبائے اپنی ترقی قوم کے واسطے حکم جواز اس قول شافعی
 کا دیا ہے مسئلہ حلیت التفتین کے ہم باب ہم فصل میں حضرت موسیٰ کاظم سے روایت ہے
 کہ عورت کی فرج کا بوسہ لب بلب لگا کر لینا درست ہے آخ تہوا اور اسی موقع پر حضرت
 امام صادق سے روایت ہے کہ عورت کو سراپا پر بند کر کے دیکھنا بہترین لذات ہوتا ہے
 ہے بلکہ اس سے بڑھ کر دنیا کے پردہ پر کوئی مزید چیز نہیں ہے اسی طرح حلیت کی کتاب
 النکاح باب النواور میں ہے مسئلہ سبتصار کی کتاب الطہارت باب قبل من الفرج میں
 لکھا ہے کہ مرد کو حالت نماز میں اپنے عضو تناسل سے بطریق لعب شغل کرنا جائز ہے
 سألت أبا عبد الله عن الرجل يلعب بذكره في الصلاة المكتوبة فقال لا بأس به وراي سطر حکم کتاب مذکور
 میں عورت کے لیے ہے کہ اگر عورت نیچے یا اوپر اپنی فرج کے مس کرے جائز ہے باعبد
 عن الملقا عیس علی فرجہ او اسفل من ذالک وہی قائمة فصل بعد وضوء فقال لا بأس به وراي سطر
 من جسد مسئلہ تعذیب الاحکام طوسی میں ہے کہ اگر مصلیٰ حالت نماز میں سر ذکر مجاذبی فرج عورت
 جمیلہ لیجاوے جسے کہ مذی ہی سیدلان کر کے ہند لی تاک ہوئے نماز صحیح ہے شیعوں کو
 نماز میں ہی ایسی مزید باتیں سوچیں اور کوئی موقع ہاتھ نہ لگا مسئلہ من لایحضر الفقیہ کے
 باب نو اور المیراث میں ہے کہ عورت کا جائد و منقولہ وغیرہ منقولہ میں کچھ حق نہیں ہے فالارض
 والعقار فالامیراث لمن مسئلہ شیعوں کے نزدیک جلد خوک کا کہ بالاتفاق نجس لعین ہے
 اگر ڈول بنایا جاوے جائز ہے چنانچہ من لایحضر الفقیہ کے کتاب الطہارت باب المیاء میں ہے
 سئل الصادق علیہ السلام من جلد الفخز یسجد لو افاق لا بأس به مسئلہ شیعوں کے نزدیک
 پانی آبست واستنجا کا ظاہر بلکہ مطہر ہے اگر پاؤں چھو سن پاک کا اس میں بہر جاوے
 تو ناپاک نہیں ہوتا چنانچہ تخریر الاحکام ومن لایحضر الفقیہ میں مرقوم ہے خرج

من الخلاء فاستنجی بالماء فقیق ثوبه فی ذالک الماء الذی یستعمل فی استعمال الایاس به ولیس علیک مشیت
 ثم جہمہ بخلاف کوئی شخص یا عجمی نہ سے پس استنج کیا پانی سے پس گراؤ سکا کپڑا اوس میں یا آباؤ
 شخص کہ آہستہ لیا پس کہا کچھ ڈر کی بات نہیں اور اوسکا وہونا بھی ضرور نہیں ہے کیا خوب
 آہستہ و استنج کا آب مستعمل مومن کے کپڑوں کو ناپاک نہیں کرتا اور آب دریا و چاہ و تالاب
 وغیرہ کا اگر گاد رستی ہی کیوں نہ دھوئے بغیر تین غوطہ دے ٹھیک ہے یا طشت میں پاک
 نہیں کرتا مسئلہ شیعوں کے نزدیک پانی مستعمل وضو کا پاک ہے کافی کلینی کی کتاب الطہارت
 باب المیاء میں ہے الماء الذی یقوضاہ الرجل فی شئ اللطیف فلا یاس بکفہ غیلہ فیتوضا بہ
 ثم جہمہ وہ پانی کہ وضو کرتا ہے اوس سے آدمی کسی چیز پاک میں پس کچھ ڈر کی بات نہیں کہ
 لے ارکو غیر اوسکا پس وضو کرے ساتھ اوسکے مسئلہ شیعوں کے نزدیک غسل جنب کا
 مستعمل پانی طاہر ہے اور اوسکا استعمال میں لانا بھی جائز ہے چنانچہ کتاب من لایحضرہ
 میں ہے مسئلہ علل الشرائع میں ہے اگر کوئی آدمی پانوں اپنا زانوں تک اور ہاتھ اپنا
 کھینوں تک گواہ کے چہ بچہ میں ڈالے جب خود بخود زانہ جرم نجاست ہو جاوے
 بغیر دھوئے مومن پاک کو نماز پڑھنا جائز ہے مسئلہ ابو القاسم نجم الدین معتبر فقہ شیعہ نے
 اپنی کتاب شرایع الاحکام میں لکھا ہے کہ حالت نماز میں اکل و شرب جائز ہے مسئلہ
 من لایحضرہ الفقہ کی کتاب الطہارت باب المیاء میں ہے اگر ایک سواری سے پانی نکلے اور
 دوسری سواری سے پیشاب جب دونوں دہاروں کا ملان ہو جاوے طاہر بلکہ سطر ہے
 مثل عریض ابی النول ابی الماء قائم استطام اصابت ثوبہ لیکر فیما یجاء مسئلہ تحفۃ العوام میں
 ہے کہ پاک چیز ناپاک جگہ پر لگنے سے پاک کرتی ہے جیسے جگہ جائض و رویشاب کی ڈھیلے
 یا لٹے سے تین بار پوچھنے سے پاک ہوتی ہے اور صاحب تجرید العقائد نے ڈھیلے سے
 استنج خشک کرنے کو بڑی تحقیقات سے ثابت کیا ہے مگر ابن سبائے اپنی است
 کو یہاں تک مخالفت اہلسنت پر تعلیم کیا ہے کہ اگر پانی میسر نہ ہو تو تموک سے پاک کر لینا

سلف خلاصہ الشریعہ میں پانوں سے استنج کرنا کمال کا حکم ہے جس کا ثبوت بھی ہے اور اگر کوئی شخص نہ دھوئے یا نہ جہمہ کرے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اگر کوئی شخص نہ دھوئے یا نہ جہمہ کرے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اگر کوئی شخص نہ دھوئے یا نہ جہمہ کرے تو اس کا وضو صحیح ہے

مگر موافقت اہلسنت کی ہرگز بخیر بالقول شیعہ اگرچہ کلوخ گرفتار اولیٰ ست چونکہ میں فصل
 سنیاں ست بنیاد کرو مسئلہ تحفۃ العوام میں ہے اگر گوہ کیا یا سوکھا کنوئین میں گر
 تو پچاس ڈول کھینچے جاوین اگر چہ نیرنجاوے باہر نکال کر دس ڈول کھینچے۔ اگر پشاپ
 مرد کا گرے چالیں ڈول کھینچے۔ اگر پشاپ لڑکے کا جب تک بالغ نہو گرے سات ڈول
 کھینچے اگر دو وہ بیتا ہو تو ایک ڈول کھینچے مسئلہ تحفۃ العوام کے آداب صحبت میں ہے
 کہ توبہ توبہ رسول مقبول نے جناب میسر سے فرمایا کہ پہلے عورت سے خوش طبعی کر پھر
 فلان فلان دن اور فلان فلان وقت پیشین و چنان کہ معاذ اللہ من فالک حق یہ ہے
 کہ شیعوں نے دین کو تماشین شیون کے مذاق کا سیر گاہ بنایا ہے اور باوجود دعویٰ
 مصحوبیت صریح رسول خدا و سید الاوصیاء پر اتمام عیاشی کا لگایا ہے بہت
 نے فروعت حکم آمد نے اصول بد شر مبادت از خدا و زر رسول مسئلہ جامع عبادی
 کے باب ہم فصل میں ہے کہ جب حدیث مخالف ہوں شیعوں کی کتاب میں تو اس پر
 عمل کرے جو مذہب اہلسنت کے موافق نہو اگرچہ موضوعی ہی کیون نہو مسئلہ
 تحذیب الاحکام کے مسائل اصلوۃ میں ہے کہ اگر مقتلے حالت نماز میں اپنے بدن یا کپڑے
 پر گوہ انسان یا گ یا گریہ یا نیش یا خون لگا ہو ادیکے نماز صحیح ہے مسئلہ نص قرآن
 پاک و احادیث صاحب لواک متحقق ہے کہ کلمہ طیبہ صرف اس قدر ہے لا الہ الا اللہ
 محمد رسول اللہ مگر شیعوں کے نزدیک کلمہ پاک جب پورا ہوتا ہے کہ اوس میں علی ولی اللہ
 وصی محمد رسول اللہ کی دم لگائی جاتی ہے ورنہ صرف کلمہ کواد ہو را جانتے ہیں نہیں
 معلوم کہ شیعہ اپنے جی میں لفظ ولی کے کیا معنی سمجھتے ہیں قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
 دوست کے معنی میں لفظ ولی کو تعمال کرتے ہیں سولے اسکے اور خیال افکے ذہن
 میں نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ گمان اونکا محض ہم ہے بلکہ لفظ ولی کے معنی دشمن کے بھی
 آتے ہیں اسباب کو ہم معتبر تفسیر دن شیعوں سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ خلاصۃ المساجد کے

۸ پارہ سورہ اعراف میں ہے ولا تستعوا مزدونة اولیاء ثم حمیہ و پیروی کنسید بجز
 از خدا کے دوستان۔ مرا و بتانند کہ کفار ایشان را دوست میگفتند یا شیاطین کہ خلق
 را در گمراهی مے افکنند اور عمدۃ البیان عمار علی بن تفسیر آیہ موصوفہ کی یون لکھی ہے
 اور نہ پیروی کرو تم سوا اوس خدا کے دوستوں کی کہ وہ بت بہن اور کفار اونکو دوست
 رکھتے ہیں یا یہ کہ شیاطین کی پیروی مت کرو کہ وہ گوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اگرچہ
 اس تفسیر میں بھی معنی لفظ ولی کے بت ہی لیے گئے ہیں مگر سیاق عبارت سے صاف
 یہ مطلب سمجھا جاتا ہے کہ سوائے خدا کو دوستوں کی کہ وہ پیغمبر ہیں یا اولیا پیروی مت
 کرو بلکہ بتوں کی پیروی کرو کہ کفار اونکو دوست رکھتے ہیں کیا مفسر صاحب وقت تحریر
 تفسیر ہنگ پیکر بیٹھے تھے کہ جبکی موج میں جو چاہا سواہرین لینے لگے بریت چہ
 خوش گفت ست جامی در کر یا کہ عشق آسان نمود اول سے افنا و شکلا۔ جب
 اخبار یون نے عمدۃ البیان میں یہ مضمون لکھا ہوا دیکھا بتابع اپنے مفسر کے فوراً تصدیق
 مثل حضرت امیر و حضرت امام حسین حضرت عباس علیہ السلام کہ چاکٹوں میں جڑوا کر حسین آباد
 کے امام بارہ میں لٹکا دیں اور لے اونکو جھک جھک کر سلام کرنے اور مجرب بجالانے اور
 تعزیوں میں شیروں اور براقون اور پتلیوں کی صورتیں بلکہ قسم قسم کی صورتیں بنانا
 یہ تو ایک معمولی فرض محرم الحرام کا ہے مسلمہ شیعوں کے نزدیک جس امر واقعی
 کے اظہار میں تو میں مذہب شیعہ کی ہوتی ہو اوس سے چشم پوشی کرنا عین عبادت ہے
 چنانچہ ہم اہلبیان حضرت امام حسینؑ میں سے سوائے حضرت عباسؑ علم بردار حضرت
 قاسمؑ کے کسی اور شہداء کہ بلا کا نام تک بھی زبان پر نہیں آتا ہے اور نہ میان انیس و دیر
 وغیرہم کے مرثیوں اور نہ کتاب و مجلس کی روایتوں میں اونکا کچھ ذکر دیکھا جاتا ہے
 گویا نہ کہ کہ بلا میں سبب حضرت عباسؑ و حضرت قاسمؑ کے اور کوئی صاحب حضرت
 امام حسینؑ کے ساتھ تھے ہی نہیں اس اغماض کا باعث یہ ہے کہ تمام شہداء کے

نام صحابہ عظام کے ناموں پر بہن شہادت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و نیز دیگر
صحابہ کرام کے پس شیعہ نہایت ہی گہرے تھے کہ اگر سوائے دو صاحبوں کے تیسرے
صاحب کی شجاعت و جوانمردی و اعانت و ہمدردی کا اظہار نام لیکر کر نیکی تو اہلسنت
و ستادین پاکہ اوسیدم شیعوں پر حجت لاوینگے کہ یہ نام تو وہی ہیں جن پر تم سعادہم
ہر دم تہر کیا کرتے ہو اوسوقت سولے خجالت و نہانت کے شیعوں کو کیا چہارہ ہوگا
لطیفہ اگر سنی شیعہ سے جان مال طلب کرے چاہے تو دیدے اور اگر شہداء کر بلا
کے نام دریافت کرے کہی بہو لکیز بھی نئے مجربست وہ اسماء مبارک یہ ہیں (۱) حضرت عمرؓ
بن یزید الریاحی (۲) مصعب بن عمروؓ (۳) علی ابن عمرؓ (۴) عروہ غلام علیؓ پس ترجمہ اللہ
تعالیٰ (۵) زبیر ابن حسان (۶) عبداللہ بن عمرؓ کلبی (۷) بریرہ صاحبہؓ و العرفان (۸)
وہب کلبی نوکتھا (۹) عمر بن خالد (۱۰) خالد بن عمر (۱۱) سعد بن خطلہ (۱۲) عمر ابن عبداللہ
(۱۳) جواد انس (۱۴) وقاص و شریح عبید (۱۵) مسلم عوسجہ اسدی (۱۶) ابی سلمہ (۱۷) ہلال
ابن نافع (۱۸) عبدالرحمان بن عبداللہ (۱۹) یحییٰ ابن الیاسم (۲۰) عبداللہ بن عمرہ (۲۱)
مالک بن انس (۲۲) عمر بن مطاع (۲۳) قیس بن مینہ (۲۴) ہاشم بن عتبہ و قاص برادر
چچا زاد عمر سعد و فضل علی معہ نہ تن دیگر صحابہ (۲۵) جلیط بن ہر (۲۶) حربا حیر (۲۷)
یزید ہاجر جعفی (۲۸) انیس مقل صحبی (۲۹) عابیشیث (۳۰) حجاب بن مسروق جعفی ہوزن
(۳۱) سیلف بن حارث و مالک (۳۲) غلام ترکی حضرت زین العابدینؓ (۳۳) مالک
بن انس (۳۴) خطلہ ابن سعد (۳۵) یزید بن زیاد (۳۶) عبداللہ بن سعد (۳۷) جنادہ
ابن حارث (۳۸) عمر بن جنادہ (۳۹) مردہ حروف با بن ابی مرہ (۴۰) محمد ابن مقداد
و عبداللہ رحمہ اللہ علیہم جمعین (۴۱) عبداللہ ابن مسلم (۴۲) جعفر ابن عقیل (۴۳) عبداللہ
ابن عقیل (۴۴) محمد ابن جعفر طیار (۴۵) عون بن عبداللہ بن جعفر (۴۶) عبداللہ بن حسن
(۴۷) قاسم ابن ہاشم حسن (۴۸) ابو بکر ابن علی (۴۹) عمر ابن علی (۵۰) عثمان ابن علی

(۵۱) جعفر ابن علی (۵۲) عبداللہ ابن علی (۵۳) عباس ابن علی (۵۴) علی اکبر ابن
 امام حسین (۵۵) علی اصغر ابن امام حسین (۵۶) امام حسین رضوان علیہم اجمعین یہ کل
 صاحب ۶۸ ہیں جو میدان کربلا میں شہید ہوئے یہ اسرار مبارک وہ ہیں جو کلمہ حمد
 حیدری مطبعلطیف منظری اگر کہ صفحہ ۱۶۰ سے صفحہ ۲۲۰ تک میں مرقوم ہیں بقیہ اسما
 یا تو وہ ہیں جو بعد شہداء سو صوفہ بالا اہلبیت سے باقی رہنے میں چون او بی بیوں کے
 یا سو خ کو اونکے نام ہم نہیں پونچے اب تہائی اسرار سو صوفہ و مکین اور اپنے گریبانوں
 میں سرۃ الدین اور تکلیفیں پہاڑ کر انصاف کی نگاہ سے کہیں کہ یہ وہی نام ہیں نہیں
 کہ جن پہ معاذ اللہ چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے کھاتے پیتے روتے سنتے سوتے جاتے گتے
 سوتے تیرا کیا کرتے ہیں و اسے بر حال آئمہ جنہوں نے اپنی اولاد کے نام ایسے رکھے
 کہ ان بچاؤں پر شیطان علی ہمیشہ تیرا کیا کرتے ہیں اور اوپر طرہ یہ ہے کہ پہر بھی
 کا دم بہرتے ہیں عین کاراز تو آید مردان چین کنند ~~ممل شیعہ~~ آٹھویں تاریخ
 محرم کی حاضری حضرت عباس علیہ السلام کو بخلا دیگر فرائض کے واجبات سے جانتے
 ہیں اہتمام اس غائبانہ کاروائی کا یہ ہے کہ تاریخ مذکور کو شیعہ خلوت میں جمع ہو کر ایک
 مجلس بصد کلف ترتیب دیتے ہیں اوس وقت متفق البیان ہو کر معاذ اللہ محاب
 عالی صفات و ازواج مطہرات رحمت العالمین پر تبرا کہتے ہیں اور اسی مدین اوں
 اہلسنت کو بھی جو فضل خدارد و افضل لکھتے ہیں شریک کرتے ہیں ہم یقین کہتے ہیں
 کہ شیعوں نے اس فہرست زشت میں ضرور ہی چارابی نام درج کیا ہوگا اگر قبائل
 ہمارے بیشتر شیخ جی دیوبندی کو جو بزعیم شیعیان مولوی بھی ہیں اس کا رخسار شامل
 کریں تو قند مکر و حلوا سے تر کا مذاق دیگا ایسے کہ موجود اس سلسلہ مجادلہ کے وہ ہیں
 نہ ہم نہ پوتی تیر جگاتے نہ شیعہ اوسکے ڈنک نہ ہر آلود سے گلی کو چون میں بلاتے ابھی
 کیا ہوا ہے اور بھی نمونے دکھائے جائینگے مولف بہت روکتا ہوں نہیں یہ نہیں

مگر خامہ مندر کرتا نہیں۔ ذرا پھر می تلے دم لیجیے زیادہ شور و شغب نہ کیجیے دیکھئے شیخ نجی صاحب
کیسی آپکی قلمی بگڑاوتے ہیں سچے رشتہ نشینی طبع تو برسن بلا شدی۔ خلاصہ یہ ہے کہ
ہست کچھ مسائل لا طائل معتبر کتب شیخو عنین مرقوم ہیں جنکے اظہار میں شرہم آتی ہے حق یہ ہے
کہ ایسے واہیات مسائل کسی ملت و مذہب میں جائز نہیں ہیں اب اپنے امت ابن سبا
کے عقائد پر مکائد کا حال۔

مجلد اول کے عقائد شیعیان پاک کا

اول کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب ان الائمۃ یعلمون تنبیہ تو ان میں مرقوم ہے کہ ائمہ کو
اپنی موت کا حال معلوم رہتا ہے کہ فلاں روز فلاں تاریخ کو مرینگے حالانکہ بعض قرآنی ثابت
ہے کہ علم موت و حیات کا مخصوص بذات خدا ہے کفر لہ تعالیٰ هو الذی یحیی و یمیت ترجمہ
وہ اللہ وہ ہے کہ مارتا ہے اور جلاتا ہے سوائے اسکے اگر ائمہ کو علم موت و حیات کا ہو تو
تو وہ تبقیہ کیوں کرتے اور خوف جان سے کیوں کسی سے ڈرتے ان وجوہات مدلل سے
یقیناً معلوم ہوا کہ ائمہ کو علم موت و حیات کا ہرگز نہ تھا و ہم کافی کلینی کی کتاب الحجۃ
باب ان الائمۃ یعلمون کا ان مایکون میں مرقوم ہے کہ ائمہ کو علم حضرت خضر و حضرت موسیٰ
علیہما السلام سے زیادہ تھا حالانکہ یہ بات بھی محض خلاف ہے ایسے کہ سورہ کہف میں قصہ
زیادہ علمی حضرت خضر و حضرت موسیٰ کا وجود ہے سو ہم کتاب عیون الرضایں ابن
بابویہ نے لکھا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں حالانکہ خدا سے
تعالیٰ حضرت آدم کی شان میں مندر آتا ہے انی جاعل ذالک راض خلیفۃ محمد صلی
تحقیق ینے بنایا زمین میں اپنا نائب (یعنی حضرت آدم کو) اس آیت سے صاف ظاہر ہے
کہ حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام ہے افضل میں نہ ائمہ ہمارہم حق الیقین کے ہم باب
ہم مقصد میں ہے کہ ائمہ جمیع ملائک سے افضل ہیں غرض اس افترا صریح سے صرف

قال الله اريد المؤمنين وجميعهم فانهم سيدات النساء العالمين بالحسن والعصم سيدات شباب
 اهل الجنة فقال آدم يا رب من هؤلاء فقال عز وجل هؤلاء من اديتلك وهم خير منك
 ومن جميع خلقي ولولا هم ما خلقتك وما خلقت الجنة والنار ولا السماء والارض فيا اعدا
 قلظ الیهوین الحسد فاحرقک عن حواسک فظلمهم بعد الخسوف لعل الشیطان حتی اکل من الشجر الا
 ترجمہ بدرستی کہ آدم کو حیثیت بزرگ کیا خدا نے بسبب سجدہ کہ سجدے میں شوق سے
 اور داخل کر کے بہشت کے پس کہا آدم نے اپنے جی میں کہ میں بزرگ ترین تمام خلق
 کا ہوں پس خدا کی حکمت سے عزوجل نے کہ اے آدم تو اپنا سراوٹھا کر میرے
 عرش کی طرف دیکھ پس آدم نے اپنا سراوٹھا پس پایا اوس جگہ کہا ہوا لا اله الا الله
 پس کہا آدم اے رب یہ کون لوگ ہیں پس فرمایا عزوجل نے کہ یہ تیرے جی وریث
 میں سے ہیں اور تجھے بہتر بلکہ تمام خلق میری سے اگر پیدا کرتا میں او کو نہ پیدا کرتا
 میں جنت و دوزخ و آسمان و زمین کو آگاہ ہوتا ہوں تو انکو چشم حسد میرا نہ کھینا پس میں
 انکو اپنی ہمالی سے نکال دنگا پس آدم نے انکی طرف بہ چشم حسد نظر کی پس سلطان
 کیا اوپر شیطان کو یہاں تک کہ کہا یا اوس و رخت سے کہ منع کیا تھا خدا تعالیٰ نے
 اوس اور اسے طر حے پر روایت معنی الا خیار معنی کتاب شیعہ میں بفضل بن عمر نے
 ابی عبد اللہ سے بڑی طویل و طویل نقل کی ہے جو کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا نے
 بہت سے کے معاذ اللہ حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام و شیطان کو مخدول کیا ان بصیرت
 بنظر عبرت ان روایتوں موضوعہ مریدان ابن سبک و احوط و ابویں کہ حضرت آدم
 صلی اللہ علیہ السلام کی عبادت و عقاد می کہتے ہیں اور بر ملا حضرت ابو البشر کی توہین و تحقیر کرنے
 ہیں افسوس جب کا پتلا خدا کے پاک اپنے قدرت سے بنا ہے اور اوسکو مشرک
 معبود سے سجدہ کرائے اور اوس میں اپنی روح ڈالے اور اوسکی پشت سے انبیاء
 و اولیاء نکالے اور اوسکو تمام بشر کا باپ بنائے اور اوسپر صحیفے نازل فرمائے

اور شیعوں میں مصوم بنی امیہ کی شان میں روایات ترک ہو چکی ہیں جو کتب کفار بھی
 و نامتوں میں انوکھی روایات ہیں بڑی دھوم دھام سے اپنی مستند کتب میں فخریہ نقل کر
 اور اس پر طرہ یہ کہ باوصف اقرار و زیت ہونے کے بہ نسبت آئمہ کے دعویٰ محسوسیت
 کہنے پر جو میں جب باعقاد و شیعیان معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت ابوالبکیر
 شیطان برہم سے بڑے کھوار و گنہگار تھے تو انکی و زیت بالخصوص آئمہ جو کجاں شیعیان
 ہینزہ ہزار عالم سے بالا ترین بلکہ آنحضرت خدا کے برابر کیونکر مصوم ہو سکتے ہیں ہم
 شیعیان نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے نفوذ بامداد الزام تین جھوٹ بولنے
 کا قائم کرتے ہیں چنانچہ حج البیان طبرسی میں عبارت پر خسارت بڑے شد و تد
 سے مرقوم ہے انا ہم کذب کذب کذب بات ترجمہ یعنی ابراہیم نے تین جھوٹ بولے
 چنانچہ کہ چاہئے اول انبی نبی کو بہن بتایا دوم جب کفار انہارنے اپنی ہمراہ
 یہ چاہئے کہ سیدہ شرک میں کہا بلا حالات آپ کو بیمار بنا یا سوم جناب خود تو بت تو
 اور نام بت بت کا لگایا۔ حالانکہ یہ تاویل حضرت ابراہیم کی کہ نبص قرآنی مصوم
 میں محض مصائب وقت پر مبنی تھے ہرگز اوس میں جھوٹ کو دخل نہیں ہے بلکہ
 کہ حضرت ابراہیم کی تاویل اول سے خاص انوقت اسلامی مراد تھی جو جب تک
 موافق انوقت اور تاویل دوم سے مراد بیماری روحی تھی جو جب اقی یقیم اور تاویل
 سوم سے مراد تحمل کرنا کفارنا بکار کا تھا جو جب فعل کہ کبیر پس اس صورت میں کہ تو کفر
 ممکن ہے کہ اطلاق کذب کا بنی مصوم پر عائد کیا جائے بلکہ اس امر سے فائدہ
 بعثت محض عبث ٹھہرتا ہے جب معاذ اللہ حضرت آدم صغی اللہ و حضرت ابراہیم
 خلیل اللہ علیہما السلام بعقیدہ شیعیان گمراہ و کاذب ٹھہرے تو آئمہ کیونکر مصوم
 ہو سکتے ہیں لے ایسے عقیدہ پراور نصیرین ایسی تہمت پر بہت گرسلمانی ہیں
 کہ حافظہ وار و دے و اسے گراں پس امر و زب و فر و اسے ہفتقم کلینی میں ابن ابی یوسف

ابا عبد اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے خدا کی نافرمانی کی
 اسلئے کہ تکلیف پر صابر نہ ہوئے اور کافروں کے ڈر سے ہماگ بن گئے اس سبب خدا
 نے اونپر عتاب شدید فرمایا حالانکہ یہ امر سیطرے نافرمانی اور بے صبری پر محبت نہیں
 ہو سکتا ہے اس وجہ سے کہ حضرت یونس کو قرآن سے بخوبی معلوم ہو چکا تھا کہ کفار
 اشرار ہرگز ایمان نہ لاوینگے پس اپنے اونکے حق میں بددعا کی جب آپ کو ثابت ہوا
 کہ بالیقین اون پر عذاب الہی نازل ہوگا چونکہ عذاب کے آہنے میں دیر می ہوئی
 بمقتضای بشریت ڈرے کہ مبادا ظالم ایذا پہونچاویں اور کہیں کہ کیوں ہم پر اتنا
 عذاب نہ آیا ناچار آپ بلا انتظار حکم خدا کے مقام خوف سے دریا کی طرف چلے گئے
 چونکہ مرتبہ انبیاء اور بس عالی ہے لہذا تبتہا آپ پر اس قدر عتاب ہوا کہ چھلی نکل
 گئی جب آپ نے اوسکے پیٹ میں نہایت ہی خشوع و خضوع سے یہ دعا کی
 لا الہ الا انت سبحانک انک انت من الظالمین ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو پاک
 ہے تو تحقیق تھا میں ظالموں میں سے ہوں ہی اپنے یہ دعا کی فوراً دیاے رحمت
 جوش میں آگیا پھر یہ روکارنے اپنے فضل سے اونکو اوسی منصب پر مقرر فرمایا
 آپ کی ہدایت سے ایک لاکھ سے زیادہ کافر مسلمان ہوئے دیکھو نافرمانی و بے صبری
 کہاں رہی غرض شیعہ اسے طرے انبیاء معصوم سے بد اعتقاد ہی رکھتے ہیں بلکہ اکثر
 مرسلین کو تارک وحی کہتے ہیں مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہم کے بانی آئینہ
 بیت ول بر دی و دین و جان سیرین و دین طرفہ کہ باز در کیننی و شتم
 اب اس بڑا کلمہ ابھی شتم سینے کہ اکثر فریہ شیعہوں کے خدا سے پاک کی نسبت
 سعادۃ جم و جان و مہنی و کان و چہرہ و دندان و لب و دہان و کلمہ و زبان و دست
 و پا و حواس خمسہ و موتی سیاہ تابن گوش و جوت بخت و فوق و قیام و قعود
 و سکونت و عرض و طول و عمق و مکان وغیرہم ثابت کرتے ہیں چنانچہ عقائدات

مذکورہ بالا کا مشہور فیصلہ حال کافی کلینی میں موجود ہے حالانکہ ایسے عقائد پر کلام
 بکثرت کتب نصائین میں مرقوم ہیں لہذا انی باین عقائد میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 دونوں کا وجود البتہ کہا تا پتیا چلتا پھر تا سوتا جاگتا ہوتا رہتا رہتا سوتا جاگتا ہوگا پھر
 تو ایسے خدا کو دوستہ سلام ہے ہمیشہ اگر ہمیں کتب میں ملتا ہے کہ طفلان کلام
 خواہر شدہ۔ اب اس افترا کی ہی تردید مجھے کتب شیعہ سے ہی کیجاتی ہے چنانچہ
 صحیح البلاغت میں قول جنانجہ کا اس طرح سے منقول ہے قال انہ قلہ لزین صفت شیعہ
 الاجزاء ولا بالجوارج ولا ترجمہ فرمایا امیر المومنین نے تحقیق شان یہ ہے کہ خدا سے پاک
 کسی چیز کے ساتھ نہیں وصف کیا جاتا ہے نہ اجزا سے اور نہ جوارج سے اور نہ
 اعضا سے (یعنی ہاتھ پاؤں جوڑ بندش بشر کے مطلق نہیں رکھتا ہے) بہ روایت
 مطابق آئیکر کے کہ ہے پس کشد شی ترجمہ نہیں ہے مثل اس کے کوئی چیز نہ شمع
 بالکل دیا خدا کے منکرین چنانچہ تحفۃ العوام کے صفحہ ۳۴ میں مرقوم ہے کہ خدا دیکھنے میں
 نہیں آتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور حق یقین کے باب بحث میں ہے کہ مانع
 عالم وید سے نیست و بیدہ نیز ادراک آن توان کرد نہ ورہ نیاوند و آخرت حالانکہ
 اس اعتقاد پر فساد کی تکذیب کلام الہی سے ہوتی ہے بقولہ تعالیٰ وجہ ۱۰ میدنا صۃ الارواح
 ناظرۃ ترجمہ بہت سے منہ اوسدن تر و تازہ ہونگے طرف رب اپنے کے دیکھنے
 والے اللہ ہی عقیدہ الہسنت کا ہے پس بموجب وعدہ صادق رب اکبر کے ضرور
 یہ نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ الہسنت کو نصیب ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اس آیت شریفہ
 کے مطابق شیعوں کی بھی مستند کتب میں روایات موجود ہیں اول من لا یخضر الفقیہ
 کی کتابہ السلوۃ میں ہے بقولہ تعالیٰ اشکولہ کما اشکولہ و اقبل الیہ بفضلہ واریہ و جہی
 ترجمہ جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے شکر کرو گاہ میں اوسکا جیسے شکر کیا میرا اور پیش آؤنگا
 میں فضل اپنے سے اور اوسکو اپنا جمال دکھاؤنگا و ہم ابن بابویہ نے اپنے رسالے

عتقاد است بین مکمل ہے سالت ابا عبد اللہ نقلت اخبرنی عن اللہ عز وجل هل یلا الممنون
 ترجمہ پوچھا میں نے حضرت امام حسین سے پس کہا گیا خبر سے تو مجھ کو اللہ عز وجل سے
 آیا دیکھینگے اوس کا ایمان دے فرمایا ہاں۔ پس بموجب آیہ کریمہ وروایات شیعوں کے منکرین
 و پیار مصداق اس آیت شریفہ کے ٹھہرے یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود
 فلا یستطیعون خاشعة ابصارهم ترہقہم ذلہ وقد کانوا یدعون الی السجود وہم سائلون
 ترجمہ جبہ بدن کہولی جائے بند لی اور بلائے جاویں سجد کو بہر نہ کر سکیں نوین میں اونکی
 آنکھیں چڑھی آتی ہے اوپن زلت اور پہلے اونکو بلا تے سے سجدے کو اور وہ جنگ تھے
 یعنی حشر کے دن ہر امت جسکو پوچتی تھی اوسکے ساتھ جاوگی مشابہت پرست بتوں کے
 ساتھ ہونگے اور تعزیر پرست تعزیر یوں کے ساتھ ہونگے اور مسلمان جو خالص حسد کی
 بندگی کرتے تھے اور مشط ویدار خالق اکبر کے بہتے تھے کمرے رہا وینگے پر پرو دگار
 آویگا جس صورت میں کہ نہ چہا نین فرماو یگامین تمھارا رب ہوں میرے ساتھ اوتب
 مسلمان کھینکے کہ جب ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لینگے فرماو یگامین اوسکا کچھ نشان جانتے
 ہو کھینکے ہاں پہر نظام ہوگا اونکی پہچان کے متوافق اور بند لی کو لیگا تو سجدہ میں گرینگے
 اور جو سچی نیت سے سجدہ نہ کرتا تھا اوسکی پیٹھ نہ مڑگی اولٹا کر یگایہ اونکا عقاد تو صید
 آزمائے کو کہ صورت پوچھنے سے ایسے بزار میں یا منافقین ہزار آریہ موصوفہ کے ہیں
 قد خسر الذین کذبوا بقلوبہم ترجمہ تحقیق ٹوٹا پایا اون لوگوں نے کہ جٹلا ملاقات خدا
 کو یعنی منکر ویدار خدا کے ہوئے پس گاریب فیہ وہ لوگ جوشہ ٹوٹے میں رہینگے اے
 ابن سبا کے مرید و ذرا اپنے عقیدہ کی طرف غور کرو کہ تم راہ راست چھوڑ کر کس
 کجروی میں پڑے ہو نہ خدا کی آیتیں مانتے ہو اور نہ اپنے آئمہ کی روایتیں سچی جانتے
 ہو بہت دو گونہ رخ و عذالبت جان بخون بد بلا سے بڑھت لیلے و فرقت لیلے
 و ہم شیعہ ضلالت کا خالق شیطان لعین کو جانتے ہیں چنانچہ مجمع البیان کے جزو جمع میں

تفسیر آیه کریمہ نیریز نشانی خداوندی صلا لا کی یہ لکھی ہے کہ خالق ضد الیت کا شیطان ہے
 حالانکہ تکذیب اس عقیدہ کی کلام الہی میں موجود ہے کقولہ ^{مفسر} قل من یهدی اللہ فلا
 لہ ومن یضللہ فلا ہادئ ^{مفسر} ہر جہمہ جسکو ہدایت کرتا ہے خدا پس اوسکا کوئی گمراہ کرنے والا
 نہیں اور جسکو گمراہ کرتا ہے وہ پس اوسکا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ اس آیت سے
 صاف معلوم ہوا کہ حقیقت خالق ہدایت و ضلالت کا خدا تعالیٰ ہی ہے اور اسی
 طرح سے سب کے خیر و شر کا عقداورکتے ہیں یہ عقیدہ شیعوں کا موافق عقیدہ گبرائی
 ایمان کے ہے کہ وہ یزدان کو خالق خیر اور اہرمن کو خالق شر جانتے ہیں یہ رسم
 اوکی جدید نہیں ہے بلکہ قدیمی ہے ہاں یوں عقداورکنا درست ہے کہ خدا خیر سے خوش
 ہے اور شر سے نیرار اور انسان کا سب اوسکا ہے بار اوہ خدا اور شیطان رغبت الی
 والا ہے فحال شد کا اور اوپر اعانت کرنے والا نہ خالق شر ہی مذہب الہنت کا
 یا زوہم خلاصۃ النجی کے شروع جز اول میں تفسیر آیت ہدی للمتقین الذین یؤمنون
 بالنبی کے یہ لکھی ہے کہ مراد از ان ایمان آمدن بمہدی آخر الزمان ست حالانکہ فساد
 اس عقدا کا آیت ذالک الکتاب لاریب فیہ سے اہل بصیرت پر مخفی نہیں ہے کیونکہ
 ہدی للمتقین خاص صفت کتاب الہی ہے نہ صفت مہدی منظور شیعیان کے
 کہ آج تک شیعوں کے دھوکے ملتے سردابہ سرسین راستے میں اصل ہدایت کو بغل
 میں دبا لے چھپے بیٹھے ہیں پس کیونکہ وہ مصداق ہدی للمتقین کے ہو سکتے ہیں غرض
 ایسی تاویل و تورات عقل سے صرف شیعوں کی یہ ہے کہ تمام کمال کار گذاریان
 الہنت کی جو مطابق کتاب الہی کے ہے شروع زمانہ سلام سے ظاہر ہوتی جلی آتی
 ہیں معاذ اللہ باطل میں گمراہ و دشمن چہ کن چو مہربان باشد دوست و واز و نہم
 شیعوں کے نزدیک زیارت مزار مقدس حضرت امام حسن کی کچھ ہی وقت و عزت
 نہیں رکھتی ہے مگر زیارت قبر حضرت امام حسین میں از بس بلکہ زیادہ از حد مبالغہ کیا جا

اور اس بات میں بڑے غلو کے ساتھ احادیث نقل کجائی میں چنانچہ تہذیب الاحکام کے باب فضل زیارت ابی عبد اللہ الحسین میں یہ حدیث منقول ہے من ذاق قبایہ عبد اللہ بشرط الفلوات زاسر اللہ فوق عرفہ مترجمہ یعنی جس شخص نے زیارت قبر حسین ساتھ وریا فرات کی کو (اثرات سے بسبب اتصال کے مراد و وضع مبارک حضرت امام حسین کے گویا اس شخص نے زیارت خدا کی کی عرش پر دوسری کتاب امالی ابن بابویہ میں یہ حدیث مرقوم ہے من ذاق قبایہ الحسین و عرفہ بحدقہ و قم اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ و ما تأخر مترجمہ یعنی جس شخص نے زیارت کی قبر امام حسین کی اور بھجانا او سکھو جیسا کہ حق سے بچانے کا ہے دور کر دے خدا کے تعالیٰ نے تمام گناہ اگلے اور پچھلے اوکے اور تہذیب الاحکام حد حرم الحسین و فضل کربلا میں لکھا ہوا ہے خلق اللہ کربلا قبل ان یخلق الکعبۃ باریعۃ و عشرۃ ہلال عام قدیم و باریک علیا مترجمہ یعنی پیدا کیا خدا تعالیٰ نے کربلا کو آگے کعبہ سے چوبیس ہزار برس پہلے اور اوکو مقدس کیا اور برکت دی اوس پر (یعنی کعبہ شریف پر) پھر اسی کتاب کے باب فضل زیارت ابی عبد اللہ میں روایت ہے من ذاق قبایہ عبد اللہ یوم عرفۃ فضیلت الف الف حج مع مہد اکمل الزمان صلوٰۃ الف الف عمرہ مع رسول اللہ مترجمہ یعنی جس شخص نے زیارت قبر حسین کی دن عرفہ کے کی پس ثواب او کو سہار ہزار حج کا ہے ہر اہ عمدی آخر الزمان کے اور ثواب ہزار ہزار عمرہ کا ہر اہ رسول اللہ کے غرض اس عقیدہ باطل سے اہل نفاق پر فساد کی ریاض یہ ہے کہ خانہ خدا ویران ہو جائے اور جماعت مسلمانوں میں جو ایام حج میں رقم کثیرہ خرچ کر کے نہایت مشقت اٹھا کے ملکوں سے جمع ہوتے ہیں تفرقہ پڑ جائے سوائے اسکے ثواب زیارت قبر حسین اور ثواب زیارت کربلا اور معنی نہیں رکھتا عمر بہین نفاوت رہ از گماست تا بجا جواب اب ہم اس گمان غلط شیعوں کی بھی تردید اور انہیں کی صحیح کتابوں سے کہتے ہیں اول جامع الاخبار کے باب ۲ فصل ۲ میں یہ حدیث

لے تہذیب الاحکام
من ذاق قبایہ
عبد اللہ یوم
عرفہ فضیلت
الف الف حج
مع مہد اکمل
الزمان صلوٰۃ
الف الف عمرہ
مع رسول اللہ
مترجمہ یعنی
جس شخص نے
زیارت قبر
حسین کی دن
عرفہ کے کی
پس ثواب او
کو سہار ہزار
حج کا ہے ہر
اہ عمدی آخر
الزمان کے اور
ثواب ہزار ہزار
عمرہ کا ہر اہ
رسول اللہ کے
غرض اس عقیدہ
باطل سے اہل
نفاق پر فساد
کی ریاض یہ ہے
کہ خانہ خدا
ویران ہو جائے
اور جماعت
مسلمانوں میں
جو ایام حج میں
رقم کثیرہ خرچ
کر کے نہایت
مشقت اٹھا
کے ملکوں سے
جمع ہوتے ہیں
تفرقہ پڑ جائے
سوائے اسکے
ثواب زیارت
قبر حسین اور
ثواب زیارت
کربلا اور معنی
نہیں رکھتا
عمر بہین
نفاوت رہ از
گماست تا بجا
جواب اب ہم
اس گمان غلط
شیعوں کی بھی
تردید اور انہیں
کی صحیح کتابوں
سے کہتے ہیں
اول جامع الاخبار
کے باب ۲ فصل ۲
میں یہ حدیث

نبوی منقول سے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اثم مکة حاکماً ولم یز فی فی المذنبینة فقد جفا
ومن جفانی فقد جفوتہ یوم القیامہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جس نے حج خانہ کعبہ کا ادا کیا
اور میرے مدینہ کی زیارت کی پس تحقیق اس نے جفا کی مجھ پر اور جس نے کہ جفا کی مجھ پر پس
تحقیق میں جفا کر دینگا اور سپر قیامت کے دن کو دو م کافی تکلیفی کے باب زیارتین
قول جناب امیر کالیون منقول ہے الکعبۃ حرم اللہ والمملکۃ حرم الرسول والکوفۃ محرم
ترجمہ کعبہ کو حرمت دی خدا نے اور مدینہ کو حرمت دی رسول اللہ نے اور کوفہ
کو حرمت دی مینے دیکھوان دونوں حدیثوں سے بطلان عقائد صریحان ابن سبا کا
ہوتا ہے پس جو بدعت تھا و ازراہ فساد کے ترجیح خانہ کعبہ و مدینہ طیبہ پر کر بلا کو دیکھا وہ
منکر حدیث رسول اللہ و قول جناب امیر کا لقیلاً سمحاً جائیگا سپر کو کورانہ مرد
در کر بلا جو تانیقی چون حسین اندر بلا سپر وہم نبض قرآنی ثابت ہے کہ جمیع انبیاء
اللہ صغیرہ و کبیرہ گناہ و نسیان و دروغ و بہتان خدا و سہو اسے مطلق عقبر او سہرا
ہیں مگر کتب شیعہ میں خلاف اسکے مرقوم ہے چنانچہ عیون اخبار الرضا کے باب ۵۱ میں
یہ عبارت مرقوم ہے کہ بعد نبوت کے اگر کوئی خطا رسول اللہ سے صادر ہوتی تھی تو
خدا تعالیٰ فوراً اس کے عتاب و تادیب سے آپ کو تنبہ کر کے اونہوں سے او بکو محو کر دیتا تھا
اور ابتصار کی کتاب اصلواۃ میں تحریر ہے کہ انبیاء سے ہو و نسیان بھی ہوتا ہے چنانچہ
اس کے حوالہ میں یہ عبارت مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ خدا نے دو رکعت نماز ظہر
پڑھ کر ختم کر دی جب کسی نے آپ کو اطلاع دی تب باقی ماندہ نماز پھر پڑھی حالانکہ یہ
فعل حضرت کا خاص واسطے تعلیم است کے تھا کہ جب کسی کو سہو ہو تو اس طرح سے
اپنی نماز پوری کر لیا کرے پس یہ اتہام معصوم سطلق کی نسبت لگانا خالی از احتیاج
باطنی سے نہیں ہے ہمارو ہم شیعہ معتقد ہیں کہ مرتبہ شیعیان علی کا مرتبہ صحیح انبیاء
اللہ سے از روے فضیلت کے بہت بڑھ کر ہے چنانچہ خلاصۃ المنہج مطبوعہ ایران کے

۲۳۴ جزو تفسیر آیه کریمہ وان من شیعۃ لا ہما ہم کی یہ لکھی ہے کہ ابراہیم از پیروان
نوح است ہر اس سے آگے لکھا ہے کہ ابراہیم گفت کہ خداوند اہرا از شیعیان علی ابن
ابنی طالب گردان خدا ہی تعالیٰ دعا اور قبول کر دو ویراد اخل شیعیان اسیر المؤمنین
نمود و رسول خود را خبر داد ازین آیتہ الخ مطلب اس تمہید پلید سے صرف شیعوں کا
یہ ہے کہ معاوۃ نہ مرتبہ شیعیان علی کا مرتبہ تمام انبیاء اللہ سے افضل ہے حالانکہ نسق
عبارت آیه کریمہ صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی و شیعیان حضرت علی کو آیه
مخصوصہ فر سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے یہ سب سمجھ کر پھر ہے بلکہ اس کا نام غلو و تعصب
و افراط و تفریط ہے خدا کی پناہ ایسے افراط محبت سے کہ نوبت الحاد کی پہونچا دی
چنانچہ ایسے عقیدہ عنیدہ کی نسبت قول صحیح جناب اسیر المؤمنین کا منج البلاغت من
کلام الجوارح میں یون منقول ہے سیہلک فی حنقان محب مفطیذہ بھابہ الحب الی غیب
الحی و مبغض مہم یدہ بھابہ البغض التخیل محی و غیر الناس من فی حال القتل الاوسط
ترجمہ جناب اسیر المؤمنین نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لیے بالضرور ہلاک ہوں گے
ایک وہ کہ افراط کرے میری محبت میں اوس درجہ کہ وہ اوسکو ناحق کی طرف کھینچی
دوسرہ وہ کہ افراط کرے میری بغض میں اوس قدر کہ وہ اوسکو ناحق کی طرف کھینچے
بلکہ بہترین آدمیوں کا وہ شخص ہے کہ افراط و تفریط میں متوسط ہو اس قول معقول و
مقبول طرفین میں جناب اسیر المؤمنین نے تین گروہوں کے عقائد بیان فرمائے
اول گروہ افضیون کا کہ وہ محبت میں بسا مبالغہ کرتے ہیں حتیٰ کہ معاوۃ جناب
اسیر کو خدا سے و رسول سے بھی بڑھ کر جانتے ہیں دوم گروہ خارجیوں کا کہ وہ ظالم
نحوذ باسۃ عداوت و نفاق حضرت اسیر المؤمنین میں بکثرت افراط کرتے ہیں سوم
گروہ اہلسنت و الجماعت کا کہ وہ بفضل خدا افراط و تفریط میں متوسط ہے انھوں نے
یہی مذہب پاک ہمارا ہے پانزدہم شیعہ عصمت و علم و معجزات میں ائمہ کرام کو

ہم مرتبہ خاتم المرسلین جانتے ہیں اور معراج و کلمہ میں شریک حالانکہ قول جناب امیر
 کا کافی کلینی کی کتاب التوحید فی الکون المکان میں حضرت امام جعفر صادق سے
 یوں منقول ہے قال امیر المؤمنین انا انا عبد من الرسول ثم جہم فرمایا حضرت علی
 نے جو بیعت کی میں ایک غلاموں رسول سے ہوں ویکو جناب امیر ہی اپنی زبان
 مبارک ترجمان سے اقرار خلائی کا کرتے ہیں پر کیونکر ہو سکتا ہے کہ غلام ہم مرتبہ
 بادشاہ دو جہان کا ہو جان یہ امر بجا ہے کہ جو کچھ مینا صوب و مراتب فیض و مناقب جناب
 امیر نے پائے وہ سب بسبب کتخدانی حضرت زہرا کے پائے ورنہ حضرت رسول خدا
 کی مثل جناب امیر کے اور بھی تو تین بھائی تھے اور کو یہ مرتبہ کیوں نکلا اگر اداوی مساوا
 و اشتراک پیدا کرتی ہے تو حضرت عثمان ذی النورین زیادہ تر مستحق ہونے چاہیے
 ششائز و جہم جلاء العیون کے باب الفصل ۵ میں ہے کہ وقت وفات حضرت
 رسول خدا صلوات اللہ علیہ حضرت جبریل حاضر تھے کہا کہ اے رسول خدا یہ آخری سیرا آنا
 ہے زمین پر جب آپ میرے صاحب دنیا پر تھے تو مجھ کو بھی آپ کے تعلق تھا اب
 مجھ کو آنے کی حاجت نہیں ہے طرفہ یہ ہے کہ اسی کتاب کے باب الفصل ۶ میں
 یہ عبارت پر خسارت مرقوم ہے کہ بعد رسول اللہ کے جبریل حضور میں سیدۃ النساء
 کے حاضر ہوا کرتے تھے اور انکو حالات آئندہ کی خبر دیا کرتے تھے اور ان خبر و کلمو
 جناب منظر العجائب اور حضرت حسین لکھا کرتے تھے چنانچہ اسی وحی میں اللہ کا نام
 مصحف فاطمہ ہے اور حق الیقین کے باب ۵ مقصد ۶ میں ہے کہ مصحف و ناطق
 امام غائب کے پاس ہے اور اوس میں حالات قیامت تک بادشاہوں کے لکھے
 ہوئے ہیں اور ابیہ طر حے کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب فی ذکر الصیغۃ و النسخ الحلیع
 میں ہے ہفتہ جہم جلاء العیون کے باب الفصل ۵ میں ہے کہ جبریل و دیگر ملائکہ
 یازدہ آئمہ کے تجریر و تکفین میں شریک ہوا کرتے تھے ہمز و جہم ملا باقر مجلسی نے

اپنے رسالہ رجعت کے آٹھویں حدیث میں واسطے ابطال فضیلت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کے احوال ہمدی میں لکھا ہے کہ جو کفر و شرک و ظلم و گناہ معاذا اللہ ابتداء سے عالم سے ہوا ہے اور جو کچھ کہ قیامت تک ہو گا وہ توبہ توبہ حضرت شیخین کی گردن پر رکھا جاوے گا غرض اس مضمون ابلہ فریب سے وجوب امامت علی اللہ و مصحوبیت آئمہ کا ثابت کرنا ہے اور حضرت شیخین کی عدالت و ہدایت خلق اللہ و نیابت و حمایت رسول اللہ میں بٹالگانا ہے نوں و ہم شیعہ حضرت عباس بن عبد المطلب المہاشمی عم رسول اللہ و حضرت عقیل بن ابی طالب برادر حقیقی حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے نہایت ہی سوریہ عقادی رکھتے ہیں چنانچہ مجالس المؤمنین کی مجلس میں نسبت حضرت عباس کے سب سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکرم و اشرف و عظیم و جلیل و نمودی و فرمودے کہ عباس بن ہنزلہ پدرست چونکہ حضرت عباس حضرت عمر و حضرت ام کلثوم کے نکاح وکیل تھے اس تعصب کے سبب یہ مضمون آگے لکھا ہے کہ ازین روایت فضول حضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائے راسخ و محبت و اخلاص بنیاد کیا خوب جنگی عظیم و مکریم رسول اللہ کریم اور انکو حضرت امیر نظر سے گراوین انوار الہدیٰ کے صفحہ ۵۲ میں مرقوم ہے کہ حضرت عقیل جناب امیر سے رنجیدہ ہو کر امیر معاویہ سے جا ملے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جناب امیر نے اپنے حقیقی بہائی کے روٹھ جانے اور معاذا اللہ کافر سے ہجرت کرنے کی کچھ پروا نہ کی ۶ بین تفاوت و از کجاست تابجا۔ بلکہ ان دونوں بزرگوں کی نسبت علماء شیعہ نے بہت کچھ کلمات ترک ادب کہے ہیں بلکہ صاف صاف گالیان سنائی ہیں چنانچہ علامہ طبرسی معتبر علماء شیعہ نے کتاب احتجاج میں حضرت علی سے یہ روایت کی ہے ذہب من کنت اعتضد بهم علی دین اللہ من اہل بیت ولقیتم بین حضرات نبیہ العمد بجاہلیہ عقیل ترجمہ وہ لوگ میری اہلیت کے جاتے رہے جنگی قوت کا خدا کے دین میں مجھ کو ہرگز

اب صرف دو بخوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے رہے ہیں وہ عقیل و عیال ہیں اور
 ملا باقر مجلسی مجتہد معتبر شیعہ نے کتاب حیات القلوب میں حضرت علیؑ سے یہ روایت
 کی ہے کہ ابو جعفر طوسی بسند معتبر روایت کر رہا تھا کہ از امام صادقؑ کہ فضیلہ ماور عباس
 کنیز ماور زبیر و ابو طالب عبد اللہ ابنای عبد المطلب بود عبد المطلب با او مقارنت
 کرد کہ عباس از ان بھر سید زبیر یا عبد المطلب معوی کہ وہ پر خاش بر آمد کہ این
 کنیز از ماور با ما میراث رسیده است تو بے رخصت با او مقارنت کردی و این
 فرزندیکہ ہم سید (یعنی حضرت عباسؑ) بندہ ماست پس عبد المطلب کا برقریش
 رانزد سے فرستاد تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباسؑ ببرد وادب و تربیکہ
 نامہ نوشتہ شود کہ عباسؑ و فرزندانش در حلیکہ ماور فرزندان ماست باشند و نشینند
 و وریج امرے با ما شریک نشوند و حصہ نبرند باین مضمون نامہ نوشتہ شد و اکابر
 قریش بروہر کردند و این نامہ صرفاً مکہ علیہ السلام بود پھر اسی کتاب میں بسند صحیح
 مرقوم ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ فرمود کہ رجعت عبد اللہ و پدرش (یعنی حضرت
 عباسؑ) این آیت نازل شد من کان فی ہذا اعلمی فہو فی الاخرۃ اعلم ترجمہ جو اس دنیا
 میں اندا ہے وہ آخرت میں بھی اندا ہے الخ استفہامہ شیعہ ہی عجیب مذہب ہے
 کہ جسکے تیر ملاست سے کوئی بھی نہ بچا صحابہؓ کو تو پہلے ہی سے معاوۃ کافر و مرتد و
 مشرک و منافق و ظالم بنا چکے تھے صرف اہلبیتؑ بچے تھے سواؤں کو بھی گالی گلوچ
 سے باقی چھوڑا خدا یا نہ بہب ابن سبا زند قس ہے یا الحاد یا مشرب تشیع، منافق ہے
 یا ارتداد کہ جسکے بانی نے نہ خدا و رسولؐ کو چھوڑا نہ دیگر انبیاء و صحابہؓ نام الم سلمیٰؑ
 کو باقی رکھا کیونکہ گمراہ بنایا کسی کو کافر بتایا صرف اہلبیتؑ باقی بچے تھے سواؤں کی
 بھی خبر لی ڈالی غرض جو سامنے آیا او کو تبرا سنا یا بیت ایک ہم ہی تری علیؑ
 سے پستے نہیں منم ۛ پامال لکب بھی تو ہوئی کو ہمار میں۔ اب ہم صرف صحابہؓ

رسالت مآب کے بڑا بھلا کئے پر کیا شکوہ کریں اس فرقہ حیا دشمن بنے تو کسی کو تبرے سے خالی نہیں چھوڑا بیت گھائل ترمی نگہ کا بنوع و گمر ایک پڑ زخمی کچھ ایک بندہ درگاہ ہی نہیں۔ یا ایہا المؤمنین ذرا اپنے مسائل و عقائد پر نظر کرو اور واد انصاف کی کہ ایک نام ایمان ہے بیت اداسے دیکھ لو جاتا ہے گلہ دل کا ہاں اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا۔ خدا حضرات شیعہ کو ذرا عقل و انصاف عطا فرماوے اور تھوڑی سی مشرم و غیرت عنایت کرے کہ وہ ان اقوال کے نتائج پر غور کریں اور جو جو غلط بیان اوہین پڑ رہی ہیں اور ان پر نظر کریں بارخدا یا کیسے دوست اہلبیت کے ہیں اور کیسے اونکی فضیلت اور بزرگی کے قائل ہیں کہ ایسی باتیں اونکی طرف منسوب کرتے ہیں کہ محبت کے پردہ میں اونکی صاف صاف بڑائیاں ثابت ہوتی ہیں خدا کے لیے کوئی انصاف کی آنکھ سے نظر کرے کہ وہ کیا کیا تہمتیں نہ رسول و انبیاء و آل و صحاب پر رکھتے ہیں اور کوئی پیٹہ غفلت گوش ہوش سے نکال کر نہ کہ فرقہ ابن سبا کیسی کیسی بڑائیاں اہلبیت اطہار کی بیان فرماتے ہیں ان میں کمانی خندق تو ہے ہی نہیں جو چاہا اول قول کثرت لا تعوذ باللہ من ہفواتہم و سوء عقیدتہم اللهم لحفظنا من شرور انفسہم و من سیئات اعمالہم آیات دینا

مجملاً ذکر مطعونات شیعوں کا

شیعہ بحیدہ محبت حضرت علی کے عداوت صحاب رسالت مآب میں بہت کچھ گستاخ ہیں اور بطلان خلافت حقہ خلفاء الراشدین پر بکثرت تاویلین لاطائل اختراع کیا کرتے ہیں اور قسم قسم کے مطاعن مختلفہ بے اصل اپنی کتب میں نقل کرتے ہیں جبکہ کوئی اثر کتب اہلسنت میں پیدا نہیں ہے لہذا چند مطاعن ہدیہ ناظرین سکئے جاتے ہیں طعن اول یہ کہ ابو بکر نے واسطے بیعت لینے کے ارادہ جلائے

خانہ سیدہ انسہا کا کیا چنانچہ حق الیقین کی مٹھن میں کہ عمر نے ابو بکر سے کھا کہ
 کیوں تو آدمی نہیں بھیجتا ہے کہ علیؑ اور اس کے چند آدمیوں کو بچہ والا دے پہر لکھا
 ہے کہ عمر غضب میں آیا اور اہلبیت کے دروازہ پر لکڑیاں چسکر آگ لگا کر لگا دی
 جواب یہ افتر صریح ہے کوئی جاہل بھی تو یقین نہیں کر سکتا ہے اس لیے کہ
 حضرت شیخینؑ کو سبب بعیت کے تمام مہاجرین و انصار کے وہ شوکت و وصولت
 حاصل تھی کہ اگر کوہ وقاف کی طرف بھی نظر ہو کر دیکھتے تو وہ بھی ہتھ مارا مشورا بجاتا اور
 اگر لشکر جبرجین پر بھی غضب فرماتے تو وہ بھی آتش ہیبت جل کر خاک سیاہ ہو جاتا
 یہ وعدہ چند گس شمار میں تھے کہ خطل انداز انتظام امر خلافت ہوے ہوں جب
 اس الزام بے اصل پر اہلسنت کا یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شیعوں کے اس عقائد پر کلام
 سے جناب امیر غالب علی کل غالب نہ ٹھہرے اس وقت شیعہ یہ جواب دیکر
 جان بچاتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے جناب امیرؑ کو وصیت کی تھی کہ خلفائے ثلاثہ جتنا
 چاہیں جبر کرین دم نماز ناجب اس دلیل محمول پر بھی یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ حضرت
 رسولؐ خدا نے تو باوجود کثرت کفار و قلیت مسلمانان کے ہمیشہ جہاد کے کیونکر ہو سکتا
 ہے کہ اپنے وصی کو کہ درحقیقت باعقاو شیخان نبیؑ بھی تھے ایسا حکم کیا ہو جس کا نتیجہ
 جانت سمجھا جائے اس وقت حضرات شیعہ تقیہ علیہ السلام کو سپر بنا کر میدان سے
 پیٹھ دکھاتے ہیں یہ امر مبنی اس پر ہے کہ فقط جناب امیرؑ ہی حضرت صحابہ ثلاثہ سے
 نہیں ڈرتے تھے بلکہ عیاذ باللہ حضرت رسولؐ خدا ہی ڈرا کرتے تھے پہر اسی طعن
 میں ہے کہ فاطمہؑ نے فریاد کی عمر نے سہ خلاف شمشیر کا پہلوئی آنحضرتؐ پر مارا
 اور تازیانہ ذرا ع شریف پر حضرت امیرؑ نے تلوار کھینچی عمر نے ہاتھ سے چھین لی پر
 جناب امیرؑ کے گلے میں سی ڈال کر گسیٹا ہوا گھر سے باہر لایا اور قبضہ در کو زور بازو
 اوکھاڑ کر پہلوئے فاطمہؑ پر مارا کہ اس کے صدر سے استخوان مبارک ٹوٹ گئی

یہ
 ان
 کے
 ہی
 میں
 ہے

اور وہ فرزند چکا نام رسول اللہ نے شکم میں محسوس رکھا تھا سا قحط ہوا پر تازہ پانی نہ شانہ
 مبارک پر مارا کہ استخوان ٹوٹ گئی اور اسی صدمہ سے شہید ہوئیں ہنگام تکفین
 اونکے شانہ پر بڑی گہرہ اوس ضرب کی پائی جاتی تھی پر صاحب احتجاج نے لگھا ہر
 کہ حضرت فاطمہؑ اپنے شوہر اور اوس مجمع کے درمیان میں حائل تھیں اور نہیں
 چھوڑتی تھیں کہ ابو الحسن کو کچھ نہ کہ باہر لجاوین جب دروازے کے قریب پہنچے
 چاہا کہ حضرت کو اینچ کھٹیکہ اندر سے باہر لچلین حضرت فاطمہؑ منع کرتی تھیں مگر
 وہ کسی طرح حضرت سے ہاتھ نہیں اوٹھاتے تھے حضرت فاطمہؑ ایک ہاتھ میں حضرت
 کا دامن پکڑے تھیں اور دوسرے ہاتھ میں چوٹھ در کی چوہا اب ایہا انال
 بنظر عبرت مفتر لوین کی افترا کو ملاحظہ کرو کہ اونکے مجتہد کیسی زیادات بدتر و حکایات
 منکر نسبت اہلبیت اطہر کے نقل کرتے ہیں جنکا ذلیل ترین غلطی میں سے بھی
 کوئی یقین نہیں کر سکتا ہے کہ حضرت اسد اللہ الغالب علی کل غالب ایسی رسوائی
 کو جنکی شان میں لافنی الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار فخریہ بولا جاتا ہے کیونکہ اپنے اوپر
 گوارا کیا ہوگا اور حضرت سیدۃ النساءؑ اوس مجمع کثیرہ نامحرموں میں توبہ توبہ
 بحالت کذائی کس طرح سے اپنی عصمت کو ہاتھ سے دیا ہوگا اس تفسیح صریح کی مثال
 ایسی ہے جیسے تحصیلدار چیرا سی کو واسطے پکڑنے بیگاری کے بھیجے اور وہ چیرا سی کسی
 ارزل کو کچھ کے لیچلے او سوقت او سکی عورت شور و غل مچا کر کے تماشایکون کے
 انبوہ میں بصورت پریشان گھس پڑے اور ایک ہاتھ سے چیرا سی کا دامن دوسرے
 ہاتھ سے اپنے مرد کی کمر پکڑ کر کھڑی ہو جاوے اور فریاد زاری کرے کہ اپنے مالک کا
 پانون گھر سے باہر نہ رکنے دو نگلی اگرچہ جان پرین جاوے مگر چیرا سی باوجود اصرار
 و انکار عورت کے اوسکے خاوند کو زبردستی پکڑ کر حاکم پاس لیجاوے وہ جاوے سو
 خدمت لے بیگاری کا کچھ بس نہ چلے اے شیعو انصاف کرو کہ اسے کا نام محبت اہلبیت

جیسا کہ بکثرت تمھاری کتب معتبرہ میں مرقوم ہے اس عار کو کوئی گنوار بھی اپنے بزرگوں کی
 نسبت تسلیم نہیں کر سکتا ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ تم باوصف اقرار بذلت و جہالت اونکی
 نسبت و دعویٰ لافنی و شجاعت کا کہتے ہو عربین تفادیت رہ از کجاست تا بہر جا
 اب سینے جواب اسکا کہ حضرت رسول خدا نے پیچہ کا نام شکم محترم حضرت زہرا میں
 محسن بہ کہا تھا یہ دعویٰ شیون کا نبض قرآنی باطل ہے اس لیے کہ علم ارحام
 مخصوص بذات الہی ہے کہ قولہ تعالیٰ وعلیم ما فی الارحام یعنی جانتا ہے اوس چیز کو کہ حیوان
 میں ہے اگر کہیں کہ حضرت کو اس پر علم لدنی حاصل تھا کہ بالضرورہ کا پیدا ہوگا تعجب کہ
 حضرت رسول خدا کو یہ علم کیوں نہوا کہ بچہ اندر بیجاو کے ہی تا نام ساقط ہو جائیگا پھر حضرت
 گوشت بے جان کے نام رکھنے سے کیا فائدہ ہوا صحیح ذہیب اکثر سورین کا یہ ہے کہ حضرت
 محسن پیدا ہوئے تھے چند روز زندہ رہ کر انتقال فرما گئے اور نسبت مصائب حضرت
 امیر و حضرت زہرا کے چارایہ جواب ہے کہ ایسی مصیبت سخت میں نبی اکرم و حضرت
 مقداد و سلمان فارسی و عمار یا سر و ابوذر غفاری و شیعیان جان نثار نے کیوں نہ
 مدد کی افسوس جان فدائی محبوبان المہبت پر کہ باوجود گذشتے ایسے معاملات و ذوق قیاس
 کے نزدیک کھڑے ہوئے تا شاد مکتے ہے اور اس سے بڑا کہ جناب امیر کے
 حال زار پر اور ہی افسوس آتا ہے کہ باوجود حکم حکم آیہ کریمہ ^ع لا تقربا لکم الی اللہ لکہ
 کے ایسی خواری کو کیونکر اپنے اوپر پسند کیا جس سے اونکے وصف لافنی میں بڑا
 لگا ایسے وقت میں تو واجب تھا کہ ایران کو ہجرت کر جاتے کہ قولہ تعالیٰ یا عباد اللہ
 امنوا ان اذی فاسعة فایا فاعبدون و ترجمہ ہے بندو وہ لوگ جو ایمان لائے
 تحقیق زمین میری کشادہ ہے پس مجھی کو عباد کرو و ہم قالوا اللہ ارض للہ اسقہم فہا جہا
 ترجمہ کہہ کیا اولن لوگوں نے (یعنی فرشتوں نے) آیا میں تھی زمین اللہ کی کشادہ پس
 ہجرت کرتے تم و میں سوم و من بہا جہ سبیل اللہ یجد فی الارض ملئما کثیرا و اسعة

یہاں سے
 حضرت زہرا
 کے بارے میں
 ہے

ترجمہ اور جو شخص کہ ہجرت کرے یا ہے خدا کی راہ میں یا یگانہ زمین میں چلنے کی جگہ بہت کم ہوتی ہے
 دیکھو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم پر ظالم ظلم کریں تو تم اوس سرزمین کو چھوڑ دو
 اور اپنے ایمان اور عزت کی حفاظت کر کے اور کسی جگہ جا کہد کہسوا آپکا ایمان تو نصیب میں
 گذر ا عزت رہی تھی سو بھی خاک میں ملنے پر بھی آپکی شان میں لافتی و شکستہ بلکہ
 ہر دو جہان کے حاجت روا ہوا جاتا ہے اب ہم اس خرافات کی تردید کتب شیعہ
 سے ہی کرتے ہیں چنانچہ جمعی یقین کے ۵ باب بفضل صفات جناب امیر میں یہ
 عبارت منقول ہے شجاعیکہ ہرگز نہ بخیرہ داری نہ بچ لشکر ترسیدہ وہم گزشتہ و برکت
 نیاید کہ از دستجات یافتہ باشد اور سچ البلاغت میں قول جناب امیر کا یوں
 نہ قول سچہ قال ایہ الامو میں انی و اللہ لو نقدتہم و احدا و ہم مللا لا ارض کلہا ما بآیت و
 استوحشت و اتی من ضلالتہم اللہی ہم فیما و الہدی الذی انا علیہ اعلم بصیرت
 من نفسہ و یقین من ربی و انی الی لقاء اللہ و حسن ثوابہ لمنظر سراج
 ترجمہ تحقیق مجھ کو قسم ہے خدا کی اگر ملاقات کروں میں ان لوگوں کی تنہا اور وہ
 لوگ تمام سوائے زمین میں پرمیوں کچھ پر انکرون میں اور بہشت نہ کہاؤں میں
 اور میں تحقیق گمراہی سے ان لوگوں کے کہ ہیں اوسیں اور وہ ہایت کہ میں اوپر
 ہوں باخبر ہوں میں اپنی جان سے اویقین رکھتا ہوں میں اپنے پروردگار سے
 اور میں اللہ سے ملنے کا اور اوسکے ثواب کا منتظر اور اسید وار ہوں پس جو شخص میں
 تنہا باوجود کثرت اعدا بحدیکہ سوائے زمین کو چھالیوں میں جنگ کرے اور کبھی کسی
 سے نہ لڑے اور ہشتناک نہ ہو اور شتافق لقاء اللہ کا ہو اور منتظر ثواب اور اسید وار
 کہ است خدا کا ہو کیونکہ ممکن ہے کہ ایسے یکتائے روزگار حلال مشکلات جہان پر
 ایسے مصائب و دراز عطل گزرتے ہوں ان دونوں روایتوں سے صاف معلوم
 ہو گیا کہ وہ روایات یہود و جو سابق میں مذکور ہوئیں اختراعات متاخرین شیعہ کا ہے

ورنہ متقدمین کی کتب میں بھی اسکا کچھ اثر ضرور ہوتا اور ان دونوں روایتوں سے
 شیعوں کی اوس گمان غلط کی بخوبی تکذیب ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ جناب امیر سے
 جبرائیل بیعت لیگئی چنانچہ حقائق بہت سے مسئلہ تراشیں گے۔ رابعہ میں مرقوم ہے اور
 منہج الفاضلین باب ہم فضل امین ہے کہ مقداد و زبیر و سلمان و ابوذر سے بھی جبر
 بیعت لیگئی و کھوان روایات موضوعہ کو تفسیر سے مطابقت لگانا نہیں ہے کیونکہ دعوت
 تفسیر پر کیا اور دعوت جبر تفسیر کیا ہے۔ و حالات میں تفسیر واقع ہے سوائے اسکے
 یہ اور بھی شان شجاعت اور تہوری جناب امیر و دیگر شیعیان سے بعید ہے کہ
 اوٹھوں نے ذلت کو عزت پر مقدم رکھا اور کچھ بھی اپنی ذوالفقار کا جسے جبرئیل
 کے پر کاٹے اور جعفر بن کوثر کی جو ہرنہ دکھلایا ایسے وقت میں تو قدرت ید الہی
 کو کام فرمانا واجب تھا اور جبرائیل شہیدان کر بلا کا نمونہ و کامل نامناسب تھا ورنہ
 خلعت غالب علی کل غالب کا آپ کے قد اقدس پر نازیا معلوم ہوتا ہے بیعت
 اگر دوزی بہ قدرشت و بیاد و زیباے نگہ و درشت زیبا۔ واضح ہو کہ جناب امیر
 کی بیعت میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ آپ نے بعد رحلت آنحضرت
 صلعم کے تیسرے دن صدیق اکبر کی بیعت کی اور بعض کا قول ہے کہ بعد رحلت
 حضرت زہرا کے کہ رحلت رسول اللہ سے چھ ماہ بعد واقع ہوئی آپ نے بیعت کی غرض
 بیعت کرنا جناب امیر کا صحیح تواریخوں سے اسطر سے مرقوم ہے کہ جناب امیر نے
 صدیق اکبر کو اپنے مکان پر طلب کر کے یہ شکایت کی کہ اے ابو بکر تم جانتے ہو کہ
 میں زمانہ رسول اللہ میں مثل دیگر علمائے صحابہ کے حجاب شور ہی سے ہمت
 کیا و بہ جو داخل بیعت نہ کیا گیا خلیفہ برحق نے غدر معقول پیش کیا جناب امیر نے
 قبول فرمایا پس اسیدم بہ خوشی تمام بیعت کی طعن و وہم نہ کہ ابو بکر و عمر
 نے ارادہ قتل علی ابن ابی طالب کا کیا تھا چنانچہ حق الیقین میں ہے کہ ابو بکر و عمر

خالد کو مقرر کیا تاکہ حالت نماز میں جناب امیر کا سر کاٹ لے جناب امیر جب سجود میں
 آئے ازراہ تفسیر ابو بکر کے پیچھے اپنے نماز ادا کی خالد اُنکے پہلو میں تلوار لیے ہوئے کھڑا تھا
 ابو بکر نے خالد کو منع کیا حضرت نے کہا کہ لے خالد کیا تھا خالد نے کھا کہ مجھ کو ابو بکر
 و عمر نے حکم دیا تھا کہ آپ کو گردن ماروں اگر سیدم ابو بکر مجھ کو منع نہ کرتا تو ضرور آپ کو مار ڈالتا
 سنئے ہی اس بات کے جناب امیر کو غصہ آیا خالد کو اٹھا کر زمین پر چڑے مارا عمر نے
 کہا کہ بخدا ہی کعبہ سو گند تو اوسے مار ڈال جب آدمیوں نے قسم دلائی تہ حضرت
 نے اوس سے ہاتھ اٹھایا پھر لپک کر عمر کا گریبان پکڑ لیا انچو اس اگر چہ یہ
 مخرافات قابل جواب نہیں ہے مگر طعن اول کی روایت بہجت میں تطبیق دینے
 سے یقینی تکذیب اس افترا ہی صریح کی ہوتی ہے اس موضوعات و اہیات سے
 صرف وجوب تفسیر کا ثابت کرنا ہے ورنہ ارادہ قتل و رسل کچھ بھی اثر نہیں رکھتا
 افسوس است ابن سبا پر کہ شرفائے عرب کی شان میں ایسی روایات بہرہ
 نقل کرتے ہیں جو چوائے ایران کی ذات پر بھی صادق نہیں آتی ہیں معاذ اللہ منہ
 اور غصہ فرمانا جناب امیر کا محض مخالف علم جناب موصوف کا ہے کیونکہ صفت
 آپ کے علم کی جلا العیون کے باب ۲ فصل میں یوں مرقوم ہے کہ فرمایا جناب امیر نے
 ابن بطیم کے حق میں کہ اگر کوئی دیکھنا چاہے میرے قاتل کو وہ دیکھے اس مرد کو بعض
 نے حاضرین میں سے عرض کی کہ امیر المومنین اس کو یوں نہیں قتل کر دیتے
 فرمایا تعجب ہے مجھ کو تمھارے اس کہنے پر آیا قتل رکوں میں اس کو جس نے ہنوز مجھ کو قتل
 نہیں کیا پھر آپ نے وقت شہادت تحسین کر کے فرمایا کہ عفو اولیٰ سن القصاص
 جبکہ کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب الاشارة میں مرقوم ہے در صورت غصہ
 فرمائیے آپ حکم نہ ٹھہرے اور قول عفو اولیٰ ہی جناب کا لفظ ہے طعن سوم
 یہ کہ ابو بکر نے مخالفت جمیش اسامہ بن زید کی کی چنانچہ حق یقین کی مطن میں یہ

عبارت ہے کہ حضرت رسول خدا نے قریب زمانہ اپنی وفات کے اسامہ کو امیر لشکر
 کر کے غزوہ روم کے واسطے مقرر فرمایا تھا تاکہ وہ رومیوں سے اپنے باپ کے خون
 ناحق کا بدلہ لے اور موضع موت کو کہ وہاں اس کے باپ زید کو شہید کیا تھا غارت کر دے
 اور شیخین و دیگر مہاجرین و انصار کو اس کا محکوم بنایا تھا اور لعنت کی تھی اس پر
 جو مخالفت لشکر اسامہ کی کرے اور مکرر کہہ کر فرما دیا تھا کہ جو کوئی اس کے ساتھ
 نہ جاوے گا خدا اس پر لعنت کرے گا اور غرض اس سے یہ تھی کہ مدینہ منہفقون سے خالی
 ہو زمان بعد حضرت سے خلافت امیر المومنین کو پہنچی پس اسامہ بہ ہند رشادت بجا کر
 خاتمہ رحلت بعد تکرار و سبائغہ آنحضرت متبعین و جماعت دیگر صحابہ مدینہ سے
 باہر گئے اور جروت میں لشکر گاہ بنایا دوسرے دن اسامہ حضرت رسول خدا کی ہاں
 حالت سن کر واپس آیا اس کی ہمراہ شیخین نے بھی مدینہ کو مراجعت کی اس سیدن حضرت
 نے رحلت فرمائی انہماکس معاملہ میں شیعوں کے تین اعتراض ہیں اول یہ
 کہ اسامہ امیر تھے اور حضرت شیخین تلج اسامہ خلیفہ نہ تھے پس ضرور ہے کہ حضرت
 شیخین ہی خلیفہ ہوں واجب تھا کہ دوسرے خلیفہ کی اطاعت کرتے جو اب
 اس اقرار کا یہ ہے کہ اسامہ باقرار مجتہدین شیعہ خلیفہ تھے اس لیے کہ جب حضرت
 رسول خدا نے اسامہ کو واسطے تدارک اہل روم اور بدلہ لینے والے کے امیر
 لشکر کیا تو ان کی خلافت میں کیا شبہ رہا یقیناً خلیفہ تھے اور ہمراہ کرنا رسول خدا
 کا حضرت شیخین کو مصلحتاً بسبب تجربت و احاطے تربیت و غنوائی و حمایت و
 ہوشیاری و نیز دیگر وجوہات محکمہ کے تھا نہ صرف مطلب رسول اللہ کا تابع کر لینے
 تھا اور یہ جملہ معترضہ مقررین کا کہ رسول خدا کی یہ عرض تھی کہ مدینہ منہفقون سے
 خالی چھوڑ جاؤ نفاق ہے اسکا پتہ اثر تواریخون معتبرہ میں نہیں پایا جاوے پس شیعوں کے
 اس اعتراض سے جو عمدہ دستاویز ہاتھ آئی کہ حضرت شیخین خود مدعی خلافت

حضرت رسول خدا کی ہاں
 حالت سن کر واپس آیا اس کی
 ہمراہ شیخین نے بھی مدینہ
 کو مراجعت کی اس سیدن حضرت
 نے رحلت فرمائی انہماکس
 معاملہ میں شیعوں کے تین
 اعتراض ہیں اول یہ کہ اسامہ
 امیر تھے اور حضرت شیخین
 تلج اسامہ خلیفہ نہ تھے پس
 ضرور ہے کہ حضرت شیخین ہی
 خلیفہ ہوں واجب تھا کہ دوسرے
 خلیفہ کی اطاعت کرتے جو اب
 اس اقرار کا یہ ہے کہ اسامہ
 باقرار مجتہدین شیعہ خلیفہ
 تھے اس لیے کہ جب حضرت
 رسول خدا نے اسامہ کو واسطے
 تدارک اہل روم اور بدلہ لینے
 والے کے امیر لشکر کیا تو ان کی
 خلافت میں کیا شبہ رہا یقیناً
 خلیفہ تھے اور ہمراہ کرنا رسول
 خدا کا حضرت شیخین کو مصلحتاً
 بسبب تجربت و احاطے تربیت و
 غنوائی و ہوشیاری و نیز دیگر
 وجوہات محکمہ کے تھا نہ صرف
 مطلب رسول اللہ کا تابع کر لینے
 تھا اور یہ جملہ معترضہ مقررین
 کا کہ رسول خدا کی یہ عرض تھی
 کہ مدینہ منہفقون سے خالی چھوڑ
 جاؤ نفاق ہے اسکا پتہ اثر تواریخون
 معتبرہ میں نہیں پایا جاوے پس
 شیعوں کے اس اعتراض سے جو عمدہ
 دستاویز ہاتھ آئی کہ حضرت
 شیخین خود مدعی خلافت

نہیں ہوئے بلکہ بعد ہر جمعہ حضرت ابوبکرؓ حضرت رسولؐ کی خدمت میں آکر نماز میں امام
 رہت بنایا اور خود بھی امام الائمہ کے آئندہ فرامی یہ تازہ قضیہ ملت بلا شرکت غیرہ
 بفضل آئی حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ آئی چنانچہ اسی بنا پر جمہور صحابہؓ یہ ہمارے
 انصار و اہل بدعت نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور بلا شک و شبہ سب نے ان کی بیعت
 کی جنہیں تمام بنی ہاشم بھی داخل تھے خواہ اس میں خواہ بالبعد اور اسامہؓ نے بھی
 اپنے لشکر کے باوجود حصول شوکت و مہولت و عظمت و قوت کے بخوشی تمام بیعت
 کی خلیفہ برحق نے اسامہؓ کو بموجب حکم رسولؐ خدا اسی خدمت پر بدستور مقرر فرمایا
 پس اس دلیل مقول سے تمام اعتراض شیعوں کے کالعدم ہوئے اس لیے حضرت
 اسامہؓ کے بیعت کرنے پر کسی مجتہد شیعہ نے الزام جبر و اکراہ کا نہیں دیا ہے ویسا ہے
 دوسرے کہ حضرت شیخینؓ نے مخالفت لشکر اسامہؓ کی کی اور جس نے مخالفت کی وہ ملعون ہے
 جواب اس تاویل لا طائل کا یہ ہے کہ صحیح کتب الہدایت میں صرف اس کی
 لشکر اسامہؓ کا ذکر ہے جملہ لعن اللہ من تخلف عنه کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا اور بیعت
 تسلیم اس الزام سے اس امر اتنا ہے کہ جناب اسیر و دیگر بنی ہاشم و حضرت ابوذر و مقداد
 و عمار و سلمانؓ ہی بری نہیں ہو سکتے ہیں اس لیے کہ اس دم یہ سب بزرگ بھی تو
 حاضر تھے تخصیص حضرت صدیق اکبرؓ کی کیا ہے سوائے اسکے جب بقول شیخان
 حضرت اسامہؓ خود ہی واپس آئے مخالفت کہاں رہی سو ہم یہ کہ حضرت شیخینؓ
 نے رسولؐ خدا کے حکم سے انحراف کیا جو مخوف ہوتا ہے وہ مومن نہیں جواب
 اس کا یہ ہے کہ جب باقرؓ شیخان حضرت شیخینؓ مدینہ سے باہر تھے لشکر اسامہؓ
 چلے گئے پھر انحراف کہاں۔ طعن چہا رہم چہا قرطاس اصل فیض
 الہدایت کی معتبر کتب میں صرف اس قدر ہے کہ رسولؐ خدا نے شدت بیماری
 میں کسی وقت فرمایا کاغذ لاؤ تو میں لکھ دوں تاکہ پر غم کسی گمراہ نہو جب

حضار سے مستجاب ہوئے قابل کرنے لگا بعض کہتا کا غزوہ قلمدان لانا چاہیے
 بعض کہتا کہ حضرت کو اگر وہ زمین تکلیف نہ ہوگی بعض کہتا کہ حضرت کو غلبہ مرض
 نہ بیان تو نہیں ہو سکتا بعض کہتا کہ اس معاملہ کو حضرت سے پرور یافت کرنا ضرور ہے
 جب حضرت علیؑ کے صحابہ کو ہنگامہ دیکھا بنظر مصلحت فرمایا کہ اسے بھائیوں
 خاموش ہو اس دم عسید لحم کو شدت درو سے کمال ہی تکلیف ہے جھگڑنے
 سے کیا فائدہ ہوگا کتاب اللہ کافی ہے باوجود منع کرنے حضرت عمرؓ کے پر بھی نہیں
 نے حضرت سے کیفیت پرچہ قرطاس کی دریافت کی حضرت نے فرمایا کہ تم سب
 منع کے وقت میرے پاس سے ہٹ جاؤ میں کتابت سو قوت رہی شیعوں نے
 یہ سبب عناد قلبی کے کہ نسبت حضرت فاروقؓ عظم رکھتے ہیں صرف اتنی ہی سنی
 بات کا تینگزہ بنا دیا اور قسم قسم کے الزام و اتہام آپؐ کی جانب عائد کر دیے جیسا یقین
 جاہل ہی نہیں کر سکتے اول یہ کہ محمدؐ کے حکم رسول اللہؐ کی تعمیل نہ کی جو اب
 اسکا یہ ہے کہ اگر حضرت عمرؓ نے تعمیل نہ کی تو جناب امیرؓ پر فرض تھا کہ جھٹ پٹ
 کا غزوہ قلمدان لیکر رسول خداؐ کے حضور میں حاضر ہو جاتے اور عرض کرتے کہ
 جو کچھ ارشاد ہو قلب بند کر لیا جاؤے کیا اصرار ہے تھا جو آپؐ بھی رد و بدل صحابہ
 میں شریک ہے کیا سبب تھا کہ باوجود علم و یقین اس بات کے کہ ضرور ہی
 سند مستند میری ہے نیابت کی لکھی جاوے گی آپؐ نے توجہ نہ فرمائی اور اللہ
 حکم رسول اللہؐ کا خیال نہ کیا حالانکہ جانتے تھے کہ قول پیغمبرؐ کا وحی ہے اس
 صورت میں جناب امیرؓ سب سے بڑا کافر ان پھرے اس لیے کہ آپؐ تو
 اکثر کتابت وحی بھی کیا کرتے تھے غرض شیعوں کی اس افتراء سے صرف یہ ہے
 کہ اکثر وحی الہی مطابق رائے مصلحت پر ای حضرت عمرؓ کے نازل ہوئی تھی
 اور آپؐ ہمیشہ حضور میں رسول خدا صلعہ کے مشیر خوش تدبیر بھی تھے اوس سے

مخالفت کی جاوے ورنہ مسفر یوں کے الزام پہنچنے کے مضمون ہی نہایت ظاہر ہے
 کہ حضرت عمرؓ نے یہ کہ مخالف و عدول کبھی نہیں کی اس لئے یہ فرمانا حضرت عمرؓ
 کا کہ ہکو کتاب اللہ کافی ہے اس مصلحت کے تھا کہ رسول اللہ کو بسبب ہکو دے صحابہ
 کے تکلیف نہ ہو یہ امر میر گز واخل نا فرمانی نہیں بلکہ سبقت آپ کی محض برائے مصلحت
 تھی اور یہ فرمانا بھی حضرت کا کہ میرے سامنے سے چلے جاؤ عتاباً نہ تھا اور اگر بتا
 تو اس تہدید سے جناب امیر و نیز دیگر نبی ہاشم کہ اس وقت موجود تھے بری نہیں
 ہو سکتے ہیں تخصیص حضرت عمرؓ کی کیا ہے اس پر ہم ایک مثال بیان کرتے ہیں وہ
 شیعوں کی ہی تفاسیر میں موجود ہے کہ ایک مرتبہ ناقہ حضرت صدیقہ کا راہ میں
 رہ گئی تھا منافقین نے موقع سخن پا کر حضرت عائشہؓ پر زبان طعن کھولی جب حضرت
 سنا آپ کو کمال ہی درجہ کا رخ ہوا جناب امیرؓ نے واسطے رفع رخ رسول کریمؐ کے عرض کی
 یا رسول اللہ عائشہؓ کو طلاق دیدیجئے رسول مقبولؐ نے نازل فرمایا آیہ تطہیر
 حضرت صدیقہ کی شان میں نازل ہوئی منافقین شہیاں ہوئے اور یہ فضل
 رحمان احترام و اکرام حضرت ام المومنینؓ کا زیادہ ہوا اسی قبیل سے اس معاملہ کو
 بھی قیاس کرنا چاہیے کہ حضرت امیرؓ نے واسطے رفع رخ حضرت سے عرض کی کہ
 حضور عائشہؓ کو طلاق دیدین دیے ہی حضرت عمرؓ نے بھی واسطے رفع رخ حضرت کے
 کہ غلبہ مرض الموت سے بقیاب تھے حضور سے جو درباب قرطاس نزاع کرتے تھے
 کہا کہ ہکو کتاب اللہ کافی ہے تو گناہ کیا کیا قطع نظر یہ خطاب تو عام ہے خصوصیت
 حضرت عمرؓ کی کیا تھی اس مجمع میں تو جناب امیرؓ و حضرت حنینؓ و دیگر نبی ہاشم
 بھی تھے پس باعفا و شہیاں یہ صاحب ہی ترکب معصیت ٹھہرے بلکہ
 تخصیص اس الزام بیجا کی نسبت جناب امیرؓ وغیرہ کے سب سے بڑا لازم
 آتی ہے بوجہ چند اول آپ کا تبوحی بھی تھے دوم حالت بیماری میں آپ ہی

حضرت عمرؓ سے ڈرتے تھے سووم یہ کہ شیعہ کہتے ہیں کہ عمرؓ نے رفع صوت کی قبول اسلئے
 کے حضور میں یعنی چلا کر بولے حالانکہ یہ وجہ آیہ کریمہ رفع صوت ممنوع ہے بقولہ تعالیٰ
 یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت اللہ ترجمہ یعنی اے ایمان والے لوگو بلند نہ کرو
 تم آواز اپنے نبیؐ کی آواز پر اس وجہ سے حضرت کو غصہ آیا اور سب کو اس نے آگے سے
 نکال دیا اور جو اب اسکا یہ ہے کہ ہرگز ثابت نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے رفع
 صوت کی بنا پر جن صاحبوں نے رفع صوت بھی کی تھی تو ان پر یہی کچھ عتاب آئی نہیں
 اسلئے کہ خاص نبیؐ کی آواز پر عام کو آواز بلند کرنا ممنوع ہے نہ یہ کہ آپس میں با آواز
 بلند باتیں نہ کریں اور یہ فرمانا رحمت العالمین کا کہ اسدم میرے پاس سے ہٹ جاؤ
 ازراہ وصیت نصیحت کے تھا یا واسطے رفع تکرار صحابہ یا بسبب نازک مزاجی علالت
 کے ہرگز دلیل ختم نہیں اگر ہے تو جناب اسلئے بھی اس الزام سے باہر نہیں ہو سکتے
 ہیں طعن پنجم یہ کہ عثمان بن عفان نے نبیؐ کی کہ کچھ حصہ قرآن کا جلو او یا
 اب قرآن ناقص باقی رہ گیا اور جو قرآن کا کامل ہے وہ امام آخر الزمان کے پاس
 موجود ہے چنانچہ حق یقین کے طعن سوم مطاعن حضرت ابو بکرؓ احوال حضرت
 علیؓ میں مرقوم ہے کہ آنحضرتؐ نے گہر میں بیٹھا قرآن جمع کیا جب مسجد میں لے کر
 آئے عمرؓ نے کہا کہ اہلکو حاجت تھا ہے جمع کئے ہوئے قرآن کی نہیں ہے حضرت نے
 فرمایا کہ تو دوبارہ اس قرآن کو نہ دیکھے گا جب تک کہ میرا فرزند محمدؑ سی ظاہر نہ کرے
 یہ کہ اگر گھر کو لوٹ گئے اور اسی کتاب کے طعن ہفتم مطاعن عثمانؓ میں یوں مرقوم
 ہے کہ عثمانؓ نے چاہا کہ قرآن کو جمع کرے یہ نہیں ثابت کو حکم جمع کرنا قرآن
 کا دیا اور مخالف دیگر کہ عبداللہ بن مسعودؓ و دیگر صحابہ کے پاس موجود تھے جبراً
 چھین کر جلو ایسے بعض کا یہ قول ہے کہ دیگر میں جو شش کر کے جلوائے تا
 کہ سیکو اور پھر اطلاع نہ ہو پھر اسی کتاب میں ہے کہ اب جو باقی ہے وہ صحیفہ عثمانی

اسلئے اس نے
 کی نکتہ جابجا
 انما الذین امنوا
 جہاں گئی ہے
 جہاں گئی ہے
 جہاں گئی ہے
 جہاں گئی ہے
 جہاں گئی ہے
 جہاں گئی ہے

اور منہج الفاضلین کے ہم باب ۵ فصل میں ہے کہ عثمانؓ نے بعض آیات قرآن کو کھلوا کر چھلوا
 دیا۔ اور اصول کلینی کی کتاب الحجۃ باب فیہ مکت و تفت میں بکثرت روایات مذکور ہیں
 نقصان قرآن اکبر سے منقول ہیں بخلاف طوالت مختصر بیان کیا گیا عرض تمام
 شیعہ یقیناً قرآن پاک کو ناقص جانتے ہیں جو اب اس بہتان عظیم کا یہ ہے کہ
 یہ قرآن لایب فیہ وہی ہے جسکی حفاظت کاملہ کا وعدہ خدا تعالیٰ نے فرمایا نبی شہ
 اوسکو حضرت ذی النورین نے اپنے عہد خلافت میں بڑی کوشش سے بالفاق
 جناب امیر و دیگر مشاہیر صحابہ رسواۃ جمع کیا اور ان ماسواۃ قرآنوں کو جو
 بعض کے پاس بے ترتیب غلط تھے لیکر جو کر دیے تاکہ سب کے پاس صحیح قرآن
 ہو جاوین اور کوئی مخالف اوس میں مثل دیگر کتب سا وہیہ کے تحریف و تبدیل
 نکرے نہ پت حق یہ ہے کہ اگر حضرت عثمانؓ قرآن پاک کو صحیح الترتیب نہ کر دیتے تو
 بالضرور مثل توریت و انجیل و زبور وغیرہ کے محرف و مختلف ہو جاتا پس یہ امر
 جلیل القدر بہتر حسانت حضرت عثمانؓ سے ہے اور قیامت تک اہل ایمان
 میں جا رہی رہیگا لہذا یہ بہت بڑا داغ جگر سوز اہل نفاق کے دلون پر ہے بہت
 بمیرنا برہی اہی حسود کین نجی ست کہ از مشقت او جز بھرگ نہ توان رست۔ اگر
 کہیں کہ آیات فضائل امیر المومنین والہبیت کو حضرت عثمانؓ نے نکال ڈالا تو یہ
 بھی محض غلط ہے اسلئے کہ سورہ اہل التی و آیہ مبارکہ و دیگر آیات بیانات شان میں
 جناب امیر و الہبیت کے موجود ہیں چنانچہ تفاسیر فریقین سے ثابت ہے اگر کہیں کہ
 آیات خلافت کو سعد و مکر دیا تو یہ بات بھی صحیح نہیں اس لیے کہ آیات خلافت
 نبی قرآن میں موجود ہیں جیسا کہ تفاسیر فریقین سے ذکر صحابہ و ذکر خلافت میں
 بیان کی گئیں پس ان آیات محکمات سے صاف ظاہر ہے کہ واقعی یہ نعمت
 عظمیٰ انصیب خلفاء الراشدین کے ہوئی کہ سچا مہاجرین اصحاب بدر و شریک

یہ نسخہ
 صحیح الترتیب
 بالفقہ حنفی
 بالفقہ شافعی
 بالفقہ مالکی
 بالفقہ حنبلی
 بالفقہ رافضی
 بالفقہ اہل بیت
 بالفقہ اہل سنت
 بالفقہ اہل کفر

حضرت امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میں کو فی اشیاء میں
 عظیم الشان عبادت کے لئے چنا ہے اگرچہ وہ میری ہوتا تو شیعہ مانی کا پرست بنا دیتے اب سچے
 جواب اسکا کہ حضرت علیؑ نے قرآن کو تلاوت کیا یہ سب سے ادبی کی ہم کہتے ہیں کہ حضرت
 عثمانؓ نے قرآن کو جلا یا اور نہ بے ادبی کی بلکہ سچے کہ جلا یا گیا وہ ماسوا
 قرآن تھا اور یہ داخل ہے ادبی مگر نہیں اگر بے ادبی ہے تو اس سے بہتر اور کم
 کثرت ہے ادبیان معتبر کتب شیعہ میں آئمہ سے منقول ہیں چنانچہ حضرت زیدؑ
 بن جهمؑ نے امام جعفر صادقؑ سے یہ روایت کی ہے انہ قل ولا یقولوا کالقول
 نقضت عنہ من بعد حقہ انکاثا لتخذون ایمانکم و خلا بینکم ان یقولوا انما
 هو ان یأمنوا بکم فقلت جعلت فداک آئمۃ قال انواللہ قلت انما قد ہار لے
 قال ما ادبی داوی بیدہ فطرحا ہانۃ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ بیہوش
 آیت میں حضرت امام جعفرؑ نے اسٹہ کی جگہ آئمہ پڑھا تو زیدؑ نے عرض کی کہ
 اے حضرت کیا یہاں آئمہ ہے فرمایا ہاں زیدؑ کہتا ہے کہ یہ میں نے عرض کی کہ لوگ
 تو اسٹہ پڑھتے ہیں اور آپنے از کی پڑھا فرمایا ار بی کیا چیز ہے پر قرآن کو اہانت سے
 ہاتھ میں لیکر زمین پر پٹک دیا واضح ہو کہ شیعوں نے اپنے مطلب کے موافق تکو نو اکی بجائے
 یکو نو اور اسٹہ کی بجائے آئمہ اور ار بی کے بجائے از کی اور میں اسٹہ کی بجائے
 سن آئمہ بنالیا ہے ورنہ قرآن میں اسطر سے ولا تکتوا کالقی نقضت عنہا
 من بعد حقہ انکاثا لتخذون ایمانکم و خلا بینکم ان تکتون مکرجمہ اور نہ تو تم جیسے وہ عورت
 کہ توڑ اپنا سوت تخت کے چھپے ٹکڑے ٹکڑے کہ ٹھہراؤ اپنی قسین بیٹھیں کیا ہرمانہ
 ایک سے میں واسطے کہ ایک فرقہ ہو کہ زیادہ وہ چیز پڑا ہو و سہ فرقہ سے
 وینو اس کا نام نبی ادبی ہے جو امام صاحب موصوف نے کلام پاک کے ساتھ کی
 اگر حضرت عثمانؓ نے اوراق مشکوٰۃ و شیعہ کو بغیر صلحت محو کر دیا تو یہ بات کسی

امام علیؑ نے فرمایا

طرح سے داخل بے ادبی نہیں ہو سکتی ہے اگر آپ ایسا کرتے تو بیشک شیعہ قرآن میں
 مثل یہود و نصاریٰ تحریف و تبدل کر ڈالتے ہیں اسلام میں ضرور تفرقہ پر حساب آتا
 جیسا کہ علماء ہی شیعہ میں تفرقہ پڑا ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہی قرآن صحیح ہے بعض کہتے ہیں
 کہ یہ کتاب عثمانی محض غلط ہے یہاں تک کہ کہیں سچ تو فضیلت ہو صاحبہ کی ثبوت ہے
 اور کہیں ثبوت تو ایمان خارج ہوں یا ہم۔ سچ اینہما تو آید و چنیہما تو کہنی و وہم
 شیعہ ناپاک کو مرد و ہونخواہ عورت قرآن پاک کی تلاوت کرنا جائز ہے جیسا کہ ہتھوار
 میں مرقوم ہے لا باس انتقلوا إلھا لفضائل الجنۃ القمآن اور من کل شیء ثمین ہے کہ قرآن بے قدر
 آیت الکرسی یا خانہ میں پڑھنا درست ہے، دیکھو یہ ہیں بہت بڑی بی اوبیان کلام
 ربانی کے ساتھ ٹکرائے و دوسرے کی پہلی اوگھتی ہے اور اپنے ٹینٹ پر نظر نہیں
 کرتے بہت چشم ستر تو دیکھ لو صاحب ہاتھ لنگن کو آرسی کیا ہے سو ہم
 اے شیعو کل کی تو بات ہے معرکہ اجودہا کہ کچھ کم معرکہ کر بلا سے نہ تھا یا دکر و کہ
 جب کفار اشرار نے کلام الہی جلالتے اور غریب مسلمانوں نے اوراق سوختہ حکام
 لکھنو کو کلاعد میں کو فہرستے کم و زیادہ نہیں ہے و کہارے سب آٹکھوں پر پٹی بند
 لی اور کانوں میں گودڑا ٹھونس لیا نہ کسی نے مظلوموں بکیوں کی داورسی کی
 اور نہ اونکو کسی نے مدد دی بلکہ خلاف اسلام کفر کے حامی بن گئے آخر قرآن کی ایسی
 مار پڑی کہ طبقہ اولٹ گیا اور سارا کا خانہ پلٹ گیا پر بھی خوف خدا نہیں ہے افسوس
 قوم تہا حق شناس ہر کہ بچا ہے حضرت عثمان خیر خواہ امت شفیع امتان کو
 بسبب احراق اوراق مشکوٰۃ محرق قرآن ٹھکڑوں اور اپنی بے ادبیوں پر نظر نہ
 فرماویں ع خمیر مایہ دوکان شیشہ گرنگست۔ واضح ہو کہ یہ قصہ کتب صحیحہ میں
 صرف اس قدر ہے کہ جب قرآن پاک کی قراتوں میں اس حد کو خلاف پڑا کہ
 اکثر عوام الفاظ غیر سنزلہ کو پڑھنے لگے اور خلاف قراتوں کا ہانہ پڑنے لگے

اور بعض معتمدین ہر مثل مصحف ابی کعب کے قرائتین شاذہ تھیں اور اکثر آئینہ شیخ
 التمارہ اور بعض النماۃ تفسیروں کے بنکے جناب رسالت تا بوقت تلاوت سب ان
 فرماتے تھے لوگ داخل قمران کی جیتے تھے ایطری سے مصحف ابن سبت
 کہ برخلاف اجماع و تو اتر کے وفاقوت کو داخل قرآن جانتے تھے اور سبورہ
 معوذتین کو قرآن سے خارج کرتے تھے جیسا کہ اوستا و لینی نے تفسیر البیت میں
 ابی بکر حضرمی سے روایت کی ہے قال قلت لابی جعفران بن مسعود قال یخول المعوذ
 من المصحف قال کان ابی یعول اما من المصحف معبود ہر یا و رکعہ ما من القرآن
 ترجمہ راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر سے پوچھا کہ ابن مسعود معوذتین لینے
 قل أعوذ برب الفلق و قل أعوذ برب الناس کو اپنے قرآن سے باہر لے گئے کہا او سن
 کہ میرا باپ کہتا تھا کہ یہ فعل ابن مسعود کا اپنی رائے سے تھا معوذتین البتہ قرآن میں سے
 ہے الخ لیس ایسے وجوہات سے حضرت عثمان غنی خیر خواہ امت میں مشورہ جناب امیر
 و حضرت خذیفہ بن الیمان و دیگر صحاب کبار معصم را وہ فرمایا کہ ایک مصحف میں قرآن
 جمع ہو جائے اور خطاں تمام عرب و عجم کا اوٹھ جائے اس بات کو سب نے پسند کیا
 چنانچہ ابی کعب نے اپنا مصحف اوسیدیم بخوبی تمام حوالہ حضرت عثمان کیا مگر ابن مسعود
 نے اپنا مصحف نہ دیا اس بات پر غلامان حضرت عثمان سے کی قدر شکری بھی ہوئی
 نہ وہ اخراج قرائت شاذہ وغیرہ پر راضی ہوئے اور نہ او خال معوذتین پر جب حضرت
 عثمان نے یہ تنازعہ کا حال سنا ابن مسعود سے بہت کچھ معذرت کی اور تمام نقصان
 ناقص قرآن کے سمجھائے ابن مسعود اس پر بھی راضی نہ ہوئے اگر اس عذر واجب اور
 وجہ لازمی کو ابن مسعود نے قبول نہ کیا تو حضرت عثمان کی نسبت طعن کیا ہے
 یہ امر ہرگز باعث الزم نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے معاملات عالم سیاست
 میں کثیر الوقوع ہیں خصوصاً جہد میں دین میں خفہ پڑنے لگے یا خلاف جمہور صحیح بخاری

جناب امیر ہی شریک ہوں کوئی بشریت پر اس نے لگے تو مجھ پر کیا قصور ہے یہ سب
لو دین کے واسطے تھی اب باقر لڑتے تھے مجتہد شیعہ سیاست زبانی حلال سے لے کر غیرت لانا
میں مرقوم ہے کہ جناب امیر نے خلاف حدیث لاف بولا بعد ازاں ایک لوطی کو آگین
جلایا اور ابو موسیٰ کا گھر لٹوا کر پھینکوا یا اور حضرت طلحہ و حضرت زبیرؓ کی ہتک عزت
کی اور اپنے بھائی حقیقی حضرت عقیلؓ ابن ابی طالبؓ کو ایسا شک کیا کہ وہ جنگ
صفین میں رنجیدہ خاطر ہو کر حضرت معاویہؓ سے جا ملے ہم حضرات شیعہ سے پوچھتے
ہیں کیا یہ لوگ صحابہؓ نہ تھے جیکے حقوق صحبت برہما برسی جناب امیر نے رعایت
نگی اگر سوزی خلاف پناہ کی قرآن سوزی سے ظاہر ہے تو جان سوزی امامت
و شگاہ کی انسان سوزی سے روشن و باہر ہے پر بھی زمین و آسمان کا فرق ہے
کہ وہاں ماسوائے قرآن جلا تو یہاں نفس انسان و سخن شناس یہ کو لبر خطا
انجاست۔ اب ہم بدلائل عقلی و نقلی ثابت کرتے ہیں کہ حقیقت یہ قرآن صحیح ترتیب
ہے اس میں مطلق تبدیل ترتیب کو دخل نہیں ہے اول یہ کہ اگر یہ قرآن معاذ اللہ
بے ترتیب ہوتا تو جناب امیرؓ کہ بڑے متقی تھے ہرگز تلاوت نہ فرماتے اور نہ اپنی
اولاد و جہاد کو ایسے قرآن کی تلاوت کی تاکہ فرماتے بلکہ اپنے زمانہ خلافت میں قطعی
منع کر دیتے کہ کوئی اس آیت کے بے ترتیب کو نہ پڑھے پس رواج دینا و تلاوت
کرنا جناب امیرؓ کا صحت ترتیب پر ہال ہے دوہم اگر اس قرآن میں کچھ شک
ہوتا تو آئمہؓ ہرگز اپنے دست پاں سے نقلیں نہ کرتے چنانچہ اکثر مفسرین و قرآن
آئمہؓ کے نقل کے ہوئے بنو زید و بنو ہاشم اگر اس قرآن میں کچھ ہی شبہ ہوتا
تو آئمہؓ و مجتہدین شیعہ مطلق تفاسیر نہ لکھتے نقل تفسیریں نہ لکھتے و مجمع البیان و منہج
و خلاصۃ السنن و عمدۃ البیان وغیرہ کے چھارم امام ہدیٰ فرضی قرآن مرتبہ
جناب امیرؓ کو جبکا نتیجہ خاص ہدایت نما ہے کہ غائب کرے کیونکہ کام انبیاء و اولیاء کا

اسی زبانی
میں مرقوم ہے
کہ جناب امیر نے

ہایت کر نیکا ہے نہ بندگان خدا کو گمراہ کر نیکی سمجھ کر مجتہدین شیعہ کو سخت مسخران پر
یقین کمال نہوتا تو وہ نادیم ہو کر ہرگز اس طعن کو اپنی کتب معتبر سے نہ نکال دیتے جیسا
کہ خواجہ نصیر طوسی نے اس طعن کو اپنی تحسید العقائد میں نہیں لکھا ششم
مجمع البیان طبرسی میں ہے ذکر لاجل المرتضیٰ علم الہدایہ والحمد للہ العالی القاسم علی
بن الحسین الموسوی القزاقی کان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
مجموعاً مولفاً علی ما ہو علیہ الآن واستدل علی ذلک بأن القزاقی کان یدرس و
یحفظ جمیعاً فی ذلک الزمان حتی عن علی جماعۃ من الصحابة فی حفظہم و انہ کان یقرأ
علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ان جماعۃ من الصحابة کعب بن مسعود و ابی کعب
و غیرہما ختموا القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کل ذلک یادل علی
انہ کان مجموعاً عامراً تیاراً غیر منشور ولا مکتوب و ذکر ان من الخلفاء الامامیۃ و
الحشویۃ لا یعتقد بخلافہم فانما الخلاف مضاف الی قوم مر اصحاب الحدیث تقلوا
انہا راضیۃ تظنوا صیحتہا لا ینحج بمثلہا عن المعلوم المقطوع علی الصحابہ
ترجمہ و کر کیا علی بن الحسین الموسوی نے کہ قرآن تھا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت
میں حجج اور ترتیب کے ساتھ اس طور پر جیسا کہ اب موجود ہے اور وہ دلیل لایا اس
بات پر اس طرح کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں قرآن پڑھا جاتا تھا تمام و کمال
اور ایک جماعت صحابہ کے نسل ابن مسعود و ابن کعب غیرہم کے بہت ختم روبرو
حضرت کے اور ادنیٰ تالی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابہ بائین لڑتی ہیں کہ قرآن
مرتب تھا یا گندہ نہ تھا اور ذکر کیا اس کے کہ جب امامیہ یا حشویہ نے کچھ اس قرآن
میں اختلاف کیا اسکا اعتبار نہیں اس واسطے کہ وہ خلاف اولیٰ لوگوں کا ہے جنہوں
انہا راضیۃ نقل کے ہیں اور انکو صحیح سمجھے پس معلوم یقینی کو چھوڑ کر اولیٰ کا قول
معتبر ہوگا ہفتہم حق یقین کے باب ۵ مقصد میں ہے کہ بہترین معجزات آنحضرت

ع
صحت کلام
تفسیر کلام
قرآن کریم
تاریخ کلام
یونانی
اور اسے حفظ کرنے پر مصروف اور حضرت کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور ایک جماعت صحابہ نے

صالح کا قرآن مجید سے روز قیامت تک باقی رہے گا، ششم مصائب النواصیب کے حملہ
 رابع طائفہ امستہ میں ہے کہ بغیر ہونا قرآن میں قول جہور الامیہ کا نہیں ہے مگر تہوڑا
 نے اس کے کھائے اور وہ لایق عہد کے نہیں ہے مگر تفسیر مجمع البیان کے خطبہ میں
 مذکور ہے کہ یہی قرآن صحیح ہے اس لیے ابن سبا کے مرید و تعصب کے سرخاک
 ڈالو اور اس قرآن کو سچا سمجھو ورنہ دائرہ سلام سے خارج ہو جاؤ گے اور ٹھکانے
 ایسے عقائد پر رکاوٹ سے تمام امام اور مجتہدین بیدین سمجھے جاویں گے **ع**
 تیشہ بریائے خود زنا بلہ طعن ششم تجربہ العقائد میں خواجہ نصیر نے لکھا ہے
 کہ عثمان سے اصحاب رسول امہ اس کو جبہ ناراض تھے کہ قتل کر ڈالے گئے
 اور لاش اونکی پڑی رہی بعد تین روز کے دفن ہوئے متاخرین نے اس پر
 ہی چند اہانت اضافہ کی ہیں چنانچہ حق یقین کے اطمینان میں مرقوم ہے کہ
 اہل مدینہ نے عثمان کی لاش کو غسل دیا نہ نماز پڑھی نہ دفن کیا جناب امیر اس
 فعل سے خوش ہوئے جو اب اس بہتان عظیم کا بچہ دلائل مقولہ یہ ہے بول
 تو ایخ طرفین سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان غنی نے اپنے عزیزوں اور قریبوں
 کو بموجب ہی القرابی مال مال کر دیا تھا اس سبب سے اونکے رشتہ داروں مثل حضرت
 طلحہ و حضرت زبیر و حضرت امیر معاویہ و حضرت عمر بن العاص و غیر ہم جامعہ کثیرہ
 اور اونکے غلام صد ہا زرخیز و جان نثار سے مقصد قصاص خون حضرت عثمان کا
 کیا تھا اس سے مدینہ میں فتنہ عظیم برپا ہوا پس کیونکر ممکن ہے کہ جس کے بکثرت
 رشتہ دار و غلامان جان نثار ہوں اس کی لاش تین روز تک بے گوروفن پڑی
 ہے و لو فخرنا اگر ایسا ہی ہوا ہو تو اس میں حضرت عثمان کی توہین کیا ہے یہ
 معاویہ معرکہ کربلا سے بڑے نہیں ہے ذرا شہدائے کربلا کی اہانت و اہانت کی ذلت
 کو غور نہ ماوین جسکو معاویہ شیعہ بڑے آب تاب سے ہر سال مرثیوں میں

اور اس کے
 اور اس کے
 اور اس کے

فخریہ پڑھواتے ہیں بلکہ بہت کچھ جنوٹا اپنی طرف سے ملا کر عوام کو سنواتے ہیں۔
 اس کا نام ابانت ہے و وہم جامع عباسی کے وصل باب میں ہے کہ حنبت البقیع
 نخاستان ہما جریں کا تھا حضرت رسالت پناہؐ کے واسطے مصالیح مسلمانوں
 کے خاص کیا تھا جب حضرت عثمانؓ بھی اسے مقام بزرگ میں کہ دفن از دلج
 سطہرات و اولاد امجاد و اکثر صحابہؓ با صفا و شہداء راہ خدا کا ہے دفن ہوئے پر
 یہ الزام کیا اگر بنگان غلط شیعوں کے حضرت عثمانؓ سے جناب امیرؓ و دیگر صحابہؓ
 بیزار تھے تو کیوں آپ کے جنازہ کو مقام مقدس میں جو محض واسطے مصالیح مسلمانوں
 کے خاص کیا گیا تھا دفن کر دیا اس صورت میں جناب امیرؓ و دیگر صحابہؓ تو بہ
 تو بہ گنہگار ٹھہرے اگر کہیں کہ جناب امیرؓ تو صحابہؓ ثلاثہ سے پیشہ ڈرا کرتے تھے
 اس لیے روک ٹوک لگی کیا خوبت ندون سے تو ہر شخص ڈرتا ہے مردوں سے ڈرنا
 شاہ مردان کی ہی شان ہے ہم کہتے ہیں کہ فضیلت حضرت عثمانؓ ذی النورین
 کی جناب امیرؓ و دیگر صحابہؓ پر بخوبی تحقق تھی اس سبب سے جنت البقیع ہی میں اپنے
 دفن کرنا مناسب سمجھا چنانچہ ہمارے دعویٰ کی تصدیق جامع عباسی معتبر کتاب
 شیعہ کے مضمون مذکور بالا سے ہوتی ہے سو ہم تواریخون معتبرہ میں یہاں کہ شہادت
 حضرت عثمانؓ اول فقہ ہے مدینہ میں جوہر اور کچھ روز جمعہ کو بعد نماز عصر واقع
 ہوئی اور اسی شب کو بدستور شہداء بے غسل و کفن با جامہ نون آلودہ جامعیت
 کثیرہ صحابہؓ و بنی ہاشمؓ با مات حضرت خبیرؓ بن سلمہؓ کا زاد اکبر کے جنازہ کو خبت البقیع
 دفن کیا و لیکو توار یخون سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ لاش حضرت عثمانؓ غنی
 رضی اللہ عنہ کی تین روز تک پڑی رہی ہو اگر یہی فرض کیا جائے تو اس میں
 حضرت عثمانؓ شہید کا قصود کیا ہے بلکہ خطا و دل حضار کی ہے جو اس حادثہ بجا گواہ
 کے وقت موجود تھے اس الزام سر اسر اتہام میں تو جناب امیرؓ و حضرت سفینؓ

دیگر نبی ہاشم بھی تو شامل ہیں صحیح قصہ تو ایسے خون میں صرف اس قدر ہے کہ حضرت عثمان غنی نے اپنی خلافت میں محمد بن ابوبکر کو بمشورہ حضرت علیؓ کا حکم مصر کا کیا تھا۔ ہر دن نے اذراہ حسد کے اسے کھلوانے کی فکر کی بلکہ ایسا فریب دیا کہ اس کو ابجد ناکو اگر گدرا غرض محمد بن ابوبکر ایک گروہ کو فیون اور مصریوں کا جمع کر کے مدینہ میں لایا اور مروان کو حضرت عثمان سے طلب کیا مگر حضرت نے اس مصلحت سے مروان کو نہ دیا کہ سب آدمیوں میں کشت خون واقع ہو تب بلوایوں نے بخبیثہ ہو کر حضرت عثمان خلیفہ دوران پر هجوم کیا ہر چند کہ جناب امیرؓ نے اس بلوہ کے دور کرنے میں سعی موفورہ فرمائی مگر سو و ستر نہ پڑی بسبب قلت جماعت یاران و کثرت دشمنان کے پھر اوسیدم حضرت عبداللہ بن عمر وزید بن ثابتؓ چہ آدمی اپنی ہجراہ لے کر پہنچے اور حضرت عثمان سے اجازت جنگ کی طلب کی خلیفہ مبرحق نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ میں تلوار سے شہید کیا جاؤنگا پس نہیں چاہتا ہوں کہ مدینہ طیبہ میں خونریزی واقع ہو اور مسلمان اور کلمہ گو قتل کئے جاویں ہر چند کہ آپ راضی برضا تھے مگر جناب امیرؓ بسبب حقوق صحبت و قرابت اپنی اور رسول اللہ کے بلوہ کے دفع کرنے میں زیادہ تر کوشش فرماتے تھے اور نیز حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ اور قبر غلام جناب امیرؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت ابوہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین محافظت و روازہ کی کرتے تھے اور برابر حضرت عثمان کو کھانا پانی پہنچاتے تھے اور بلوایوں کے انیشون اور تہروں کے پھرتے تھے چنانچہ اسی ہنگامہ میں حضرت امام حسنؓ کے پارچہ پوشیدہ فی سبب لگنے انیشون کے خون آلودہ ہو گئے اور قبر زخمی ہوئے جب بلوایوں نے دیکھا کہ نبی ہاشم و دیگر صحابہ معظمہ و آل کرم کعبان و خلافت خلیفہ مبرحق میں ان کے مقابل میں کچھ جرات نہ بن پڑی گی تب انہوں نے ناکوس ہونے لگا

جنگ کا یہی
بانی بنی ہاشم
نے حضرت عثمان
کو بلوایوں سے
بچا دیا۔

بہارِ نبوی
جلد اول
صفحہ ۱۰۰

براہ کید پس شہت خانہ جنت کا شاہ حضرت عثمان کے لقب لگائی اور اندر آئے اور وقت
حضرت عثمان تلاوت کلام الہی میں مشغول تھے دشمنوں نے حضرت کو شہید کیا خون
حضرت ذی النورین کا اس آئینہ گر میر پر پڑا فسیحک فیکہم اللہ دھو اللعین بیان
کرتے ہیں کہ وہ قرآن پاک ہنوز مدینہ منورہ میں موجود ہے دیکھو ان جوبات مدینہ
سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ جنگی مدوجنا اب اسیر حضرت حسنین و صحابہ کرام
اونکی لاش تین روز کس طرح سے بے گور و کفن پڑی رہی ہو سو اسے اسکے جب باوجود
شیعان جناب اسیر حضرت حسنین نے تا دم واپسین قید تھیہ سے خلاصی حاصل
کی تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ تین روز کے واسطے بذلتیہ سے آزادی اختیار کی ہو یہ
محض افتراء ہے ہمارم یہ کہنا شیعوں کا بھی محض لغو ہے کہ جناب اسیر شہادت
حضرت عثمان سے خوش ہوئے کیونکہ اس دعویٰ بے اصل کی تکذیب تو جناب اسیر
ہی کے قول سے ہوتی ہے چنانچہ البلاغت من کلام علیہ السلام
اجتمع الناس الیہ والشکوٰۃ من ۛ قد دخل علی علیہ السلام علی عثمان فقال
ان الناس ورائی وقد استفسر بیئک و بینہم ما ادری ما اقول لك ما اعرف
شیئاً تجہلہ ولا ادرک علی امر لا تعرفہ انک تعلم ما تعلم ما سئقناک
الشیئ فقتلک عندہ ولا خلونا لشیئ فقتلک و قد رأیت کما رأینا و سمعت
کما سمعنا و صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما صحبتنا و ما ایز القبا
ولا ابن الخطاب ما و لی عمل الحق منک وانت اقرب الی رسول اللہ و
سبیۃ و رحم منہما و قد نلت من الصلۃ ما لم تلک الا

ترجمہ یعنی جناب اسیر حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ آدمی میرے
پچھے پڑے ہیں اور تحقیق مجھ کو سفیر کیا ہے میں تجھے کتابوں نہیں جانتا ہوں کہ
چیز کہ تو اس سے انجان ہو اور میں نہیں پہچانتا ہوں اس چیز کو تو نہیں پہچانتا ہوں

اوس چیز کو مین جانتا ہوں نہیں بقت کرتا مین اوس چیز پر کہ تھکوا اوس سے خبر
 دو ان مین اور نہیں پایا مین نے اوس چیز کو کہ تھکوا پوچھاؤن مین تو نے دیکھا ہے
 جو کچھ کہ دیکھا مین نے اور تو نے سنا ہے جو کچھ سنا ہے مین نے تو صحبت
 رسول اللہ کی پائے ہوئے ہے اوس قسم سے کہ مین صحبت پائے ہوئے ہوں
 ابو بکر و عمر کی تجسے بہتر نہ تھے عمل مین حق تیرا قریب تر ہے اونہوں سے قرابت
 رسول اللہ مین اور تھکوا پوچھا ہے دامادی و خویشی سے جو اونکو نہیں پوچھا تھا
 دیکھا اگر جناب امیر حضرت عثمانؓ اپنے خلیفہ برحق کی شہادت سے خوش ہوتے
 تو ہرگز اپنی زبان صدق تر جان سے کلمات افسوس و خیر خواہی و حمد و ثناء
 و توصیف و تعریف کے نہ نکالتے اس قول سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جناب
 امیرؓ نے ضرور ہی رفع بلوہ مین کوشش بلیغ فرمائی مگر سو مند نہ ہوئی جیسا کہ
 نبی البلاءؐ اذیت مین ہے کہ بدلہ نہ لینا جناب امیرؓ کا قاتلان عثمانؓ سے محض سبب
 ناجاری تھا ورنہ آپ ضرور ہی قاتلون کو سزا دیتے قول جناب امیرؓ کا یہ ہے
 قال له بعض اصحابه لو عاقبت قاتل عثمان قال يا اخوتاه اني لست اجهلهم اقلوا
 ولكن كيف لي بهم والجليل على شوكتهم على كوننا ولا نملكهم وها هم هؤلاء قد نزلوا
 عبدناکم والتفت الیہم اعلیٰکم وھم خلا لکم یسومونکم رحمہ کہا واسطے اسکے (یعنی حضرت
 علیؓ کو) بعض اسکے یاروں نے کاشش سزا دی تو اوس قوم کو جس نے غوغا کیا
 عثمانؓ پر فرمایا ہے بہا نیو مین جبر نہیں ہوں اوس حال سے کہ تم خبر رکھتے ہو لیکن
 کیونکر قدرت ہو چکوا ہوں پر حالانکہ غوغائی اپنی شوکت پر مختار ہیں اور ہم اوپر
 مختار نہیں اور انکے ساتھ جوش کیا ہے تمھارے غلاموں نے اور جمع ہوئے
 اونکی طرف جنگل کے لوگ اور یہ درمیان تمھارے مین تکلیف کرتے مین تمھارے
 تین جو کچھ کہ پائے دیکھوا اس روایت سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ حسنہ الامکان

جناب پھر یہ یاد بھی ہو گا یہی حضرت عثمانؓ میں کمی نہ کی مگر بسبب اہل بیت ہجرت
 کے ایک وقت داخل نہ ہوئی بدھم حق یقین میں ہے کہ عثمانؓ اس قدر ہشام
 سے کہ اس زمانہ میں ملقب بہ عثمانؓ نہ تھا جو آپؐ کو اپنے طریق میں نہ کر
 سکا کہ وہ جناب اسیرت اپنی اولاد کے نام مثل حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ
 حضرت عثمانؓ کے سکے یہ بیون صاحب عصر کہ کہ بلا میں شہید ہوئے ہو گا شیعہ
 اسرار و مہونہ سے عناد قلبی رکھتے ہیں لہذا صرف محمدؐ حضرت امام حسینؓ و حضرت
 عباسؓ و حضرت قاسمؓ پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ انظار شجاعت و دیگر شہداء کہ بلا میں
 کہ کو کسی تو ہنہ نام محبت ملتے دو گئے تھے کہ میں اپنی بیوی اہل بیت جانتے
 ہیں نہ سہنے کسی سوائے تین صاحبوں کے کسی شہداء کہ بلا کا نامہ بیان انہیں سے
 مرثیوں میں سنا اور نہ میان و میر کے مرثیوں میں دیکھا ضریر بیان حضرت امامت
 و دیگر آئمہ نے بھی اپنی اولاد کے نام صحابہ ہی کے اسموں پر رکھے جیسا کہ سولہ
 میں مذکور ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ طلح بن ہشام شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ جنگ
 میں بہاگ نکلے اور معرکہ بدر و جیت اللہ رضوان و تبوک میں حاضر نہ تھے جو اس
 امر واقعی یہ ہے کہ جنگ احد میں فرار ہو ناصر حضرت عثمانؓ غنی سے ہی نہیں ہوا
 بلکہ سوائے عین اصحاب کے کہ سبھلہ اون کے سولہ ہاجرین اور باقی انصار سے سب ہی
 تو بہاگ نکلے تھے اس میں بنی ہاشم وغیرہ بنی ہاشم سب برابر ہیں مگر شیعہ ازراہ ہشام
 کے کہ نسبت صحابہ کے رکھتے ہیں سب کو مفرد و ان میں شمار کرتے ہیں حالانکہ
 معتبر تواریخوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق و حضرت عمرؓ فاروق و
 حضرت طلحہؓ و حضرت عبد الرحمن بن عوف و حضرت سعد بن وقاص وغیرہم
 اس حادثہ ناکامی کے وقت ثابت قدم رہے لیکن شیعہ ازراہ انصاری کے اوٹلو
 بھی فراریوں میں شامل کرتے ہیں اگر شیعوں کا ہی قول قبول تسلیم کیا جائے

تو یہ بھی گناہ حد کے درجہ کو گناہ کبیرہ سے اور کبیرہ نہیں قرآنی ایک ہی توبہ بہتر ہے اور
 ہو تاکہ اس لغزش خاص کو تو منفضل حقیقی نے اپنے فضل عام سے قطعی معاف کر
 دیا یا بقولہ تعالیٰ ان الذین تولوا منکم یوم التلقا الجحیمان انما استنزلناہم الشیطان یحیی
 ما کذبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور یمحی ترجمہ تحقیق ان لوگوں نے کہ
 دگر دانی کی تم میں سے اوس دن کہ اپنے کو لئے وہ گروہ خبیثیت کہ ڈگایا او کو
 شیطان نے بسبب شائستگی اوس چیز کے کہ عمل میں لائے تھے پر آئینہ معاف
 کیا خلیفہ انہوں سے تحقیق اللہ بخشنے والا بڑا ہے وکیہو مفسر یوحنا کے اسناد کو
 کہ خدا تعالیٰ معاف فرمائے ہر کسی کی کیا مجال ہے جو صحابہ رسالت مآب کی
 شان میں بگڑائی کرے اور اونکی نسبت ترک اب کلمات کے حق یہ ہے کہ جبکو
 علم تواریخ سے بہرہ حاصل ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جب لشکر کو اپنے افسر کے
 قتل کی خبر پہنچتی ہے تو اوسکے پانوں میدان معرکہ سے ضروری ہی اوٹھ جاتے
 ہیں چنانچہ ہی معاملہ احد میں پیش ہوا کہ جب کفار اشرار نے لشکر اسلام پر یورش
 سخت کی اور شیطان نے بصورت انسان متمثل ہو کر آواز بلند پکار کر کہا کہ حضرت
 رسول خدا شہید ہو گئے جون ہی یہ خبر وحشت اثر صحابہ سے مٹنی حیران پریشان
 ہو کر میدان سے قدم ہٹا دیے یہ کفر بشر صحابہ کی مثل لغزش حضرت موسیٰ و
 حضرت یونس علی نبینا وعلیہما السلام کی بسبب بشریت کے تھی جبصوم مقصد
 بشریت سے برمی نہیں ہیں تو غیر صوم ہرگز مورد طعن نہیں ہو سکتے ہیں اور
 جنگ بدر میں حضرت عثمان غنی النورین کے حاضر نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ حضرت
 رسول خدا نے اونکو اپنے جگر گوشہ حضرت رقیہ کی تیمارداری کے واسطے مقرر کیا
 تھا کیونکہ حضرت رقیہ اہل روزوں میں نہایت ہی علیل تھیں۔ اور غزوہ تبوک
 میں حاضر نہ ہو سکا۔ یہ تھا کہ حضرت رسول خدا نے خاص اپنی اہلیت پاک کی

نگرانی کے واسطے اؤ کوئی خاص قرضہ پایا تھا پس ان دونوں مورخان میں حضرت
 عثمان غنی کا مد حاضر ہونا حاضر ہوئے سے بہت تھا اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 بے سواس سے بڑھ کر اور کونسی اطاعت ہوگی اور بیعت الزمواں میں موجود نہ ہونے
 کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے حضرت عثمان کو قاصد بنا کر
 کفار قریش کے پاس مکہ معظمہ روانہ فرمایا تھا جیسا کہ آیات بینات میں مذکور ہوا ہے
 نہ اسے فورہ برابر بھی عقل عطا کی ہے وہ یقین کر سکتا ہے کہ وہ تسمیہ بیعت الزمواں
 کی بفضل الہی آپ ہی باعث ہیں کیونکہ نہ آپ کے قتل کی خبر مشہور ہوتی نہ رسول
 درخت عمرہ کے تلے بیٹھ کر بیعت لیتے حتیٰ کہ اس وقت تاڑک میں کہ طوفان
 بی تمیزی کفار اشرار کا مکہ معظمہ میں حد کے درجہ سے گذر رہا تھا بلکہ ہر ایک شیر صورت
 فرعون بے سامان کے اہل سلام کی ایذا رسانی میں کمی نہیں کرتا تھا پیغام پیغمبر
 کا دلیرانہ ایجا نا آپ ہی کا کام تھا کیا اس جلسہ نفیسہ میں امامت و نگاہ موجود نہ تھے
 جو اس اہمیت عظمیٰ و دولت کبریٰ دارین کو دوسروں کے حصہ میں چھوڑا اور دم
 لازم تھا کہ اسد اللہ و کلمات ذوالفقار کو میان سے ماہر نکالتے عرش سے اترتی
 ہوئی تلوار کے جوہر دکھلاتے مرحب و انتر کی طرح کفار مکہ کے پاس جا کر ایک
 ایک دارین دو دو ٹکڑے کرتے آخر وہ تلوار جسے جبریل امین کے پر کاٹے اور
 وہ ذوالفقار جسے جعفر جنی کے دو ٹکڑے کے کس و نکسے لیے تھی اور وہ شجاعت و
 مردانگی جو روز بدر جنین میں کفار کو دکھلائی اور وہ قوت جو جنگ خیبر میں ظاہر
 فرمائی کس دن کے واسطے رکھ چوڑی تھی برائے خدا اور رسول کوئی اس فرقے
 عقل کے دشمن سے پوچھے کہ اس سے بڑھ کر حضرت شیر خدا کے حق میں اور کیا
 بہتک ہوگی کہ دوسرے حکم رسول اللہ جاننا بازی و وعدہ کار سازی پرستہ ہوں
 اور اسد اللہ الغالب مظہر العجایب والفرس ابانام المشارق والمغارب شیر خدا سرور الایا

سعدا لاصفاء سید الاناصیاء اسیر المؤمنین علی ابن ابیطالب دشمنوں کو ایک نگاہ میں
ہلاک کر دیا خون کو ایک ہی دو سوتلی میں زیر و زبر فرمائے واسے جنگی ذات پاک
خدا کی قدیمت کی نشانی جنگا وجود باجود اللہ کے جلال و عظمت کا نمونہ جنگ نامہ سے
کفار عجم لرزان جنگی صورت سے شجاعان عرب ترسان کیسے علی خدا کے شیر رسول
بول کے شوہر نامہ احسنین کے پدر بزرگوار اپنی بات

| | |
|------------------------------|-------------------------|
| وہی نبی جنت پاک بول | فہرندہ شمع دین رسول |
| فشانندہ جان براہ خدا | تائیندہ کفر از دین جدا |
| ور آرنندہ عمر و مر حب ز پائے | برازندہ باب خیر جہاں سے |
| رہانندہ سوئی از رو نیل | و مانندہ گل ز نارِ خلیل |
| بہ اسل رسانندہ فلک نوح | کشائیندہ باب ہائے فوج |
| ہو خواہ او جب بریل امین | بہ فرمان او آسمان زمین |
| نہ کس جز نبی ہمت از وی او | قوی دست قدرت از وی او |

باین ہمہ شجاعت و ہیبت و باین جلال و عظمت غلبہ کفار کہ کا ستر کرد حبا وین
اور اوس مقام خطرناک کی طرف قدم نہ بڑا وین نشان جو انوروی کا ثوبہ تھا کہ
اوس محک آنخان ایمان کے وقت آب رسول اللہ سے کہتے کہ یا رسول اللہ یہ کام
میرے سپرد کیجئے اور مجھ کو پیغام لیجانے کی اجازت دیجئے کیونکہ میں وہی ہوں
میں ولی ہوں مجسا شیر زمانہ میں نہیں مجسا ولی اپنے بچا نہ میں نہیں کیلنا آئیے
نا تجربہ کار بے اعتبار کو بھیجتے ہیں کہ نہ کسی معرکہ میں حاضر ہوا نہ کسی سے مقابلہ کیا
اگر کفار سے ساز کر لیا تو اور بھی مشکل ہوگی جب یہ معروضہ پذیرائی نہ پایا تو بھی سمجھا
جائے کہ جناب امیر بغیر اذن رسول خدا کس طرح سے جاسکتے تھے یا یہ بات ہوگی کہ جناب
امیر اس مصیبت سخت سے جان بچا کہ کسی گوشہ عافیت میں جا بیٹھے ہونے سے اعوانہ

فرمان شیعہ کا بھی عجیب مذہب ہے کہ ظاہر میں صحابہ رسالت مآب پر تلحظ کرتے ہیں اور
 یا تلحظ ہیں وہ صریح پہچان دیتے ہیں کہ جناب امیر کی بنجائی ہے جب ان شرعاً شیعہ نے دیکھا
 کہ یہ طعن بھی حقیقت میں لکھ رہے ہیں اپنی کتب سے نکال کر لے چنانچہ تجربہ القائد میں یہ
 طعن نہیں ہے لہذا اس کے بعد کہ فرید جدید نے پھر اس غم گنہ کو از سر نو تازہ کیا
 چنانچہ ویسا ہی اوس کا جواب پایا سمیت فی فروعت محکم آمدنی مہول پشمرم
 ماوت از خدا و رسول **طعن ششم** شیعہ کہتے ہیں کہ عائشہ نے جناب امیر سے
 جنگ کی حوالہ لگایا وہ امام وقت تھے پس امام وقت سے جنگ کرنا کفر ہے چو اب
 اس بہتان عظیم کا یہ ہے کہ تو ایخ معتبرہ میں یہ قصہ یوں مرقوم ہے کہ سب شہادت
 حضرت عثمان کی مدینہ تھیں واقع ہوئی اوس وقت حضرت عائشہ ام المومنین کی غفلت
 زبانی نہایت رکھتی تھیں اتفاقاً حضرت طلحہ و حضرت زبیر اہل بلوہ کے خون سے ہماگ کہ
 اس شہادت صدیقہ کے پوسچے اور واقعہ شہادت حضرت عثمان کو بیان کیا جب
 کیفیت اس عادیہ جانگزا کی حضرت صدیقہ نے سنی مدینہ کو جانا مصلحت نہ دیکھا
 بصرہ کی طرف تشریف لے گئیں وہاں فوج کثیرہ جمع ہو گئی اور سبے متفق البیان ہو کر شہادت
 صدیقہ سے عرض کی کہ حضرت رسول خدا سے صرف خبر غلط حضرت عثمان کی شکر
 زبردست سحرہ بعیت لی تھی اور اوس کا نام بعیت الرضوان رکھا تھا پس اب تو خبر
 شہادت بالکل صحیح ہے کیا وجہ ہے جو ہم قاتلان خلیفہ برحق کے خون ناحق کا عوض
 نلیں بلکہ ضرور ہے کہ ہم اتباع بعیت الرضوان کا کریں بعد اوسکے حضرت علی سے
 سب سے درخواست کی کہ آپ قاتلان حضرت عثمان کو مدینہ سے نکال دیں حضرت
 علی نے اونکا نکالنا فتنہ تصور کیا اور لشکر عائشہ صدیقہ سے اندیشہ کر کے فوج کشی
 کی ناگاہ بے قصد و رضا جناب امیر و حضرت صدیقہ باغوا سے بعض مفسدون
 کے طرفین سے لشکر میں جدال و قتال واقع ہو گئی اسی کا نام جنگ جمل ہے جب

جناب امیر و حضرت صدیقہ نے اہل فتنہ پر ازلی و حیلہ ساز می سفید و نیکو کا سہارا
فواہا ہم صلح کی دیکھو جب یہ سچ خوشی سے بدل گیا تو نہایت حضرت عتیقہ الزہراء کفر
کا کیا اور اگر کفر ہے تو اسکا جواب بھی وہی ہوگا جو حضرت عبادیہ کی عتقہ تھا ہے
بشریت پر دیا گیا تاہم فرق یہ کہ باہم جناب امیر المؤمنین کو اس زمانہ میں بھی کافر مانا گیا
ہوئی گواہی تھی اور آئمہ زادوں کے کہنے تا بزیت دور نہوے مجھو جب اسکا کفر کیا گیا تو
سوائے دو ازوہ آئمہ کے دھوی امامت کر کے کافر ہے۔ انچہ یہ دعویٰ ہے کہ امیر المؤمنین
ہو ماحاذ اللہ یہ بزرگ بھی باعقاد شیعیان کا فرم ٹھہرتے ہیں کیونکہ ان میں باہم کفر ثابت ہے
سچ و رباب امامت ہوئے ہیں جب کاجی چاہے مجالس المؤمنین وغیرہ کتب شیعہ میں کفر
لے مع نہان کے مانڈاں رائے کر دوسازند مظہار رواہ آپس سے بہت باہم حضرت
علی و حضرت عائشہ کے صلح ہوئی جناب امیر المؤمنین کو بڑی نظم و کج حکیم سے
اپنے گھر لگے گویا فیما بین کچھ بھی سچ نہ تھا بلکہ طرفین سے اپنی اپنی بے قصدی کا اظہار
کر کے باہم کفر عذر چاہی چنانچہ مجالس المؤمنین نورادہ ششستر ہی میں ہے کہ عائشہ
پیش جناب امیر تو بہ کر دیں تو بہ کرنا حضرت صدیقہ کا عین دلیل ایمان کی ہے تو بہ تو
نہ دلیل کفر کی سوائے اسکے آیات بنیات قرآنی ہی آپس ہونے ہو نیکی شاہد ہیں اور
آیتوں کی توفیر شیعوں کی خلاصہ النہج وغیرہ میں مرقوم ہے بہرہمت کفر کیسی ہیں
کوئی سزاوار آیہ تطہیر کو کافرہ سمجھے وہ بے نصیب ازلی خود ہی منافق ہے طعن نفہم
شیعہ کہتے ہیں کہ عائشہ وقت رحلت رسول خدا نے گھر میں موجود زینبین بکترین و ز
پہلے ہی کہیں چلی گئی تھیں جواب اس انعام صریح کا یہ ہے کہ نبی قرآنی واحادیث
صحیحہ کے بخوبی ثابت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ خاصہ حبیب اللہ
کی نہیں نہایت دیکھو ازواج مطہرات کی بسا اوقات حضور نور مقدم شریف سے
خانہ جنت اشباہ حضرت صدیقہ ریح کو سنو فرماتے تھے اکثر وحی الہی بھی خانہ

حربک حربی و مسلک سلمی تحقق علیہ کو اہلسنت پر اپنی سمجھ کے موافق حجت لاتے ہیں
 حالانکہ یہ صریح خذشہ و وسوسہ جسکو جنونی اونکے دلوں میں اٹا کیا کچھ اب جو معنی حدیث
 کے شیعوں نے موضوع کئے ہیں وہ بچہ دلال محض لغویں اول یہ کلام مجاز ہے
 بسبب حذف حروف تشبیہ کے اس صورت میں لفظ حربک کے معنی کا نہ حربی ہوئی
 سو بھی یہ تشبیہ مجازی ہے نہ حقیقی اس سے ثابت ہوا کہ جناب امیر سے حرب کرنا بیج
 تہیانہ کفر ایسی کس کہ مساوات مشبہ اور شبہ بکا تمام حکام میں صرف حروف تشبیہ سے
 لازم نہیں آتا بلکہ اس لفظ کو رسول مقبول نے بہت سے صحابہ و نیز قبائل شعوہ کے
 حق میں استعمال فرمایا ہے مثل قبیلہ سلم غفار و ہمدانیہ و مرینیہ اگرچہ اس قسم کی بکثرت
 احادیث خاص کلینی و بیہج البلاغت و غیرہ معتبر کتب شیعہ میں موجود ہیں از انجلی ہم
 صرف ایک حدیث بطریق نمونہ کے دکھلاتے ہیں جسکی عبارت یہ بات ثابت ہوئی
 ہے کہ اولیاء اللہ کی اہانت کرنا گویا خدا سے لڑنا ہے حدیث عن ابان بن ثعلب عن
 ابیہفصر قال لما استبھا النبی قال یا رب ما حال المؤمن عندک قال یا محمد من
 اهان لی و لیا فقد اهان فی بال محمداریہ و انا اسیء شیء الی ان تصدق الی اخر الحدیث الطویل
 ترجمہ کیا جوقت سیر کی بنی مصلحہم نے (یعنی جب رسول اللہ معراج کو شرف لیکے)
 عرض کی کہ بارخدا یا کیا حال ہوگا اسماں و لے کا تیرے حضور میں ارشاد ہوا کہ لے
 محمد جسے میرے دوستوں کی اہانت کی پس تحقیق نکلا وہ میری لڑائی کے واسطے
 اور میں جلدی کرنے والا تمام چیز کا بیوں بطرف مدد و دستوں اپنے کے انہووم
 شیعہ جو الزام حرب کا نسبت حضرت ام المومنین محمدہ و حضرت زہیر و حضرت طلحہ
 و نیز دیگر صحابہ ہمارے بیان کے قائم کرتے ہیں وہ محض اتہام ہے اس لیے کہ یہ جنگ
 بالقصد نہ تھی بلکہ مستند توار یخون سے یہ ثابت ہے کہ حضرات موصوفہ بالا کو قصاص
 لینا قاتلان حضرت عثمان سے مقصود تھا نہ جنگ کرنا جناب امیر سے چونکہ جناب امیر

حدیث
 اولیاء اللہ کی
 اہانت کرنا
 گویا خدا سے
 لڑنا ہے

بھی اوس گروہ میں شامل تھے لہذا اتفاقہ جنگ واقع ہو گئی سوا و سکا انجام بھی بفضل خدا
 بخیر ہوا جیسا کہ مجالس المؤمنین میں مرقوم ہے سوائے اسکے تو ایسے طرحین سے ثابت ہے
 کہ قبل ازین باہم حضرت صدیقہ و جناب امیر کے کبھی کسی طرح کی کوئی عداوت بھی
 نہ تھی تاکہ کہا جائے کہ فلان عداوت کی وجہ سے جنگ ہوئی سو ہم اگر فرض کیا
 جائے کہ حمار بہ جناب امیر حمار بہ رسول ہے تو یہ بات بھی ٹھیک نہیں اس لیے کہ
 و حقیقت انکار نبوت و رسالت کفر ہے نہ فقط حرب کرنا اگر کوئی نادان بہ طلب مال
 و مثال نبی اللہ سے حرب کرے البتہ فسق ہے نہ کفر بدلیل آیہ کہ ینہ کہ بالآفاق
 قطاع الطریق کے حق میں واقع ہوئی کہولہ تعالیٰ انما اجزاء الذین یحاربون اللہ
 ورسولہ ویسعون فی الاکفاد ان یقتلوا ویصلبوا ترجمہ خبریت کہ بدلہ اوروں کو نکال
 جو لڑتے ہیں ساتھ اللہ اور اوسکے رسول کے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں اوروں
 فساد کے یہ کہ قتل کرو تم اوروں یا سولی دو تم اوروں کو اس طرح سے سوہ خواروں کے حق میں آیت
 نازل ہوئی ہے کہولہ تعالیٰ فاذا نزل الجب من اللہ و ترجمہ پس اختیار کرو تم لڑائی اللہ اور
 اوسکے رسول سے دیکھو دونوں آیتوں سے خدا و رسول سے لڑنا ثابت ہوا بالاجماع
 قطاع الطریق و سوہ خوار عصیان غریق کافر نہیں ہوتے مگر جو بد اعمال ان دونوں
 افعال کو حلال سمجھے بیشک کافر ہے جب خدا و رسول سے لڑنا جس نسخ کفر نہیں ہے
 تو صرف رسول سے لڑنا سہرگز کفر نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث میں فقط رسول ہی
 کا ذکر ہے سو بھی شبہ ہی ہون اگر ازراہ انکار نبوت و اہانت رسالت کے جنگ کرے
 البتہ کفر ہے پس معاملہ حضرت ام المؤمنین و جناب امیر کا بعینہ ایسا ہے جیسا کہ ایمان
 معاملہ حضرت ہونگی و حضرت ہارون کا یا مثل اولاد حضرت یعقوب کے کہ باہم کدھر
 کی رنجش واقع ہوئی کہ جسکا کچھ بیان نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بھائیوں نے اپنے بھائی
 یوسف کے مار ڈالنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا مگر بفضل خدا اس صورت میں

اس صورت میں معاذ اللہ تم معاذ اللہ یہ سب بزرگ ہو صوفیہ بالا ہی باعتبار شیعیان کافر
 ٹھہرتے ہیں لے شیخو ذرا محبوبہ مقبولہ رسول خدا کے مراتب اور جنات علیہ السلام کے
 مناصب کو خیال کرو کہ باہم دونوں بزرگوں کے کیا مناسبت تھی اگر انصاف کی
 نظر سے دیکھو تو یہاں نسبت ماوری و سپری ہے اور وہاں صرف نسبت برادری ہی
 تھی پس حال طلال ماور و سپر کا مستغنی بیان سے ہے خدا اس شہ پر خاک ڈالے جو
 جناب امیر کی ماور کی شان و نشان میں ہے اب حرف زبان نکالے **محکم دلائل**
 کہ حفظ مراتب بخنی زندقی طعن یا زوہم شیعہ کہتے ہیں کہ کوئی صحابہ جنازہ حضرت
 رسالت مآب پر نہ خود بادہ حاضر ہوا جواب اس افترا کا شیخون کی ہی کتاب سے لکھا
 جاتا ہے چنانچہ جلاء العیون میں یہ عبارت ہے کہ وقت نماز جنازہ حضرت رسول خدا
 ابو بکر نے چاہا کہ پیش امام ہوا امیر المومنین نے ہٹا دیا اور خود امامت کی بعد اوس کے
 اجازت دی صحابہ کو تو سن اوس آدمی داخل ہوتے اور درود بھیجتے تھے یہاں تک کہ
 اہل مدینہ و اطراف مدینہ حضرت پر درود بھیجتے تھے اس روایت سے صاف صاف
 معلوم ہو گیا کہ تمام صحابہ رسول اللہ کے جنازہ پر حاضر تھے بلکہ کوئی بھی مدینہ کے
 لوگوں میں سے باقی نہ رہا تھا حتیٰ کہ کوسوں تک کے لوگ گرد و فواح مدینہ سے بھی آکر
 شہد یک ہو گئے تھے لے شیخو خدا تمکو شرمائے ایسے مجبول حوی کیوں کہتے
 ہو جس کے جواب میں تم پیشانی اوٹھاتے ہو طعن و زوہم شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت
 زہرا کے جنازہ پر بھی تمام صحابہ بالخصوص حضرت شیخین میں سے کوئی نہ آیا پس
 بجمہوری جناب امیر و حضرت حسنین نے جنازہ کو شب میں دفن کیا جواب اس
 بہتان کا بھی شیخون کی ہی کتاب کے دیا جاتا ہے معتبر کتاب علی الشرائع کی جلد اول
 باب العلت الثی من اجلہا و دفنت فاطمہ باللیل و لم یدفن من ین یضمون مرقوم ہے
 کہ عمر نے چاہا کہ قبر فاطمہ کی کہو کہ نماز جنازہ پڑھے جناب امیر کو قصہ آیا مستعد

حضرت
سید
محمد
باقر
علیہ
السلام
رحمۃ
اللہ
علیہ

بہنگ ہوئے پس مہاجرین و انصار جمع ہو گئے اور جناب امیر کی رضا مندی کو جسے
اختیار کیا تب یہ صلہ فرمایا ہو اوکھو شیخو بسا محل الشرایع جو تمنا بہت ہی بڑا تہمت ہے
کیا لکھتا ہے کہ وقت و فن حضرت فاطمہ زہرا کے تمام صحابہ رسول اللہ موجود تھے
طعن سیزدہم شعبہ کہتے ہیں کہ معاویہ نے حضرت امیر سے جنگ کی لہذا وہ بھی
کافر ہو گئے سچو آپ اس کا ہم تحقیق اور الزامی بھی انشاء اللہ تعالیٰ تہم کر گئے پھلے
ٹھوٹے سے حالات تو انجی در باب امارت و بادشاہت حضرت امیر معاویہ گوش گزار
شیعان متحصب کے کہ جاتے ہیں تاکہ آپ کی حسن لیاقت و خوبی امارت ملاحظہ کر کے اہل
نفاق اپنے سینے کو ٹھین اور اونکے دلوں سے داغ حسرت بدل آلاہو تک نہ چھوٹیں ہو یا
معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی
کینت ابو عبد الرحمن وہ اور اونکے والد ماجد فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور شکیستین
میں حاضر ہوئے یہ ہر دو صاحب دین لوگوں سے تھے جنکی تالیف قلوب کیجاتی
تھی پھر اسلام میں آچے ہو گئے اور حضرت رسول خدا کے ہمنشینوں میں سے تھے
اور ان سے ایک سو تریسٹھ حدیثیں مروی ہیں روایت کیں ہیں اسی صحابہ میں
ابن عباس اور ابن عمر اور ابن زبیر اور ابن وروار اور جریر بن عجل اور ثمان بن بشیر
وغیرہ نے اور تابعین ابن سبب و حمید بن عبد الرحمن وغیرہ نے اور حضرت معاویہ متصف
تھے زیر کے اور بجاہری کے ساتھ اور اونکی فضیلت میں ہی بہت سی حدیثیں ہیں
جو ثابت ہیں کم ہیں ترمذی نے روایت کی ہے اور ابوالکس حدیث کو حسن کیا ہے عبد الرحمن
ابن ابی عمیرہ صحابی نے اونہوں نے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے
حضرت معاویہ کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ کہ تو معاویہ کو راہ نما و راہ یافتہ اور
امام احمد نے اپنی سند میں عراب بن ساریہ سے روایت کی ہے کہ سنائیں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ اے امیر معاویہ کو کتابت

و حساب سکھا اور اوسکو عذاب بچا اور ابن الشیمہ نے اپنے منصف بنو اور طبرانی نے اپنی کبیر میں عبدالملک بن عمیر سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ فرماتے تھے جھکو ہمیشہ خلافت کی طمع رہی جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اے معاویہ جب تو ملک کا مالک ہو تو تو لوگوں کے ساتھ سلوک کیجیو اور حضرت معاویہ دراز قد گوشتے چٹے خوبصورت ہدیت ناک آدمی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے کہ یہ شخص عرب کا کسریٰ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ وجہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تیرے اوسکو ہاتھ سے کھو دیا تو بیشک لوگوں کے سروں کو اونکے کندھوں سے گھومتے ہوئے دیکھو گے اور معتبری کا قول ہے کہ تم ہر قل اور کسریٰ کی زیر کی کو دیکھتے ہو اور حضرت معاویہ کو چوٹے دیتے ہو اور آپ ہر دبار میں ضرب المثل تھے ابن عون کہتے ہیں کہ آدمی حضرت معاویہ سے کھلے لیتا تھا کہ وہ اندھا تو تم خود ہاتھ ساتھ سید ہو جاتے یا ہم نکلوسید ہا کر لینگے آپ کہتے کہ جیسے سید ہا کر لو گے وہ کتا لکڑی کے بل آپ کہتے ہاں تو ہم ضرور سید ہو جائینگے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر جانب شام روانہ کیا حضرت معاویہ بھی اپنے بھائی یزید بن ابوسفیان کے ہمراہ گئے جب اونکے بھائی یزید نے انتقال کیا حضرت صدیق اکبر سے شوق پر انہیں کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی ان کو بدستور بحال رکھا اور انھوں نے تمام ملک شام اونکے واسطے اکھاڑ دیا کعب الاخبار کا قول ہے کہ اس امت کا ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہ ہو گا جیسے امیر معاویہ ہوئے اور یہی کا قول ہے کہ حضرت معاویہ میں برس امیر ہے اور رشتہ میں ہر کوئی ان کے جھکڑنے والا نہ تھا اور سکنہ ہجری میں فتح وغیرہ بلاد ہجستان اور دیوان اقلیم قبر اور کوزامی ممالک سوڈان سے فتح کیا اور سکنہ ہجری میں قیقان ایشیہ میں ہستان ہوا

اسی طرح سے آپ کے بہت اوصاف حمیدہ کتب اہل ایمان میں درج ہیں اگر مخالفت موقع پاکر یہ
 طعن کریں کہ جب حضرت معاویہ نے بمقابلہ حضرت امیر المومنین جنگ کی اور امارت
 حضرت حسن سے چھین لی تو پھر اہلسنت توبہ توبہ کیوں اوپر لعن نہیں کرتے ہیں۔
 جواب تحقیقی یہ ہے کہ اہلسنت مومن منکب کبیرہ کو اس لیے لعن نہیں کرتے ہیں
 کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام حق میں جا بجا اس امر شیع کی مخالفت فرمائی ہے ازاں بعد یہ
 واستغفر الذنوب واللو مین والمو متا ترجمہ اور طلب بخشش کر تو اپنے گناہ کے واسطے
 اور ایمان والوں اور ایمان والیوں کے واسطے دیکھو بموجب آیہ شریفین کے گنہگار کے
 لیے حکم استغفار کا ہے بالاتفاق و محم آیت والذین جاء و من بعد ھد یقولون ربنا
 اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالايمان ولا تجعل قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا
 ترجمہ اور وہ لوگ کہ آئے پیچھے ان کے کہتے ہیں اے رب ہمارے بخش تو واسطے
 ہمارے اور واسطے بھائیوں ہمارے کے وہ لوگ کہ سبقت کی او انھوں نے ہمارے سے پہلے
 ایمان کے اور نہ تو یح و لون ہمارے کے کہنے اون لوگوں کا جو ایمان لائے اے رب
 تحقیق تو ہے ہر بان رحم والا دیکھو اس آیت میں ہی ترک عداوت و طلب مغفرت ہون
 کے حق میں پائی جاتی ہے محض بسبب ایمان بغیر عمل صالح کے اب جواب الزامی
 سنئے جناب امیر المومنین اپنے صحاب کو برا کہنے اہل شام سے جبکہ وہ آپ سے صفت
 میں جنگ کرتے تھے منع فرماتے تھے اول کشف الغمہ و نزع البلاغت میں یہ قول
 جناب امیر کا درج ہے قال امیر المومنین فانی اکرمکم ان تکونوا سبائین ترجمہ
 فرمایا حضرت علی رضی اکرم اللہ وجہہ نے پس تحقیق میں بہت ہی برا جانتا ہوں
 تمھارے واسطے یہ کہ ہو تم برا کہنے والے و وہم نزع البلاغت میں ہے مگر شیع اس آیت بہت
 چشم پوشی کرتے ہیں سمع امیر المومنین لعن اهل الشام من اصحابہ خطب قال
 اصحاب قتال اخواننا فی اسلام علی ما دخل فیہ من النیاع والاوجاع والشبهۃ والتاویل

ایمان والوں کے واسطے

ترجمہ سنا امیر المومنین نے لعن کرنا اہل شام کو اپنے یاروں سے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ ہلاک ہوئے ہم کہ قتل کریں ہم بھائیوں اپنے کو اسلام میں یا جو کچھ داخل ہوا ہے اسلام میں بے رے اور کجروی اور شیعہ اور تاویل سے اس روایت سے چند فوائد حاصل ہوئے اول جناب امیر نے لعن کرنے اہل شام سے اپنے صحابہ کو منع فرمایا دوسرے اہل شام کو بسبب حقوق اسلام کے اپنا بھائی فرمایا سو ہم باوجود جنگ کرنے کے اور مسلمانوں کو فساد بتکفیر جیسا کہ شیعہ معتقد ہیں نہ فرمایا بلکہ یمنہ مایا کہ ان لوگوں کو ہماری خلافت پر شیعہ ہوا ہے اگر ہم بھی معاذ اللہ خلاف حکم خدا و حضرت امیر کے نسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سورا دینی کریں تو بیشک مثل رفاض کے دنیا میں اہل ایمان کی نظر سے گرجا دیں اور آخرت میں قسم قسم کے عذاب پاویں سوائے اسکے بزرگوں کے درمیان میں باعتبار امورات دنیاوی اکثر ایسے آزدگی واقع ہوئی ہیں مگر ان بزرگوں کے مراتب و مناصب میں کچھ کمی نہیں کیجاتی ہے چنانچہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا تنازع جسکی شہادت میں قرآن نازل ہے ہمارے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے بلکہ بجز تظلم و کبریم اور ان سب بزرگوں کے چارہ نہیں ہے اسطر سے شیعہ بھی اول سنا زعات و معاملات سے جو باہم آئمہ اور آئمہ زادوں کے سرزد ہوئے چشم پوشی کرتے ہیں اور ان سب کا بسبب نسبت رکھتے محبت حضرت علی کریم اللہ وجہ کے نیک گمان رکھتے ہیں بلکہ محصوم جانتے ہیں لہذا ہم چند معاملات قناز حنفیہ میں آئمہ کے واقع ہوئے معتبر کتب شیعوں سے نقل کرتے ہیں اول بحر المناقب کی مناقب خطب خوارزم میں سبب اسمیہ البو تراب بہ نسبت حضرت علی مرتضیٰ یون منقول ہے کہ ایک دن رسول خدا حضرت زہرا کے گھر تشریف لائے اور پوچھا کہ ہمارا ابن عم کہاں گیا ہے حضرت زہرا نے عرض کی کہ مجھے غضبناک ہو کر باہر چلے گئے ہیں اور یہاں قیلو کہ نہیں کیا جب حضرت مسجد میں تشریف لائے دیکھا

کہ حضرت علی ازین پر کروٹ سیٹھ ہوئے روئے ہیں اور نہ اور سر آکا خاک آلود ہوئے
 فرمایا تم یا ابانزاب تم یا ابانزاب یعنی اوٹھ لے بیٹے کے باب اوٹھ لے بیٹے کے باب
 یہ حدیث متفق فریقین ہے اس لیے کہ صحیح بخاری شریف میں آئی ہے دیکھو غیبناک
 ہونا جناب اسیر کا منافی شان حضرت سیدہ کا نہیں ہو سکتا ہے وہ ہم صاحب
 فصول وغیرہ علماء اسی شیعہ نے ابو مخنف لو ط بن عیسیٰ کہ محدثین مومنین شیعہ سے
 ہیں یہ روایت حضرت حسین سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حسین نے میں بہت ہی
 بڑبڑاتا ہوں اور سکو جو کچھ کہ میرے بہائی حسین نے کیا میرے ساتھ صلح کرنے
 معاویہ سے اگر میرا بہائی نکوار سے میری ناک کاٹ لیتا تو مجھ کو اتنا ناکوار نہ گذرنا
 دیکھو اسوجہ سے شیعہ حضرت امام حسن سے انحراف باطنی رکھتے ہیں کہ ظاہر اطوعا
 و کربا ہر دو صاحب کو معصوم کہتے ہیں بقول شخصہ دل میں اینین بغل میں مدار
 سو ہم مجالس المؤمنین میں سب کہ محمد بن الحنفیہ پیر حضرت علیؑ نے دعویٰ امامت
 کا اپنے واسطے کیا اور منکر امامت امام زین العابدین پیر امام حسینؑ کا ہوا اور بابت
 امامت کے ہر دو صاحب میں اس قدر قضیہ ہوا کہ نوبت محاکمہ کی حجر الاسود تک
 پہنچی حجر اسود نے حضرت زین العابدین کی امامت پر شہادت دی تاہم محمد بن الحنفیہ
 تابزیت دعویٰ امامت کے مستبردار نہ ہوئے اور مختار بعضی کو کہنے طالب جاہ و
 مناصب بنا دئی ہو کہ شیعان کو فہ کو خطوط او کی رفاقت اور حضرت زین العابدین
 کی مخالفت کے واسطے بھیجے تھے اپنا نائب کر کے واسطے کہ نہ خواہی خون حضرت
 امام حسینؑ کے مقرر کیا تھا اس نے امراء شام کے سلو رقیس ہزار دینار سے فخرنامہ
 کے خدمت میں محمد بن الحنفیہ کے روانہ کئے محمد بن الحنفیہ نے وقت رحلت کے
 اپنے فرزند ابوالہاشم کو دوبارہ امامت وصیت کی دیکھو باوجود ایسے عناد و فساد
 کے بھی شیعہ حضرت محمد بن الحنفیہ اور ان کے صاحبزادے کو معصوم جانتے ہیں

یہ روایت صحیح ہے
 حضرت علیؑ نے دعویٰ امامت کیا
 حضرت علیؑ نے دعویٰ امامت کیا

اور کوئی کلمہ ترک و باونکی شان میں نہیں کہتے ہیں چنانچہ بکثرت فضائل معتبر کتب
 شیعہ میں ہر دو صاحب کے حق میں مرقوم ہیں چہاں ہم مختار تفسیر کہ بالا جماع منکر است
 امام زین العابدین کا تھا اور بہت سے اوس سے اعمال ناقصہ و فعال رافضہ سزا ہو
 انہا بجلہ یہ کہ پیر صلبی حضرت علی کو کہ عبد اللہ نام کہتے تھے کوفہ میں قتل کر ڈالا باوجود
 ایسے جو رتعدی و دیگر باعمالوں و بافعالوں کے ملا نور اللہ شستری نے علامہ حلی
 سے یہ روایت نقل کی ہے کہ در حسن عقیدت اوشیعہ راسخے نیست غایت الامور
 بر بعضہ از احوال او اعتراض داشتہ اند اور بزم و شتم تناول نموده اند و حضرت امام
 محمد باقر برامینی اطلاع یافتہ شیعہ راز تعرض مختار نمود کہ او کشندگان مارا کشت و
 سبھما بامفرستاد الخ دیکھو باوصف اقرار ظلم و ستم شیعہ مختار کی بھی فضیلت کے
 قائل ہیں اور باوجود ایسی خطا قاس کے اوسکے معاملہ جفا سے چشم پوشی کرتے ہیں چھم
 مجالس المتونین میں ملا نور اللہ شستری نے ابو بکر جھڑ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ زید
 شہید نے خاص اپنے واسطے دعوی امامت کیا اور خروج کیا تلوار لیکر اور کہا کہ امام وہ
 ہے ہم اہلبیت ہیں کہ آشکارا تلوار لیکر خروج کرے نہ وہ کہ اپنی امامت کو پوشیدہ رکھے
 اور امامت امام محمد باقر سے قطعی انکار کیا اور سلسلہ امامت کا بھی برابر اونکی اولاد میں
 جاری رہا مگر شیعہ زید شہید اور اونکی اولاد سے کی طرح کا گمان بنہیں رکھتے ہیں بلکہ سب
 واجب کھجبت جانتے ہیں ششم در بیان امام حسن عسکری و امام جعفر کے بابت
 امامت لعن و طعن و نسبت باہد گرفتار و ارتکاب کبائر کے واقع ہوئے چنانچہ کتب شیعہ
 میں بھی مرقوم ہے ہفتھم پانچون صاحبزادوں حضرت امام جعفر صادق یعنی محمد و جعفر
 و عبد اللہ و موسیٰ و اسماعیل میں امامت پر بہت کچھ مخالفت ہوئی چنانچہ عبد اللہ افسطہ نے
 کہ برادر حقیقی اسماعیل کے تھے اور اسماعیل اولاد اکبر امام جعفر کے تھے و طہ نے والد ماجد کے
 روبرو انتقال کر گئے تھے بعد رحلت امام جعفر اپنے بہائی اسماعیل کے وراثت کا دعوی کیا

بغی و شتم
 نجات
 اس کا
 اور نور اللہ
 شستری
 نے

اور مدعی امامت کے بھی بھٹے اور اپنے والد ماجد کی بھی تجسیم و تکفین و انہوں نے ہی کی
 اور انگریزی بھی امام جعفر کی انہوں نے ہی لی حضرت امام جعفر نے حضرت عبداللہ بھی
 کو وصی امانتوں کا کیا تھا جملہ سے اس سبب سے دعوی امامت کیا کہ حضرت امام محمد باقر
 نے حضرت امام جعفر سے فرمایا تھا کہ تیرے گھر میں ایک فرزند ہو گا نام اس کا محمد ہو گا وہ
 امام ہو گا یہی سند ہے اونکی امامت کی اسطرح سے سہا عیالہ امامت اہل و رح جاتیہ
 امامت اسحاق و موسویہ امامت موسیٰ کے قائل ہیں اور بعد امام علی رضا کے امام محمد تقی
 کم عمر تھے اکثر شیعہ نے اونکی امامت سے انکار کیا ہے اور بعد امام تقی موسیٰ بن محمد نے
 دعوی امامت کیا اور بہت سی جماعت نے اونکی متابعت کی اور بعد حضرت علی نقی
 کے جعفر بن محمد نے دعوی امامت کیا اور ان لوگوں کا لقب کہ قائل امامت بن محمدی
 کے تھے جاریہ ہوا جب حضرت امام حسن عسکری نے وفات پائی امام جعفر کی امامت کو
 تقویت ہوئی اور انہوں نے اپنے دعوی میں بیان کیا کہ حسن بن علی نے کوئی اولاد
 نہیں چھوڑی اور امام کے واسطے شرط ہے کہ با اولاد ہو پس قائلین امام عسکری نے بھی
 حضرت جعفر ہی کی امامت پر رجوع کی از انجملہ حسن بن علی بن فضال سے جو معتدین
 معتدین شیعہ سے ہے بعد جعفر بن علی کے اونکے پسر علی بن جعفر و دختر بنت جعفر نے
 شراکت میں دعوی امامت کیا علی بن القیاس جسکو زیادہ اختلاف امامت آئمہ و بیہنا
 منظور ہو وہ مجالس المنیر و کلینی وغیرہ معتبر کتب شیعہ میں دیکھ لے اس فقیر میں گنجائش
 بیان کی نہیں ہے نہ ان کے ماننے والے کہ وہ سازندہ تھے نہ یہ کہ وہ جہم
 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملات بشریت سے کہ معصوم بھی نہ تھے در گذر کرین
 اور اونکے حقوق صحبت و قرابت کو کہ رسول اللہ کے ساتھ رکھتے تھے ملحوظ فرمائیں اگر
 شیعہ انصاف کریں تو بموجب اصول اونکے آئمہ و آئمہ زائے زمین و باب
 امامت بڑے بڑے عناد و فساد پر پا ہوں معاذ اللہ کافر ٹھہرتے ہیں جیسا کہ اصول

تندہ فاسد
 راجع بہ
 منصف
 حالات
 جعفر
 سے

کافی کلینی کی کتاب الحجۃ من اوہام امامت میں روایت ہے جب کہ یہ ترجمہ ہے کہ جو کوئی
 دعویٰ امامت کہے اور وہ دوازده آئمہ سے نہ ہو نہ اس کا کالہ ہو گا قیامت میں
 اگرچہ سید علوی و اولاد علی ابن ابی طالب ہی کیوں نہ ہو وہ کافر ہے دیکھو تم
 ایسے عقائد ناقص سے جسے جمیع بزرگان موصوفہ بالا جنکو تم معصوم بھی جانتے ہو
 کافر ٹھہرتے ہیں تم پر فرض ہے کہ بموجب اصول اپنے کے اوں پر بھی تبرک کیا کرو
 تاکہ ثواب جیاب اخروی پاؤ۔ اب اسکے ذیل میں تھوڑا سا ذکر ابن سبا کے
 مریدان صادق و معتقدان واقع کے تعصبات کا معہ اون کے حرکات ناشائستہ
 و سکنات نابایستہ کے لکھا جاتا ہے جس میں رائی برابر بھی ایمان ہو گا وہ ضرور ہی
 عبرت پکڑیگا بلکہ اس قوم خرد و دین ناهن شناس سے بالکل نفرت ہے تو یہ ہے
 کہ فی زمانہ اس فرقہ کا وہ حال ہے جیسا کہ رسول اللہ کے زمانہ میں یہود کا تھا
 اور صاحب کیوں نہ ہو کہ دراصل مورث اعلیٰ تو اس قوم بداندیش کا ابن سبا
 ہی تو ہے کل شیعہ صحیح الی اصلہ مع اصل بد از خطا خطائے کند ع
 عاقبت گرگ زادہ گرگ شود

مجملاً ذکر بعض اول تعصبات کا جس کے شیعہ معتقد ہیں

تعصب اول یہ ہے کہ جب اہل سنت و الجماعت کسی معاملہ متنازعہ فیہ میں کوئی
 آیت یا حدیث پیش کرتے ہیں شیعہ قطعی انکار کر جاتے ہیں اور اس کے جواب میں
 اپنے مجتہدوں کی روایات موضوعہ اور حکایات مصنوعہ کو حجت نامقبول و دلیل
 نامعقول لاتے ہیں ہر چند کہ یہ قاعدہ عربی و شہادت رجالی کے صحیح نہ ہوں
 تعصب دوم یہ کہ حضرت خاتم المرسلین اور حضرت امیر المومنین کو مراتب میں
 برابر جانتے ہیں حالانکہ فضیلت حضرت سرور عالم کی تمام مخلوقات پر متواتر

معتبر کتب شیعہ میں مرقوم ہے کہ حسبِ سوہم یہ کہ جو کوئی اپنے دل میں حضرت علی
 کی محبت رکھتا ہے گو یہودی ہو یا نصاریٰ یا مجوسی ہو یا ترسا قطعی بہشتی ہے اور جو کوئی
 کہ صاحبِ رسولِ امہ کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے گو متقی ہو یا زانیہ نمازی ہو
 یا عابد یقینی دوزخی ہے اگرچہ محبت اہلبیت کی بھی رکھتا ہو حالانکہ یہ امر خلاف نص
 قرآنی ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُرْءٍ مُّسْلِمٍ
 كَفَرَانَ لَسَعِيَّةً ۖ وَاِنَّ لَهُ لِكَاتِبُونَ ترجمہ اور جو شخص کہ کام کرنے میں سیکون
 سے اور وہ ایمان والا ہے پس نہیں ناشکری ہے واسطے کوشش او سکی کے اور
 تحقیق ہم واسطے او سکے لکھنے والے جب محبت رسول خدا صلعم کی بغیر ایمان کے
 کفار کے حق میں مفید نہیں تو محبت حضرت علی کی مشیر کون بیدین کے حق میں
 کیونکر کارآمد ہو سکتی ہے ع برعکس نخذ نام زنگی کا فوراً حسبِ چھارم یہ
 کہ محبت حضرت امیر کی جسکے دل میں ہوتی ہے او سکو کوئی گناہ کبیرہ مثل فسق و
 فجور کے ضرر رسان نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے وَمَنْ يَعْمَلْ سُوًّا فَيَتُوبْ
 تَرْجِمہ اور جو شخص کام کرتا ہے بد بلا و باجائے اس کا و من یعمل مثقال ذرۃ شرا
 ترجمہ اور جو شخص کہ عمل کرے برابر ذرہ کے بد و بیکے گا او سکو تعصب پنجم شیعہ
 بسبب عناد ملی و فساد قلبی کے است مرحومہ محمدیہ کو است مومنہ کتب میں حالانکہ
 رب اکبر است موصوفہ کی صفت اس طرح قرآن مجید میں فرماتا ہے کذٰلکَ خَیْرُ
 اُمَّةٍ اَخْرَجْتَ لِلنَّاسِ تَرْجِمہ ہونم نیک است نکالی گئی واسطے آدمیوں کے و
 کذٰلکَ جَعَلْنَاکَ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُ اَشْهَادًا عَلٰی النَّاسِ ترجمہ
 اور ایسے ہی بنایا ہئے تم کو است اوسط تاکہ ہو تم گواہ آدمیوں پر اور نیز روایت مستندہ
 صحیحہ حضرت امام حسن عسکریؑ جسکو ابن بابویہ نے تفسیر میں بسند صحیحہ نقل کیا ہے
 کچھ خیال نہیں کرتے عمرض بڑھتا گیا چون چون اکی تعصب ششم یہ ہے

کہ قرآن منزل میں امہ کو کتاب عثمانی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یقیناً کلام الہی کو حضرت
 زہری النورین نے تحریر کیا ہے اس لیے خلیفہ ثالث پر تبرک اکتے
 ہیں حالانکہ اسے قرآن کو کہ جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے جمع
 آئمہ کرام نہایت عبادت حالت نماز وغیرہ میں تلاوت کیا کرتے تھے بلکہ اکثر آئمہ
 نے اسی فرقان حمید کی تفاسیر بھی لکھی ہیں چنانچہ تفسیر حسن عسکری و تفسیر مجمع البیان
 وغیرہ کہ منجملہ تفاسیر شیعہ ہیں ہمارے محوے صادق کے شاہد ہیں اس صورت
 میں آئمہ بھی تبرک سے بری نہیں ہو سکتے کیونکہ جب جامع فتنان پاک نحو ذالہ
 مستحق تبرک ہیں تو عامل اس کے بدرجہا مستحق تبرک کے ٹھہرے واہ کیا مذہب مجاہدان
 اہلبیت کا ہے کہ اپنے اماموں پر بھی تبرک کرنے سے نہیں شرارتے تعصب ہفتہ
 حضرت عمر پر لعن کرنے کو ذکر خدا سے بڑھ کر جانتے ہیں حالانکہ کسی مذہب میں برائت
 بروں کے لیے بھی درست نہیں ہے چاہے ذکر خدا سے کہ نزدیک ہر مومن و کافر کے فضل
 اعمال و اکل افعال ہے کیونکہ بہتر ہو سکتا ہے ہوجرت شایب کبر کے ولذکر اللہ اکبر
 ترجمہ اور البتہ ذکر اللہ کا بہت بڑا ہے تعصب ہفتم کتب شیعہ میں ہے کہ لعن کرنا
 حضرت شیخین پر ہر صیغہ کو برابر شرک و جہنم کے ہے اور لعن کرنا ابو جہل فرعون اور
 عمرو پر برابر جہنم و انک کے بھی نہیں شمار کرتے ہیں تعصب ہفتم شیعہ حضرت
 رقیہ و حضرت ام کلثوم کو بہ سبب نکاح ہوئے ہمراہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
 کے اور رسول اللہ سے خارج کرتے ہیں حالانکہ شیخ الطائف ابو جعفر طوسی شیعہ اپنی
 کتاب تہذیب میں حضرت امام جعفر صادق سے یوں روایت کرتا ہے کان یقول
 قالہ عاء اللہم صل علی ساقیۃ بنت نذیک اللام صل علی ام کلثوم بنت نذیک
 ترجمہ حضرت امام جعفر صادق اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے امیر رحمت کر اور
 رقیہ بیٹی نبی اپنی کے والد امی اللہ رحمت کر اور ام کلثوم بیٹی نبی اپنی کے اسطر سے کلینی و تفسیر و نہج البلاغہ

ترجمہ حضرت امام جعفر صادق

فصل دہم شیعہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کو منافقوں سے شمار کرتے ہیں حالانکہ
 خلیفہ پاک نے حیات صاحب لو لاک میں ہی تمیز مبسوط و منافق فرباوی تھی جو تہمایہ
 شریف ما کان اللہ لیدر المؤمنین علی ما ائتم علیہ یحذر الخبیث من الطیب
 ترجمہ نہیں ہے البتہ تا کہ جو بڑے ایمان والوں کو ابراد سکے کہ تم او سپرہو بیان تاک کہ کثیر
 کرے ناپاک کو پاک سے مزید برآں حضرت خاتم المرسلین نے بنفس نفیس حالت
 حالات میں حضرت صدیق اکبر کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت علی اور حضرت ابوذر
 و سلمان فارسی و مقداد و عمار و غیرہ نے بھی ہمیشہ حضرت شیخین کے پیچھے پڑھی بلکہ
 حضرت علی نے خاص اپنی صاحبزادی حضرت عمر کو دمی حالانکہ یہ امر مسلمہ فریقین سے
 کہ منافق کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اور شرک یا منافق کے ساتھ ہونہ کا کھاج
 بھی صحیح نہیں ہے فرمایا رب جلیل نے دلائل مشکوٰۃ میں کہیں کہ حتیٰ انہم تہم
 نہ نکاح کرو تم مشرکین کے ساتھ یہاں تک کہ ایمان لاؤں **فصل ہفتم** یازدہم شیعہ
 کہتے ہیں کہ جتنے کلمات رحمت کلام خدا میں بحق مؤمنین و صالحین کے واقع ہوئی ہیں
 ان سے مراد ان کے کرام ہیں اور جتنے کلمات مذمت کے بحق منافقین و فاسقین وارد
 ہوئے ہیں ان سے مراد صحابہ عظام میں سوا ائمہ **فصل دہم** شیعہ معتقد ہیں کہ
 جو آیات بنیات کے بحق ہاجرین و انصار نازل ہوئے ہیں سب جہنمی بنی بنی
 حروف مشابہات کے **فصل ہفتم** سیر و شیعہ کہتے ہیں کہ آیات البیئت سے بعض
 کہتے ہیں حالانکہ البیئت مثل فرائض دیگر مثبت البیئت کو فرض جانتے ہیں چنانچہ نماز
 پنجگانہ و نماز جمعہ و دیگر واجبات و نوافل و تفاسیر و کتب حدیث و فقہ و غیرہ ہمارے
 و عوے دلائل کی تائید کرتے ہیں کوئی علما البیئت کا ایسا نہیں جسے البیئت کی
 بکثرت تعریف و توصیف بیان کی ہو جبکہ جی چاہے تمام کتب اہل حق میں یکسر
فصل ہفتم چہا و ہم شیعہ کہتے ہیں کہ جو شخص و قائلے جد تک نماز میں پڑھے گا

اور منی کے نکلنے سے روایت سجھ کر سنے جسکو ابوہریرہؓ نے صحیح کیا ہے اور روایت
 غلٹ چمپہ کلان میں جسکو ابن معلوم نے صحیح کیا ہے اور روایت متنبہا کرنا کلوخ مست
 جسکو صاحب جامع و تحفۃ العوام نے صحیح کیا ہے و نیز اکثر روایات مکی جو مذہب
 اہلسنت موافق ہوتی ہیں ان سب کو ساقط عن العمل رکھتے حالانکہ وہ سب بلا
 شک شبہ منجھلست ہاے نبوی صلعمت بین تعصب مقتدہ حکم اکثر کتب
 شیعہ میں مرقوم ہے کہ ناصبی یعنی اہلسنت یہود و نصاریٰ سے زیادہ تر نجس و ناپاک ہیں
 اگر کپڑا یا بدن میں کرباٹے او سکا دھونا ضروری جانتے ہیں جیسا کہ کتب فقہ شیعہ
 میں مذکور ہے تعصب ہمیز و ہم بجائے بسم اللہ کے ہر کام میں شروع کرنے کو
 لعن حضرت شیخین سے مبارک جانتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ او انکی شان میں رضی اللہ
 عنہم و رضو عنہ فرماتا ہے تعصب نوزو ہم کہتے ہیں کہ طلاق دینا از دآن
 مطہرات کا حضرت رسول خدا نے حضرت علیؓ کے اختیار میں کیا تھا حالانکہ
 خدا تعالیٰ نے مالک طلاق احکام المؤمنین کا رسول اللہ کو بھی نہیں کیا تھا جیسا
 کہ فرمایا خدا نے کہ یم یلا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدلن بہن من
 ازواج ولو اعجبک حسنہن ثم رجمہ نہیں حلال ہیں واسطے تیرے عورتیں پیچھے
 سے اور نہ یہ کہ بدلے تو ساتھ اونکے پیہوں سے اور اگرچہ نہایت تعجب میں آئے
 تجھ کو حسن اونکا یہ فضیلت ازواج مطہرات کو اس سبب سے حاصل ہوئی
 کہ انہوں نے حصہ دنیا سے قطعی دست بردار ہو کر آخرت کو اختیار
 فرمایا تھا اسی سے رب اکبر نے صاف صاف فرمادیا کہ یہ سب بیگیاں رسول اللہ
 سے کہی جدا نہ ہونگی نہ دنیا میں تلخی طلاق کی حکمیں گی اور نہ عجبے میں علیحدہ رہینگے
 یہ چند سے تعصبات حضرات شیعہ کے اس غرض سے قلمبند ہوئے تاکہ مسلمانوں کو
 ان کے خیالات فاسدہ سے عبرت ہو اور اونکی صحبت ناقصہ سے نفرت

اس کتاب کا لکھنا اور اس کو تصحیح کرنا

یہ کتاب لکھی گئی ہے کہ اس میں جو کچھ ہے اس سے مراد ہے

ع رسانیدن امر حق طاعت است *

مجملاً ذکر بعض تفاسیرات کا محبان الہییت سے

سوال اول وہ کلام الہی جسکو حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے جمع فرمایا تھا کہاں ہے اگر کہیں کہ گم گیا تو نسبت حضرت امیر کی ہدایت کے گم کرینکا بہت بڑا الزام آتا ہے اگر کہیں کہ امام غائب کے پاس موجود ہے تو اس صورت میں امام غائب بھی گنہگار ٹھہرتے ہیں کیونکہ انہوں نے عہد حضرت امیر کے زمانہ سے لیکر اپنے زمانہ خروج تک ہند گان خدا کو گمراہ رکھا اس عقاود سے تمام امام اور مجتہد شیعیان پاک کے بیدین سمجھے جاتے ہیں دوہم یہ کلام حق جسکو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا ہے اور اہلسنت نے اسکو اپنی بتلی کا تار بنایا ہے اہل تشیع کیوں پٹھتے ہیں اور کیوں اپنی اولاد کو پڑھولتے ہیں اور کیوں صواب مردوں کو اپنے نچھتے ہیں اور کیوں اوڑن سے پڑھولکے صواب نچھواتے ہیں اگر کہیں کہ یہ قرآن پاک صحیح ہے تو ہر انکار فضائل صحابہ رسول اللہ صلعم کہ کثرت خدا تعالیٰ نے فرمایا کیوں کرتے ہیں اگر کہیں کہ تزیب غلط ہے تو قرآن کے غلط پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں بلکہ اصرار و تکرار گناہ سے کافر ٹھہرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بھائے شیعوں کے پاس اصول مذہب کی کوئی دلیل نہیں ہے جس سے اپنے مخالفین کے سباحشہ میں ثابت قدم رہ سکیں سوہم جبکہ باعقاد و محبان الہییت کے نعوذ باللہ تمام صحابہ کبار و صحفہ رجبہ فضائل قرآن پاک کی آیتوں اور نیز شیعوں کی معتبر کتب کی روایتوں سے ثابت ہیں کافر یا مرتد یا منافق ہو گئے تھے تو ہر آئہ ہدیٰ نے کیوں اونکے ناموں پر اپنی اولاد مجاہد کے نام سے کہ چنانچہ معتبر تواریخ فریقین سے ثابت ہے کہ جناب امیر نے جو صاحبزادہ کیطن لیلیٰ بنت مسعود سے پیدا ہوا اونکا نام ابو بکر رکھا

۱۵ ای شیعوں کو مذکور کلام پر بے ہوشی سے دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ کلام حق ہے اور امام غائب کے پاس موجود ہے تو اس صورت میں امام غائب بھی گنہگار ٹھہرتے ہیں کیونکہ انہوں نے عہد حضرت امیر کے زمانہ سے لیکر اپنے زمانہ خروج تک ہند گان خدا کو گمراہ رکھا اس عقاود سے تمام امام اور مجتہد شیعیان پاک کے بیدین سمجھے جاتے ہیں دوہم یہ کلام حق جسکو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا ہے اور اہلسنت نے اسکو اپنی بتلی کا تار بنایا ہے اہل تشیع کیوں پٹھتے ہیں اور کیوں اپنی اولاد کو پڑھولتے ہیں اور کیوں صواب مردوں کو اپنے نچھتے ہیں اور کیوں اوڑن سے پڑھولکے صواب نچھواتے ہیں اگر کہیں کہ یہ قرآن پاک صحیح ہے تو ہر انکار فضائل صحابہ رسول اللہ صلعم کہ کثرت خدا تعالیٰ نے فرمایا کیوں کرتے ہیں اگر کہیں کہ تزیب غلط ہے تو قرآن کے غلط پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں بلکہ اصرار و تکرار گناہ سے کافر ٹھہرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بھائے شیعوں کے پاس اصول مذہب کی کوئی دلیل نہیں ہے جس سے اپنے مخالفین کے سباحشہ میں ثابت قدم رہ سکیں سوہم جبکہ باعقاد و محبان الہییت کے نعوذ باللہ تمام صحابہ کبار و صحفہ رجبہ فضائل قرآن پاک کی آیتوں اور نیز شیعوں کی معتبر کتب کی روایتوں سے ثابت ہیں کافر یا مرتد یا منافق ہو گئے تھے تو ہر آئہ ہدیٰ نے کیوں اونکے ناموں پر اپنی اولاد مجاہد کے نام سے کہ چنانچہ معتبر تواریخ فریقین سے ثابت ہے کہ جناب امیر نے جو صاحبزادہ کیطن لیلیٰ بنت مسعود سے پیدا ہوا اونکا نام ابو بکر رکھا

۱۵ ای شیعوں کو مذکور کلام پر بے ہوشی سے دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ کلام حق ہے اور امام غائب کے پاس موجود ہے تو اس صورت میں امام غائب بھی گنہگار ٹھہرتے ہیں کیونکہ انہوں نے عہد حضرت امیر کے زمانہ سے لیکر اپنے زمانہ خروج تک ہند گان خدا کو گمراہ رکھا اس عقاود سے تمام امام اور مجتہد شیعیان پاک کے بیدین سمجھے جاتے ہیں دوہم یہ کلام حق جسکو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا ہے اور اہلسنت نے اسکو اپنی بتلی کا تار بنایا ہے اہل تشیع کیوں پٹھتے ہیں اور کیوں اپنی اولاد کو پڑھولتے ہیں اور کیوں صواب مردوں کو اپنے نچھتے ہیں اور کیوں اوڑن سے پڑھولکے صواب نچھواتے ہیں اگر کہیں کہ یہ قرآن پاک صحیح ہے تو ہر انکار فضائل صحابہ رسول اللہ صلعم کہ کثرت خدا تعالیٰ نے فرمایا کیوں کرتے ہیں اگر کہیں کہ تزیب غلط ہے تو قرآن کے غلط پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں بلکہ اصرار و تکرار گناہ سے کافر ٹھہرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بھائے شیعوں کے پاس اصول مذہب کی کوئی دلیل نہیں ہے جس سے اپنے مخالفین کے سباحشہ میں ثابت قدم رہ سکیں سوہم جبکہ باعقاد و محبان الہییت کے نعوذ باللہ تمام صحابہ کبار و صحفہ رجبہ فضائل قرآن پاک کی آیتوں اور نیز شیعوں کی معتبر کتب کی روایتوں سے ثابت ہیں کافر یا مرتد یا منافق ہو گئے تھے تو ہر آئہ ہدیٰ نے کیوں اونکے ناموں پر اپنی اولاد مجاہد کے نام سے کہ چنانچہ معتبر تواریخ فریقین سے ثابت ہے کہ جناب امیر نے جو صاحبزادہ کیطن لیلیٰ بنت مسعود سے پیدا ہوا اونکا نام ابو بکر رکھا

اور ایک صاحبزادہ کا نام عمر جو بطین حبیبہ بنت ربیعہ سے تولد ہوئے تھے رکھا اور ان کا
صاحبزادہ کا نام عثمان جو بطین ام البنین بنت حزام بن خالد سے تھی رکھا اور ایک صاحبزادہ
کا نام ام المومنین ازوجہ رسول خدا صلعم کے نام پر جبکہ حضرت میمونہ کتبہ بن رکنا علی بن
اسیطرح سے آئے اور صاحبزادوں کے نام بھی مثل حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم
کہ ازواج حضرت ذی النورین کی تھیں رکھو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی
انے صاحبزادوں کے نام حضرت ابوبکر کے نام پر کہ بی بی منکوحہ کے شکم حرم سے
تھے رکھے اور عمر اور عبد اللہ کا لاطون ہایات سے پیدا تھے اور یمنیون صاحب
بہراہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عمر کہ اگر بالین شہید تھے کہ اور اسطرح
سے آپ کے ایک صاحبزادے کا نام حضرت طلحہ کے نام پر تھا جو بطین ام اچاق سے
تولد ہوئے تھے اور حضرت امام زین العابدین کے بھی ایک صاحبزادہ سے کا نام
عمر تھا اور حضرت امام موسی کاظم نے بھی اپنے صاحبزادوں کے نام حضرت ابوبکر
و حضرت عمر و حضرت عبداللہ و حضرت عبداللہ کے نام پر نام رکھے اور حضرت امام
رضا نے اپنی نو چہنی کا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے نام پر نام رکھا اور حضرت
امام علی نقی نے بھی اپنی دختر کا نام عائشہ رکھا انکو عالیہ بھی کہتے ہیں و حسن علی ہادی
ابن سبا کے مرید و جواب دو کہ جب با عتقاد تھائے عیاذ اللہ صحابہ با صفا
سزاوار فضیلت و کرامت کے نہ تھے تو کیوں آئمہ کرام نے ان کے ناموں پر اپنی
اولاد کے نام رکھے چہا ر ہم ایسے مومن و جوانمرد کو کہ جبکہ مقابلہ میں تمام جہان عاجز
ہو اور تنہا وہ عالم پر غالب ہو آیا او سکول اپنے لڑکے منافق اور خالص اور مرد اور
خائن کے ساتھ بیاہ دینا جائز ہے یا نہیں اور یہ بھی فرمائی کہ دختر موسیٰ شعی کا نکاح
سنی ناصبی سے ہو سکتا ہے یا نہیں آیات بکینات پنجم جبکہ جناب امیر نے ازراہ
تقیہ کے صحابہ کلمہ کی بعیت کی تھی تو پھر حضرت امیر معاویہ کسے کیوں جہاں قتال

کی اس مرتبہ تفتیہ نہ کرنا کیا معنی کہ کتاب ششم معتبر کتاب شیعوں سے بخوبی ثابت ہے
 کہ حضرت امیر نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت کی اس صورت میں قول جناب امیر کا محض لفظ ہے
 قال امیر المؤمنین انی والله لو لقیتم واحداً وهدوا لادری کلہا ما بالیت
 ولا استوحشت والی من ضلالتہم اللتی ہم فیہا والہدی الذی انا علیہ
 علی البصیرۃ من نفسی ویقین من ربی والی لقاء اللہ حسن ثوابہ لمنظر راجح
 کذا فی النج البلاغہ ہفتم حضرت اسد اللہ الغالب علی کل غالب نے ہمیشہ تفتیہ کیا حضرت
 امام حسینؑ و نیز حضرت مسلم و صاحبزادگان حضرت مسلم رضوان اللہ علیہم جمعین نے
 کیوں نہ تفتیہ کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ شہیدان موصوف
 نے حضرت شیر خدا کی مخالفت کی مانتھم جناب امیر نے خولہ بنت جعفر مامیر
 کو جو عہد خلافت حضرت صدیق اکبرؓ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں سے گرفتار
 ہو کر آئی تھیں اور محمد بن الحنفیہؓ اپنے بطن سے پیدا ہوئے جب یہ جہاد صحیح نہیں
 تھا تو کیوں اونکو ہبستہ فرمایا اور غنیمت ناجائز میں کیوں تصرف کیا اگر کہیں کہ عتاق
 یعنی آزاد کر کے کالج کر لیا تھا تو عتاق و مالک غیر میں جائز نہیں تھم حضرت شہر بانو
 بنت یزید و جروشاہ فارس جو حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں مقید ہو کر آئی
 تھیں چنانچہ اونکو خلیفہ برحق نے حضرت امام حسینؑ کے حوالہ کیا جب یہ خلافت اور
 غنیمت درست اور حلال نہ تھی تو امام معصوم نے کیوں عطیہ نادرست اور حرام
 میں تصرف کیا پس یہ تصرف نادرست و انسانی غصہ تھم آئمہ ہدی کا ٹھہرنا ہے مزید برآں
 کہ اس بازار میں آنحضرتؐ کو خود اسید بیگوانندگی بھی ہوتی ہے بلکہ صحیح النسب
 نہیں ہو سکتے اگر کہیں کہ حضرت امام حسینؑ حقدار تھے تو موجودگی حضرت علیؑ و حضرت
 حسنؑ کے کیونکر حضرت حسینؑ مستحق ہو سکتے تھے وہم مسلم
 بن قیس ہاشمی کے کتاب و مناسبات البنی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے

یہ کتاب ششم معتبر کتاب شیعوں سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت امیر نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت کی اس صورت میں قول جناب امیر کا محض لفظ ہے قال امیر المؤمنین انی والله لو لقیتم واحداً وهدوا لادری کلہا ما بالیت ولا استوحشت والی من ضلالتہم اللتی ہم فیہا والہدی الذی انا علیہ علی البصیرۃ من نفسی ویقین من ربی والی لقاء اللہ حسن ثوابہ لمنظر راجح کذا فی النج البلاغہ ہفتم حضرت اسد اللہ الغالب علی کل غالب نے ہمیشہ تفتیہ کیا حضرت امام حسینؑ و نیز حضرت مسلم و صاحبزادگان حضرت مسلم رضوان اللہ علیہم جمعین نے کیوں نہ تفتیہ کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ شہیدان موصوف نے حضرت شیر خدا کی مخالفت کی مانتھم جناب امیر نے خولہ بنت جعفر مامیر کو جو عہد خلافت حضرت صدیق اکبرؓ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں سے گرفتار ہو کر آئی تھیں اور محمد بن الحنفیہؓ اپنے بطن سے پیدا ہوئے جب یہ جہاد صحیح نہیں تھا تو کیوں اونکو ہبستہ فرمایا اور غنیمت ناجائز میں کیوں تصرف کیا اگر کہیں کہ عتاق یعنی آزاد کر کے کالج کر لیا تھا تو عتاق و مالک غیر میں جائز نہیں تھم حضرت شہر بانو بنت یزید و جروشاہ فارس جو حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں مقید ہو کر آئی تھیں چنانچہ اونکو خلیفہ برحق نے حضرت امام حسینؑ کے حوالہ کیا جب یہ خلافت اور غنیمت درست اور حلال نہ تھی تو امام معصوم نے کیوں عطیہ نادرست اور حرام میں تصرف کیا پس یہ تصرف نادرست و انسانی غصہ تھم آئمہ ہدی کا ٹھہرنا ہے مزید برآں کہ اس بازار میں آنحضرتؐ کو خود اسید بیگوانندگی بھی ہوتی ہے بلکہ صحیح النسب نہیں ہو سکتے اگر کہیں کہ حضرت امام حسینؑ حقدار تھے تو موجودگی حضرت علیؑ و حضرت حسنؑ کے کیوںکر حضرت حسینؑ مستحق ہو سکتے تھے وہم مسلم بن قیس ہاشمی کے کتاب و مناسبات البنی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے

عن امير المؤمنين ان الصلابة اوتد بعد النبي الا ربعة وفي رواية عن الصادق
 بقول حضرت امير المؤمنين صرح چار صحابہ مومن سے اور بقول امام حسن
 چھ ان دونوں روایتوں میں سے کونسی روایت سچی سمجھی جائے اگر حضرت امیر
 کا قول صحیح ہے تو حضرت صادق ہونے ٹھہرتے ہیں اور اگر حضرت صادق کا
 قول صحیح ہے تو حضرت امیر عالم علم لدنی نہیں سمجھے جاتے بلکہ ان دونوں روایتوں
 سے حضرت امیر کا امیر المؤمنین ہونا بھی نہیں ثابت ہوتا ہے کیونکہ امیر المؤمنین
 بغیر اجماع کے ہونہیں سکتا اگر کہیں کہ باجماع انہیں صحابہ کے جناب امیر المؤمنین
 ہوئے تو اس صورت میں جناب امیر اپنے ہی قول کی رو سے امیر المرتدین ٹھہرتے
 ہیں اور قول امام کا بھی اسی عقاد و فاسد کی صداقت کرتا ہے اس موقع پر یہ بات بھی
 قابل دریافت ہے کہ چار صحابہ یعنی حضرت مقداد و حضرت سلمان فارسی و حضرت
 ابوذر غفاری و حضرت عمار یا سر کہ سچا صحابہ مہاجرین سے ہیں تو بتائیے کہ صحابہ
 انصار کون سے ہیں جنکی بد چھب اصف قرآن پاک میں مذکور ہے یا زوہم معتبر
 کتب شیعوں میں فضیلت متعہ کی بکثرت مرقوم ہے حتیٰ کہ ان کے لئے مومن کو
 درجہ اعلیٰ امامت اور رسالت پر پہنچا دیتا ہے اور صورت نکاح و بیعت کے ترک
 عبادات فضل و طاعت اکمل کا لازم آتا ہے اور آئمہ گرام خاطر و عاصی ٹھہرتے
 ہیں کیونکہ شیعوں کی کتب معتبر سے ثابت ہو چکا ہے کہ کبھی کسی امام کے متعہ نہیں
 کیا اور ہر ایک شیعہ بذریعہ متعہ ہر تہہ آئمہ ائمہ یسین و خاتم النبیین ٹھہرا ~~حضرت~~
 تافرق مدارج نہ کنی زندیقی و وازوہم حضرت امام حسین نے خلافت کیوں
 سپرد حضرت معاویہ کے کی حضرت امام حسین کو کیوں نہ حوالہ کی آیا امام حسین
 قابلیت امامت کی نہیں رکھتے تھے یا باہم عداوت تھی یا بہ سبب مشورہ صحابہ
 کے ایسا کیا اگر بیاقت نہ تھی تو امام نہ ٹھہرے اور اگر عداوت تھی تو معصوم نہ ٹھہرے

معتبر کتب شیعوں سے ثابت ہے کہ سیرت بنو العین ہوتی ہے جو جب شعر
نفس العین کے بود و طاہر ہو سکے نوکست سیرت و کافر و پس سیرت آئندہ کرام کی
نسبت کیا حکم کرتے ہیں علماء شیعہ چہاڑدہم جدم کہ حضرت رسول خدا نے دعویٰ
توحید خدا اور اپنے رسول ہونیکا کیا تھا آیا او سد م دعویٰ اپنے نائب کی نیابت کا کہ
بعد ہمارے حضرت علی ہونگے کیا یا نہیں اگر کیا ہے تو شیعہ اپنی کتب معتبر سے ہجو
ثابت کر دیں یا نرد و ہم صحابہ خصوصاً خلفاء ثلاثہ ازمانہ پیغمبر خدا میں کافر یا منافق
تھے یا بعد وفات آنحضرت کے کافر یا منافق ہوئے اگر زمانہ حیات پیغمبر میں تھے
جیسا کہ کتب شیعہ میں مرقوم ہے کہ پیغمبر نے البوکر کو ہمراہ اپنے سفر ہجرت میں آیلے
لیا تھا تاکہ کفار قریش کو نشان ندین تو پیغمبر آپہ کریمہ یا ایہا البنی جاہل الکفار المناقین
کو کیوں نہ عمل میں لائے معاذ اللہ اس صورت میں پیغمبر برحق باعقاد شیعان گنہگار
ٹھہرے اور پیغمبر کا کوئی یار غار و حامی و مددگار بھی نہیں پایا جاتا بتائے تو وہ
کون لوگ ہیں جنہوں کی شان میں خدا تعالیٰ نے بصفہت مجاہدین و الانصار
کے آیات بینات مثل والسا بقون الاولون من المہاجرین و الانصار و الذین
اتبعوا ہم باحسان رضی اللہ عنہم و رضو عنہ الخ وغیرہ نازل فرمایا ہیں اور وہ کون
لوگ ہیں جنہوں نے دین محمدی کو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک
پھیلایا اگر بعد وفات پیغمبر کے کافر و منافق ہوئے جیسا کہ سلیم بن قیس الہمالی
نے کتابت ابی بن ابی عکباس روایت کیا ہے عن امیر المؤمنین از الصحابۃ
ان قد طبع النبی الاربعة انفس و فی سوا ذلک صادق الا سستہ
ان ووفون کلامون میں تناقض دارو ہے بہر کیف جناب امیر آپہ کریمہ وقتا قتلوا ہم
حتی لا یذکون فتنہ و یذکون الذین یلکون کو کیوں نہ عمل میں لائے کیونکہ ترک قتال و منصب الح

بعد ان کے حق حضرت عثمان کا بعد ان کے حق حضرت علی کا جیسا کہ مجمع البحرین میں
 امام رضا سے منقول ہے وہ راوی ہیں امام موسیٰ کاظم سے وہ راوی ہیں امام
 جعفر صادق سے وہ راوی ہیں امام محمد باقر سے وہ راوی ہیں امام زین العابدین
 سے وہ راوی ہیں شہید کربلا سے وہ راوی ہیں امیر المومنین سے اسطر سے اثبات
 خلافت حقہ خلفائے ثلاثہ کا معتبر تفاسیر شیعہ مثل مجمع البیان طبرسی و خلاصۃ النہج کا شاذ
 و تفسیر قمی و جرجانی و حسن عسکری وغیرہ سے پایا جاتا ہے اگر خلافت بلا فصل حق
 جناب اسیر کا ہوتا تو ہرگز سکوت نہ فرماتے جیسا کہ بمقابلہ حضرت امیر معاویہ
 کے سکوت نہ فرمایا اس لیے کہ اس مرتبہ حق جناب اسیر ہی کی جانب متحقق تھا
 اگر کہیں کہ بسبب قلت اعوان و انصار کے ترک قتال صحابہ ثلاثہ سے فرامی
 تو جنگ کرنا جناب اسیر کا باوجود قلت اعوان کثرت لشکر و ثمنان سے ثابت ہوتا
 ہے چنانچہ معتبر کتاب مجالس المومنین شیعہ میں مرقوم ہے کہ از قریش بھی بیخ افہام
 مرتضیٰ کو وند و سیز وہ قبیلہ ہمراہ معاویہ کو وند سوا ہے اسکے کذب آیہ کریمہ کہ من
 ذلۃ قلیلۃ غلبت علی قلیلۃ کثیرۃ میں لازم آتا ہے پس ہر دو صورت میں الغنی
 حالت حیات یا بعد وفات پیغمبر خدام کا فرمایا تم یا منافق ہوئے تو تکذیب اوں
 اقوال آئمہ کی جو معتبر کتب شیعہ میں کثرت اوصاف احباب باصفائیں مرقوم ہیں
 ہوتی ہے جسکے چند نمونے ہم نے ذکر احباب رسالت آباء میں قلبین کے ہیں چون
 کو چاہیے کہ اقوال موصوفہ بالا کی تکذیب میں زیادہ تر کو شمش کریم بلکہ جو جب
 اپنے فرض مذہبی و واجب دین ابن سبائی کے اس امر بکروہ مخالف طبع شیعہ کی
 بہت کچھ سانگی ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو اقوال آئمہ کو جو اکابرین و رتبہ ہمارے کتب
 کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کسی شیعہ سے نہویکے گا اگر یہ امام غائب بھی ہو کرین
 یا امام ثامن ضامن نہیں والدہ جائے جواب باصواب ہے شاید کو کس ہونچال میں

با صفا کے منصب خلافت الہی کو پہنچنے کو نور و ہم کشف الغمہ وغیرہ معتبر کتب شیعہ
 میں مرقوم ہے کہ چودہ سو صحابہ کی شان میں آیہ لقد رضی اللہ عن المرسلین
 اذ یبایعونک الخ نازل ہوئی جس میں بالاتفاق غلطاً ترمذی و اہل ثنیں
 اس صورت میں قول جناب امیر اور امام صاف کا کہ صرف چار یا چھ صحابہ
 مؤمن رہے باقی سب مرتد ہو گئے محض لغو ٹھہرا ہے۔ حضرت رسول خدا اپنی
 حیات مبارک میں ازواج مطہرات و حضرت عباس رضی اللہ عنہم کو بھی محاصل
 فداک سے دیتے تھے یا نہیں اگر دیتے تھے تو بعد وفات خلاف عمل حضرت صلح
 کے حضرت زہراؑ کے کیوں دعویٰ فداک کیا اور اگر نہیں دیتے تھے تو پھر اور عیاش
 اونکی کونسی تھی اس کا جواب شیعہ اپنی کتب سے دین لست و حکیم حکایت بقید شیعان
 محبت اہلبیت و عترت کی کافر اور شرک کو بھی بہشت میں داخل کر لگی تو پھر کیوں
 شیعہ تکلیف عبادات کو کام فرماتے ہیں اور کیوں محرمات شرعیہ کو عمل میں نہیں
 لاتے لست و وہم اہلبیت باتفاق اہل لغت گہر کے لوگوں کو کہتے ہیں اور
 خدا آن پاک میں بھی خدای تعالیٰ نے حضرت ساراجی بی حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کو یا اہلبیت فرمایا ہے پھر کیا وجہ ہے جو ازواج مطہرات رسول اکرم
 و احل اہلبیت نہیں کئے جاتے ہیں لست و وہم عترت کے معنی ہی
 لغتوں میں اقارب کے ہیں جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ و زہراؑ
 برادر عمہ زاور رسول اللہ و حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و غیر
 رسول اللہ و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی و امام رسول اللہ سوا
 ان بزرگوں کے حضرت فاطمہؑ اور اون کی اولاد بھی اس میں داخل
 ہیں پھر کیا وجہ ہے جو سوائے پنجتن کے اس لفظ کا اطلاق دوسروں پر
 نہیں کیا جاتا ہے لست و چھارم آل معنی ہے جیسا کہ فرمایا

خدا ہی تعالیٰ نے آل فرعون کا لاکھ فرعون کے کوئی بیٹا بچی نہ رہا
مگر شیعہ آل کے معنی اولاد فاطمہؑ لیتے ہیں تاکہ حقوق صحابہؓ عالی صفات
و ازواجؓ مطہرات و استمرار کے باطل ہو جاویں کیا سبب ہے جو اپنے
مطلب کے معنی لیے جاتے ہیں اور لغتوں کے خون کئے جیسے تھے ہیں
بست و پیچم مولیٰ مجنی اوئی و یار و یار می و ہندہ و صاحب و عثمان
آزاد شدہ و غیرہ تمام لغتوں میں ہیں پھر کیا دلیل ہے جس سے معنی
نیابت علیؑ سمجھے جاتے ہیں اور تمام صحابہؓ نفوذِ باعدہ و ائمہ و وسعتی رایت
پناہ سے خارج کئے جاتے ہیں بست و ششم خج المہانت میں ہے
قتل محمد بن الحنفیۃ لم یقر ابویک فی الحرب ولا یقر بہا الحسن والحسین علیہما السلام
فقال لانہما عینا وانا عینہ فہو لک من عینہ **ششم** کچھ لوگوں نے محمد بن الحنفیۃ سے
سوال کیا کہ آپ کے پدر بزرگوار لڑائیوں اور جنگوں خوفناک میں تکوین سے
اور حضرت حسنینؑ کو اپنے سے جدا نہیں کرتے اس کا کیا سبب ہے
حضرت ابو محمد بن الحنفیۃ نے بنظر انصاف فرمایا کہ حضرت حسنینؑ ہمارے
والد ماجد کی اولاد میں بمنزلہ آٹھ کے ہیں تمام جسم انسانی میں اور
و وسہی اولاد بمنزلہ ہاتھ پانوں کے جتنا کہ ہاتھ و پانوں سے
کام سرانجام ہو سکے آنکھوں کو تکلیف دینا کیا ضرور ہے و دیکھو اس
صورت میں معاویہؓ حضرت حسنینؑ لائقِ امانت نہیں سمجھے جاتے
ہیں بست و ہفتم خلافتِ ثلاثہ اگر غاصب تھے یا حبابہ و
مناصب کے طالب تو اولیٰ بزرگوار و ان سے بعد اپنے کیونے باشندین
و ولیہد اپنی اولاد کو کیا کیونکہ کوئی غصب نہیں کرتا مگر بہ طمع و فتنہ
رسانی اپنی اولاد کے جیسا کہ حضرت معاویہؓ نے کیا اور اس دم

تاک سلاطین ایران و لکھنؤ وغیرہ کرتے چلے آتے ہیں بستی و مشتم
 جبکہ حضرت عمرؓ کو بڑھم شیطان اہلبیت سے معاوضہ عداوت تھی
 جیسا کہ کتب شیعہ میں بہت کچھ روایات و اہیات مثل خنجر مارنے پہلوی
 اقدس حضرت زہراؓ پر اور گھر جلانے حضرت موصوفہ کا آگ لگا کر مرقوم
 ہے پس تعجب ہے کہ محدث ہے چند اہلبیت کو قتل کیوں نہ کر ڈالا جیسا کہ یزید
 یلبد نے خاندان نبوت کے ساتھ کیا بستی و مہم ہر قول پیغمبر وحی ہجری
 یا نہیں اگر وحی ہے پس ظہور خلافت خلفائے ثلاثہ خلاف وحی کیونکر واقع ہوا یہ
 امر و شوق سے خالی نہیں ہے یا یہ کہ ہر قول پیغمبر کا وحی نہیں ہے پس
 وحی کرنا پیغمبر خدا کا جناب امیرؓ کو اپنی رائے سے ہو گا اگر بالوحی ہوتا تو جناب
 امیرؓ ضرور ہی مسند خلافت بلا فصل پر جلوس فرماتے یا خدا تعالیٰ کو
 علم غیب حاصل نہ تھا کہ خلاف وحی اسکے امر خلافت ظہور میں آیا یا مجبور
 محض تھا کہ اس کچھ نہ بن پڑا ایسے عقائد سے خدا تعالیٰ عالم الغیب و قادر
 و تدبیر نہیں سمجھا جاتا ہے بستی گفتہ گفتہ من شدم بسیار گوید از شما یک تن
 نشدند اسرار جو و السلام علی من اتبع الهدی عقدہ ملائیل۔

شکر خدا بہرکت سید الانبیاء نہایت تکمیل تکملہ کی کامل طور پر ہوئی
 چونکہ یہ کتاب جواب ہے انوار الہدیٰ و فیض الکاظم
 کچھ عبارت انوار الہدیٰ ضمناً بدیہ ناظرین کیجائی ہے
 تاکہ اس کے مصنف کی قابلیت

طنا سر ہو

و ہوا پڑا

✽

مجلد کا ذکر بعض تصرفات و اہیات رسالہ انوار الہدیٰ مولفہ شیخ احمد صاحب کھن چوری پونہ دی شیعی جیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی الخیر خلقہ محمد سید المرسلین
وآلہ الصالحین واصحابہ المتقین واسرا واجلہ الطاہرین ودریات

الطیبین وعامل القرآن اجمعین الیوم الدین

اما بعد معتقد صادق آل الطہار و مقلد وثق اصحاب کبار محمد جہانگیر خان سکواہوی
خدمت میں اہل ایمان کے التماس کرتا ہوں کہ قبل ازین شیخ احمد صاحب
شیعی جیدی مابہر علم کلام واقف فنون تمام کی تھی۔ وزیر گاروب حیدر کراچی
وان فایسی خوان نے ایک رسالہ اہانت قبائل بلکہ پورا کڑھی کا بالہ بلکہ شایہ و ک
اندھیرے گھر کا اوجا ہسمی انوار الہدیٰ اپنی سمجھ اور رائے کے موافق لکھا تھا
مانذاوس جملہ زبان کا صرف اس قدر تھا کہ معاذ اللہ صاحب رسالت تاب
بالخصوص خلفائے ثلاثہ کسی لائق نہ تھے نہ رسول اللہ کی کچھ مدد کی اور نہ کسی حرکت
میں شریک ہوئے اور اگر کبھی شریک ہی ہوئے تو بہاگ کے بلکہ جو کچھ
فتوحات کہ رسول خدا کو میسر ہوئیں وہ سب اللہ کی قدرت کا نمونہ ہیں مثل
بدروجنین و احسد و خندق وغیرہ یہ حالات مولف نے رسالہ اللہ کی حیات
مبارک کے لکھے تھے جب بعد وفات رسالت پناہ کے وہ ازوہ آئمہ کے
معاملات و واقعات کو بیان کرنا چاہا تو ازلیہ سکاؤ بندہ گ کے دوسری
زنگت بدل دی (بقول شخصے۔ پھر بے ٹوہیت) سہیہ وان بے فخرتہ لکھتے ہیں

کہ غلط فہم سے کوئی معجزہ و کرامات و خرق عادات نہ ہو۔ میں نہیں جانتا کہ
 اس فن میں بدرجہا سناق بلکہ شہرہ آفاق بلکہ طاق تھے کہ دم بہرہ میں نہا
 کو شیر اور بہیر یہ کو بہیر چڑیا کو باز اور بگلے کو قاز سہا کو نور شہید اور شتر می
 کو ناہید کوڑی کو پیا اور مکی کو بھینا بنا تے تھے ہر نامہ کی مراد تھے اور
 سرے اولاد کو اولاد چنانچہ اسی بنا پر مولف نے استحقاق نیابت نسبت
 آئمہ کے فہمیت کیا تھا اس کتاب خراب پر شیعوں کو اس قدر ناز تھا
 کہ اندری میں اکثر مرزا صاحب تو سینوں سے فخر یہ دریافت کرتے کہ قبلہ
 آپ جناب مولوی شیخ احمد صاحب کو کہ وہ پہلے سینوں کے ٹکے عالم
 بلکہ رکن اعظم تھے اب مذہب حقہ اثنا عشریہ جعفریہ کی حقیقت سینوں ہی کی
 کتب سے ثابت کر کے شیعہ پاک ہو گئے ہیں پچانتے ہیں اور بعض میر صاحب
 شیخ جی کے کاغذات سیاہ کو پڑھ کر سو بھی آنکھیں بند کر کے بے سمجھے ہو جھے
 ایسے اتراتے کہ جبکا کچھ ٹھیک نہ کہنا ہی نہ تھا جہاں کہیں سید صاحب کسی
 شئی ناواقف کو پاتے فوراً بغل سے نکال شیخ جی کا نامہ اعمال پڑھ کر سناتے
 پچانے شئی مظلوم شیعوں کی اس زیادتی سے از بس تنگ تھے بالخصوص
 اون خاص مقاموں پر جہاں اس طوفان بے تمیزی کی از حد طغیانی ہے
 جب یہ شور و غب ہم نے بھی سنا بڑی وقت سے شیخ جی کی گوگرد سرخ
 کو جھم پونچایا دیکھی سر اسر ہیچ پوچ بلکہ بالکل خاک و دھول مضمون خطا معنی
 غلط بلکہ خود ہی غلط حتیٰ کہ آیات قرآنی میں بھی تبدیل و تحریف جسکا نمونہ الفہرست
 مطبوعہ مطبع عترت حسین شکوہ آبادی کے صفحہ ۲۰۵ سے صفحہ ۲۱۱ تک میں موجود
 ہے سوائے اسکے اور تو مولف لی رموز کان کیون و قال بقول معنی کے
 مطلب پر بطور کے سمجھنے کو انسان کی قناعت کیا ہے بلکہ جن کو بھی قناعت نہیں

کہ مولف کے طلسم حیرت سے ایک ہی سانس کوئل کے غمگینہ جہنم بیدار ہو گیا
 کلام میں مولف صاحب استاد اول بلائے قابل تھے جسے بہت سی
 تحصیل عشق و زمزمی آسان فرمادے۔ جانشین سوخت آخرو کا سب ایسی سال
 لہذا کہنے ہی واسطے اعانت و حمایت اپنے دین دار بہائیوں کے جو طلبہ ان فرما
 سے نالائقی تھے جو اب ایک رسالہ سمعی اظہار الہدیٰ بلا تعصب لکھ ڈالا اور اس میں
 اہتمام یہ کیا کہ جزو کل معاملات بھجائے شدہ و بے کمر و کیفیت حالات آئمہ اثنی
 عشرہ کو بطریق مختصر و معتبر تواریخ فریقین سے لکھئے کہ اگر صحابہ رسالت
 مآب کسی قابل نہ تھے تو کیوں خدای تعالیٰ نے انکی شان میں آیتیں اوتاریں
 اور اگر باعدقاو شیعیان خدای تعالیٰ تو بہ تو بہ بھول ہی گیا تھا تو آئمہ ہدای نے
 کیوں انکے حق میں حدیثیں بیان کیں اگر وہ بھی خطہا پرستے تو کیوں بیسیرین
 و مجتہدین شیعہ ان پاک نے وہ حدیثیں و آیتیں اپنی معتقد کتب میں درج کر دیں
 جب ہمارے جواب پر شیعوں کی نظر بڑھی جل بہن کر کباب ہو گئے ایسے دیوان
 کا نوفا کر کیا بڑے بڑوں کے حواس خمسہ بکھو گئے بہت سے دیکھایہ کہا ان
 تراکمانہ جئے بنگالیوں کے و بنا رہے بھجوا نکلیں۔ ہر چند کہ یہ صاحبون
 و مرزا صاحبون نے بابجا کیٹیاں کیں مگر ہمارے اظہار ہدایت حق کا جواب
 کسی صاحب سے نہ بن پڑا تب ہمارے بعض مرزا صاحب نوشہ سفر ناگزیر کرتے
 لگا امام ضامن کا پیسہ بازو پر باندھ عیا علی یا الیا یا ابوالحسن یا ابو تراب پڑھے
 ہوئے اگر وہ سے ٹکٹ لے کر ٹرے چپو۔ کے اسٹیشن پر جا اور ترے
 اور وہاں سے بحالت پریشان یا علی مدد یا مولیٰ مدد یا مشک کلمہ شام و کتے ہوئے
 شیخ جی کی دولتہ امن داخل ہو گئے شیخ جی نے جو مہمانان بے تکلف کو دیکھا
 پوچھا کہ یا ابہا المؤمنین خیر تو ہے مرزا صاحبون نے ہمارا رسالہ شیخ جی کے ممبر

رکھ کر فرمایا کہ ہم اس شرکے دکھانیکو آپ کے پاس آئے ہیں بہت
 مازیاران چشم یاری داشتیم و خود غلط بود و انچه ما پنداشتیم - شیخ حجتی آہ سر و جسم
 بے مہی ہنس کر فرمایا کہ اگرچہ یہ رسالہ اہل اللہ ملی چارسی کتاب کا تو جواب نہیں ہے
 مگر اس کا ہم جواب لکھ دیئے بہت مشکل نیست کہ آسان نشود و مرد باید کہ ہر سال
 نشود - عرض شیخ حجتی بہت سے شیعوں کو اپنا پشت پناہ بنا کر اپنے پائے سے
 کلنک کا ٹیکا چٹانے کو ایک و دوسرے کل طویل تیار کر کے اور اسکا نام سن لٹھی کہ
 فی الواقع منوش ساعی بہ قاعدہ نخوی ہے رکھ کر جہت پٹ اپنے معتقدوں کی تشفی
 و تسلی کو پارسل میں بند کر کے اگر ہر کو روانہ کر دیا اگرچہ نصف مزاج شیعوں سے
 اسکو ناپسند کیا مگر بعض نے اہلسنت کے منہ چڑانے کو اسکو بھی معفیات
 روزگار سے سلوم کیا بقول جعفر زملی ہو گندم اگر ہم نزد ہنس غنیمت ست
 جب اس کی عظیم کا طبع ہونا شروع ہوا سمجھنے ہی بعد معاینہ اس میں مخرافات
 و اہیات کے اسکی تکذیب کا مصمم جد کیا بالخصوص ان معاملات کی جن میں
 مولف شمس لٹھی نے بزعم خود موقع سخن پاکر اور جہاتے جواب باصواب سے
 اغراض کر کے زبان درازی کی تھی بوجہ حسن تردید کی بہت شیوہ چست زیب
 جنگ داشت و ما غلط کر دیم و صلح انگاشتیم - اب بفضل خدا و بے طغیلا بلایا
 جواب الجواب کا جواب سہمی بد - اللہ بے معروف بہ حکمہ اظہار اللہ ہی بھی تیار
 ہو گیا امید و اتق ہے کہ ناظرین باکین اہلسنت پہلے سے زیادہ براہ کرم قدرانی
 فرمائیں گے اور اس خیر خواہ خلایق کو دعای خیر سے یاد فرمائیں گے حق یہ ہے
 کہ جو مسلمان اس اردو رسالہ کو سزبان بناوے گا وہ ہمیشہ چشم زخم شیعوں
 سے انشاء اللہ گزند نپائے گاسے بر رسولان بلاغ باشد - اہلسنت کو کتاب
 ہے کہ خود بھی ملاحظہ فرماویں اور اپنی اولاد و احباب کو بھی پکھنے کی رغبت ملاویں

اس لیے کہ فی زمانہ امتِ اربعہ کا تعصب مدت گذرا ہوا سند پس کو اپنے
 عقائد پر ناز ہے کوئی اپنے مسائل پر فخر کرتا ہے کوئی خوارق کا مدعی ہے کوئی
 امامت کا مستدعی ہے کوئی قرآن کو فی ترتیب و غلط بتاتا ہے کوئی امدادِ
 صحیحہ کو موضوعِ ٹھہراتا ہے بہر حال جہاں کہیں جاؤ شیعہ کی جانب سے
 ایسے ٹھہرے پائو یا رو کیا فقیہ (یعنی دین چھپانا) آئندہ ہی نرسن تھا جسکی سخت
 شیعوں نے اپنے اوپر واجب بھی نہ رکھی بلکہ ایسی آزادی محال کہ ہے کہ ہر ایک کے
 منہ آجاتے ہیں بلکہ بچاے ناواقفوں کو تو بہت ہی کچھ ستاتے ہیں اس لیے
 یہ اردو رسالہ کہ شیعوں کے لیے حربہ زیر آلود ہے ثابت کیا تاکہ اہلسنت کو
 ملے ہر چند کہ جتنے تردید انوار الہدیٰ و مکتبہ شمس الضحیٰ میں کوئی حقیقہ نہیں ہو
 ہے مگر شیخ جی صاحب اب تک اپنی کتاب کا جواب ہی نہیں سمجھتے اس لیے
 دھرمی کا تو کچھ علاج ہی نہیں ہے سیت مریش عشق پر دست اندازی
 مرض بڑھتا گیا چون چون دو کی۔ شاید شیخ جی اس کا نام جوابِ شمس
 کہ اول انکی کتاب خراب کا مضمون نقل کیا جاتا بعد اسکے جواب دیا جاتا
 جیسا کہ انہوں نے ہمارے چڑا کر اپنا جی خوش کر لیا ہے تو اسلئے اس پر
 کا جواب یہ ہے کہ آپکی گندی عبارت جسکو نو شیعہ ہی نا افس تباتے ہیں وہ
 اس قابل نہ تھے کہ ہمارے مضمون پاک کے مقابل میں درج کیا جاتی تھی
 مئے اوس امیدگی سے بیکر صرف اصلی و عاصی کی تردید و مکتبہ کی چونکہ
 اصل بنار فساد شیخ کی صرف ابطالِ خلافت و اثباتِ امامت پر مبنی تھی
 اوسکے انہدام کی قرارداد فی تبیر کی گئی اور وہ حکایتیں و بیانیات
 شیخ جی چٹھم پوشی کر کے اہلسنت کو الزامِ ناحق دیا تھا شیعوں کی ہی کتب
 سے نکال کر لکھ دی گئیں اور ان کا جواب ہے اہلسنت کی طرف سے ایسا دیا گیا

کہ انشا اللہ تعالیٰ شیخ جی اور خیر قدس شیخ جی کے۔ لون پر تقریبات گن گنا
 رہا ۶۰ کلویخ انداز با واسطہ سنگست۔ اسی ضمن میں تھوڑے سے نسخوں
 انوار الہدیٰ و مفسر شیخ جی کے بھی لگے ہاتھوں ہر یہ ناظرین کے لئے جاتے ہیں اور ہم
 اپنی مظلومیت اور شیخ جی کی قابلیت کی وارد اہل العمان سے چاہتے ہیں
 وہ ہوا ہذا۔ صفحہ ۱۱ میں شیخ جی لکھتے ہیں۔ چنانچہ اویس وقت سے کتب بینی
 اپنا شکار کیا اور خدا کے فضل سے ہر قسم کی کتابیں گھر میں موجود تھیں کچھ
 وقت ہی ان کے جمع کر کے بن نہویں دو تین برس تک خوب سیر کی اور
 جواب لے شیخ پناہ اول یہ تو فرمائیے کہ آپ نے کون سے مدرسہ میں کس
 فاضل سے سند فضیلت حاصل کی یا بغیر سند ہی کے رکن اعظم المسند کے
 زبردستی بنے جلتے ہو قبول شخصے۔ کس تشنود یا تشنودین گنگوڑیہ سیکنم
 سمجھتے تو آپ کے کتب ہنر کی کیفیت۔ دسار دیوبند سے پستی سے کہ نہ آپ
 عالم ہیں اور نہ فاضل نہ مولوی ہیں نہ قابل ہاں کسی قد۔ آپا جو جو بحث محض انوار
 دیوبندی شیعہ سے اپنی صحبت میں رکھ کر کچھ نہ کچھ شدہ بدہ کردار ہائے اس
 آپکی استعداد البتہ اتنی پائی جاتی ہے کہ آپ اشعار ذیل کا شاید طلب ہی
 سمجھ لیتے ہوں

| | |
|--------------------------|-----------------------|
| کالا اوجلا سیہ سپید | سرخ ہرین خیر خورشید |
| نانا بانا تن ست و بود | نیا پرستلا زرد و کبود |
| خاک و دھول جو با وادارنی | آتش آگ ہے پانی |

پہر آجی ہمہ دانی و کتب بینی کیونکر اہل بصیرت کی نظر میں آ سکتی ہے اپنے منہ
 سے بیان مٹھوں جانا اور چیز ہے اور قابلیت اور چیز اگر آپ قابل ہی
 ہوتے تو کیوں آپنی انوار الہدیٰ مطابق مضمون اس قطعہ کے ہوتی قطعہ

جناب امام اللہ فیہ فان اللہ بالغ حکمہ فرماتی ہیں کہ میں نے ابو محمد سے پوچھا کہ یہ سب
 مرغ کون ہیں فرمایا کہ جبریل علیہ السلام و ولیدہ لکڑی رحمت ہیں پھر میں انکی
 والدہ شریفہ کے پاس گئی فرمایا کہ یہ صاحبزادہ ناف بریدہ اور زخمنہ لڑکہ
 پیدا ہوا ہے اور بازو سے راست پر آپ کے لکھا تھا جاء الحق و زهق الباطل
 ان الباطل كان زهوقا روایت ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے
 روز انہو ہوٹھے اور انگشت سب یہ بجانب آسمان اٹھائے چھینک لی الحمد
 رب العالمین کہا روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری
 سے دریافت کیا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ و جانشین و امام است ہوگا آپ نے پردہ
 مکان کا اٹھایا اس میں سے ایک لڑکا خوبصورت تین چار سال کا نکلا پھر
 آپ نے پردہ اٹھا کر مکان کے اندر کر دیا راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے پردہ اٹھا کر
 تمام حجرہ دیکھا اس صاحبزادے کو پایا روایت ہے کہ جب امام ابو محمد
 زکیہ شہید ہوئے تو صاحبزادے آپ کے سر و اب میں غائب ہو گئے جب
 مکان کو لوٹا تو آنحضرت کو دجلہ کے اندر پانی پر مصلیٰ بچھائے ہوئے بیٹھا دیکھا
 لوگ وریا میں گھسے تو غرق ہو گئے چنانچہ اس خواب پریشان کی بھی تعبیر
 خود ہی مولف نے یہ کی ہے کہ بعقیدہ علماء شیعہ ہی صاحب الامر امام مہدی
 آخر الزمان ہیں یہ تمام روایات و اہیات شیعوں کی کتب معتقدات میں درج
 ہیں مگر یہ مضمون بالخصوص لب لباب ننتجہ المعجزات و احقاق الحق معتبر کتب
 شیعوں کا ہے جبکہ جی چاہے کتب مذکور میں دیکھ لے اہلسنت کی کتابوں
 میں اس سوتے جاگتے کے قصہ کا کچھ اثر نہیں ہے اور نہ کوئی سچی اس
 کے غم کو پاتا ہے اگر کوئی کہے کہ مولف کے رسالہ میں شیعوں کی کتاب کا
 نام ہی نہیں ہے تو ہم جواب دیں کہ صفر ۱۹۳۱ء میں دو جگہ کشف الغمہ کے حوالہ

نسخہ
 کتاب
 تاریخ
 اسلام
 جلد
 دوم
 صفحہ
 ۲۸۷
 تاریخ
 ۱۳۵۰
 ۱۱/۱۱/۱۳۵۰

مضمون رنگا گیا ہے ہر دو حالت میں مولف نے یہ نہ لکھا ہے اور جو سنہ کا نام
سلام میں کتاب ہے پس یہ سال کا ایمان والوں کے نزدیکی کا تقاضا ہے۔ بہتر ہے
اس لیے کہ اصل میں شیعوں کی کتابوں کا باب باب ہے۔ فقہاء وقت میں سے
زیادہ اہلسنت و الجماعت کی دلیل ہے۔ یہ سنی نہیں ہے بلکہ مذہب اہل
اشنا عشریہ برحق ہے۔ جواب ہم کہتے ہیں کہ اگر گمان غلط مولف کے شیعوں
کا ہی مذہب زبردستی حق فرض کر لیا جائے تو یہی مولف کو وہاں بھی خدائے
والاخرۃ کے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیونکہ جامع عباسی کے ہم باب مسلسل میں
یہ عبارت ہے کہ اگر سنی شیعہ بھی ہو جائے تو بھی تو حکم الہی کا فرکار کرتا ہے
کیونکہ اوس پر قضا و رد نہیں ہے اس صورت میں مولف کہہ کہ سنہ
نہ کہاٹ کے بہت گہرے نہ اور یار کے ور کے ہوئے۔ وہ تم نہ ادھر کے نہ
ادھر کے ہوئے۔ تحقیق میں ہے کہ یہ امر مشہور عام ہے کہ سلام میں بہتر
فرقہ بین اہل میں سے صرف ایک فرقہ ناجی ہے اور سب نارمی پس ظاہر
ہے کہ الگ فرقہ کا اصول بکسان ہے اور بہتر و اچھے فرقے سے مختلف و برعکس
جواب کیا خوب یا وصف فضل و کمال مولف صاحب رحمہ و ان کو آبک
یہی نہ معلوم ہوا کہ سلام میں کتنے فرقے ہیں بقول شخصے ہر کسی پر یہ کہ
بہتیا کون ہے۔ ایک نہ پاڑیڑہ ہے یا پون ہے۔ شکر ہے کہ مولف نے اپنی
ہی زبان سے اقرار کر لیا کہ شیعوں کا فرقہ بہتر و ان ہے عمومی ترا و چکند انجہ
و آوند و ست۔ ہم کہتے ہیں کہ بالیقین بہتر فرقوں کا اصول ایک ہے ایسا وسط
وہ سب نارمی ہیں کہ فرقہ اہلسنت و الجماعت از روی اعمال سنہ و فعال
صالح کے متبر و ان فرقہ ہے چنانچہ یہ امر احادیث صحیحہ فریضن سے ثابت ہو
نہ مشہور عام اسی بنا پر ہم نے اس امر کی تشریح فرقوں کے ذکر میں کی ہے

و یکم تو حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی فرستے ناری میں یا وہ جنگی ہنسنے سے عطاء تشریح لکھی ہے
صفحہ ۲۸ میں ہے کہ از الہ الخفا من خلافت الخلفاء میں شاہ ولی اللہ صاحب تعین
خلافت کے پانچ طریقے جائز قرار دیتے ہیں ایک بروے اجماع اہل کلمہ کہ جس
طرح سے حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ ہو وہی طرح آخلاف کہ ایک خلیفہ دوسرے شخص کو
اپنے بعد خلیفہ ہونیکے لیے مقرر کرے جیسے حضرت عمر کا تقرر ہوا تیسرے بروے
شہ ہے جیسا کہ حضرت عثمان کی خلافت پر ہوا چوتھے خلیفہ است کو خوشی سے خواہ
جبر سے اپنی طرف رجوع کرے اور اوصاف خلافت اس میں ہوں اور تینار میں
کو نسلخ کر کے دور کرے جیسے امیر معاویہ پانچویں خلیفہ است کو اپنی طرف جوع کرے
خواہ اوس میں اوصاف خلافت ہوں یا نہ ہوں جیسے مروان اور او کی اولاد کو خلافت
ہونی اگر حضرت علی رضی کی خلافت کو شاہ صاحب نے کسی قسم میں داخل نہیں کیا الخ
جواب پان شیخ جی یہ تو فرمائیے کہ جب بقول آپ کے سولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے
حضرت علی کو خلافت کے پانچوں طریقوں سے خارج کر دیا تو پھر آپ نے اسی کتاب
سے بہت سی احادیث حضرت علی کی شان میں کہاں سے لکھیں جکا نمونہ صفحہ ۲۹
صفحہ ۲۹ تک انوار الہدیٰ میں موجود ہے اگر آپ کا پھلا قول سچا ہے تو پھلا جہونا اور
اگر پھلا سچا ہے تو پھلا جہونا سوائے اسکے اور بھی بہت جگہ از الہ الخفا سے عبارت لیگی
ہے وہ سب بھی باقرار سابق شیخ جی کو ساقط عن الاعتبار ہے۔ بیت

| | |
|--|---------------------------------|
| قرض لے پیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ بان | رنگ لکھی ہماری فافہ مستی ایک دن |
|--|---------------------------------|

صفحہ ۲۳ میں ہے خوب یاد آیا یہ لڑکی محمد بن ابی بکر کی ماں جانی بہن ہے اسمائہ بنت
عمیس سے پیدا ہوئی نام اسکا ام کلثوم ہے جکا عقد حضرت عمر فاروق سے ہوا اور
بعض ناواقف مورخان نے اکلم ثوم بنت فاطمہ علیہا السلام سمجھ لیا ہے جواب
سبحان اللہ مولف اپنی ہی زبان سے اپنے مجتہدوں اور عالموں کو ناواقف کہتی ہیں

صفحہ ۲۸
انوار الہدیٰ
صفحہ ۲۸
طراویں
درجہ ۱۱

وہ نیز ازلہ علیہ السلام ما اسیاب عمل الی تکاح ابنتہ الا بعد توعده وتلذذ
 اس شہوت کامل سے مولف کے جوئے و عوی کو دوس کر دیا بڑے شرم کی بات
 ہے یہ خیریت واسلے تہ پہلو ہر پانی میں ڈوب مرتے ہیں مگر بیان بوزم ہی نہیں ٹھہرتی ہے
 آرائش بینات صفحہ ۳۵ سے اندک جو کرامات و اہیات بجاوالہ شواہد البتہ مولف
 سے کبھی ہیں وہ سب الحاقی ہیں اور نکاح مطلق اثر الہنت کی کتب میں نہیں ہے بلکہ
 ہمارے علمائے ایسے ناقص مقدمات پر اعتراض کیا ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز
 صاحب مدظلہ اپنے تحفہ لا جواب میں بطور الزام بیان کیا ہے کہ شیعہ ایسی کرامات
 نسبت آئینہ کے نقل کرتے ہیں جنہا یقیناً طفل ابد جوان کو بھی نہیں ہو سکتا ہے
 پھر یہاں مولوی جامی صاحب کا محقق شخص کہ ایسے خیال محال کا مستند ہو سکتا ہے
 ہاں یہ سب خرافات البتہ شیعوں کی مستند کتب میں بکثرت مرقوم ہیں چنانچہ
 عجیب العجائب مولفہ محمد تقی مجتہد لکھنؤ کی تمام کتاب نہیں وایتوں سے ہر می ہونی
 ہے ہر سو فرق نہیں ہے یہ بات نہایت صحیح ہے کہ شیعہ موقع پا کر الہنت کی کتب
 میں اکثر اپنے مقدمات کو جو ان کے مفید مطلب ہوتے ہیں داخل کر دیا کرتے ہیں چنانچہ
 کسی شیعہ نے ہنگام کتابت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب موطا میں متعہ کو حلال
 لکھ دیا ہے حالانکہ امام صاحب موصوف کی دیگر تصنیفات میں مسند جو موطا پر
 کے بعد تصنیف ہوئی ہے متعہ قطعی حرام لکھا ہے اس طرے کسی شیعہ نے کچھ باطنی
 خلاف عقیدہ الہنت دیوان حافظ کے اخیر میں لکھ دیے ہیں اس طرے کسی شیعہ
 نے شواہد البتہ میں اپنے عقائد کے موافق کرامات آئینہ کو جنکی کچھ اصل الہنت
 کی کتب معتبرہ میں نہیں ہے طبع کروادین ہیں اگر مولوی جامی صاحب شیعوں کی
 ادوں مفتریات کی جنہیں صریح امانت صحابہ باصفاء کی مرقوم ہے معتقد ہوتے تو
 کیوں اپنی بیزاری مقلدان ابن سبا سے ظاہر کرتے چنانچہ سلسلہ الذہب میں

سولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں حکایت آن رافضی کہ یکے از فضلاء التماسیہ کہ
کہ علی را تعریف کن و پرسیدن آن فاضل کہ کدام علی آن علی کہ مقتداست یا
آن علی کہ معتقد نیست۔ سہ

شیعی پیش سنی و فاضل
باز گور منہ از علی ولی
گفت کاسے در ولایتی من و امی
ز ان علی کش توئی ظہر و عین
گفت من گر چه اندکے و انعم
شرح این نکته راست ام بگو
گفت آن کو بود گزیدہ تو
پیکرے آفریدہ بخمال
پھلوانے بروت مالیدہ
گر بڑے پر تھور و بے باک
بندہ نفس خویش چون من و تو
در خیبر بزد و خود کندہ
خلافت و لش بے مارل و
پسد بو بکر خواست و گیر بار
چون ازین ورطہ نخت بست عمر
و رنگ و پوکے بہر این مطلوب
با چنین ہنرمندان نادانی
این علی و رشادہ کہ وسہ

گفت کاسے در علوم دین کامل
کہ ترا یافتہ ولی علی
از کلامین علی سخن خواہی تر
یا از ان کش منہ رعی و رہن
در و عالم علی کیے و انعم
آن کدام ست و این کدام بگو
نیت جز نقش تو کشیدہ تو
گذرانیدہ برو احوال
بمہر کین و عناسکالیدہ
کینہ جو بے و مغن و سفاک
فاغ از دین کیش چون من و تو
بروہ تا دوش دور کش افکندہ
شد ابو بکر و رسان حائل
لیکن آن بر عمر گرفت قرار
شد خلافت نصیب یار و گر
ہمہ غالب شد ندا و مغلوب
اسد امہ غالبش خوانی
خود بنو دست و رنہ باشد بہر

وان علی کش منم بجای بنده
بر صفت اهل ربیع با دل صاف
بوده از غایت نفوت خویش
قدرت و فعل حق از زود کسر
خود چرخ سیر که نیمبر گردون
دید زافات خود خلافت را
هر چه بر دل نشیند فوس کرد
چیت کرد آنکه از ظهور وجود
تا کس بود ز انحراف مصون
بود با او موافق و منتاد
چون همه روزه در نقاب شدند
غیر از کس ز خاص و عام نبود
لاجرم نصرت شریعت را
بود ستر کمال مصطفوی
بود ختم رسل نبی و ز پی
جمعی از بعیتش ابا کردند
سر کشیدن ز امر اهل کمال
در جهان شاه و رهبر چو علی
این علی و کمال خلیف و سیر
نیست در هیچ معنی و جهت
او بموهم خویش دارد و رو

سبحان ایشان کون کنست اوست چو زشت باشد ز دوست گفت و دست

سببت نفس شوم را کند
بهر اعداء وین کشید مصاف
خالی از حول خویش قوت خویش
کنده به خویشین و نسیب
پیش آن دست و پنجه بود زبون
به ضرورت خواست آفت را
هست بر چشم مرد آفت مرد
رو مگرد شود صفائی شهود
کاید آن کار را ز عسر و بره
در جنگ و مخالفت نه کشاد
ز ره شان محو آفتاب شدند
که تواند بآن قیام نمود
متکفل شد آن ودیعت را
گشت ختم خلافت نبوی
شد علی خاتم ولایت و
واندران سرکشی خطا کردند
هست ناشی ز سر نفس و وبال
گر کس سر کشد ز به و غلی
عین بو بگر بود عین عسر
افقنی را باد مشابیه
زانکه موهم اوست در خور او

علی ہر خود تو اشدیدہ

خاطر از مهر او خراشیدہ

دیکھو مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ رافضیوں کا علی خیالی ہے اور سکا دنیا میں کچھ وجود نہیں ہے اور اہلسنت کے حضرت علیؑ کو مامور وہ ہیں جو اسنلاق و سیرت میں عین ابو بکرؓ و عمرؓ تھے پس رافضیوں کے علیؑ کو اہلسنت کے حضرت علیؑ سے کوئی مشابہت نہیں ہے نہ ظاہر میں نہ باطن میں اس حکایت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ درحقیقت وہ خرافات جو اخیر شواہد میں مندرج ہے ہرگز ہرگز قول ما جاتی صاحب کا نہیں ہے بلکہ کسی مفرد سے واسطے دہمو کر کے اہلسنت کے اضافہ کر دیا پس پیر الحاقی کا زانی حجت نہیں ہو سکتی ہے وہ سب محض لغو ہے اور اہلسنت کے عقیدہ کے بالکل خلاف صفحہ ۷ میں ہے کہ جطر سے مرسلین علیہم الصلوٰۃ موصوم اور ظاہر ہوتے ہیں ایسے ہی انبیاء غیر مرسلین جو درحقیقت مرسلین کے نائب ہیں موصوم ثابت ہوئے ہیں اور ابتداء آفرینش سے تا انیدم ہر مرسل صاحب شریعت کے ماتحت اور نیابت میں بحسب ضرورت کے بقدر انبیاء غیر مرسل ضرور بالضرور مرسل مبعوث ہوئے ہیں الخ جواب سلف سے کسی شیعہ نے اپنے اس فرض مذہبی اور اعتقاد باطنی کو کہ درحقیقت ائمہ انبیاء غیر مرسلین ہیں اہلسنت کے مقابلہ میں ظاہر نہیں کیا تھا مگر ان کے خلف سعید نے صاف پردہ اوٹھا دیا کہ درحقیقت ائمہ انبیاء ہیں رسول نہیں ہیں ۶ اگر بندہ نتواند سپر تمام کند۔ اور او سپر یہ طرہ بھی خالی انا بل فریبی نہیں کہ اس دم تک مبعوث ہوئے ہیں چنانچہ اس وقت کے بنی باعقاد مولف امام محمدؑ ہی ہیں جو بچارے سینوں کے ڈر کے مارے حضرت امیرؑ کا قرآن و مصحف حضرت فاطمہؑ بغل میں دبا کر وہ حاضرین غائب ہو گئے ہیں ایسے عقائد سے تکزیب آید کہ یہ ماکان محمد اباء احد من دجا لکہ ولکن رسول اللہ

لے گا روضہ
کیا جادو
کو بھی صاحب
سنے ہی ملتا ہے
کو کھدیا ہے
خود اس کا جواب
میں لکھا ہے
شعبہ ۱۰
جی ارباب
نہیں کیا
اہلسنت کی جا
نہیں ہیں اور
اور نہیں
اور نہ تو
اہلسنت
اہلسنت

و خاتم النبیین کی ہوتی ہے کیونکہ صاف صاف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کے
 بعد کوئی نبی نہ ہوگا جب آئمہ اہل بیت علیہم السلام جو حکم خدا بنی نہ ٹھہرے تو مضموم بھی
 نہ ٹھہرے اس لئے کہ خصوصیت مخصوص بہ نبوت ہے نہ مخصوص بولایت اگر مخصوص
 بولایت ہوتی تو جناب امیر کبھی اپنی زبان مبارک سے ایسا نہ فرماتے صحیفہ کاملہ
 میں یہ حدیث جناب امیر سے منقول ہے قد ملک الشیطان عنانی فی
 سوء الظن وضعف البقین انی اشکوسع صبا ورتہ وطاعة نفسی لہ و کہو جناب
 امیر پیش طمان اور نفس کا غلبہ کرنا عین لیل غیر خصوصیت کی ہے تا بدیگران
 چہرہ پر صفحہ ۵۷ سے صفحہ ۸۷ تک شیخ جی نے آیہ تطہیر پر بحث کی خلاصہ اوس
 تمام حقاقت کا یہ کہ لفظ الہبیت مذکور ہے اور ازواج مذکور نہیں اگر یہ آیت سے
 مثل اول آیات کے ازواج کے لئے نازل ہوتی تو ربط کلام کیون تبدیل ہوتا
 یہ جس براہ حدیث الہبیت تو حیات نکالے گئے ہیں ورنہ جو لوگ ایسا کہہ گزرتے
 ہیں تو خود ہی ناہم ہوتے ہیں جو اب اب ہم شیخ جی کی ہی تحریر پر توجہ دیر سے
 او نکو اول ناہم کرتے ہیں ویکو صفحہ ۸۰ کی سطر ۱۱ میں شیخ جنایان اپنے دھوکے
 کے مراد چارتن سے لیتے ہیں یعنی حضرت علی و حضرت حسنین و حضرت فاطمہ زہرا
 اب شیخ جی بتاویں کہ حضرت فاطمہ زہرا تو منوشت ہیں او نکو آپ پر کیوں داخل الہبیت
 کرتے ہیں اور جب بقول آپ کہ حضرت فاطمہ داخل الہبیت ہیں تو پر حضرت
 حسنہ زینب بھی الہبیت سے نہ ٹھہرے صرف ایک بیچارے حضرت علی باقی ہے
 سوا اول پر ہمارے عدو کا تنہا اطلاق ہو نہیں سکتا واہ شیخ جی صاحب خوب
 ہی آئے آیہ تطہیر کو منسوخ کیا نہ ازواج کے حق میں رکھی نہ آل کے خوب سمجھے
 بقول شیخ جی پڑھیں پھر سمجھ بر آپ کی سمجھے تو کیا سمجھے - شیعوں کو چاہیے کہ وہ اپنے
 نسبتاً کو سمجھالیں کہ ہمارے مفسرین کی نسبت حقاقت کا لفظ ازواج نصیب

شیخ جنایان
 کی یہ بیوقوفی
 کہ شیخ جی
 نے شیخ جی
 کی بیوقوفی
 کو مذکور کیا
 ہے

استعمال کرتا ہے اگر شرافت نہ آئے ہوتی تو ہم بھی رسالت کے الفاظ استبرأ کر
 لکھ سکتے تھے مگر صاف ہے کہ میں نے خلفاء اہل تسنن یعنی جنکی نسبت خلیفہ رسول
 ہونیکا عقیدہ اہلسنت وجماعت کو ہے یہ ہیں حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر ابن
 خطاب حضرت عثمان بن عفان معاویہ بن ابی سفیان یزید بن معاویہ مروان بن الحکم
 عبدالملک بن مروان وولید ویشام وغیرہ جہانکات کے بارہ شخصوں کی تعداد
 ختم ہو الخ جواب خیر موقوف صاحب آئین تصحیح گھوڑے پر سوار ہیں
 زبان میں لگام نہیں جتنی چاہے منہ زوری اور سرکشی کیجئے ہم بڑا نہیں مانتے
 کیونکہ ابھی آپ نے گڑے میں اب ہمارا ہی وندان شکن جواب لیجئے نفی کشفیت
 ہمارا اعتقاد نسبت حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی کی
 خلیفہ برحق ہونیکا یقیناً ہے ایسے کہ اون بزرگان دین کی خلافت کو جناب امیرالمومنین
 و جناب حسنین و تمام بنی ہاشم نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور جویشہ اونکے چھپے نماز
 پڑھی ہے اور کبھی کسی کام میں ورہ برابر مخالفت نہیں کی حتیٰ کہ اون حضرات نے
 اپنی اپنی خلافت و امامت کی حالت میں ہی صحابہ کرام کی سنت کی مطابقت
 کی ہے پر کیا وجہ ہے جو ہم حضرات موصوف کے معتقد ہوں کیونکہ در صورت سود
 اعتقاد ہی صریح مخالفت جناب امیر اور جناب حسنین کی لازم آتی ہے اور
 نسبت حضرت معاویہ کے ہمارا یہ جواب ہے کہ جیسے اونکے ہاتھ پر حضرت امام
 حسنین نے بیعت کی اور اونکو اپنا امیر المومنین سمجھا ویسے ہی ہم بھی اونکی نسبت
 امیر ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اونکو منجملہ صحابہ رسول اللہ جانتے ہیں نہ
 خلیفہ رسول اللہ اب چلو یزید کی طرف جہیں کہ اسکے سے افعال و اعمال پائے
 جاوےں وہ بلند اوسی کا خلیفہ ہے دیکھو وہ ظالم ڈاڑھی منڈا انا تھا ہم نہیں منڈاتے
 وہ فسق و فجور کرتا تھا ہم نہیں کرتے اور سس شایوں کو حج کر کے حضرت امام حسین

کا سر مبارک نیزہ پر کھمکھی کو چنانچہ میں پہرایا ہم نہیں پہرتے ہیں اوس نے جسے
 اہلبیت کی اہانت میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا ہم اونکی بیبیوں اور بیٹیوں کے مجلسوں
 میں ناظم لیکر تو پہنچ کر تے ہیں پس ان وجوہات میں سے زید علیہ السلام کا خلیفہ ہونا
 نہ اہلسنت کا ۶ برعکس نہ نہ نام زنگی کا فور و وقس علی ہذا ان صاحب پر لو فرما
 کہ آپ نے کوئی کتاب میں سے یہ مضمون تراشا ہے ثابت کیجئے ہم جو لے کو نہ
 تک پہنچا دیتے ہیں ۶ اوسر جو کی ڈوٹی سوگا لے آل پتال۔ اسی موقع پر اس
 کا بھی اظہار کرنا ضروری ہے واضح ہو کہ اصل ولایت شیعوں کی خاص کو فہ ہے
 مہر حید کہ ہوفائی کو فین کی نسبت جناب امیر و حضرت حسینؑ مستغنی از بیان ہے
 مگر شیعوں کو اپنے کو فنی ہونے پر اس قدر ناز ہے کہ کو فہ کو کعبہ و مدینہ سے بھی بڑھ کر جانتے
 ہیں چنانچہ ملا باقر مجلسی نے تحفۃ الزائرین لکھا ہے کہ در حدیث معتبر و مکرار حضرت
 جعفر صادقؑ منقول است کہ حق تعالیٰ عرض کرد ولایت مارا بر اہل ہر شہر پس قبول کو فہ
 مگر اہل کو فہ و وہم ملا باقر مجلسی کی مجالس المؤمنین شستری میں عبدالمہ بن ولید سے
 یہ روایت ہے گفت در زمان بنی مروان بخدست امام جعفر صادق علیہ السلام رقم
 آن حضرت از من و رفیقان من پرسیدند کہ شما چه کسانید گفتہ از اہل کو فہ اکم حضرت
 فرمودند و رہج یک از بلا و این قدر دوست نداریم کہ در کو فہ اسکے بعد حدیث مرفوعہ
 ہے سو ہم اگر کہیں خون روایتوں میں لفظ شیع تو ہے ہی نہیں تو ہم ثابت کرتے ہیں کہ
 اسی مجالس المؤمنین میں ملا باقر مجلسی سے یہ عبارت منقول ہے کہ کو فہ بودن شیعہ
 دلیل تشیع است اگرچہ ابوحنیفہ کو فنی با ائمہ لے شیعوں مٹنے کی جگہ پر لکھ بڑی غیرت کی
 بات ہے کہ تم منبروں پر بٹھیے کہ اپنے بڑا حقیقی کی غلت کرتے ہو اور اوپر لعنت بیجئے
 ہو مگر چاہئے اوپر رحمت بھیجے اور بیان امیر و بر وغیرہ کے مژنیوں کو کو فہ اہل گن
 جلاؤ بیت ہمارا کام کدینا ہے یا و اب آگے چاہو تم مانو غانو۔ آیات بنیات

حضرت زید علیہ السلام
 کی مجلسوں کے
 جلسہ آخریات
 بنیات

صفحہ ۴۸ میں ہے: «اذن الله الى بعض ازواجه حديثاً فلما ذاعت به
 اطمسها الله عليه عرفت بعضه واعرض عن بعض ستمائة وسبوت
 نبی نے کوئی راز کی بات اپنی کسی بی بی سے کہی اور اس کے انظار کی تائید کی
 اور اس بی بی نے بر ملا اس راز کو فاش کیا اور امد گدالی سے اس کو اپنی ظہیر
 کر دیا تو نبی نے بعضی باتوں کی نسبت تو اس کو تہلایا اور بعضی باتوں سے سنہ پیر
 لیا اس آیت کی بحث میں مولف نے بہت سے اپنے کاغذ سہراہ کے گراں
 راز کی بات کو ظاہر نہ کیا اس لیے کہ کہیں حضرت شیخ رنخی امد سنہا کی خلافت
 نہ ثابت ہو جاوے جو اب اب ہم اس راز کو شیعوں کی مستند کتاب سے
 ثابت کرتے ہیں خلاصۃ المنہج کے ۲۸ جزو اور مجمع البیان میں نصیہ آیت موصوفہ
 بالا کی یہ لکھی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت سے فرمایا کہ ہاں سے بعد
 ابوبکر مالک است ہو گا بعد اس کے تیرا اب یعنی عمر حضرت سے بات کے سننے سے
 بہت خوشحال ہوئے یہ دونوں بید عائشہ سے کہے تب یہ آیت شریف نازل
 ہوئی اب اہل انصاف مولف کے منہ میں اوٹھا کر گئی شکر بہر دین آیا تم سے ہوا
 وہ دونوں میں سے کون ہو گا ہر صفحہ ۹۲ میں ہے کہ بعد وفات حضرت عثمان کے
 ایک شخص عدی بن حاتم نے یہ ذاسنی البشر ابن عفان ہر دج و رایحان
 و ہر ب غیر غضبان البشر ابن عفان بعفران و الرندوان
 مگر ہم تعجب کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کی روح اعلیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے
 مقام مناسب پر پرواز کر چکی تھی تو یہ بشارت اونکو دنیا میں کیوں نہ گئی اگر
 جواب یہ تعجب مولف کا ازراہ نصیب ہے مزید بیان کچھ سمجھ کا بھی تمہیں سب
 اب ہم سے مطلب صحیح اس قصہ مستند کا جسے حقیقت اس روایت کی یہ ہے
 کہ حضرت عدی بن حاتم صحابی رسول اس کے فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت

نصف
 خاص بیان
 شیخ رنخی
 امد سنہا
 کی خلافت
 نہ ثابت
 ہو جاوے
 جو اب اب
 ہم اس راز
 کو شیعوں
 کی مستند
 کتاب سے
 ثابت کرتے
 ہیں

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حالات تلاوت میں دشمن نے تلوار مار ماری قریب تھا کہ طائر
روح اقدس قفسِ غصہ سے پرواز کرے کہ غیب سے یہ ندا سننے بھی کان سے سنی
پس یہ امر سیطرہ سے دور از عقل نہیں جس پر تعجب کیا جاوے ان یہ بات البتہ
بڑے تعجب کی ہے کہ باوجود اسکے کہ جناب امیر کو شہید ہوئے کچھ کم تیرہ سو
سال ہوئے مگر شیخ اسد مٹک اوٹھتے بیٹھتے چلتے پہرتے یا علی یا علی کہتے ہیں
کیا وہ دنیا میں موجود ہیں جو ان کو بلا یا جاتا ہے سوائے اسکے تضرع پر زیارت
پڑھنا بھی زیادہ تر حیرت کی جگہ ہے کیونکہ اس بات سے بیوقوف سے بیوقوف
بھی بخوبی آگاہ ہے کہ کاغذ اور لکھچھون میں حضرت امام حسینؑ نہیں بیٹھے ہیں
پس امر واقعی پر تعجب کرنا عین غلط فہمی ہے اور یہ لکھنا مؤلف کا کہ روح حضرت
عثمانؓ کی یا کسی دوسرے مقام مناسب پر پرواز کر گئی صریح تبرا ہے اسکا جواب
خدا تعالیٰ قیامت میں تبرا یوں کو دیگا کہ اس کے حبیب پاک کے داماد کی نسبت
کیسے گستاخ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اسکا جواب نہیں صفحہ ۹۵ و ۹۶
روح الامین آپ کے مناقب میں بولا جاتا ہے اس فقرہ میں اعتقاد مؤلف کا
ابن سبا کے مطابق ہے کہ گویا حضرت علیؑ حضرت جبریلؑ علیہ السلام کے
کہ جنکا لقب جو سہراول ہے اوستا دین جواب اگرچہ مؤلف جناب امیرؑ
کو خدا و رسولؐ کا ہی کیون نہ اوستا و بناوین مگر نیابت جناب امیرؑ کی کسی
طرح سے ثابت نہیں کر سکتے ہیں صفحہ ایضاً میں ہے کہ شب معراج میں حضرت
نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وایدایہ اللہ نے آیا دیدہ
روح القدس کو ترسیم کو کے بجائے روح القدس کے بعلی بنایا ہے اگرچہ
غیر ضابطہ سے جملہ مؤلف و عبد ابن سبا کا بطلان کرتی ہے مگر ہم دوسرے
طرز پر جملہ مذکورہ کی تکذیب کرتے ہیں دیکھو جناب باری جابجا اپنے کلام حق میں

نرا آئے کہ ہاجرین و انصار سے رسول اللہ کی جان بابت کی چنانچہ ہاجر
 ہاجرین ایک حضرت علی بن ابی ہاشم بن عبد مناف بن عبد شمس بن
 اس مورت میں تو مذہب کلام الہی کی راہ تھی سہو پس بجا اید نامہ بعلی یقیناً جہلی ہی
 بیت سنیکو و ن شہر و کیوٹہ اسے ہیں یہ تیری صورت کا پیر ملا نہ کوئی
 صفحہ ۷۷ اسے صفحہ ۱۱۸ میں ہو گفت نایزنی ان ملا سہ زمان سہ فیل میں رہا
 انما عرب لمن جارجہم الخ کی اس وجہ غلو کو کام فرمایا ہے کہ تمام آل و صحابہ
 رسول اللہ کو شقی و بے ایمان سمجھایا ہے ہم اول عبارت پر غصہ است کو کہ نہ ہر
 انوار الہدی سے نقل کیے ہیں وہ یہ ہے کہ کیا اس زمانہ میں سوائے ہذا ان کے
 سب سے شقی اور بے ایمان ہی لوگ تھے حرمین کے شرفاء اور ہجراتی اور
 صحابی زاویہ اہل شقاوت کی کافرانی سے ناراض نہیں ہوئے بلکہ خوشی غلظ
 یزید سے بیعت کی الہ پھر آگے لکھا ہے کہ واسے برہال ابن شرا کہ حضرت علی کی
 بیعت سے انکار کرے اور یزید کی بیعت اختیار کرے الیہ و لکھو جو اپنے مقتدا
 وقت کی تحقیق کامل کو کہ ظالم نے صحابہ تو درکنار آل کو بھی شقی اور بے ایمان
 بنا دیا کیونکہ شرفاء حرمین میں سے سوائے اول بہتر لوگوں کے کہ ہجراتی سے ہمراہ
 حضرت امام حسینؑ جانا بازی کی باقی چور ہے وہ معاذ اللہ لعنہ ہم ہا ہا ابن سب
 کے بھی تو شقی و بے ایمان ہیں مثل حضرت امام زین العابدینؑ و حضرت علیؑ ابو حنیفہ
 ابن علیؑ و دیگر اولاد علیؑ و محبان علیؑ مثل اولاد حضرت مقداد و عمار و ابو ہریرہؓ
 و عبدالرحمنؓ فارسی و دیگر بنی ہاشم مثل ابن عباسؓ و اولاد حضرت عیسیٰؑ ابو حنیفہ
 حضرت امیر مثل حضرت مسلمؑ اولاد حضرت مسلمؑ مثل محمد و ابراہیمؑ جنکو شیطان کو فہ
 نے بڑی بیرحمی سے ناکر وہ گناہ مظلوم شہید کر ڈالا وغیرہ ان خوب یاد آئی کہ ہذا
 کی تعداد سے تو حضرت امام حسینؑ ہی سوائے ہیں اگر شیعہ لفظ سوائے کو کسی سمجھیں

بشرطیکہ سوائے ۱۲ یا ۱۳ انتہا سب کے گنتی بھی جانتے ہوں تو انو گلیوں کی پوریوں پر
 حساب لگاؤ کہیں کہ شیخ جی نے کتنے صاحبوں کو بنی ہاشم و اہلبیت رسول اللہ
 و شیعان علی میں سے شفیق و بے ایمان فرمایا ہے کیونکہ یہ سب بزرگ شرفاء و عرب
 میں سے تھے یقیناً نہ روساء کوفہ سے جب اوں سب بزرگوں کو شیخ جی شفیق و
 بے ایمان بنایا تو اب یہ لونڈ کا مہینہ کہ ہر سے نکل آیا کوئی آپ کو یہ یاد کیا کہ کھلو آماہی
 کوئی آپ کو میر صاحب بتلاتا ہے ہر شہر میں مرزا صاحبان کو ڈھیر ہر قصبہ میں بزرگان
 علی کے انبار یا شقائق حسین ورجون تو مجھ ان اہلبیت کوڑیوں اسب ہم اپنے لاکھ و
 مخاطب کے دریافت کرتے ہیں کہ یہ حضرات الارض ہی بقول آپ کے شفیق و بے ایمان
 کو گون میں سے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ سبھی تو آپ کو شرفاء و حرین کی اولاد اور مجھوں
 میں سے تصور کرتے ہیں اگر دراصل انکی نسل شرفاء و حرین سے ملتی ہے تو بیشک
 شبہ تمام شیعان سادات پناہ و محبان الہ است و متکاہ شفیق و بے ایمان مجھ سے
 بقول شیخ جی صاحب اور اگر فرماویں کہ شرفاء و حرین سے اس فرقہ کے
 لوگ نہیں مگر روساء کوفہ کی اولاد اور شیعان میں سے ہیں تو یہ بات نہایت بجا و
 زیبا بلکہ سزا ہے یہاں تک تو شیخ جی اور یاران شیخ جی کی ایمان داری اور
 سعادت مندی کا حال بیان ہوا اب نیچے اصل حقیقت بیعت کی شیخ جی نے کہا کہ
 کہ تمام شرفاء و حرین نے یزید کی بخوشی بیعت کر لی ہم کہتے کہ شیخ جی نے اپنے
 مورخین کی دیدہ و دانستہ مخالفت کی بلکہ اس بیعت کے بارے میں شیخ جی
 نے نصرت کید عظیم کو عموماً دخل دیا ہے کیونکہ یزید پلید کی تو کسی صحابہ نے بیعت
 نہیں کی مگر حضرت امیر معاویہ نے البتہ بیعت یزید کے واسطے تھی سو
 بسبب شوکت امارت امیر المومنین وقت کے جمیع بنی ہاشم و غیر بنی ہاشم نے
 بموجب حکم حاکم وقت کے بیعت کی مگر بقول مورخین اہلبیت پانچ صاحبوں

و بقول مؤرخین شیعیان چار صاحبان نے سبب اٹھانے کی بیعت نہیں کی چنانچہ یہ
 شیعوں کی معتبر تاریخ حمیدری سے جو بطریق تھامس طبع منظر طلبہ گاہ می گلانجام
 میں حسب فرمالین سعید بگل حسین صاحب منصف و سید علی علی آفتاب حیدر علی
 طبع ہوئی ثابت کرتے ہیں وہ ہوا صفحہ ۹۵ میں ہے آمدان معاویہ و ریشہ
 بہت گرفتار بیعت برائے یزید پلایا ازال آن و یارہ ابا کردن حضرت امام حسین
 بن علی و عبدالرحمن بن ابوبکر و ابن زبیر و عبداللہ ابن عمر و روانہ شدن ہر چار
 بیت المحرام را

ایسات

یہ بیعت اور آمد مجسلی ہی تمام
 ستائید بیعت زینبہ و کابان
 نمودند از بیعت او ابا
 چو ابن زبیر و پس ابن عمر
 نہا و نہر و سوسے بیت المحرام

روان گشت پس حکم ملک شام
 ز مجسلی یزید لعین آن زمان
 مگر چار کس از رزق الفت
 حسین علی عبدالرحمن و زکریا
 پس ابن چار کس از وہ احترام

دیکھو شیعوں نے جتنا انصاف کی تاریخ وانی کا حال کہ آپکا مؤرخ نے بتلوا پڑا
 کہ ہے کہ اسے چار پرہیزگار کے سب سے بیعت کی اس میں بنی ہاشم
 و غیر بنی ہاشم سب برابر ہیں پس جو الزام و انتہام کہ شیخ جی نے نسبت صحابہ
 کے تجویز کیا ہے وہی الزام صحیح بنی ہاشم پر یقیناً عائد ہے بقول و بخبر
 و غیرہ اب و کیئے بنظر انصاف ہمارے عدم تاریخ وانی کا حال کہ سہنے
 بغاوت مخالفت ہرگز تعصبات کاہ وانی نہیں کی بلکہ معاملات بشریت اسیر معاویہ
 کا جکازہ کو فریقین کی تاریخ میں ہے جو کچھ صحیح تھا اقرار کیا کاش ہم انکار
 کر جاتے یا ہم امر بین کو چھپاتے تو شیخ جی ہر ایک المہنت کا نہ چھپاتے
 اور نا اسی ہو کر اپنی پرمیگوئیوں و کھاتے اور کہتے کہ انصار اللہ ہی ہیں باوجود

نظر فرمایا
 شیخ جی کا بیان
 یار و دین

اختصار تواریخوں کا ہے قصداً حضرت امیر معاویہ کے ذکر سے چشم پوشی کی گئی لہذا
 امر واقعہ سے وگرنہ کئی گئی چونکہ پاس تہذیب و سبب رسول اللہ جلیلہ مدعیان اسلام
 پر واجب بلکہ فرض ہے اس واسطے ایک حدیث صحیح تفسیر حضرت امام شریعہ عسکری
 سے صفحہ ۱۱۱ اظہار المدعی میں لکھی گئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ فرمایا امام حسن عسکری
 نے کہ خدای تعالیٰ نے وحی کی آدم علیہ السلام کی طرف کہ جو کوئی اختصار رسول اللہ میں
 کسی ایک کو بھی بڑا کیگا وہ ابد الابد تک عذاب و عذاب میں گرفتار رہے گا چونکہ شیخ
 سہرشتی کے ٹیپو پر سوار ہیں کوڑھ امام صاحب موصوف و غیر سوط العذاب خدای
 تعالیٰ کو بخیال میں لاتے ہیں بلکہ شمس النہج میں اس قدر گرم ہوئے کہ
 تہذیب کی بھی باگ ہاتھ سے چوڑی بنانا پڑے جسے اس کا جواب بھی جولا لگا
 مطاعن میں دندان شکن لکھ دیا بلکہ ایسا قافیہ نگ کیا کہ شیخ نجی سا بی جا لیں
 ویکہ بول جائینگے بلکہ اپنی حدیث موصوفہ بالا کے مطلب کو بڑا کر بت ہی گویا
 بشرطیکہ راہ حیا میں ثابت قدمی رکھیں وگرنہ انھوں لیکر گرینکا تو کچھ علاج ہی
 نہیں ہے یہ وہ داغ حسرت ہے کہ شروع پنج کوٹے پنج بنا دیتا ہے ایسے
 ولیوں کا تو ذکر کیا ہے بڑوں کو میدان مذمت کا دکھا دیتا ہے اسید ہے
 کہ اس مرتبہ ضرور ہی شیخ نجی ثابت رہے ہجائیگے اگر شوخی کرینگے کیا منشا بقدر
 پر ہی منہ کی کھائیگے ہم تو دیکھیں کہ آپ کتنے منہ زور ہیں اور کس قدر اپنے
 سے دور۔ ان صاحب اب آپ یہ تو بتائیے کہ بقایا حضرت امیر معاویہ کچھ
 جناب امیر کی بھی خطا ہے یا نہیں چونکہ آپ شیعوں کی کتب سے ہنوز ذوق تہذیب
 ہیں پھر ہم کس کے رد پر اس امر میں کو ظاہر کریں بقول شخصے اندسہ ہے کہ
 سائنے روئے اپنی آنکھیں کہو وے لہذا ہم آپ کی آپکے پٹھوں سے سفارش
 کرتے ہیں نسل سید سجادین و سید جوادین کہ وہ براہِ ہنوز وی تو مومنین

اپنے جدید مومن کو اپنے عقائد سے آگاہ کر دین کیونکہ وہ بیچارے اس قدر کم ہوتے ہیں
 شیعوں کی کتب میں بے بہرہ ہیں دیکھو شیعوں سے یہ یا جوت کہ جو جیب تمہاری ہے
 ہی عقائد پر کائد کے بچہ دلائل جناب امیر مہتابا حضرت امیر معاویہؓ زیادہ
 خطاوار ٹھہرتے ہیں اول جناب امیر نے خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں حدیث سکوت
 کی تعمیل کی اور بمقابلہ حضرت امیر معاویہؓ اوں کو بالائے طاق رکھ دیا سچ کہو خطا
 ہے یا نہیں دو ہم جناب امیر تابرزیت پابند تقیہ کے ہے مگر حنفیہ روز کو اسباب
 طلب باہ مناصب دنیا کے جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے بمقابلہ حدیث امیر معاویہؓ
 اس قید سخت سے قطعاً آزاد ہی حاصل کی حق کہو خطا ہے یا نہیں سو ہم جناب
 امیر نے اپنے حقیقی بہائی کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ بیچارے جناب امیر
 کی بیعت تو کرینگا مگر صفین میں حضرت امیر معاویہؓ کے شریک ہو گئے اور
 بخوشی خاطر ان کی بیعت کر کے اپنے بہائی کے مقابل میں لڑتے کو میدان میں
 آکر ٹپے ہوئے چنانچہ شریف مرتضیٰ نے اس قصہ کو مندرجہ بالا نبیا میں مفصل
 بڑے آب و تاب بیان کیا ہے اب کو کہ یہ بھی خطا ہے یا نہیں۔ اگر یہ
 اس تفسیر نامہ ضمیمہ کا مذکور دیگر کتب شیعہ میں کثرت ہے مگر ہم اوں کو علامہ
 روزگار شیعہ حیدر کرار ماہر علم کلام واقف تواریخ خاص دعائم مولوی شیخ
 احمد صاحب کی انوار الہیہ جلد ۱ ص ۲۵۲ سے بھینسہ نقل کرتے ہیں قطعہ حضرت
 حقیق ابن ابی طالب براہ حقیقی جناب امیر المومنینؓ کا سینے کہ روزینہ میں کہیں
 جو دار الخلافت سے پاتے تھے غریب نے چند روز کے روزینہ سے کچھ کچھ
 بچا کر ایک روز لطیف کہا نا پکا یا مگر براہ محبت تنہا خوری پسند نہ کر سکے بہائی
 صاحب کی بھی تو وضع کی آپ کو معلوم ہوا کہ ضرورت مایحتاج سے آدھا یا تین
 چھٹا تک جو بھائی کو زیادہ اسی حساب سے آئندہ روزینہ میں کم کر دیے گئے

کے
 شیعوں کی کتب میں
 بے بہرہ ہیں
 دیکھو شیعوں سے
 یہ یا جوت کہ
 جو جیب تمہاری
 ہے
 ہی عقائد پر
 کائد کے بچہ
 دلائل جناب
 امیر مہتابا
 حضرت امیر
 معاویہؓ زیادہ
 خطاوار ٹھہرتے
 ہیں اول جناب
 امیر نے خلفائے
 ثلاثہ کے زمانہ
 میں حدیث سکوت
 کی تعمیل کی اور
 بمقابلہ حضرت
 امیر معاویہؓ اوں
 کو بالائے طاق
 رکھ دیا سچ کہو
 خطا ہے یا نہیں
 دو ہم جناب امیر
 تابرزیت پابند
 تقیہ کے ہے مگر
 حنفیہ روز کو اس
 باں طلب باہ
 مناصب دنیا کے
 جیسا کہ شیعوں کا
 عقیدہ ہے بمقابلہ
 حدیث امیر معاویہؓ
 اس قید سخت سے
 قطعاً آزاد ہی
 حاصل کی حق کہو
 خطا ہے یا نہیں
 سو ہم جناب
 امیر نے اپنے
 حقیقی بہائی کو
 اس درجہ ناراض
 کیا کہ وہ بیچارے
 جناب امیر کی
 بیعت تو کرینگا
 مگر صفین میں
 حضرت امیر معاویہؓ
 کے شریک ہو گئے
 اور بخوشی خاطر
 ان کی بیعت کر کے
 اپنے بہائی کے
 مقابل میں لڑتے
 کو میدان میں
 آکر ٹپے ہوئے
 چنانچہ شریف
 مرتضیٰ نے اس
 قصہ کو مندرجہ
 بالا نبیا میں
 مفصل بڑے آب و
 تاب بیان کیا
 ہے اب کو کہ یہ
 بھی خطا ہے یا
 نہیں۔ اگر یہ
 اس تفسیر نامہ
 ضمیمہ کا مذکور
 دیگر کتب شیعہ
 میں کثرت ہے
 مگر ہم اوں کو
 علامہ روزگار
 شیعہ حیدر کرار
 ماہر علم کلام
 واقف تواریخ
 خاص دعائم
 مولوی شیخ احمد
 صاحب کی انوار
 الہیہ جلد ۱ ص
 ۲۵۲ سے بھینسہ
 نقل کرتے ہیں
 قطعہ حضرت
 حقیق ابن ابی
 طالب براہ حقیقی
 جناب امیر المومنینؓ
 کا سینے کہ
 روزینہ میں کہیں
 جو دار الخلافت
 سے پاتے تھے
 غریب نے چند
 روز کے روزینہ
 سے کچھ کچھ
 بچا کر ایک روز
 لطیف کہا نا
 پکا یا مگر براہ
 محبت تنہا خوری
 پسند نہ کر سکے
 بہائی صاحب کی
 بھی تو وضع کی
 آپ کو معلوم
 ہوا کہ ضرورت
 مایحتاج سے
 آدھا یا تین
 چھٹا تک جو
 بھائی کو زیادہ
 اسی حساب سے
 آئندہ روزینہ
 میں کم کر دیے
 گئے

کہ حضرت عقیلؑ ناراض ہو کر معاویہؓ کے پاس چلے گئے (اگرچہ شیخ بیدار مغز
نے اسکی عبارت کے بعد میں اپنے حفظ مذہب کے واسطے یہ بھی لکھا ہے کہ پھر
پلے آئے مگر ہکونسروں حضرت عقیلؑ کا ناراض ہو کر حضرت معاویہؓ کے پاس
چلے جانے کی ہی سند نہیں ہے) اب شیخ جیسا کہ ہم نے آئندہ لاکر بات
کریں اور ہمارے سوالوں کا جواب بن اول ویسی وولی سے ناراض ہونا
کفر ہے یا نہیں دو ہم امیر المومنینؑ کی جبکہ منصب نیابت رسالت پر قائم ہو جیت
توڑنا اور معاویہؓ امیر المومنینؑ کی بیعت کرنا ارتداد ہے یا نہیں سو ہم توڑی
سی معاویہؓ نیا کی عرض پر دارالاسلام کو چوڑ کر دارالکفرین مومن کا چلے جانا
خلاف حکم خدا و سنت رسولؐ ہے یا نہیں چہاں پر شکر یہ واجب ہے
یا کفران نعمت چہاں جہم جہم حضرت عقیلؑ ناراض ہو کر چلے گئے تھے جناب امیرؑ نے
کیون نہ ہو جب رخاؤ بیہم کے اوکو پند و نصائح فرمائی کہ آو یا مائین چھٹا نک جو
پر کیون اپنا ایمان بگاڑتے ہو اگر اس پر بھی وہ نہ مانے تو اپنے فکر خانہ عام سے
جس سے تمام جہان مستفیض ہوتا تھا بچارے بہائی کے توڑے سے جو مقرر آو
آپ تو بڑے باؤل تھے اس مرتبہ بخل کو عمل میں لانا کس بہ سے تمھارا رو
یہ دعوت تھی یا عداوت دیکھو شیخ جی جب بقول آپ کے باہم معصوموں کے
صرون آو پاؤ یا مائین چھٹا نکا جو پراس درجہ کی بخشش ہو کہ نوبت کفر و کفران
کی پہونچا ہے تو بیچارے امیر معاویہؓ کہ نہ ہما جڑ تھے نہ انھار نہ معصوم گر
بقہ تضامی بشریت طالب جاہ و مناصب و نیا کے ہوئے تو گناہ کیا ہوا ایسے
معاملات تو اکمہ اور اولاد اکمہ میں بھی باب امامت کثیر الوقوع ہیں جیسا کہ
مطالعن میں مذکور ہوئے یہ وہ نعمت عظمیٰ و دولت کبرائی تھی کہ جسکی حسرت
میں بقول شیعان حضرت امام حسینؑ اپنی ناک کٹوانے پر راضی تھے اگر حضرت

معاویہ سے بھی اسی قسم کی بشریت سرزد ہوئی تو خطا کیا ہوئی پس واسعہ
 حضرت امیر باذل کے حال پر کہ انہوں نے براہ نخل و عسدر اپنے غریب بھائی
 کے حقوق صلہ رحمی کو جڑ سے اوکھاڑا اور اسے حضرت خقیل کے حال پر
 کہ انہوں نے فقط آہ پاؤ یا مین چھٹانک جو کے حرص کے سبب سے اپنی اور
 تمام متعلقین اپنے کے دین و ایمان کو بگاڑا حق یہ سمجھ کر شیخ بھی ناواقف
 علم نوانیج نے کچھ چڑھی تیز لیکر سینوں ہی کی گلہ تراشی کا ارادہ نہیں کیا
 بلکہ شیعوں کے بھی دل کا کار و گزند سے یقیناً کیا بون کے لایق قہر کو ڈالا
 ہے کہ ہو گے کیسا جو رائیڈ سے پر تھا ناس ہے شیعوں کو پاس بیٹھے کہ ایسے مجرم کو
 سر میں راستہ میں لیجا کر امام غائب کے حوالہ کرا دین اور اس مضمون کی ایک
 عرضی بھی دیا تو دین بیت سپرد مہجورم خویش راہ تو دانی حساب کم و بیش را
 صفحہ ۱۲۴ میں ہے کہ نائب برحق علم قرآن و سنت و حل مسائل و قضایا میں بدو
 اتم کمال رکھتا ہو کہ کسی سوال کے جواب میں قاصر نہ ہو اس تمہید کی تشریح
 توضیح مولف نے صفحہ ۱۳۹ تک کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے نعوذ باللہ نقل کہ کفر
 نباشد کہ خلفاء راشدین نہ علم قرآن رکھتے تھے نہ سنت پر چلتے تھے اور مسائل
 حل کر سکتے تھے اور نہ کسی کی داد دیتے تھے مگر جناب امیر میں یہ سب کمال
 تھے جو اب ہم کہتے ہیں کہ جب باعقاد شیعان جناب امیر نے اپنے
 جمع کئے ہوئے قرآن کو تو کم کر ڈالا اور تمام عمر قرآن عثمانی کی تلاوت کرتے
 رہے اور اپنی اولاد کو تلاوت کرواتے رہے تو ہر آپ میں صفت علم قرآنی
 کی کیا پائی گئی جس پر مولف کو گونہ مانہ ہے بلکہ ایسے عقیدہ سے یہ بات ثابت
 ہوتی ہے کہ جناب امیر سے بڑھ کر کوئی گنہگار نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے اپنی
 خلافت کے زمانہ سے لیکر قیامت تک بندگان خدا کو گمراہ رکھا پس جس قدر کہ

اس کا نتیجہ
 شیعوں کی تباہی
 و بربادی ہے

بار معصیت مثل کفر و شرک وغیرہ مخلوق گمراہ سے سرزد ہوا وہ سب جناب
 امیر کے سر پر ہا نقوہ بالمدہ من ذالک اب سنت کا حامل سینے کہ جناب شیر خدا
 مرتے ہو گئے مگر انھوں نے خلاف سنت صحابہ ثلاثہ کے کوئی کام نہیں کیا اور
 نہ اپنی اولاد کو کرنے دیا اس صورت میں جس منصب کے کہ بانی سنت سزاوار
 ہیں اسی منصب کے سزاوار سپر و سنت بھی ثابت ہوئے پس مولف کا ہجو یا
 دیگرے نیست کننا محض تعصب ہے اب مسائل وافی جناب مظہر العجایب کی ہی
 قابل غور ہے کہ آنجناب نے باوجود کثرت ثواب کبھی تابریت متعہ نہ کیا
 اور نہ اپنی اولاد کو کرنے دیا مگر اپنے محبوب کو وصیت کر گئے کہ معراج شیعان
 پاک کو اسی مرد بان چوپایہ کے ذریعہ سے حاصل ہوگی قیامت تک ہونین
 سو منات ایسے مسائل اپنی قوم میں جاری رکھیں تاکہ درجہ خاتم المرسلین ہر ایک
 فاعل و مفعول کو ملے دوسرا مسئلہ یہ کہ خود نو جناب نے علی الدوام عمل خلیفین
 فرمایا لیکن شیعوں کو منع کر گئے کہ شیعوں کے لیے کی طرح سے درست نہیں ہے
 کہ پانوں دہو وین بقول شخصے خود انصیت و دیگرے رانصیت اب سینے
 کیفیت آپکی قضایا کی کہ یہ امر شیعوں کی معتبر کتب سے ثابت ہے کہ جناب امیر
 کے ہی زمانہ میں تمام مفسدات و مکروہات پیدا ہوئے اور کیا شہری اور کسب
 لشکر سی سب میں بظنی پھیل گئی بہت سے ملک مقبوندہ خلفا ثلاثہ آپ ہاتھ سے
 مے بیٹھے باعقاد شیعان یہ صفت ہے جناب امیر کی بدرجہ اتم کامل ہونے کی
 بہر ہی مرتے کی ایک ہی ٹانگ رہی تھی تبقیہ کا ہلکا ہو جو بیچارے آئندہ کا ایمان
 بجا لیتا ہے ورنہ شیعوں نے الامون کو مرتد اور کافر اور شرک اور منافق بنائے
 میں کچھ بھی کمی نہیں رکھی حیا فاما بالمدہ ہر اسی صفحہ اور صفحہ ۱۲۵ میں سمجھ کر حضرت
 ابو بکر کو علم قرآن بوجہ اتم حاصل نہ تھا بہانہ تک کہ سب اونہوں نے بعد وفات

ثنائیں کو درمیان دیکھ کے کپے کاغذ پر ضمانت لکھوا لیا اور اگر اس پر بھی آپکا اطمینان نہ ہو
 تو امام غائب کی جنہوں نے سر و اہل میں قرآن اپنے دادا کا دبا کر عدا خلق اللہ کو
 گمراہ کر رکھا ہے شہادت دلو الوصفہ ۹۲ میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ
 حضرت عثمانؓ مسلمان ہونے سے قبل مشرک تھے اور بت پرستی علی الاعلان
 کرتے تھے اور قرآن شریف میں صاف حکم ہے انما المشرکون نجس ترجمہ جہنمی
 نیست کہ مشرک نجس ہیں پس در حالیکہ خود ہر گز حضرت چالیس چالیس برس کی
 عمر تک مشرک ہے اور بوجہ آلائش کفر و مشرک کے نجس تھے تو کب ممکن ہے کہ
 اونکی وجہ سے آبا و اجداد طاہر ہوئے ہوں الخ جواب اس آیت شریف کی
 تفسیر صحیح میں مولف نے بطریق تبرا کے صرف صحابہ ثلاثہ ہی کو مشرک اور کافر
 نہیں ٹھہرایا ہے بلکہ صاف صاف دیکر انبیاء و جناب رسول خدا اور حضرت مہدیؑ
 کو مشرک اور کافر بنا یا ہے دیکھو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے لیکر
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے لیکر
 حضرت امام محمدیؑ رضی اللہ عنہم اولاد آفریت تراش سے ہیں اور آفر کا مشرک و کافر و بت
 پرست ہونا نص قرآنی ثابت ہے پس یہ عقیدہ شیعیان یہ جمیع حضرات بھی مشرک اور
 کافر ہوئے سو انکے جناب ابیہر کے تو والد بھی کافر تھے تو جناب ابیہر کیوں کر
 طاہر ہو سکتے ہیں اگر کہا جاوے کہ یہ جو حد سے تو یہ امر بھی قابل اعتبار نہیں اس
 لیے کہ جب آپ خدا کے رسول برحق پر ایمان نہ لائے تو صرف خدا پر ایمان لانا
 کا یہ آدم نہیں ہو سکتا ہے یہ امر نورانیوں سے ثابت ہے کہ وقت نزع ابیطالب
 کے جناب شافعہ مشرک نے فرمایا کہ اسے چاہا اگر آپ اہل دم اکبار بھی سبحان
 رب الاعلیٰ پڑھ لو تو میں خدا سے تمہارے لیے شفاعت چاہوں ابی طالب
 نے چاہا کہ کچھ منہ سے بولے مگر ابو جہل نے روکا کہ میں یہ کیا کرتا ہے کہ مرتے دم

[illegible]

بیتے کا کلمہ پڑھے لیکن یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے اہل سنت اہل طالب کا کلام نہ سنا ہے
وہاں اس موقع پر یہ دلیل جو سلف فریقین سے اور یہی پیش کی جاتی ہے
کہ جب جناب امیر ملت اسلام قبول کیا تو عمر آپ کی دستبرد سے کسی کی بھی
اس سے پیشتر جناب کا ہر حال کوئی نکلوانی تو مذہب ہووے ہی کا جب اعتقاد
شیعان قبل از قبول اسلام جناب امیر ہی کا فرستے تو ضرور یہ کہ جس ہون
اور جناب کی اولاد بھی عبادۃ اللہ بنیں ہوئی اولیٰ جناب ہم جناب مولف
صاحب سے یہ بات دریافت کرتے ہیں کہ آپ کے باب واد سے بھی تو
سب سے ناصبی تھے اور ناصبی شیعوں کے نزدیک یقیناً کفار یہود و انصاریہ
سے بدتر ہوتے ہیں تو آپ ہی مصداق اس شعر کے مضمون کے ہیں یا نہیں
شعر نخل العین کے بود طاہرہ گٹ ٹوک ست میت و کافر پس بموجب عقائد
شیعوں کے آپ بھی نخل العین ٹھہرتے ہیں مثل فلان فلان کے اس مقام
پر توضیح اس امر کی بھی کرنا ضرور سمجھا گیا کہ جب شیعہ کسی بد نصیب ازلی سنی
کو اپنے مذہب تک میں داخل کرتے ہیں تو وہ پیشتر اس سے اولے آبا و اجداد پر
ہتھیاری و پشت تک ایک ایک کا نام مولف و عہدہ و پیشہ کے لو کر تیرا و لعنت
کرواتے ہیں کیونکہ ان کا فرض مذہبی ہے بلکہ ایسے فواحش اور دشنام کو تو
بہنزلہ فائزہ و ذکر خیر کے یقین کرتے ہیں چنانچہ اس امر واقعی کی تصدیق
اخبار المبصرین کے قول سے ہوتی ہے وہ دیباچہ میں لکھتا ہے کہ حقیر فقیر
کثیر التقصیر عبد الوہاب بن عبد الرحمن اسمی ابن لجم لمجا و جنم علیہ الیہ تنقہ اس کتاب
میں ظالم نے اپنی مادر شفقت و خالہ خالو کو بھی تبرے سے خالی نہیں چھوڑا ہے
بلکہ ایسے یہود و فطون سے ان بزرگوں کو یاد کیا ہے کہ جبکہ لکھنے سے
شرم آتی ہے دیکھئے مولف صاحب یہ اول معراج ہے شیعیان نو سرفرازی

مبارک ہو مبارک ہو ۳۰ صفحہ ۲۰۵ تک میں ہے۔ برگزیدہ خدا و رسول ہونا
 ہی جناب مرتضیٰ کی نسبت ثابت ہے اور کسی صحابہ کی نسبت برگزیدگی کا لفظ نہیں
 دیکھا گیا چنانچہ احادیث متواترہ سے برگزیدگی علی مرتضیٰ کی جمیع مخلوقات پر
 بعد البیہ صلی علیہ وسلم ثابت ہے۔ وجوہات مندرجہ ذیل۔ اگرچہ ہم نے عقیدہ ہدیان
 سبکی ترویج کے بعد کتب شیعہ سے ہے ذکر عقائد شیعیان میں بوجہ احسن کے
 ہے مگر ہم اس موقع پر بھی فیض خدا و برطفیل سید الانبیاء سرکوبی وجوہات
 جانشین عبد اللہ صنعانی یہودی منافق کی حرف بحرف کرتے ہیں (۱) قرابت
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا بیان ہو چکا جو اب قرابت پر ہی دار امامت امامت دستگاہ کا ہر
 توشل جناب امیر اور بھی تو چچا زاد میں بہانی رسول اللہ کے تھے وہ بچا سے
 بلا وجہ کیوں دائرہ قرابت سے خارج کئے گئے (۲) تو خدا نور مصطفویٰ مرتضویٰ
 جواب شیخ جمعی نے سرخی میں بعد نبی صلعم تمام مخلوقات پر جناب امامت پناہ کو
 ترجیح دی اب اس مرتبہ غلام کو بادشاہ و جہان کی برابر ٹھہرایا اس غلو پر لعنت
 خدا کی اہل سنت کے نزدیک محض لغو ہے (۳) خلقت نبی و وصی از یک طینت
 طاہرہ جواب سنی ایسے عقیدہ فاسد کو بہت برا سمجھتے ہیں کیونکہ نبی شخص قرآنی
 طاہر ہیں اور علی کسی طرح سے طاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ قول جناب امیر کا
 صحیفہ کا مکملہ بن مر قوم ہے کہ مجھ پر نفس و شیطان کا غلبہ رہتا ہے پر آپ
 زبردستی ہی طاہر شل نبی اللہ کے بنائے دیتے ہیں (۴) جو کعبہ میں
 پیدا ہونا جواب بھتیجے حضرت خدیجہ الکبریٰ کے ہی تو جو کعبہ میں پیدا ہوئے
 اس میں تعریف جناب امیر کی کیا ہے اگر کہیں کہ صحابہ میں یہ وصف نہ تھا
 تو ہم کہیں کہ یہ صفت تو رسول اللہ و دیگر انبیاء اللہ میں ہی تو نہ تھی اس عقیدہ سے
 سے تو صریح تحقیر تمام انبیاء اللہ کی ہوتی ہے (۵) صغر سنی میں رسول اللہ

جناب امیر کا یہ قول کہ
 نبی و وصی از یک طینت
 صحیح ہے۔ لیکن یہاں
 اس میں تعریف جناب
 امیر کی کیا ہے اگر کہیں
 کہ صحابہ میں یہ وصف نہ تھا
 تو ہم کہیں کہ یہ صفت تو
 رسول اللہ و دیگر انبیاء
 اللہ میں ہی تو نہ تھی اس
 عقیدہ سے سے تو صریح
 تحقیر تمام انبیاء اللہ کی
 ہوتی ہے

کے پاس پرورش پانا جواب حضرت زیدؓ نے کہ نیکو رسول خدا نے اپنا قبضہ
 کیا تھا آخر مشرقت رسول کریمؐ میں ہی پرورش پائی تھی پر حضرت امیرؓ کو ترجیح
 کیا ہوئی بلکہ اکثر صحابہؓ کے بچوں کو آپؐ کو دین لیکر پیار کیا کرتے تھے روایت ہے
 کہ ایک صحابی خاص کے بچہ پیدا ہوا اور انہوں نے رسول خداؐ کی گود میں لاکر تبرک لکھ دیا
 بچہ بے پیشاب کر دیا آپؐ نے بلا لاکر ادھ پشیا ب دھو کر نہیہ کے لیے دعا وغیرہ برکت
 کی کی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت کا خلق عظیم عام تھا نہ خاص (۶) وقت پیدائش
 لعاب میں رسول خداؐ کا چوسنا جواب اوسی لعاب کو رسول خداؐ نے زخم پا
 صدیق اکبرؓ پر جبکہ اونکو شب جبریت میں مارخو تھوڑے کاٹا تھا لگایا اگر کہیں کہ لعاب
 کے چوسنے کے سبب جناب امیرؓ کو دنیا و مافیہا کا علم حاصل ہو گیا جواب اوس کا
 یہ ہو گا کہ رسول اللہؐ نے لعاب میں اکثر چاہات شور میں ڈالا ہے کہ وہ ہنونا عجا
 نبویؐ شیریں ہیں اور امن کنوون کا پانی نصیب ہل مدینہ بالخصوص زوار مدینہ
 بالعموم قدیم سے ہے اس صورت میں ہر ایک نوشندہ آب چاہہ لعاب امیرؓ
 رسول خداؐ ہی بقول شیخ جی ہر تہ جناب عالم علم کان مایکون کا ٹھہرا (۷)
 غسل پیدائش رسول خداؐ کے ہاتھ سے پانا جواب نہ رسول اللہؐ نے کبھی اپنی
 اولاد کو اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور نہ اپنی آل کو تو جناب امیرؓ ایسے برگزیدہ مہر
 کہ جبکی آلالین غلیظہ کو رسول پاکؐ اپنے دست اقدس دھو وین محض افسرا
 صریح ثابت ہے (۸) سابق الایمان ہونا جواب حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت
 خدیجہ الکبریٰؓ ہی تو سابق الایمان ہیں ہر جناب امیرؓ کا اس پر فخر کیا ہے
 (۹) قبل از بلوغ مسلمان ہونا جواب شیخ جی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ
 حالت نابالغی میں جبکی تعداد تین تا تیرہ برس تک ہو سکتی ہے جناب امیرؓ ہی کا
 تصور نہ حاجت مسلمان ہونے کی کیا تھی اس سے معلوم ہوا کہ ولی مادر زاد

۱۳۳
 بفضل خاص
 نہایت عظیم
 این سنت
 شریف میں
 در اوقات

باہر نہ دیا یہ صفت سہ آپ کی جانبازی کی (۳۱) خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا راز الہی
 سے لانا کی عظام پر فخر و ممتاز ہو نا چو اس کا خوب کار گذار ہی کہ یہی حدیث اکبر
 اور نہ نہ ہی میں خدا کے نزدیک لانا کی عظام سے جناب امیرہ متحیر ہوتا ہے بروہی
 ٹھہرتی جاوین اس بہت و صرحی کا تو جواب ہی نہیں عجب اس جاہلان شدہ شوشی
 (۳۲) جنگ بدین کار نمایان کرنا جواب کچھ جناب امیرہ ہی جنگ بدین سے
 بلکہ بہت سے حجابین و انصاری بھی اس کار خیر میں شریک تھے جنکی نصرت میں
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم او کو جنبہ خلافت المنج سے نقل کرتے ہیں وہو ہذا سورہ
 انفال پارہ ۹ میں ہے یا ایہا الذین آمنوا اے کسانیکہ گرویدہ ایدان متقوا
 اگر تیر سید از خدایہ تقویٰ را شعاری خود سازید چیل لکم گردانند براسے شمالی بر شہار
 فرمانا فطر سے کہ جدا شود بدان بہت از مبطل بہت از سوسنان و اذلال
 کافران یا ہیتی و نور می در قلوب شما یعنی لطفی کہ موجب ہدایت شود کہ آن
 سیان حق و باطل تفریق کنید و یخبر عنکم کیا تم کو پوشاند و گردانند از شما
 بدی ہا سے شمار و یخبر لکم و بیا مرزد شمارا تجاوز و عفو مراد از سیات صفات است
 و ذنوب کبار یا مراد گناہان تقدم و متاخر است زیرا کہ آیہ در اہل بدر آمدہ و
 حق تعالیٰ گناہان ایشان را آخر زیدہ و امدہ و الفضل العظیم و خدا سے خداوند
 فضل و نعمت بزرگ است انتہی و یکہ و شیعوں خدا تعالیٰ تو بعلیغہ جمع اہل بدر کے
 نسبت خطاب با صواب معافی یقینی لگے و پچھلے گناہوں کا فراموش
 اور تم از راہ سوء اعتقاد می کے مکذیب آیہ کریمہ کی کر و افسوس تمہاری
 انصافی و بے دینی پر کہ نہ تم خدا کے قرآن کو سچا جانتے ہو اور نہ اپنے
 مفسرین و مجتہدین کی تفاسیر کو جانتے ہو اب اس پر ہم دوسرا
 ثبوت معتبر تاریخ حیدری شیعوں سے تحریر کرتے ہیں ابیات

پس زین خبر رسید اهل مسلمان
 به فرموده اگر با شماست خویش
 بدانید که کعبه اهل حبش
 رسیدند نزد و یک آن رسید
 شمارا گفتند چیست تدبیر کار
 بیانش ابو بکر از جا خواست
 بگفتند یا سعید اهل مسلمان
 که با دشمن وین چه می کنید
 بگو تا به تن جان و درخت تو از
 از ان گشته خوشدل رسول خدا
 چنین خواست پس بهترین بشر
 ز جا خواست این بار سعد معاذ
 که با جان و دل با همین عهد است
 سر و مال فرزند خویش و تبار
 پیغمبر بر ایشان نمود آفرین
 پس آورد و سومی یزدان پاک
 بگفت ای نماینده عدل و داد
 تو دانی که من رهنمای قریش
 گشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ
 آتی که این چند تن از اعباد
 بحکم تو بستند هر کس میان

یکے دشمن ساخت با اهل دین
 که امی حق پرستان پاکیزه دین
 که سبقت بر کین و پر خاشاک
 بسیاریند خود هم بر روز و گ
 که دشمن رسید از سپه کارزار
 و زان پس عمر نیز قد کرد راست
 و قدم پیش بگذار مارا به بین
 چه میان و در پیست جان فداست
 بیاریم شمشیر بر دشمنان
 به فرمود و حق ایشان دعا
 که از راز انصاف یا بدشیر
 چنین گفت از روی صدق و نایب
 بدست تو روزی که دادیم هست
 همان روز که دادیم بر تو نثار
 بر آن صدق و ایمان انصاف دین
 بنا لید و مالید و ریا بجا ک
 فرستند انبیا بر عباد
 بحکم تو بودم نه بر راس خویش
 مکن انصاف خویش بر من و بیخ
 که کردند امر ترا انصاف و
 ندیدند همیشه و کم دشمنان

| | |
|--|--|
| <p>بماند از فتح کو تاه دست بروئے زمین اقیاست دگر با این زار می غنجد زنجیده بود در آندهم صف خشم نزدیک شد ابو بکر از دینی داشت جاس در آمد به نکی سپاه ضلال</p> | <p>بیاندا از دست دشمنی است نگرد و پرستنده اسد و او گد که خواشش افرمان حق در لب ز بس گرد و خورشید از یک شد بگفت ای بحق خالق را زمینهای چه فراموش کنون برای قتال</p> |
|--|--|

دیکو شیعو جان نشان رسول مقبول کا حال کہ اوس نازک حالت میں تھے
کی کہ رسول خدا نے اپنے یاروں کے حق میں یہ دعا دی کہ اسے پروردگار تو
ان تھوٹے سے اہل دین حق پرستوں پاکیزہ کیش کو جو تیرے خاص حکم بردار
میں فتح دے ورنہ تیرا وکے زمین پر کوئی نام لیوا اقیاست تک نہ ہوگا۔
شیعوں کو اس مصرعہ پر نظر کرنا چاہیئے ابو بکر نزدیکی داشت جاس (۱۵)
جنگ احد میں باوجود فرار ہو جانے جمیع صحابہ و شیخین وغیرہ کے رسول خدا
کے ساتھ قائم رہنا جواب الہنت کی معتبر تاریخ میں ہے کہ احد میں ہم صحابہ
ثابت قدم رہے کہ منجملہ ان کے حضرت شیخین وغیرہ بھی ہیں باقی جن صاحبوں سے
ہر تقدیر سے اشریت لغزش بھی ہوئی تھی وہ خدای تعالیٰ نے معاف فرمائی
جیسا کہ بحوالہ خلاصۃ المسجذ کو رہو چکا ہے آپ فضل خدا پر طعن کر کے کیوں مورد
لعن بنتے ہیں (۱۶) غزوہ خندق میں غایت ورجہ فخر و سبابت حاصل کرنا اور
ایک لڑائی کا تمام است مجموعی کے اعمال سے جو قیامت تک ہونگی افضل ہونا
جواب جناب امیر سپاہ اس بارے میں جی نزل نہیں ہوئی تھی جس پر آپ کو فخر و
سبابت حاصل ہوا اس سرکر میں بلکہ خدا و رسول سب کے اعمال برابر ہیں خدا
اپنی کتابوں کو تو دیکھو بالخصوص خلاصۃ المسجذ کو (۱۷) غزوہ خیبر فتح کر کے میں

خاتمہ رحمد کی سنا تب حاصل ہونا جواب یہ دعویٰ بھی شیعوں کا عبت ہے
اس لئے کہ وہ بیعت صدیق اکبر اس وجہ کی امانت جناب امیر کے معاوضہ
خود بھی شیعہ نقل کرتے ہیں قریب ہے کہ آسمان بھٹ جاوین اور زمین ہلک
جاوے پھر منافق کیا فوراً اپنی کتابوں کو بھی تو دیکھا کرو یا یوں ہی آنکھ
بند کر کے نشانہ لگاتے ہو ابیات

دگر درگفت خالد پھلوان
کشمید اور ہر لو بجر

بدست عمر بود یک ریمان
نگزند در گردن شیر نر

(۱۸) غزو خنین میں باوجود سفر و رسمی شیخین و اکابر صحابہ قائم رہنا جواب
کذاب پر خدا کی مار رسول کی پٹھکارا اہلسنت کی کتب میں اس کا کچھ بھی تاثر
نہیں ہے (۱۹) دوش رسول صلعم پر سوار ہو کر بت شکنی کرنا جواب یہ
اعتقاد پر فساد شیعوں کا ہے نہ اہلسنت جیسا کہ صفحہ ۸۹ کے حاشیہ پر گذرا
(۲۰) جمیع غزوات میں سردار لشکر و علمدار رسول رہنا جواب صریح افترا
محض بہتان (۲۱) جمیع سرایا میں سردار لشکر رہنا کبھی شل شیخین کے مطیع
و مامور نہ ہونا جواب سراسر اتہام ہے (۲۲) جس اور گناہ سے ظاہر ہونا
جواب جب باعتقاد شیعیان تمام اعمال و افعال و اقوال مطابق طریقت
کافرون و مشرکون و مرتدون کے تھے تو پھر آپ جس و گناہ سے کیونکر ظاہر
ہو سکتے ہیں معاوضہ (۲۳) باب مدینۃ العلم الہی ہونا جواب اس صورت میں
خدا تو بالکل نکما ہو گیا کیونکہ جب جناب امیر نے چاہا ہاٹ کھولا اور جب چاہا
تالا لگا یا گویا خدا کا علم قبضہ جناب امیر ہی میں ہے شیعوں کو چاہیے کہ
خدا کو عالم الغیب و الشہادۃ نہ کہا کریں (۲۴) عالم علم لدنی ہونا جواب
اس میں کل اولیاء اللہ برابر ہیں اس میں تخصیص جناب امیر کی کیا ہے

فیصل خلام ہے (۲۵) عالم قرآن سنت ہونا جواب قرآن صحیح الترتیب نافع
 جمع کر کے امام غائب کے حوالہ کیا گنہگار ٹھہرے اب شے سنت کا حال کر ہمیشہ
 جناب سنت صاحب ثلثہ پر عمل کیا کبھی کسی کام میں ذرہ برابر مخالفت نہ کی
 اس صورت میں باعتقاد شیعیان توبہ توبہ منافق یا مرتد یا کافر ٹھہرے (۲۶)
 اجتہاد کامل حاصل کرنا جواب جب کسی سے اپنے اجتہاد حاصل کیا تو عالم
 علم کا ان کیوں و علم لدنی کے نہ ٹھہرے سوائے اسکے توبہ توبہ ہی اپنے اجتہاد
 سے کتومی دیتا ہے جناب کتب مذہب شیعہ کی پر فتویٰ دیا ہمیشہ بطبع المذہب نہ
 رہے اور اسی طریقہ پاک پر فتویٰ دیتے رہے اگر اسکے یہاں کسی توبہ ثابت
 کریں بشرطیکہ قید تفسیر کی نہ لگاویں اس صورت میں جناب اسیر باعتقاد شیعیان
 عاصی و خاطی ٹھہرے نہ مجتہد و مفتی (۲۷) ایک رکاب ہے دوسری رکاب
 میں پرچہ نچے تک قرآن پر عبور کرنا جواب اگر قرآن عثمانی پڑھتے تھے
 نو گنہگار ٹھہرے اور اگر اپنا جمع کیا ہو اسرار منافع و حجج الترتیب قرآن کو
 طرۃ العین بن پڑھتے تھے تو یہ بات بھی باعتقاد شیعیان صریح جھوٹ ہے
 کیونکہ شیعہوں کی ہی کتب میں مذکور ہے کہ جناب اسیر نے اپنی عمر عزیز وین
 مخالفین میں بسر کی اس صورت میں آپ مومن پاک نہ ٹھہرے (۲۸) ہمیشہ
 معیت قرآن ثابت ہونا جواب اگر یہی فرض کیا جاوے کہ ہر دم آپ قرآن
 کو بغل میں دبائے پیرا کرتے تھے چونکہ قبول علماء شیعیان جناب کا عمل محض
 مخالف قرآن تھا تو ہر معیت قرآن یقیناً غیر مفید ٹھہری بلکہ بالکل بے سود (۲۹)
 مشیت انصاف علیہ حاصل کرنا جواب انصاف علیہ یہ معنی فقرہ شیخ جی سے
 ایسا بے ذہب لکھا ہے کہ جب کا مطلب کسی پہلو سے سمجھ میں نہیں آتا ہے نہ
 معلوم آیت ہے یا حدیث ہے یا قول ہے اس مضمون کو تو شیعہوں نے ہی

۱۲

بالضرور کچھ نہ کچھ اپنے جی میں سمجھ کر کہا ہو گا ہر حال یہ دعویٰ بھی محض مخالف عقیدہ
شیعوں کے ہے کیونکہ انہوں کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ جناب امیر مہم
قضاء اہانت کے طریق پر کیا کرتے تھے کبھی اصحابِ ثلاثہ و دیگر صحابہؓ کہا و صفحہ
۱۰ نوٹ سے نوٹ فرج طیبہ تک کا بھی حکم نہیں دیتے تھے پر کیونکر ممکن ہے کہ
جناب مسند شیعہ کی پر دستار قضا باندہ کر قاضی بن کر بیٹھے ہوں (بطل علم میں
مشاہد حضرت آدم علیہم السلام کے ہونا جواب تو صیغہ تم حضرت ابوالشکرؓ کی قرآن
سے ثابت ہے اور جناب امیر کے علم کا تو مطلق قرآن میں اثر نہیں ہے پر
کیونکر ادنیٰ کی اعلیٰ سے مشابہت ہو سکتی ہے عجب نسبت خاکِ اہل عالم پاک
(۳۱) علم کے دس حصہ میں سے نہ حصے آپ کو ملنا اور ایک حصہ تمام دنیا کو اور
اوس میں شامل ہونا جواب اس اعتقاد پر فساد سے جمیع انبیاء و ملائکہ کے کہ
بفضل خدا ان کے علم کی تعریف میں قرآن شاہد ہے سراسر حقارت و اہانت
ہوئی یہی مذہب تھا شیعوں کے دادا پر کائف ہے ایسے عقیدہ پلیدہ پر (۳۲)
تقویٰ آپ کا مثل تقویٰ حضرت نوح کے ہونا جواب جب بہ شہادت مستند
کتب شیخان آپ کے جملہ اعمال و افعال معاذا اللہ کافروں و مرتدون و منافقوں
کے طریق پر تھے تو شقی کہاں سے بن گئے اس زور پر شیعوں کا ناز کرنا صحیح ہوگا
(۳۳) درجہ خلعت مثل ابراہیم خلیل اللہ کے حاصل ہونا جواب بالکل جھوٹ
ہے کیونکہ قرآن و احادیث خلعت ابراہیم علیہ السلام کے ثابت ہے نہ جناب امیر
کی نظریں اسی تخت پر (۳۴) ہیبت آپ کی مثل ہیبت موسیٰ علیہ السلام کے ہونا
جواب یہ بات بھی یقیناً خلاف ہے کیونکہ صاحب ہیبت تقیہ نہیں کرتے
ہیں سوائے اس کے جب آپ صاحب ہیبت مثل حضرت موسیٰ کے تھے
تو کیوں آپ کے زانہ خلافت میں تمام مفسدات اہل اسلام میں پھیل گئے جن کا ثبوت

بھی معتبر کتب شیعوں سے مکرر مذکور ہو چکا یہ وضاحت ہے آپ کی نسبت (۱۳)۔
 عبادت آپ کی مثل عبادت عیسیٰ علیہ السلام کے ہونا جو آپ آپ کی تمام عبادت
 اہلسنت کے طریق پر تھی لہذا سب برابر ہو کر سہ آیت حضرت رقیہ رحمہ اللہ کے
 عبادت میں برابر ہو سکتے ہیں سوای اسکے مرتبہ نبی و ولی میں زمین آسمان کا
 فرق ہے (۱۴) آپ کی خاطر سے خداوند تعالیٰ نے دو بار فرمیں کیا جو آپ
 جب خدا کو معاذ اللہ ایسی ہی آپ کی خاطر منظور تھی تو خلافت کیون صاحب کروادیں
 بلکہ خدا تو قادر مطلق تھا چاہتا تو مثل حضرت سلیمان علیہ السلام کے تمام جن انسان
 کا بادشاہ بنا دیتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ صحیح لغویہ اور معجزہ حضرت
 سلیمان کی جو اگر شواہد کی شہادت پر نیاز ہے تو ایسی الحاقی کارناموں کو اس
 سرگزشت نہیں کرتے (۱۵) صاحب معجزات کہشہ ہونا جو آپ گزشتہ جگہ
 اپنے دوستوں کو شیعہ سے بنا کر دکھا دیتے ہو گئے دشمنوں کے مقابلہ میں تو
 ایک ہی معجزہ کام نہ آیا بلکہ شان معجز نشان تو یہ تھی کہ مثل حضرت رسول
 کے آپ بھی معجزے دکھاتے جس سے آپ کے مخالف بھی خوف کر کے مطیع ہو جاتا
 یہ دعویٰ بھی شیعوں کا محض خلاف ہے (۱۶) ملائکہ اور جنات کا آپ کی مناقب
 میں اشعار وغیرہ پڑھنا جو آپ ایسی جوئی کارناموں کو شیعہ ہی پسند کرتے ہیں
 اہلسنت ایسی لغو باتوں میں اپنی اوقات ضائع نہیں کرتے (۱۷) جبریل و میکائیل
 علیہما السلام نے بشب ہجرت آپ کا پرہوشنا جو آپ جو صاحب کہ جناب امیر
 پر ہر روز بیت گذرے اوس روز حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام کہ ان
 چہرے تھے کیا حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے ڈرتے تھے (۱۸)۔
 بروز جنگ ہر دو ملائکہ کا یہیں ویسا رہنا جو آپ کلام الہی کی تکذیب کرنا ہے
 کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نبی کی مدد و حفاظت کے واسطے

ملفوظ شوال و جمادی الثانی شیخ محمد زکریا زید قسطنطنیہ ۱۲۸۱ھ

ملائکہ کو نازل کیا نہ جناب امیرؑ کی پاس بانی کو لغت الشہد علی القوم المفسدین
(۴۱) جبریلؑ کا انام لکنا کہنا جو اب امی شیعوں نے مقتدلے مذکار کی لسانی
یعنی کے مطالب دور از عقل پر غور کرو کہ منکما سے شیخ جی صاحب کی کیا غرض ہے
آیا یہ ہے کہ حضرت جبریلؑ نے کہا کہ جیسا میں فرشتہ ہوں ویسے ہی آپؑ
ہیں یا یہ کہ جیسے آپؑ بشر ہیں ویسا ہی میں بھی بشر ہوں اس عقدہ اجتماع خمدین
کا حل کرنا ضروری ہے (۴۲) آپؑ کو غسل و کفن ملا کر دینے میں جو اب اس
معتقد و پرفساد سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیرؑ فرشتہ کئے بشر نہ
تھے اگر بشر ہوتے تو شش خاتم المرسلینؑ کے اوکو بھی بشر ہی غسل و کفن دیتے
معاذ اللہ اس الزام سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ مرتبہ حضرت رسولؐ خدا سے
بڑھ چاہتے یا ہوا تھا (۴۳) نبی بلہ میں شدید ہونا اور نفس رسولؐ سے بغیر ہونا
جو اب نبی بلہ میں خاص برگزیدگی حضرت محمد مصطفیٰؐ صلعم کی ہے نہ جناب امیرؑ
کی اگر برگزیدگی جناب امیرؑ کی ہے تو اس صورت میں اہانت رسولؐ خدا
کی متصور ہے سوائے اس کے حضرت فاطمہؑ زہراؑ جو باعث افتخار جناب امیرؑ
تھیں اور حضرت حسینؑ کیوں اس منصب سے برطرف کئے گئے شیعوں کے
پاس انشاء اللہ اس افترا کا جواب قیامت تک نہوگا (نہم) متکفل غسل و کفن
رسولؐ خدا کا ہونا جو اب اول تو یہ بات صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہی ہے تو
اوس بڑھ کر نہیں ہیں جو کفالتین کہ صحابہ ثلاثہؓ نے حضرت رسولؐ خدا و جناب
امیرؑ کی کہیں چنانچہ شیعوں کی ہی کتب سے ثابت ہے کہ صحابہ ثلاثہؓ نے رسولؐ
خدا کے واسطے تمام مال و منال لٹا دیا حضرت صدیق اکبرؓ نے جناب امیرؑ کی
شادی حضرت زہراؑ کے ساتھ نہ رکثیر خروج کر کے کروادی حضرت فاروقؓ برحق
نے حضرت شہر بانوؓ سعد زہرہؓ حضرت امام حسینؑ کو بخشدین حضرت عثمانؓ غنیؓ نے

کند از قوت اندیشه و در پی بندگی او می افتد و در این راه با دشمنان خود روبرو می شود.

زمین سجده ہوئی و چارہ رومہ رسول خدا و جمیع اہل ہلالام کی آسائش کے واسطے شریعہ
 دیئے۔ واسے اسکے ہزار ہا ساوک صحابہ ثلاثہ کے ایسے ہی ہیں کہ اساطیر و تسمیہ و تفسیر
 سے باہر ہیں اگر جناب امیر کے دو چار گز کچرا دے بھی دیا تو تعجب کیسا ہوا
 اس سے بڑھ کر تو حضرت صدیقہ ام المؤمنین نے یہ کام کیا کہ اپنی سکونت کا تجربہ
 قیہ شریف بنائے رسول خدا کے واسطے سپرد کردیا دیکھو اس کا نام سلوک ہے
 (۴۵) بحالت جنابت مسجد میں جاسکنا جواب سبب اسکا یہ تھا کہ آپ کے گھر
 کا دروازہ صحن مسجد میں تھا اسکو مجبور سی کہتے ہیں نہ برگزیدگی (۴۶) کتبہ ثابۃ
 سماہ یہ میں آپکا مذکور ہونا جواب محض خلاف مطلق بہتان قطعی جھوٹا ہاں بشہادت
 قرآن رسول خدا اور اوسى ضمن میں اونکے کل ساتھیوں کا البتہ مذکور ہے تنجید عن
 جناب امیر کی کیا ہے (۴۷) زمین کا آپ سے باتیں کرنا اور خدای تعالیٰ کی طرف
 سے زمین اس امر پر مامور ہونا کہ وہ تمام واقعات کی اطلاع دیا کرے۔ جواب
 خداوند زمین بہت جاوے اور اوس میں جھوٹا سما جاوے۔ اب ناظرین آگے
 اس خرافات و منکرات کی عبارت پر حقارت کو بنظر عبرت ملائے۔ یہ باورین
 شیخ جی صاحب بڑے دعوے سے لکھتے ہیں کہ ان جملہ فضائل کا بیان
 مفصل مع ثبوت کتب اہل تسنن اس رسالہ میں پیشہ مذکور ہو چکا ہے باقی بقدر
 فضائل ہیں کہ استقصاء اونکا قطعی محال ہے جواب اسے شیخ جوزا تو
 انصاف کرو کہ اہلسنت کی کتب مستندہ میں ایسے عقائد پر کمال کمان زمین ہم
 کہتے ہیں کہ یہ جملہ مقدمات و اہیات تمھاری ہی کتب کا ماخذ ہے جبکا جی چاہے
 خشت الغمہ و نہج البشر اوہ میں دیکھ لے اگر بعض عقیدہ کا شواہد پرناز سے تو یہ نیز
 اتہام ہے الحاقی کاروائیوں کو عقلا پسند نہیں کرتے ہیں سوائے اسکے حامی جواب
 ہمارے مجتہد بھی نہیں ہیں کہ خواہی خواہی اونکی تحریر کو کالو جی من المسلما سمجھ لیا جاوے

یوں تو فردوسی نے بھی بہت کچھ صحابہ باہنہ کی تصریف و توصیف کی ہے ہم بھی
 اوسکو اپنے مخالفین کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں مگر اوسکو شیعہ کب تسلیم کریں گے
 بلکہ صاف کہیں گے کہ شاہنامہ ایک شاعر کی کتاب ہے ہم پر حجت نہیں ہو سکتی
 ہے علیٰ ہذا القیاس اسی بنا پر ہم نے معتبر کتب شیعہ سے عقائد پر بحث کی ہے
 نہ براہ تصب شیعوں کو چاہیے کہ شیخ جی کی چیمیکو یوں کو اپنی معتبر کتب سے
 مقابلہ کر ویکہیں اور ہمارے منطوبیت کی داد دین بیت ادا سہ ویکہ لوجا ہاڑ گلہ دل کا
 بس ان نگاہ پر پٹھرا ہے فیصلہ دل کا۔ صفحات ۲۰ میں شیخ جی بڑے دعوے کے
 ساتھ لکھتے ہیں کہ ایک ثلث قرآن مجید مناقب اہلسنت میں نازل ہے بطور نمونہ
 بعض آیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد ایک فہرست ہے جس میں
 بیس آیتوں کے نمبر دیے ہوئے ہیں اور ان آیات میں سے اکثر تو غلط ہیں
 کہیں کا پانوں کہیں کا سر کہیں کی مبتدا کہیں کی خبر پھر اسی فہرست کے حسانہ
 ثبوت میں مولف نے بہت کتابوں کے نام لکھ ڈالے ہیں تاکہ شیعہ لوگ سمجھیں کہ
 جناب فضیلت آبا شیخ احمد صاحب بڑے ذہل مولوی ہیں جنہوں نے
 چھکڑوں کتابیں اہلسنت کی ڈھو ڈالی ہیں اور ان سے فضیلت جناب امیر
 کی ثابت کی ہے اور صاحب شیعہ ہمارے کیوں نہ ایسے ابلہ فرہوں کے دام
 کید میں گرفتار ہوں کیونکہ قرآن و کتابہ انکو بغدادی قاعدہ بھی تو صمیم یاد نہیں
 ہوتا یہ گمان ہمارا نسبت جہلا کے نہیں ہے بلکہ علما بھی سزاوار ایسی ہی قابلیت
 کے یقیناً دیکھ گئے ہیں جن میر صاحب سے پوچھو کہ آپ نے قرآن ہی پڑھا ہے
 تو بعض صاف انکا لکھ جاتے ہیں اور بعض الحمد للہ وانا اعز لنا وقلع جہاد کی یاد ہو نیکا
 اقرار کرتے لگتے ہیں جب کسی سید صاحب کی انجمنی لکھی تو مخرج حروف
 سنجی کے بھی ٹھیک نہیں پائے گئے مہر چند کہ شیعہ سنی کو دیکھ کر نماز میں بہت کچھ

سنہ بگاڑتے ہیں اور زبان کو بھی توڑتے ہیں جیسے کوئی ڈبہ میں ڈال کر کھینچ کر آتا ہو
 یا کوئی گودے گھرے میں ٹھیکریاں بھر کر بچا تا سب یا جیسے کوئی بلیاں ادا کر
 قرأت کی طرف مگر صحیح الفاظ ہی تو ادا نہیں کر سکتے اب ہم جو سب عوائف سے
 دعوی غلط کا ثبت کرتے ہیں وہ یہ ہے مولف کا یہ دعویٰ کہ نا کہ ایک سلف شرف
 حمید مناقب الہییت میں نازل ہے جس نے فوس ہے اگر ہے تو مولف حضرت بقدر
 پاؤ پارہ کے کہ ایک بیوان جیسے کلام حق سے ثابت کر دیں بلا شکر کرتے غیر سی
 تو ہم جانیں کہ مولف شاید سچے ہیں اور جو ایسا ہی ثبوت ہو جدیداً کہ فہرست
 انوار الہدیٰ میں ہے تو خدا ہی حافظ ہے کیونکہ اس فہرست کی آیتوں میں مولف
 نے بڑے دھوکے شیعوں کو دیا ہے نہ کسی آیت کے معنی میں نہ مطلب سے
 نہ شان نزول ہے نہ عربی فارسی اردو کی تفسیر ہے تو پھر کیوں کر ہو سکتا ہے کہ
 ناواقف لوگ اس سے مستفید ہوں فقط کتابوں کے نام دیکھ لیتے نہ تفسیر
 علی کی فضیلت ثابت ہونہیں سکتی ہے یہ آیات بشیئات خدا کا کلام ہے اس کے
 معنی اور مطلب بدل ہی نہیں سکتے ہیں کچھ بیان ایسے ویر کا قول نہیں ہے
 جنہوں نے ہزاروں حدیثیں بنا کر ہزاروں فریضے گودے ڈالے اب ہم وہ آیات محرفہ
 مولف کو فہرست ہذا سے لکھتے ہیں جس سے یہ بات عوام کو معلوم ہو جاوے
 کہ درحقیقت مولف کا ذہن یعنی خدا کے حکم حکم کو بدلنے والے وہ ہیں کہ
 صفحہ ۲۰ فہرست مذکور میں ہے دیکھ قوم ہا فلان و فلان تفسیر اہل سنت میں
 حضرت علی کی شان میں نازل ہونا لکھا ہے سبحان اللہ اس ہمہ شہود شہوی
 پس بہت ترے تو غمرہ نے مارا ہے ایک عالم کو بچا لیلے ہم ہی ترے
 ناز کے نہیں مقتول ہوا اب ہم نے تفسیر آیت شریف کی کہ جب کفار نے
 رسول اللہ سے کہا کہ اے محمد تم کیسے رسول ہو جو تم پر نشانیاں نازل نہیں

کی گئیں جیسے حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ پر نازل کی گئیں یعنی عصار کا سانپ
 بن جا مارا یہ بھیا کا روشن ہو جانا پندہ بنا نامردوں کا جلا نا وغیرہ ہر قسم کے قول
 ہو جو نشانیاں نہیں لاسکتے ہو اس بات کے سننے سے حضرت کو بہت بڑا رنج
 پہونچتا تھا تب رب جلیل نے اسکے جواب میں رسول برحق کی تسلی کے واسطے
 فرما دیا کہ اے محمدؐ تو ایک آدمی ڈرانے والا ہے (یعنی عذاب و عقاب سے)
 اور تمام قوموں کا ہدایت کرنے والا ہے ایمان لوگوں کے کرنے سے کیوں بڑا
 ماننا ہے چنانچہ پوری آیت پارہ ۳ سورہ رعد میں یہ ہے و یقول الذین
 کفروا لو لا انزل علیہ ایت من ربہ انما منذروا لکل قوم ہاد ترجمہ اور کہتے
 ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کیوں نہیں باتلی کی گئیں اوسپر (یعنی محمدؐ رسول اللہؐ)
 نشانیاں جزیں نیست کہ تو (یعنی اے محمدؐ) ایک آدمی ہے ڈرانے والا اور
 واسطے ہر قوم (یعنی جن اور انسان کے لیے) ہدایت کرنے والا دیکھو اس میں ذکر
 حضرت علیؑ کا گمان ہے سوائے اسکے جناب امیرؑ تو بعقیدہ شیعیان ابن سببا
 تمام قوموں کے گمراہ کرنے والے ہیں نہ ہادی کیونکہ اکثر کتب شیعوں میں ہے
 کہ جناب امیرؑ نے اپنا قرآن جمع کیا ہوا غائب کر ڈالا وہ امام آخر الزمان پاس
 ہے چند دن کے واسطے قبل از قیامت ظاہر کیا جاویگا پھر تو اسے زمین پر
 شیعوں کا ڈنکا پھر جاویگا تمام ناصبی یعنی اہلسنت قتل کر ڈالے جاویں گے کہنے
 مبین و مومنات میں متعہ جاری ہونگے کوئی مخلص نہ ہو گا چنانچہ اس عقیدہ کی
 تصدیق مولف کے رسالہ سے بھی ہوتی ہے صفحہ ۲۵ میں ہے کہ حضرت
 ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علیؑ کے جمع کئے ہوئے قرآن سے اغاخ کیا پس
 بقول سولف جناب امیرؑ غزوہ باسد و کل قوم مضل ٹھہرے نہ و کل قوم ہاد
 بیت ترے و مانع میں سودا کیا سماج جو ازانہ ہوشیہ کو سخت پتھر ہے

صفحہ ۲۰۹ میں ہے دقتہما اذن داعیہ فلان راوی نے فلان کتاب المہستہ میں
 باثر علی مرتضیٰ میں لکھا ہے المہولفت نے مہیظ لورہ کا تحریفاً سر تراشش لیا ہے
 محض بغرض ہدکائنہ نادانوں کے بالخصوص جو علم قرآن کے سبب بہ وہین یہ
 آیت شریف پارہ تبارک الذی سورہ الحاقین اس طرح سببہ انالما لطف
 الماء حملناکم فی البحار لئیلعلماکم تذکرۃ دقتہما اذن داعیہ تم مجب
 تحقیق منہ جقت زیادہ کیا پانی (یعنی وقت طوفان کے) اوٹھایا نہتے مگاشتی
 میں (یعنی نوح کے ساتھ) تاکہ بناوین ہم واسطے تمہارے نصیحت (یعنی بطور
 عبرت کے) اور نگاہ رکھیں او سکوکان جیسا کہ حق نگاہ رکھنے کا سب (یعنی
 عقلمند اس نصیحت کو بطور عبرت اپنے کان میں ڈال رکھتے ہیں اور ہر دم اس
 غضب الہی کا خیال کر کے ڈرتے رہتے ہیں) خلاصہ مقصود اس آیت شریف
 کا تفسیر مدارک سینوں و تفسیر خلاصۃ المنہج شیعون میں یہ لکھا ہے کہ سب اکبر
 اپنے بندوں کو ازراہ نصیحت فرماتا ہے کہ اسے میرے بندو تم کو یعنی تمہارے
 آبا و اجداد کو بڑے بہاری عذاب سے برکت سلام و بطفیل تھن نوح علیہ السلام
 کے چنے نجات دی تم کو چاہیے تمہارے ایسے احسان بے پایان کے شکر
 گزار ہو اور بت تراشی و تعزیر پرستی وغیرہ من عمل الشیطان سے بیزار ہو اگر
 ہمارے اس کہنے پر بھی تم نہ سمجھو گے تو تم بھی مثل کفار امت نوح کے تباہی
 کے جہاز میں پڑ جاؤ گے کیونکہ وہی قدرت کاملہ ہکواب بھی حاصل ہے ویکو
 اس آیت شریف کو بھی جناب امیر سے کوئی مناسبت نہیں ہے
 معلوم نہیں کہ ایسی جھوٹی صریح کاروائیوں میں جنحہ الدنیا و الآخرة کے
 ہم مرتبہ ہوں کو نسا فائدہ مولفت نے تصور کیا ہے علیٰ ہذا القیاس جس کا
 جمال آیات بیانات خالق کائنات کی تبدیل و بدل معنی اور مطلب میں یہ ہے

تو پراوسکی بجٹ احادیث صحیحہ و غیر صحیحہ رسول خدا پر کیونکر غضب سے خالی ہو سکتی ہے
 بیت من زقرآن مغزرا برآشتیم ہستخوان پیش گان از خیمتم حق یہ ہے
 کہ مولف کا رسالہ اندھیری رات کا نشانہ ہے لگا تو تیر نہیں تگاہنا یا ہے بقول
 شخصے کہیں کہیت کی سنن کہلیان کی صفحہ ۲۴۸ میں ہے سنا ہے کہ ایک مرتبہ
 ابو بکرؓ و عمرؓ بغرض معذرت جناب سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن تاہم
 غضب سیدہ رفع نہ ہوا اور یہ حدیث رسول خدا صلعم کی یا ودلانی فاطمہ بضیعة
 منی من اذاها فتد اذانی ومن اذانی اذی الله ومن اذی الله فتد کفر الخ
 جواب مولف صاحب کیا اسکا نام شیعہ کی ہے کہ جناب امیرؓ کو کافر و موزی بتا
 ہے کیا اسکا نام امامیہ عشر یہ ہے کہ حضرت علیؓ فرقتی کو دشمن خدا و رسولؐ کا
 بناتے ہو و اما ابن سبا ہی کے چیلون سے ایسا ہو سکتا ہے دوسرے
 کا کام نہیں ہے کیونکہ امیرؓ یہ حدیث جناب شیر خدا کی ہی شان میں رسولؐ
 نے ارشاد فرمائی ہے نہ حضرت شیخینؓ کی الحمد حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ مولف
 کے اتہام والزام سے بری ہوئے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں
 کہ بالیقین یہ حدیث جناب امیرؓ کے ہی باب میں رسولؐ امد نے فرمائی
 ہے قصہ مختصر یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے ابو جہل کی دختر سے اپنا نکاح کرنا چاہا
 جب یہ خبر حضرت فاطمہؓ کو پہونچی سخت تر آپ کو ناگوار گذرا اوسیدم آپ حضرت
 رسولؐ خدا کی خدمت میں پہونچیں اور حضرت امیرؓ کے ارادہ سے آپکو اطلاع
 دی حضرت بھی اس بات کو سنکر بخیر ہوئے اوسوقت اپنے حضرت
 ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت طلحہؓ کو بھیجا کہ حضرت علیؓ کو طلب فرمایا اور ان
 تنبیہا یہ حدیث ارشاد کی قال رسول الله یا علی ما علمت ان فاطمة بضعة منی من
 اذاها فتد اذانی فقط اتنی حدیث علی الشرايع معتبر کتب شیعون میں موجود

جسکا جی چاہے نقل کو اصل سے ملا دیکھے اور انصاف کرے کہ کسی اصل میں نہ ملا
 ہے باقی مضمون حدیث مذکورہ بالا کا موضوع مفسر ہی ہے جس سے مستند بعقیدہ مفسرین
 جناب امیر بھی معاذ اللہ موعود کا فریاد ہے سچ تو یہ ہے کہ ایسے وہو کہ
 دینے شیطان کے واداکو بھی نہ آتے ہونگے ہیئت کو راہ ہر و در کر بلا جہ
 تانیفتی چون حسین اندر بلا صنف ۴۲ میں ہے و سبجہا الا حق الاذی یؤتی
 مالہ فیترکی ترجمہ یعنی بجا و یکجا جلتی ہوئی آگ وہ بڑا متقی کہ جس نے اپنا مال پاک ہوئے
 کے لیے زکوٰۃ دی اگرچہ اب یقین ہے منصف مزاج اس ترجمہ کو ہی ملا
 فرما کے مولف متعصب کی لیاقت کی داد دینے کے باوجود جو دعویٰ فضول و خیال
 جنکو فطری ترجمہ ہی کرنا نہیں آتا پھر ناواقف آیت شریف کے مطلب کو کیا کر مجھ
 سکتے ہیں بقول شخصے شعورے نباشد کند ہوا۔ اگرچہ مولف نے اس آیت
 شریف کو چند جگہ لکھا ہے اور ہر جگہ ازراہ عنا و قلبی وفاد دلی کے یہی مطلب
 نکالا ہے کہ مولوی محمد قاسم کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر کی شان میں
 نازل نہیں ہوئی بلکہ ایسے شخص کے بارے میں عام طور پر نازل ہوئی ہے
 جو بسبب زکوٰۃ دینے اور متقی ہونے کے جلتی ہوئی آگ میں سے نکالا
 جاوے الخ اب ہم اس آیت شریف کو شیعوں کی معتبر کتاب سے ثابت
 کرتے ہیں کہ بلا شک و شبہ یہ آیت شریف خاص حضرت ابو بکر صدیق
 اکبر کی ہی شان میں نازل ہوئی ہے علامہ طبرسی مجمع البیان میں یوں لکھتا ہے
 عن ابی زبیر قال ان الاية نزلت عن ابی بکر لانه اشترى المالیك الذین اسلموا
 مثل بلال و عامر بن میسرہ و غیرہا و اعتقہم کہ آیت
 میسجہا الا حق الذی شان میں ابو بکر کے نازل ہوئی کہ غلاموں کو
 منول لیتے اور خدا کی راہ میں آزاد کرتے مثل بلال و عامر و غیرہ الخ و کہہ قول

علامہ مذکور سے کیسی تصدیق تحریر صحیح جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب
 دیوبند می رحمت اللہ کی ہوئی ہے صفحہ ۸۷ میں مولف محض بغرض اشتغال
 طبع اہل ایمان کے حضرات اہمات المؤمنین عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ رضی
 اللہ عنہما کو مثل زوجہ حضرت نوح و زوجہ حضرت لوط کے کافرہ لکھتا ہے الخ جو اب
 خیر مولف تو اپنا فرض مذہبی ادا ہی کر چکے اب ہم بھی اونکے مجتہدون ہی کے
 قول سے اس کلمۃ الکفر کی تکذیب کرتے ہیں اول ملا فتح اللہ مفسر شیعہ سے
 خلاصۃ المساجع میں تفسیر آیہ کریمہ یظلمکم اللہ ان تقودوا مثلہ ایدا انکمتمؤمنین کی بھیجہ
 لکھی ہے کہ ایمان واقع ست دربارہ سب لہا ان خصوصاً اہمات المؤمنات
 اور اسی کتاب میں تفسیر آیہ شریف یعلون ان اللہ ہوا الحق المبین کی یہ لکھی ہے
 کہ حق تعالیٰ تمیزیہ سے کس نمودہ یوسف و میریم را تو منزیہ عائشہ کرو باین
 آیات عظیمہ حبیب تعظیم سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ جو اب دیکھو
 تمہارا مجتہد کیا لکھتا ہے اگر جنگ جل کہ امرنا گمانی بے قصد و رضا فیما بین کے
 ظہور میں آیا باعث بدگمانی ہے تو وہ بھی بفضل خدا انجام خیر کو پہونچا
 اس سے شیعہ بھی انکار نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ اونکے قطب الاقطاب تاضی
 شستری اپنی مجالس المؤمنین کی مجلس اول میں لکھتے ہیں کہ عائشہ پیش
 جناب امیر توبہ کرو پس جناب صدیقہ ام المؤمنین کا توبہ کرنا اور جناب امیر کا
 صلح کر لینا دعویٰ مولف کے سر پر ناک ڈالتا ہے خوب یاد آئی ان مولف
 صاحب آپ یہ تو فرمائیے کہ حضرت صدیقہ و حضرت امیر سے تو اتفاقات
 جنگ بھی ہوئی تھی مگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کیا قصور کیا تھا
 جو انکو بھی آپ کافرہ کہتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو کوئی قصور حضرت موصوفہ
 کا شیعوں ہی کی کتابوں سے ثابت کر دیجئے افسوس کہ مولف واسطے

ایذارسانی مسلمانوں کے اہلبیت رسول امد کی نسبت جنگی شان میں خدای
 تعالیٰ نے آیہ تطہیر نازل فرمائی ہے اور اونکو ازواجہ اہما تم کا خطاب دیا ہے
 کلمات ترک ادب و بے تمیز لکھنا اور اپنے مجتہدوں کو کذاب جاننا
 سب سے بڑا اور بے قول کو نہیں مانتا نسبت ترک کے یہ شواہد میں مقام ہے کہ با
 دو ستانت خلافت و جنگ۔ حالانکہ ترک ادب کلمات کلمے کی مخالفت کتب
 معتبرہ شیعوں میں موجود ہے کافی کلینی کی کتاب الايمان والکفر کے باب الساب
 میں یہ حدیث رسول امد سے نقل کی ہے لا تسبوا الناس فتکسبوا لحدادة بینہم ترجمہ
 یعنی آدمیوں کو برا نہ کہو اس لیے کہ پیدا کرو گے اونکے درمیان میں عداوت
 اور قول جناب امیر کا بھیج البلاغت میں جب کہ آپ شامیوں سے جنگ
 فرماتے تھے اپنے صحاب سے یہ تھا انی اکره ان تکوذا للباثین ترجمہ یعنی تحقیق
 میں برا نہ جانا ہوں یہ کہ ہونم برا کہنے والے صفحہ ۲۸ میں مولف نے بڑی
 دھوم سے دعویٰ کیا ہے کہ ہم کتب سماویہ سابقہ یعنی توریت و انجیل سے
 حقیقت علی مرتضیٰ کی ثابت کرینگے اس امر سے علماء اہلسنت و الجماعت
 بھی انکار نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ یہ امر خود قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جناب
 رسول خدا اور اونکے ہمراہیان کا ذکر توریت و انجیل میں لکھا ہوا ہے منکر
 اس کا کافر ہے اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ ہمراہی رسول صلعم کون
 شخص ہے او سکی تعریف بھی قرآن مجید میں موجود ہے اشداء علی الکفار
 رجاء بینہم پس یہ قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کا
 ذکر کتب سابقہ میں سند۔ ج ہے بلکہ دوازدہ امام علیہ السلام کا ذکر ادین میں موجود
 ہے اور آیہ محمد رسول اللہ الذین معہ میں جو ہمراہیان کی جمع بیان کی گئی ہے
 وہ بالیقین دوازدہ امام علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے اور اگر کوئی عدم

محمد رسول اللہ
 الذین معہ

موجودی کو منافی سمیت سمجھتے تو تفاسیر معتبرہ دیکھ لیجئے کہ جلالین وغیرہ میں
 مکہ تفسیر اتباعہ درج ہے جواب واہ صاحب خوب ہی سمجھا اور خوب ہی
 آیت فخر لیل کو تحریف کیا شاید چودہ صدی میں یہ حصہ آپ ہی کے لئے
 ازل میں مقرر کیا گیا تھا قسم ہے آپ کو امیر باذل کی ضرور چکاو وہ تفسیر حسن
 کے معنی اتباعہ درج ہیں کہہ اپنے وژا کو قیامت تک کوئی سچا نکلے گا اور صاحب
 آپ کو کوئی بہلا آدمی کیونکر سچا کہہ سکتا ہے کہ جو ٹک کے پل باندھتے ہو ہم
 کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ کرنا آپ کا شخص مخالف مذہب اہل تشیع کے ہے کیونکہ انکی
 کتب میں ہے کہ امیر ہجیر سے ادنیٰ سے مسلمان سے ایسے ڈرتے تھے
 کہ کبھی اسکے کو برادر ہار اپنے مذہب شیعہ کی کانہیں کرتے تھے اگر کوئی آپ سے
 دریافت کرتا کہ آپ کا کیا مذہب ہے تو آپ یہی فرماتے کہ پاکستان جماعت ہوں
 اور اگر کوئی آپ سے یہ دریافت کرتا کہ آپ کسکی سنت پر چلتے ہیں تو آپ
 اسکے جواب میں یہی فرماتے سنت خلفاء راشدین پر چلتا ہوں جب باعقبات
 شیعان آپ ایسے خالف رہتے تھے تو مصداق اشد و علی الکفار کے کیونکر
 ہو سکتے ہیں اور یہ کہنا آپ کا صحابہ ثلاثہ مصداق اس آیہ شریف کے نہیں ہیں
 اس لئے کہ ان میں یہ وصف نہیں پایا گیا ہم کہتے ہیں کہ اس آیت کی خلعت
 قاست صحابہ ثلاثہ ہی پر راست آتی ہے کیونکہ انھیں ارکان دین نے جہان
 کے کفار کو زیر و زبر کر ڈالا تھا بلکہ انہیں حضرت علیؑ نے کفار پر ایسی سختی کی تھی
 کہ جبکا مذکور یہود و نصاریٰ کی توبیت و انجیل میں مہنوز ہو جو دم چنانچہ
 ورس ۶ باب ۱۲ کتاب استثنائے توبیت میں ہے کہ اگر تیرا بھائی یا بیٹا
 یا جو رو یا دوست کوئی تجھے پہلا مسے اور سکے کہ او غیر معبوں کی بندگی کرو
 تو تو اسکے موافق ہونا اور اس کی بات بے سغارا و اس پر ہم کی نگاہ نہ کرنا

اور اوس کی رعایت نہ کرنا اور اسے پوشیدہ نہ کرنا بلکہ اوسکو ضرور قتل کرنا انکا
 اوسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے دیکھو بار بار رعایت حضرت شیخین سے
 اپنے عزیزوں کو قتل کر رہے ہیں و۔ یعنی نکایا پناہ شیخین علی نے کہ شیخین
 کے امام اعظم ہیں اپنی کتاب تذکرۃ الفقہاء کی پیش فصل میں لکھا ہے کہ
 احد کے دن حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے باپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا
 مگر حضرت صلح نے منع فرمایا کہ تو جانیے و سے اور کوئی یہ کام کر لیکھا اور تفسیر
 مجمع البیان و سنن الصادقین و خلاصہ تفسیر جرجانی میں مفسرین شیعہ لکھتے ہیں کہ
 حضرت عمر فاروق نے قید بان بدر کی نسبت فرمایا کہ جو جنگار شتہ دار ہے
 اوسکو اوس ہی کا رشتہ دار قتل کر ڈالے دیکھو ایسے کچے ایمان والوں کو شہاد
 علی الکفار کہتے ہیں کیونکہ یہ فعل اوز کا خاص اللہ واحد ہی کی عبادت کے واسطے
 تھا پس مصداق اشد علی الکفار بوجہ شہادت توریت کے اصحاب ہی ٹھہرے
 اب سیفے انجیل کی شہادت و رس ۱۳ و ۱۴ باب ۱۲ انجیل متی میں ہے
 کہ آسمان کی بادشاہت دانہ رائی کی مانند ہے جیسے کہ ایک شخص نے لیکے ایک
 کیت میں بویا اور وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہے اور جب اوگتا ہے سب
 ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے
 اوسکی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں دیکھو مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل کما نرج
 اخرج شطاعہ فاذرہ فاستغلظنا ستوی علی سوقہ یجی الزہار لیغیظ بطمہ الکفار کی اس و رس
 سے کیسی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ خداے کریم اپنے رسول پر حق کے یاران
 صادق کی مثال انجیل میں اس طرح فرماتا ہے کہ جیسے چھوٹا سادانہ کہ اوس میں
 پہلے اکوا نکلتا ہے پھر پتی پھر وہ بڑھتا ہے یہاں تک کہ بڑا ساد درخت ہو جاتا
 ہے اور اوسکے دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا ہے پس یہ مثال ہوائی مال

صحاب با کمال کی بالکل ہے اس وجہ سے کہ وہ شروع میں تو ٹھ سے تھے
بڑھتے بڑھتے ایک جماعت کثیر ہو گئے جسکے دیکھنے سے کفار چلتے تھے بلکہ اونکی
شوکت اور قوت کو دیکھ کر مانند حاسد ناحی کو کشش کے کھٹ افسوس سے
تھکے پس جو شخص کہ صحابہ عالی صفات کی فضیلت کا اعتقاد نہیں رکھتا
ہے وہ لاریب فیہ منکر کتب سماویہ قرآن و توریت و انجیل وغیرہ کا ہے اب ہم
سوائے کتب آسمانی کے دساتیر کتاب پارسیان ایران سے جسکو وہ بھی
اپنے گمان میں کتاب آسمانی جانتے ہیں اور اوسکی کو اپنی نماز میں پڑھتے ہیں
مصدق اشراق علی الکفار ہونے کا نسبت صحابہ رسول اللہ کے ثابت کرتے
ہیں شرح دساتیر مسیہ البغیہ کتایتیر مطبوعہ سراجی کے صفحہ ۸۸ میں یہ عبارت
بجسہ مرقوم ہے کہ ایک نشان بدستکار سی و جان ساری در ایران
چون چنین کار ہا کنند از زبان مردے پیدا شود یعنی از ملک عرب مردے
ہویدا شود و این اشارت است بہ پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از پیران
او دہیم و تخت و کشور آئین ہمہ برافند یعنی پیروان و تابعان او کہ صحابہ کبار
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم باشند ہمہ سلطنت ایرانیاں و کیش آناں بر ہم زند
و نشانے ازان نامند و مخپین شد الخ اور کتاب لب التوایخ سولفہ ڈاکٹر شبلی صاحب
کی جلد دوم فصل چارم میں حال خلفاء راشدین کا یوں مرقوم ہے کہ ابو بکر
رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تدوین اور ترویج کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
ظفر کی پیروی کی اور شرفی سلطان پیر اکبر جس کی فوج کو اوس نے ہزیمت
دی اور شکست اپنے قبضہ ملج اور لبنان پہاڑ سے لیکر روم تک سارا ملک اپنا
مطیع کیا بعد ازان جسے انتقال کے عمر رضی اللہ عنہ ۱۰۰ بیت خلیفہ مقرر ہوئے
اور ایک ہی خروج میں ممالک سب راہ قونیقی و فلسطین و سولتیا و خالہ یہ

متعلقہ مملکت یونان اور انھوں نے لے لیا دوسری چڑھائی میں کل لایت فارس
 اپنے زیر حکومت کیے سب کو اپنے مذہب میں لائے اسی زمانہ میں اوس کے
 سپاہیوں نے ملک مصر و تبا و تولید یا سطح کیا پھر پانچویں فصل میں لکھا ہے
 کہ بعد عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ عثمان نے ملک ایک تیرا بنایا اور ملک تیار کے
 بعض دیار اپنے قبضہ میں کئے اور رمہوس یعنی سوس اور جزائر یونان کے
 لوٹ لیے اور اوس کے بعد ختن بعد ان کے علی ہوئے جو آج تک محمدیوں میں
 مکرم ہیں الخ امر واقعی تو یہی ہے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما
 نے کفار ایران کا کہ قدیم سے آتش پرست رہے ہیں بالکل ستیا ناس
 کر دیا اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کے جو روں بچوں کو اوئی اوئی
 عرب کا لونڈی غلام بنادیا اسی تو اب تک اون کے لوگوں پر شدت صحابہ رسول اللہ کا
 اثر چلا آتا ہے اگر جناب امیر مصداق آیہ اشداء علی الکفار کے ہوتے تو آپ کی
 خلافت میں ملک مفتوحہ و مقبوضہ اسلام سے نہ نکل جاتے آپ کے لشکر میں
 بذلتی نہ پھیل جاتی شامی غدر کرتے ناصبی آپ سے نہ لڑتے باعقدا و شیعیان
 یہ تعریف ہے آپ کی اشداء علی الکفار ہونے کی اب آپ کی رجاء بینہم ہونے کی
 بھی تو صیف سنئے کہ سوائے جناب امیر کے وقت نزول آیہ شریف اور
 کون صاحب موجود تھے کہ جنگی وجہ سے آپ مصداق رجاء بینہم کے کہ کلمہ
 جمع مشارکت کا ہے ہوئی اون صاحبوں میں سے دو چار کے تو نام تباہے
 اگر حضرت حسنین سے مراد لیتے ہو تو یہ گمان بھی آپ کا غلط ہے اس لئے کہ
 وقت نزول آیہ شریف دونوں صاحبزادے نہایت ہی کم سن تھے
 دوسرے رحمت پدری نسبت فرزندوں کے عام ہوا کرتی ہے پس
 واحد ہونا جناب امیر کا و محوے مجہول مدعی کذاب کو عدا الفضاۃ خارج کرنا ہے

اور یہ لکنا مولف کا محض لغو ہے کہ تفسیر جلالین میں معہ کے معنی اتباعہ درج ہیں
 سبحان اللہ چشم بند و قی مولف صاحب توفیق افرامین اوستا و اول ہیں بلکہ
 بہت بڑا کہ اس سے قابل خوب ہے اپنی طرف سے جوئی باتیں لاکر اپنے محسنوں
 کو سبز باغ دکھا کر بہکاتے ہیں تاکہ ناواقف لوگ سمجھیں کہ جب معہ کے معنی اتباعہ
 جلالین معتبر تفسیر المہنت میں موجود ہیں تو پھر المہنت کیوں عدم موجودگی کے لئے
 پر اس قدر کد کرتے ہیں اس کے ہم جلالین کی بجز عبارت نقل کے دیتے ہیں
 تاکہ نصف مزاج بچشم انصاف معائنہ فرماویں کہ مولف کی مصنوعی و موضوعی
 معنی کا جلالین میں مطلق اثر نہیں ہے پراوٹم سورۃ فتح تفسیر آیہ ہوا الذی رسولہ
 بالحدی و دین الحق لیظہرہ ای دین الحق علی الدین کلمہ علی جمیع باقی
 الادیان و کفی باللہ شہیداً انک مرسل بہا ذکر کما قال محمد مبتداء رسول اللہ
 خبرہ والذین معہ اصحابہ من المومنین مبتداء و خبرہ امتداء غلاط علی الکفار
 لا یرحمون تہم رجاء بینہم خبر ثانی ائی متعاطفون و متواذون
 کا لوالد مع الولد تر اہم تبصرہ ہم رکھا سجداً حالاً یتبغی
 مستانف یطلبون فضلاً من اللہ و رضوا ناسیما ہم علامتہم مبتداء
 فی وجوہہم خبرہ و ہی یخبرون فی فی الاخرۃ انہم سجدوا فی الدنیا
 من اثر السجود و متعلق بما قبل بہ الخیر ای کائنۃ و اہرب حالاً من ضمیر المنقل
 الی الخیرہ و ذالک ای الوصف لمدکورہ الخیرہ فی التورۃ صفتہم مبتداء و خبرہ
 و شلمہ فی الاخیل مبتداء خبرہ الخ سوائے اسکے تفسیر خلاصۃ النہج معتبر تفسیر شعرون
 میں بھی معہ کے معنی خبر بیان یعنی صحابہ رسول اللہ کے لئے ہوئے ہیں جب
 مولف صاحب کلام الہی کے معنی میں اپنی طرف سے کلام کرتے ہیں تو پھر اور
 کس بحث پر ان کی ایسا مذاری کا اعتبار کیا جاوے گا قطع نظر تفاسیر فریقین مذکورین

کے اتباع کے معنی کسی سخت میں بھی تو نہیں پائے جاتے ہم تحریف کی نسبت کیا کہیں
ایسا تو سلف سے ہی چلا آتا ہے اس آیت شریف کو مؤلف نے اپنے حصول
مطالب کے واسطے چند طریقے سے تحریف کیا ہے اولیٰ تحریف جملہ یعنی آیت
کو مقدم و موخر کرنا دوم تحریف کلمہ یعنی اپنی مدعا براری کے لیے واو کا حذف
کرنا سو ہم تحریف معنی اپنی سب کے زیر وستی اور دھینگا مشتی سے معنی اتباع
کے لینا والدیہ تحریفات مؤلف کی کچھ کم اہل کتاب سے نہیں ہے اب لگے
ہاتھوں آپ کے ثبوت کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ مؤلف صاحب نے کیا اچھا ثبوت
توریت و انجیل سے زیب قلم فرمایا ہے مؤلف نے لکھا ہے کتاب پیدائش
باب ۲۰ آیت ۱۱ میں لکھا ہے کہ خداوند کریم نے ابراہیم علیہ السلام سے
فرمایا ہے اور اسمعیل کے حق میں میں تیرے سنے و مکیم میں اوسے برکت
دونگا اور اوسے برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑاؤں گا اور اوس سے
بارہ سردار پیدا ہونگے الخ مؤلف جی بارہ کا عدد کتاب پیدائش میں دیکھتے ہی
نہال ہو گئے اور فوراً اس مضمون کو اپنے رسالہ میں درج کر دیا کہ عدد بارہ سے
مراد بارہ امام ہیں بقول شخصے بھیس نہ کو دی کو دی گون یہ تاں سادہ دیکھتے کون
اگر ایسی ہی سمجھ رہے تو اسکی دو القان پاس ہی نہیں ہے ہاں شاید امام خلیفہ
تباوین تو خبر نہیں سمجھتے ہیں کہ اس آیت میں مطلق آئمہ کو ذکر نہیں ہے اسل
ولیل معقول سے کہ بفضل خدا ہاں ۱۱ کا عدد موجود ہے جبکا جی چاہے
جناب رسول مقبول سے لیکر حضرت امام مہدی آخر الزمان تک شمار کر دیکھے
تیرہ کا شمار ہوتا ہے اگر کہا جاوے کہ جناب رسالت تاب اس شمار میں داخل نہیں ہیں
تو بارہ امام بھی مرتبہ امامت سے خارج ہوئے جاتے ہیں کیونکہ مسلمہ
مندیقین ہے کہ مراتب آئمہ کا بدولت جناب رسول خدا کے ہی ہے

بیت توصل وجود آدمی از نخست دو دگر ہر پہ پہ موجود شد فرج تست یسوی
 اسکے خطاب خرافت حضرت ابراہیم کے صرف اس قدر ہے کہ میں حضرت
 اسماعیلؑ کی اولاد میں بارہ سردار یعنی حواری پیدا کرونگا نہ یہ کہ محمدؐ صلعم کی آل میں
 بارہ امام ہو یا کرونگا ایسے فریب سے تو فریب ہی فریب کھا سکتے ہیں نہ اہل صدق
 صفا وادہ سے لیاقت بقول تنھے عقل چہ تہیت کہ پیش مردان بیاید پر صفحہ ۲۸۳
 میں آپکا دوسرا ثبوت دیکھئے کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی کل قوم سے مخاطب
 ہو کر فرماتے ہیں کہ خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان تیرے بھائیوں
 میں سے میرے مانند ایک بنی برپا کر گیا تم اوسکی طرف کان دہر یو ہر حضرت
 موسیٰؑ کی وحی نقل اس طرح کرتے ہیں اور خداوند نے مجھے کھا کر اونہوں نے کہا
 سو اچھا کہا میں انکے لیے اونکے بھائیوں میں سے تجھسا ایک بنی برپا کر ونگا
 اور اپنا کلام اوسکے منہ میں ڈالونگا وہ سب اوس سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی
 میرے قانون کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سنے گا تو میں اوس کا حساب اوس
 کوںگا الخ مولف نے بھائی کا جو لفظ عبارت صدر میں دیکھا لٹو ہو گئے اور غور آیا
 علی انت منی بمنزلہ ہارون عوی الا انا لا بنی جددی کی حدیث بنا کر
 تیار کر دی اور اوسکے معنی بھی یہ جامی نے کہ جسے حضرت ہارونؑ سے لوگ حمد
 رکھتے تھے ویسے ہی حضرت مرتضیٰؑ سے عداوت رکھتے تھے مگر اخلاق محمدی مانع
 بد دعا اور غارت ہونے شاکیان کا ہوا الخ غرض اسی طرح سے مولف نے
 اس کچے غم کے اپنے ڈبائی چاول علیحدہ ہی پکائے ہیں دیکھو قول موسیٰؑ سے
 تو اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ میرے بھائیوں (یعنی انبیاء) میں ایسا ایک
 بنی جلیل القدر خدا تعالیٰ پیدا کر گیا کہ وہ سب کا ہادی ہوگا اور اوس کے منہ میں
 کلام خدا وتر گیا اور وہ خدا کے حکم کو پورا پورا تعمیل کرے گا اور جو کوئی اوس کا

کنا خانے لگا تو خدا اوس کا حساب لیکالیں اسے بنی اسرائیل تم اوس کی طرف
 رجوع کرنا اور اوسکی بات کو گوشہ نشین ہوش سے سننا جہاں تک کہ غور کیا جائے
 ہے تو حضرت موسیٰ کے قول میں کوئی لفظ ایسا نہیں پایا جاکا سے جس سے حضرت
 ہارون یا جناب امیر یا نعوذ باللہ اوس کے مساوی یعنی صحابہ رسالت آب مراد
 لیے جاویں بلکہ حضرت موسیٰ کی پیشین گوئی سے تو صرف حضرت رسول خدا کی
 نبوت کا ثبوت ہوتا ہے جب جملہ معترضہ مولف کو قول حضرت موسیٰ میں فرما
 بھی دخل نہیں ہے تو پھر مولف کس لیے ایسی بے اصل تاویلیں کرتے ہیں
 جس سے وہ کذاب سمجھے جاتے ہیں اور اونی سمجھ پر اطفال ابجد خوان بلکہ خیال
 نادان قہقہہ لگاتے ہیں اور یہ کہنا بھی محض جناب امیر پر افترا کرنا ہے کہ اخلاق
 محمدی مانع بد دعا اور غارت ہونے شایگان کا ہوا ہم کہتے ہیں کہ جناب امیر
 کو حاجت بد دعا کرنے کی کیا تھی آپ تو بڑے مجاہد و شجاع غالب علی
 کل غالب بلکہ منظر العجائب والفرائب تھے جبریل کے پر کاٹنے والے جنات
 کے قتل کرنے والے عرش سے بالا جانے والے تحت الثریٰ کی خبر لانے
 والے ذوالفقار کھینچنے کیونکہ تمام شایکون کو مار ڈالا جو سارا قلعہ کا بیڑہ بھی دور
 ہو جاتا اس موقع پر سو اس کے کہ مولف تفسیر سکوت سینا دین اور کیا عذر و حیلہ
 نکال سکتے ہیں ان وجوہات بمعنی سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مولف طرز عبارت
 کتب سادہ سے مطلق آگاہ نہیں ہیں عرقص کردن خود ملاذ صحن را گوید
 کجاست - صفحہ ۲۸۶ میں ہے کہ ایلیا اور علی میں کچھ فرق نہیں ہے جواب
 ہم کہتے ہیں کہ بابین علی و ایلیا کے زمین و آسمان کا فرق ہے اس لیے کہ
 علی عربی لفظ ہے اور ایلیا عبرانی مگر مولف نے بسبب عدم تفہیم و نفیست کے
 اس لفظ کو سربانی لکھا ہے اور حالانکہ کسی لغت کی کتاب سے بھی ثابت نہیں ہے

اور یہ کہ یہ بھی جی متاوان فی محض غلط ہے کہ علی اشتقاقاً علی سے ہے

درود بھیجتے تھے یہاں تک اہل مدینہ و اطراف مدینہ حضرت پر درود بھیجتے تھے
 پس ان دونوں شہداء تو ان کی تصدیق سے مفتی صاحب جوئے ٹھہرے
 غرض کہ رسالہ انوار الہدیٰ میں کہ جسکو ظلمات الہدیٰ کہنا زیادہ ہے بلکہ یہی اسم
 اس کے لیے سزاوار ہے ایسے ہی واہیات معاملات بیان کئے گئے ہیں جس
 سے مولف نے پیرایہ دشمنی میں تو صحابہؓ عالی صفات و ازواج مطہرات
 رسول اللہؐ پر کھل کر تبرا کیا ہے اور پیرایہ دوستی میں انبیاء و اولیاء یعنی
 آئمہؑ پر ہی کو بہلا بڑا کہا ہے اس لیے جسے چند نمونہ ناظرین کو دکھلا دیے
 تاکہ مولف کی ہٹ دھرمی کی داد دیں کہ کس قدر ہٹ دھرمی و تعصب
 و روغلوئی کو کام میں لایا ہے اور پھر بھی اندر سے میں اپنی دانست میں
 مولف نے اہلسنت و الجماعت کی توہین میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا
 ہے اسی سبب کے چارے نزدیک رسالہ انوار الہدیٰ و داستان امیر حمزہ
 میں صرف اس قدر فرق پایا جاتا ہے کہ داستان امیر حمزہ کے مولف
 نے تو واسطے دھوکہ دینے اہلسنت کے صحابہؓ رسول اللہؐ کے نام و دشمنوں کے
 نام پر ہلکے تبرا کیا ہے چونکہ اسکو (یعنی امیر حمزہ کی داستان کو) ناواقف
 لوگوں نے قصہ سمجھ لیا ہے اس لیے اسکو واسطے تفریح طبع پڑھتے سنتے
 ہیں اور اپنے ایمان کو غارت کرتے ہیں اور انوار الہدیٰ کے مولف نے
 توصاف صاف تبرا لکھا ہے بہر حال یہ دونوں کتابیں تبرا یوں کی قابل آگ
 میں جلا دینے یا پانی میں ڈوبا دینے کے ہیں ۶ برسوں بلانے باشندوں
 اب اس اختصار میں زیادہ کجائش نہیں ہے ورنہ اور بھی ہٹ دھرمی
 ظلمات الہدیٰ کی ظاہر کی جاتی کہ لایحقی اطلاع جواب الحجاب میں تبرا
 کا خیال ہے ورنہ اس کا جواب بھی افشاہد تعالیٰ ترکی تری ہو گا کہ کابر کی توہین

(۲۱) جو آیت یا روایت لکھی جاوے اسکی تفسیر معنی بجا الہ صحیح معہ نشان و پتہ کے لکھی جاوے غت ربوہ نہوں جیسا کہ انوار الہدیٰ میں کیا گیا (۳۲) اپنے آئمہ و مجتہدوں کے اقوال کی تکذیب و لائل معقول سے کیجگا ایسا نہو کہ میں یہ کہہ دو اسن چھوڑاؤ کہ ہمارے کتابوں میں یہ نہیں یا وہ نہیں (۳۳) ہمارے سوالوں کا جواب عقلی و نقلی و لائل سے ایسا معقول لکھا جاوے جسکو اہل علم مبصر قبول فرماوین غائین باین شائین نہ مو (۳۴) آیات و روایات کے لفظوں و معنوں میں تحریف و تبیل نہ کیا جاوے اور اسے و کالت کو بھی دخل نہو تعصب بالائے طاق رکھو یا جاوے *

حکم طاعت پیروی خلفائی رسول ہدکا

واضح ہو کہ بطرح سے انسان پر خدا و رسول کی اطاعت فرض ہے اسی طرح سے بموجب آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے اطاعت خلفائے اربعہ کی علی الترتیب فرض ہے اس لیے کہ خداے تعالیٰ نے اپنے کلام برحق میں صاف صاف اسکی خلافت کی اوصاف بیان کر دیے ہیں ہواؤا وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الامر منکم و ہم ائمتہم من بعدہم انما یعبدوننی و لا یشرکون فی شئنا و من کفر بحدیثک فادک ہم الفاسقون ترجمہ وعدہ کیا اے اللہ سے اؤن لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور اچھے کام کے یقیناً خلیفہ کرے گا اؤن کو زمین میں جیسے کہ خلیفہ کیا تھا اؤن سے اگلوں کو (یعنی داؤد علیہ السلام کو بموجب آیہ شریف یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض) اور اسی طرح سے سلیمان علیہ السلام کو اور جواوے گا اؤن کو دین اؤن کا وہ دین کہ پسند

اس آیت کے تحت
خلفائے اربعہ کی اطاعت
فرض ہے اس لیے کہ
خداے تعالیٰ نے اپنے
کلام برحق میں صاف
صاف اسکی خلافت کی
اوصاف بیان کر دیے
ہیں ہواؤا وعد اللہ
الذین آمنوا منکم و
عملوا الصالحات لیستخلفنہم
فی الامر منکم و ہم
ائمتہم من بعدہم انما
یعبدوننی و لا یشرکون
فی شئنا و من کفر بحدیثک
فادک ہم الفاسقون

کرو یا اونکو اور ویگا اونکو اونکی ڈر کے بدلہ میں میری ہی جگہ لگی کرینگے شہر اور
 نہ کرینگے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے چھپے سو وہی لوگ
 ہیں بے حکم سو اس کے اثبات خلافت خلفاء الراشدین شیعوں کی بھی معتمد
 کتب سے ہوتا ہے چنانچہ خلاصۃ المنہج کے ۲۸ جزو میں تفسیر آیہ کریمہ
 واذا اسرا بنی اہل بعض از واجہ حدیث کی یہ لکھی ہے کہ حضرت رسول
 خدا صلعم نے حفصہ سے فرمایا کہ بعد ہمارے ابو بکر مالک است ہوگا
 اور بادشاہی کریگا بعد اس کے تیرا باپ (یعنی حضرت عمرؓ) حفصہ نے
 خوش ہو کر یہ دونوں ہمدعا کی کہ یہ تیرے لیے آیت شریفہ
 نازل ہوئی اور اسی طرح سے صحیح البسان میں ہے اور صحیح البلاغت
 میں ہے کہ جب حضرت عثمان غنی شہید ہو گئے اور مسلمانوں نے
 خلافت کا جناب امیر پر اتفاق کیا اوس وقت آپ نے ارشاد فرمایا
 انالکم وذرنا خیر لکم من ان اکون امیرا ترخصبتم اے مسلمانوں میں
 تمہارے لیے وزیر رہوں بہتر ہے اوس سے کہ امیر ہوں جب مسلمانوں
 نے جناب امیر کو خلافت پر مجبور کیا تب آپ نے خلافت کو پیاس
 خاطر مسلمانوں کے قبول کیا پھر اسی کتاب میں ہے کہ خلافت کی حالت
 میں ہی جناب امیر کی زبان مبارک سے یہ ہی نکلتا تھا لاہ ما کانت لی فی الخلاۃ
 راغبۃ ولا الولاۃ اربعۃ و لکنتم دعوتونی الیہا
 و حیلتم علیہا صحیح یعنی خدا کی قسم ہے کہ خود مجھ کو خلافت کی رغبت نہیں ہے
 اور نہ ولایت کی حاجت ہے لیکن تم نے مجھ کو بلا یا خلافت کی طرف
 اور باعث ہوئے تم میرے لیے خلافت کے ان پس ہر مدعی
 اسلام پر فرض ہوا کہ خلف را ربیعہ برحق کی اطاعت و پیروی کرے

صحیح البسان
 صحیح البلاغت
 صحیح البسان

کیونکہ ان ارکان اربعہ اسلام کی پیروی عین پیروی رسول اللہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی ہے اب باقی رہا یہ امر کہ پیرو رسول اللہ و خلفا
رسول اللہ کون لوگ ہیں شیخ فستہ جماعت سے نماز پڑھنے والے
مساجد اللہ کو زینت دینے والے اشراق کے عاشق و متحجب
کے شائق حفظ و ناظران تلاوت کرنے والے کلام اللہ پاک کے ورد
یہیچنے والے روح پر فوق صاحب لواک کے بضلی جماعت جمعہ
وعیدین کے امیدوار زیارت حرمین شریفین کے طالب مدد
حلال مشکلات کے فکر اسماء حسنیٰ رافع الدرجات کے عابد شب
زندہ و ارزاہد پرہیزگار گوشہ نشین عتکاف دیانت دار با انصاف
کلمہ توحید کے شاعر حدیث رسول اللہ کے عامل فرض و واجب
وسنت و نفل روزہ رکھنے کے مشاق رمضان شریف میں تراویح
پڑھنے کے مشاق پابند طہارت کاملہ کے حریص عبادت نافلہ
و غیرہ کے بس میں یہ وصف ہوں وہ بے شک شیعہ پیرو رسول اللہ
و خلفائے رسول اللہ کا ہے اللہم زدہ الہی بجزیت سیدنا ابراہیم و آلہ
و صحابہ انبیاء اس سال ہریت انہما کو قبول فرما اور مجھ عاصی پر عاصی کے
واسطے ذریعہ نجات بنا

ربنا لا تقناخذنا آن نسينا و اخطانا ربنا ولا تحمل علينا امرنا كما حملته على
الذين قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقه لنا به و اعف عنا و اغفر لنا و ارحمنا
امت مولنا فالضرنا على القوم الكافرين و صلى الله على خير خلقه محمد و آلہ
و اصحابہ اجمعين برحمته يا ارحم الراحمين و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

تمام شد

محضر نامہ علماء شیعہ متین و رسا و حامی بن دیوبندی بہ نسبت شیخ احمد صاحب شیعہ جدیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت علماء و رسا و دیوبند ضلع سہارنپور بغرض کشف حقیقت حال یہ گزارش
ہم خدام علماء کی ہے کہ شیخ احمد صاحب دیوبندی شیعہ کی نسبت ہم
لوگوں کو اخبار غشت لکھ پونچے۔ بعض اشتہارات میں شیخان اگرہ
و لکھنؤ وغیرہ سے اول کی نسبت یہ شہر کیا ہے کہ مولوی شیخ احمد صاحب
دیوبندی مولف رسالہ انوار الہدیٰ علماء دیوبند کے رکن عظم شمار
ہوتے ہیں اور عالم و فاضل گنے جاتے ہیں اول اہلسنت میں ایک
رکن رکین تھے اب اہل تشیع کے لیے مایہ فخر زیب و ملت ہیں۔
دوسری جماعت معتبرہ سے یہ مسموع ہوا کہ شیخ احمد صاحب کو
عالم و فاضل نہیں اور نہ علماء دیوبند کی طرح جنکی شہرت اکثر اطراف عالم
میں پھیلی ہوئی ہے یہ بھی مشہور ہوتے اور ایسے گناہ کیوں ہوتے
کہ سوائے چند شیعہ کے کوئی اونکا نام بھی نہ جانتا یہ صرف وہو کہ اور فریب
حضرات شیعہ کا ہے کہ اونکی نسبت ایسے الفاظ لکھ دیئے۔ اب ہم طالبان
حق آپ حضرات رسا و علماء ساکنان دیوبند و واقفان حقیقت حال سے
یہ گزارش کرتے ہیں کہ جو کچھ حق ہو بلا کم و کاست تحریر فرمائیے کہ اہل
اشتباه کے شکوک رفع ہوں اور آپ کو اجر و این حاصل ہو۔ بینوا توہید و

الجواب

ملا رب شیخ احمدؒ مذکور دیوبند کے رہنے والے ہیں نہ عالم ہیں نہ اہل علم و فضل سے اونکو کوئی تعلق و ربط بلکہ جیسے اس زمانہ میں کچھ ہی تحصیل کے ملازم کچھ شدہ بیدہ فارسی اردو میں حاصل کر لیتے ہیں اس قسم کے ہیں چنانچہ اہل انصاف اونکی تالیف کو بھی دیکھ کر ہماری معروضات کی تصدیق کر سکتے ہیں علم عربی و تحقیق دین سے اونکو کچھ مناسبت نہیں اس کو چہ سے شخص نابلدہ ہیں جہلاؤ سفہاء کے لیے بیشک مایہ فخر و افتخار ہونگے مگر اہل علم سے تو وہ ہمیشہ جان چراتے پھرتے ہیں اور خود ہم لوگوں سے اسی قصہ دیوبند میں اونکو بعض معاملات پیش آئے جس میں محض الاجاب اور ساکت ہونے اور اپنی جہل و نادانی کے خود مقرر ہوئے ایک خط اونکی قلم کا لکھا ہوا چھپا ہوا موجود ہے جس میں وہ خود مقرر ہیں اپنے لاعلم اور جاہل ہونے کی تصدیق کے لیے اونکی کسیت عبارت درج اشتہار ہذا ہے رقعہ پیش کرنے سے پہلے اس قدر اور عرض ہے کہ ایک گفتگو جو خود ہم لوگوں کو اونکے ساتھ پیش آئی جس سے اونکا جھل پوری طرح سے منکشف ہو جاوے گا وہ یہ کہ شیخ احمد صاحب مذکور نے چند اعتراض جو اونکے اکابر پہلے سے کرتے چلے آئے ہیں مذہب اہل سنت پر پیش کئے اونکے جوابات دندان شکن دیئے گئے اور ترجمہ احادیث اونکو سنا کر ساکت کیا گیا اونکی جانب سے سوائے سکوت و تسلیم اور کچھ نہ تھا ہیبت اہل حق سے نہ جواب میں کچھ نقص پیش کر کے نہ گویائی و بیان کی نوبت آئی محض سکوت رہتا یا تسلیم آخر میں ہم لوگوں نے یہ کہا کہ شیخ صاحب اب تو بے ترجمہ

صحیح کر کے آپ کو مطالبہ تادیب پر وقت کیا اور حق سمجھا دیا اگر بالفرض ہم بالکل ترجمہ برعکس کر کے آپ کو سنا دیں جب بھی آپ ہاں ہاں ہی کرینگے اس قدر اوروں کو مان کر یہ بھی جھوٹا ترجمہ برعکس بیان کرتے ہیں اسپر شاید نداشت ہوئی ہو کہ اس علم عقل پر اہل علم سے اور بچہ نادانانی سے بہت بعید ہے مگر سمجھتے اور فہم ہونے تو پھر کیوں اس کو پیر میں قدم رکھتے اور دھوکے علم کا کر کے ضلوا و اغلو اس کے مصداق ہوسکتے اور وعید میں افتی بغیر علم کا بار اپنے سر پر کھتے سچ سے بہت بڑی بھلائی اور دی کو اب ہم عبارت موعود ورج است تھا۔ فرما کرتے ہیں جو خود اس کے قلم کی لکھی ہوئی مطبوع ہو چکی ہے اس لئے ہرگز

نقل خط شیخ احمد رضا دیوبندی اور انھوں نے جو بعض علماء دیوبند لکھا تھا
حضرت مولوی صاحب جو بات جو کہ اپنے بیچے ہیں وہ واقعی نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہیں جس معاملہ میں مجھ کو شک واقع ہوا تھا وہ معاملہ اسطے ہو گئے (اوس خط کے آخر میں یہ بھی لکھا ہے) اور سال جب کو پوچھنا کسی امر کا مستند رہتا ہے وہ کس پوچھے سوای عالم کے آخر۔

راقم بندہ شیخ احمد انتہی عبارت۔

پس درحقیقت شیخ احمد صاحب مذکور خود سائل عامی ہیں علم و فضل تو اون میں کیا ہوتا فہم و لیاقت سے بھی جاری ہیں جس شخص نے اون کی نسبت عالم و فاضل یا علمدار و دیوبندین رکن عظم ہونے کا اشتہار دیا محض غلط لاصل ہے مشہرین کو اصل حال کی خبر نہیں رہنا ایسی جرات نہ کرتے البتہ شیخ احمد صاحب تعجب ہے کہ اونہوں نے باوجود اطلاع ہونیکے مشہرین کو ایسی تعریف کا وہ سہو نہ کیا چلاوٹ زردی کہ کچھ چلے داد۔ بندہ عزیز الرحمن دیوبندی خادم مدبرہ عربیہ دیوبند

یہ جواب جو سائل کے سوال کا جس صاحب نے لکھا ہے اس کی تصدیق بندہ مہتمم
 مدرسہ اسلامیہ دیوبند بھی کرتا ہے کہ جو کچھ جواب میں تحریر کیا ہے بلا کم و کاست
 راست اور درست ہے یہ شیخ احمد صاحب نے پہلے مولوی یا عالم تھے
 نہ اب میں عربی وغیرہ سے انکو کسی طرح مناسبت ہی نہیں ہے بلکہ بڑا ناواقف
 یہ اپنے دین سے بھی واقف نہ تھے۔ وقوف دین تو دور کنار روزمرہ کے
 مسائل جو وضو اور نماز کے برتاؤ کے ہیں ان سے بھی محض ناواقف اور
 سید علم تھے جب انھوں نے اپنا مذہب تبدیل کیا تو دوسرے فریق
 میں عالم کھلائے البتہ یہ کہو یہ فخر ہے کہ دیوبند کے بے علم دوسرے مذہب
 والوں کے بیان عالم کھلاوین۔

محمد عابد مہتمم مدرسہ دیوبند

جناب حاجی محمد عابد صاحب نے جو بانیت شیخ احمد صاحب تحریر فرمایا ہے
 میری رائی میں بالکل درست و راست ہے کم و کاست ہے۔

ذوالفقار علی عفی عنہ ممبر مدرسہ دیوبند

احقر کو جو کچھ شیخ صاحب مذکور سے چونکہ اتفاق بہکلامی ہوا ہے
 اور نیز مجملہ داری کا بھی عداوت ہے اس لیے ان کے حالات بعض مفصل
 معلوم ہیں سو نظر پرین امور یقیناً لکھا ہوں کہ جو کچھ ان کے بارے میں لکھا گیا
 ہے اس میں اصلاً مبالغہ نہیں بلکہ وہ اس بیان سے بھی زیادہ کے مستحق ہیں

محمد حسن عفی عنہ مدرسہ دیوبند

سیان شیخ احمد کی نسبت جو امور واقعہ و صحیحہ تحریر ہوئے ہیں اگر
 کسی ناواقف کو اس میں شک و شبہ ہو تو ان سے کوئی عبارت عربی

لکھا ہوا پڑھا کر دیکھ لین اسو سر و ضہ کی بخوبی تصدیق ہو جائیگی۔

خلیل احمد عفی عنہ رئیس دوم ایضاً ضلع سہارنپور
شیخ احمد صاحب دیوبندی کی نسبت جو کچھ صدر میں لکھا گیا بہت صحیح و درست ہے

احمد حسن دیوبندی عفی عنہ
ابن سولومی متاب علی صاحب
مرحوم رئیس دیوبند
اس میں شیخ احمد شیعہ دیوبندی کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے میں اس کی
تصدیق کرتا ہوں

محمد اسعد حسن عفی عنہ ابن سولانا
رشدید احمد صاحب گنگوہی
نسبت شیخ احمد صاحب دیوبندی کے جو کچھ عبارت مذکورہ میں
میں لکھا ہے درحقیقت وہ اس کے لائق ہیں۔

محمد شفیع عفی عنہ رئیس دیوبند
بندہ نظیر احمد صدیقی ممبر مدرسہ
کوٹلوی رئیس دیوبند
شیخ احمد صاحب کی نسبت جو کچھ تحریر فرمایا گیا ہے درست اور حق ہے
واقعی امر یہ ہے کہ ان کو علوم عربیہ سے خواہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ
کسی درجہ میں اور لگاؤ نہیں البتہ اردو کے تراجم دیکھ کر عالم بن بیٹھے

واللہ اعلم وعلماؤکم۔

حبیب الرحمن عفی عنہ

واقفی شیخ احمد صاحب ویسے ہی ہیں جیسا اونکی نسبت ان حضرات نے
تحریر فرمایا ہے اونکو مولوی صاحب کی شیعہ ہی راضی ہوتے ہوں گے
یہاں تو عوام میں شمار ہوتے ہیں اور علم کے تو نام سے بھی واقف نہیں
اب تک یہ حال ہے کہ جب مکان تشریف لاتے ہیں تو خوف اہل حق کی
گھر کے گوشے سے باہر قدم رنجہ نہیں فرماتے دیوبند سے باہر جا کر جو
چاہیں فرمایں۔

محمد حسن عفی عنہ مدرس امداد الحق عفی عنہ دیوبندی بندہ احمد علی عفی عنہ
مدرسہ عربیہ ابن مولوی ابن حاجی سراج الحق صاحب
ذوالفقار علی صاحب مرحوم رئیس دیوبند
رئیس دیوبند

اس ناکارہ نے اپنے تمام سین شعور پچاس برس میں کوئی امر عالمانہ
یا تحقیق واقفانہ یا کوئی عمل و چال و چلن طالب علمانہ کے ساتھ نہیں کیا
نذکور کو موصوف نہیں پایا لہذا تہمت کلمہ و فضل کی اونکے ساتھ نہیں
بالکل غلط ہے البتہ خود بین ہیں یا آنکہ محض ناواقف علم سے ہیں اور آپکو
واقف جانتے ہیں صورت دار ہیں جیسور و غیرہ میں مختار ہیں خوش پوشاک
ہیں خوش خوراک ہیں اگر مذہب اہل تشیع میں ان امور کا نام علم ہے
فضل ہے رکن عظیم ہے مایہ فخر و زیب ملت ہے تو بیشک اونکو

اسکے زیادہ تصور فرمائیں مگر حق کے خلاف ہے کذب مرجح ہے غلطی متا
صاف ہے فقط

العبد
مشتاق احمد عفی عنہ یونانی یعنی حکیم شتاق احمد ضارین یونانی ممبر سہ سالہ یونانی
شیخ احمد شیعہ کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے میں تصدیق کرتا ہوں۔

العبد
محمد حسین عفی عنہ عثمانی عرف دیوان بندہ محمد ضیاء الحق عفی عنہ بن مولوی
امہ دیار یس دیوبند محمد صابر مرحوم دیوبندی

سیان شیخ احمد ایک پیری برادری کے آدمی ہیں اونہوں نے بہانہ تک مجھ کو
علم ہے نہ کسی مدرسہ عربیہ میں علوم دینیہ کی تعلیم پائی نہ کوئی اونکو عالم یا مولوی
اس شہر میں جانتا ہے اکثر سادات باڑہ میں کا زندہ روسا اہل تشیع کے رہے
ہیں اوسے طرف آپ کے اعتقاد مائل بہ رفض ہوئے اب ریاست جیو پور
میں وکالت کرتے ہیں عبارات عربیہ کے معنی بھی درست نہیں جانتے
ہیں اور الفاظ درست نہیں پڑھ سکتے ہیں ان جیسے ناخواندہ شخص یونانی
مزا اولہا کچھ کچھ واقف ہو جاتا ہے ایسے یہ بھی کچھ کچھ رہا سنتے ہیں اب
یونان معلوم ہوا کہ وہ عالم زبردست مشہور ہیں مجھ کو اون کا عالم یا مولوی
ہونا اس وقت معلوم ہوا بندہ اور دیگر اشخاص شہر انکو ایک دنیا دار
شخص سمجھتے ہیں کسی قسم کی کوئی فضیلت علمی انہیں نہیں ہے وادہ اعلم

العبد
محمد صابر علی عفی عنہ مدرسہ عربیہ ساکن دیوبند

تقریباً ہر علم کلام واقف فنون تمام محبت الیٰ صاحب خیر الامام
علامہ زبان ہو لوی محمد بناری خان صاحب اکبر آبادی ادا مہمہ کرات

الحمد لله رب العالمين و صلوة على رسول الكريم و على آله و صحابه و ازواجه و ذرية جميعين
واضح ہو کہ فی الحال جن تشعین متعصبین و مخالفین متعصبین نے یوں ساوس شیطانی
و ہوا جس نفسانی کے دائرہ اسلام سے خارج ہو کہ نسبت صحابہ کبار
جان نثار سید المرسلین خاتم النبیین جو افضل خدا مصداق لفظ
صبر و الذین معہ اشداء علی الکفار و عاصیہم کے بالیقین ہیں قانون
ناہنگام سوا و نامہ انوار الہدیٰ و تہذیب تارک کس لفظ میں کج
آہنگی کی ہے بغایت خدا و بہرکت سید الانبیاء بموجب
کلوخ انداز را پاداش سنگت۔ ویسے ہی اٹکے ہذیانات ناشائستہ کے
جوابت برجستہ رسالہ بدرالبعث میں درج ہوئے تاکہ اہل بغض
کے دلون پہ کہ مستحق شتمہ آ یہ کریمہ لیغیظہم الکفار کے ہیں
واغ جانسوز حیرت و حسرت کا قیامت تک باقی رہے فی الحقیقت
یہ اردو رسالہ ہدایت قبالہ قلیل الضحامت کثیر المنفعت واسطے سرفہ
اتهام باطلہ و دفع الزام عاطفہ جو بدلائل موافق سداً مخالف آیات
بینات و احادیث سرور کائنات کے ہیں کافی ہے و بنا بر تلح و تمح
مرض لا علاج فی قلوبہم مرض مرصیان اہل نفاق کے طبیعت انی بشرطیکہ اپنی حرکات
نا ملائم سے پہنچ کر جن نہ و صورت باوہ گوئی سزاوار قطعہ بیدل کے ٹھہر چکے قطعہ

کذا انکار و تعصب نے اسے آتش و نطفی
بہیتر سیروی از خود نہ کرنا کجبا اگتی

بسوز امی سرکش ناپاک کی دم بیاسانی
نہاد اشک شویہ جز جہنم واسن دیگر

قطع تاریخ عمدۃ المتکلمین و زبدۃ المناظرین فصیلت و معرفت
و سنگاہ حافظ مولوی رحیم اللہ صاحب اکبر آبادی اوام احمد فیضیہ

میںے مائت شیعہ من بیان فائستع میںے
تبصدیقش زبان کجنا واصلہ سی و سببے
تبرؤ یا اخی ما شطعت لکن لا لکوسے
صفائی سینہ صحاب شہد از شرح مستغنی
کفیل دین بران دلیل لمی و لیسے
کتابے جامع و مانع بحث شیعہ و سنے
اگر سب و تفتہ رکنی زانجلہ مستثنے

بوصف قلت حجم کتاب و صوت معنی
محمد شہد جاگیر خان و شیخ تاملزا
گناہ صبت آل و جب صحاب نبی دارم
تزو عنان خود چو یزدان گفت مانی نصرت علی
بود بدرد لاجبی اتفاق حق ابطال باطل را
بفکر سال و تاریخین چو شعی فرت ہائے گفت
بسال ہجریں ہم پی توان بردن باسانی

قطع تاریخ مولوی محمد عبدالرحیم صاحب انبیٹھوی

جو ہر سے جسکے سینہ شیعان و کار ہر
پراہل نبض کے لیے ہر حرف خاسا ہر
سن ہجری نہ ہر تین سو ہر یکہزار ہر
سن عیسوی کے لکھنے کو لہ بقیار ہر
بدرد لاجبی شیعہ و نیکے لیے ذوالفقار ہر
۱۸۹۷ء

واللہ یہ کتاب تسنن کی سیف ہر
مضمون جملہ اوسکا ہر مثل گچن
پوچھی خرد سے سال نو بولی کہ لکرا ہر
دو بارہ عرض کی کہ بتا امی عزیز جان
بولی خرد سراہن سبا کا تراش کے

اشہد ہمارے یہ کتاب حسب نشانہ قانون مطابع داخل رجسٹر ہی گورنمنٹ کرادی گئی
سہلند التماس ہے کہ کوئی اہل مطبع یا دیگر اشخاص بغیر اجازت ارادہ طبع کا تقاضا
ورنہ لبوض نفع کے نقصان اوٹھائے گئے
العبد محمد جاگیر خان مولف کتاب ہذا۔

غلط نامه

| ردیف | غلط | صحیح | نیم | غلط | صحیح |
|------|-----|------------|-----|-----|--------------------|
| ۱ | ۴ | قلبک | ۵۷ | ۱۷ | حلمتوسه |
| ۲ | ۳ | باسان | ۶۱ | ۱۷ | مباد |
| ۳ | ۱۳ | لته | ۶۴ | ۱۸ | علیا |
| ۴ | ۱ | جاده | ۶۷ | ۲۰ | الکاک |
| ۵ | ۱۹ | فضلکم | ۶۸ | ۴ | علیم |
| ۶ | ۸ | یشووالدار | ۷۷ | ۷ | مجر با |
| ۷ | ۴ | والاخوانا | ۸۲ | ۹ | رستو یطیکت بک فخری |
| ۸ | ۷ | سبقتون | ۱۱۳ | ۲ | دهر |
| ۹ | ۹ | یشونهم | ۱۲۰ | ۳۸ | بایتمونی |
| ۱۰ | ۸ | ایدی الناس | ۱۷۷ | ۱۹ | القی |
| ۱۱ | ۱۵ | کاک | ۱۸۳ | ۴ | فرج |
| ۱۲ | ۱۰ | اولعوا | ۲۰۰ | ۱۸ | الیه |
| ۱۳ | ۱۰ | عن الیوی | | | |

